Thomas Hardy کے ناول

(The Return of The Natives)

کا اردو ترجمہ مع تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

مقالہ نگار

صباحت مشتاق

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جنوری ۲۰۱۹ء

Thomas Hardy کے ناول
(The Return of The Natives)
کا اردو ترجمہ مع تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

مقالہ نگار

صباحت مشتاق

یہ مقالہ

ایم فل (اُردو)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا

فیکلٹی آف لینگویجز

(اُردو زبان و ادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جنوری ۲۰۱۹ء

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف ہائیر لینگو ئجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: Thomas Hardy کے ناول (The Return of The Natives)
کا اردو ترجمہ مع تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

پیش کار: صباحت مشتاق رجسٹریشن نمبر:1203/M/U/S16

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ: شعبہ زبان و ادب اردو

ڈاکٹر خالد اقبال یاسر (نگران مقالہ) ____________________

ڈاکٹر نازیہ یونس (شریک نگران مقالہ) ____________________

پروفیسر ڈاکٹر محمد سفیر اعوان ____________________
ڈین فیکلٹی آف لینگو ئجز

بریگیڈئر محمد ابراہیم ____________________
ڈائریکٹر جنرل

____
تاریخ

اقرار نامہ

میں صباحت مشتاق حلفیہ بیان کرتی ہوں اس مقالے میں پیش کیا گیا مواد میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز اسلام آباد کے ایم فل اُردو سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر خالد اقبال یاسر اور ڈاکٹر نازیہ یونس کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں ہے اور نہ آئندہ کروں گی۔

____

صباحت مشتاق

مقالہ نگار

فہرست ابواب

مقالے کا دائرہ کار

ترجمہ زبان وادب کے جمود کو توڑنے کی ایک کوشش کا نام ہے جو نئے خیالات وافکار کے ساتھ ساتھ زبان کی چاشنی اور اسلالیب کی ندرت کا سبب بنتی ہے عصر حاضر میں تہذیبوں کی قربت اور تعارف کا عمل تیز تر ہونے کی بدولت ترجمے کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اگر بات ہو انگریزی سے ادبی متن کے ترجمے کی تو یہ اس سلسلے میں ثقافتی قربت و تفہیم کی طرف ایک اہم قدم ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ علاقائی و ثقافتی حوالے کی رہنمائی کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ ان مباحث کی روشنی میں تحقیقی مقالے کے اصل موضوع کی جانب بڑھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

ترجمے کے ساتھ تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جن میں مصنف کے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

مقالے کا بنیادی موضوع ناول کا ترجمہ اور حواشی کی مدد سے مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی وضاحت ہے۔ ناول نگار نے تاریخی اور مذہبی حوالے سے بہت سی اصطلاحات اور نامور لوگوں کے نام استعمال کی جو وضاحت طلب تھے پہلا باب ترجمے کے اصول مباحث اور ناول اور ناول نگار کے مختصر تعارف پر مبنی ہے۔

دوسرا باب متن کا ترجمہ اور حواشی کی مدد سے وضاحت پر مبنی ہے۔ تیسرا باب ناول کے فکری و فنی جائزے پر مبنی ہے جس میں رومانوی، سماجی، معاشرتی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے زندگی کے متعلق ہارڈی کے نقطہ نظر کی کسی حد تک وضاحت کی گئی ہے۔ جس میں ناول نگار کے اسلوب، پلاٹ، کردار نگاری، منظر نگاری اور صوتی اثرات پر بحث کی گئی ہے۔

چوتھا باب مذکورہ ناول کے مجموعی جائزے پر ہے اسی باب کے آخر میں مقالے کا مجموعی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور پھر سفارشات اور نتائج مرتب کیے گئے ہیں۔

ABSTRACT

Translation is simultaneously a theory and a practice, the translator besides dealing with the difficulties inherent in the translation of Prose, must think of the artistic features of the text, its exquisiteness and approach as well as its marks (lexical, grammatical and phonological). He should not forget that the stylistic marks of one language can be immensely different from another. As far as the whole text is concerned, it is simply impossible to transfer all the messages of original text to the target text.

But translator can try to find aquiline in translation and show the cautious nature of their assertions accordingly. In this way he can request the readers to join and select which translation venders the thoughts, notions and words of the original text correctly.

Meaning of the translation is supposed to be same in both languages besides this, safety of worthiness of content ought to be assured collectively. Translation brings cultures together and in each translation there will be a deformation between cultures. So translation is not only a part of community of readers but it also comes in contact with other community by negotiating with it. And I have tried to make such a humble effort to translate the master piece of Hardy and given it a readable form for the Urdu readers.

Translation is a way to bridge the gap of cultural differences between languages and two nations and civilization. It brings new themes, new styles and new taste to the language and enriches it with feeling. Its importance has been increased in the contemporary situation of knowledge exploration and dialogue between opposite civilization. Hardy has been one of my favorite novelists in English literature due to his realistic theme and grand style. It was my cure wish to translate it into Urdu. My manuscript on this topic of translation comprises following chapters.

In the first chapter, translation, its types, techniques and general problems of translation has been discussed along with this, a brief introduction of novelist is given. 2nd

chapter comprises translation of the text that consist of sic books. Further unfamiliar words and terms are explained on foot notes.

In the third chapter, critical analysis of the novel is done subjective thematic and stylistically analysis of the respective novel has been done in this chapter. The whole discussion has been concluded in the fourth chapter and finding results are presented and recommendations have been made in the light of this research.

مقالے کا مقصد

ترجمہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے متنوع ثقافتوں اور مذاہب کو قریب لایا جاسکتا ہے۔ اس کی مدد سے فاصلے سمٹ سکتے ہیں اور خلیج کو باٹنے کا موقع میسر آتا ہے۔ انگریزی اور اردو زبان کے ادب میں ایم۔اے کرنے کے بعد میرا فطری رجحان اس جانب تھا اور پھر محترم استاد ڈاکٹر نازیہ یونس صاحبہ کی رہنمائی میں میں نے یہ فیصلہ کیا کہ دونوں زبان کے ادب کو قریب تر لانے کی کوشش ترجمے کے ذریعے بار آور ثابت ہو سکتی ہے۔

چونکہ ہاردی میرا پسندیدہ کلاسیکل ناول نگار ہے اور مذکورہ ناول میرا پسندیدہ ناول تھا اس لیے جب مقالہ لکھنے کا موقع آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ اسی ناول کو اردو میں ترجمہ کیا جائے گو کہ مخاطب کے باعث مجھے بعد ازاں کافی تکلیف اٹھانا پری جو کہ مقالہ نگاری کے کٹھن عوامل میں شامل ہے لیکن مقالہ کے انتخاب کا بنیادی مقصد دونوں زبانوں اور ثقافتوں کو قریب تر لانا ہے جس کے ذریعے اردو زبان کی کم مائیگی کے تاثر کو کم کرنے میں مدد ملے گی کیونکہ اردو زبان کے اندر دنیا کی کسی بھی زبان کو سمونے کی صلاحیت ماجود ہے۔

اظہارِ تشکر

سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں جس کے سہارے نے میرے قدم مضبوط رکھے اور اس مقالے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے بعد میں اپنے بیٹے کی شکر گزار ہوں کہ جس وقت پر اس کا حق تھا میں نے وہ وقت اس میں صرف کیا۔

اس کے بعد میں ہر درجہ اپنی شفیق اور مہربان استاد اور نگران محترمہ ڈاکٹر نازیہ یونس کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اگر ان کی رہنمائی اور تعاون قدم قدم پر شامل نہ ہوتا تو یقیناً میں یہ کٹھن مرحلہ طے نہ کر پاتی اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے نگران ڈاکٹر خالد صاحب کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر مرحلہ میں مجھے رہنمائی اور تعاون سے نوازا۔

آخر میں اپنے کمپوزر ابرار صدیقی کا بھی کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنھوں نے نہایت محنت اور لگن سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

صباحت مشتاق

باب اول:

حصہ الف۔ ا۔ تعارف

انیسویں صدی انگریزی ادب میں ناول کے حوالے سے اس لیے قابلِ توجہ اور اہم ہے کہ اس میں نئی سوچ اور نیا آہنگ نظر آتا ہے۔ اس عہد کے ناول نگاروں نے جاگیردارانہ اور اونچے طبقے کی بجائے درمیانے طبقے کے لوگوں کے مسائل کو موضوعِ سخن بنایا اور اسی روش نے آگے چل کر حقیقت پسندی کا نام لیا۔

تھامس ہارڈی کا نام بھی ان ناول نگاروں کی فہرست میں نمایاں نظر آتا ہے جنھوں نے اپنے لیے اس نئی ڈگر کا انتخاب کیا۔

The Return of the Natives بھی ہارڈی کے اُن نمایاں ناولوں میں سے ہے جو اُس کی وجہ شہرت بنا۔ اُس نے یہ ناول ۱۸۷۸ء میں لکھا۔ ناول کی منظر نگاری انگلینڈ کے علاقے Wessex میں کی گئی ہے جو ہارڈی کا آبائی وطن تھا۔ یہ ایسے نوجوان کی کہانی ہے جس نے اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ پیرس میں گزارا لیکن وہاں اُس کو شہری طرزِ زندگی کچھ زیادہ پسند نہ آیا اور وہ واپس گاؤں آگیا۔ شہری ماحول میں زیادہ وقت گزارنے کی وجہ سے اُس کے مزاج میں بدلاؤ آگیا تھا جس وجہ سے وہ اپنے آبائی شہر میں بھی زیادہ مطمئن نظر نہیں آتا۔ وہاں اُس نے اپنی پسند کی شادی کی لیکن وہ بھی اُس کے لیے کوئی خوشگوار تجربہ ثابت نہیں ہوا اور یوں اُس کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مجموعی طور پر اس ناول میں ہارڈی نے نوجوان نسل کے رویوں، احساسات اور ہیجانات کو ضبطِ تحریر میں لایا ہے۔

۲۔ تحقیق کی اہمیت:

ترجمے کی اہمیت سراسر افادی ہے۔ ترجمہ کی ضرورت تہذیبی نشوونما کے لیے بھی لازمی ہے کیونکہ تہذیبیں ایک عرصے کے بعد اپنے سرچشموں کو خشک کر دیتی ہیں۔ کئی ایک دوسری ادبی سرگرمیوں کی طرح ترجمہ کا عمل بھی انسان کو انسان کے قریب تر لاتا ہے۔ یہ زبان کی ساخت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ خیالات اور جذبات کو بیان کرنے کے نئے نئے اسلوب مل جاتے ہیں۔ تحقیقی لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو نئے الفاظ وضع

ہوتے ہیں اور فکر اور تحقیق کے لیے نئے سانچے اور نئے اسالیب ملتے ہیں۔ ترجمہ اصل میں دو زبانوں اور تہذیبوں کے مابین پُل کا کام کرتا ہے۔ اس سارے عمل میں درآمد اور برآمد کی دونوں کیفیتیں شامل ہیں۔

۳۔ بیانِ مسئلہ:

ناول کا اردو میں ترجمہ کیا گیا اور حواشی اور تعلیقات میں وضاحت کی گئ ۔ اس کے ساتھ ساتھ ناول کا فکری و فنی مطالعہ بھی کیا گیا۔

۴۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق:

اگرچہ ناول نگار پر انگریزی زبان کی حد تک بہت کام ہو چکا ہے۔ لیکن اردو زبان میں اس پر کوئی تحقیقی و تفہیمی کام سر انجام نہیں دیا گیا۔

۵۔ تحدید:

مجوزہ تحقیق کا محور تھامس ہارڈی کے ناول کا اردو میں ترجمہ اور تجزیاتی مطالعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں ترجمہ کی روایت، ضرورت اور اہمیت کا مطالعہ کیا جائے گا۔ ناول نگار کا پسِ منظر اور ادبی خدمات پر مختصر روشنی ڈالی جائے گی۔

۶۔ مقاصدِ تحقیق:

۱۔ مذکورہ ناول کو اردو میں ترجمہ کرنے سے اردو ادب کے ذخیرہ میں اضافہ کرنا مقصود تھا۔

۲۔ موضوعاتی اور فنی حوالے سے مصنف کے اندازِ بیان کا جائزہ لینا۔

۳۔ اردو زبان کی تشکیل اور وسعت کے لیے اس میں نئے تصورات، الفاظ اور جذباتی پیراؤں کو منتقل کرنا اس تحقیق کا مقصد تھا۔

۷۔ تحقیقی سوالات:

۱۔ مجوزہ تحقیق میں ترجمے کے دوران کونسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیئے اور با محاورہ ترجمہ کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ ایک مترجم کو دوران ترجمہ کن امور کو مد نظر رکھنا چاہئے؟

۳۔ ناول کے موضوعات کی نوعیت کیا ہے اور کس طرح ناول نگار نے ان کی مدد سے تہذیب و ثقافت کو اجاگر کیا ہے؟

۴۔ ہارڈی کی زبان و بیان کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں اور اس کی مدد سے وہ کس طرح اپنے کرداروں کو حقیقی زندگی سے قریب تر پیش کرتا ہے؟

۸۔ تحقیق کا طریقہ کار:

مجوزہ تحقیق چونکہ متن کے ترجمے پر مبنی ہے اس لئے اس تحقیق میں لسانیاتی طریقہ کار کا اختیار کیا گیا۔ ادبی ترجمے کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ یہ بامحاورہ کیا جائے اور جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اُسی کے روزمرہ ضرب الامثال، تشبیہات، استعارات و کنایاے ت اور موزو اوقاف سے کام لیا جائے تا کہ ترجمہ کے اندر ادبی رنگ بھی آجائے اور تحریری طبعزاد بھی نظر آئے۔

ادبی ترجمے کے لیے ادبیت کا حامل ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا ابھی از حد ضروری ہے کہ مصنف کی بات کو اس طرح سے بیان کیا جائے کہ اس کی اصل حیثیت مسخ بھی نہ ہوا اور ترجمہ بامحاورہ اسلوب کے ساتھ بھی ہو جائے۔

۹۔ پس منظری مطالعہ:

بنیادی ماخذ اور ترجمے کے طریقے کار کو سامنے رکھا جا گیا۔ اُن تمام کتب سے استفادہ کیا گیا جو اس سے متعلق ہیں۔ ہارڈی کے احوال و آثار اور اس کے کام پر لکھی گئی کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

باب اول:

حصہ ب: ترجمہ: اصولی مباحث

تعارف:

ترجمہ ایک نہایت پیچیدہ تخلیقی عمل ہے جس کو محض نقالی اور مفہوم کی ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل قرار دیا جاتا تھا اور اس کو تخلیقی عمل سے کم تر درجہ کا تصور کیا جاتا تھا۔ انگریزی میں ترجمے کے لیے (Translation) کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا مفہوم پارے کر جانا ہے۔ گویا مترجم خیال و معانی کو ایک زبان کے کنارے سے دوسری زبان کے کنارے تک لے جاتا ہے۔

نثری تراجم میں ناول، ڈرامے، مختصر کہانیاں، اساطیر اور سوانح کا ترجمہ شامل ہے۔ ترجمہ ایک ایسی تخلیقی سرگرمی ہے جس کے اندر ایک زبان کا تحریری مواد دوسری زبان میں از سرنو تخلیق کے مراحل سے گزرتا ہے۔

چونکہ ماخذ اور محصل دونوں زبانیں دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتی ہیں اس لیے پہلی مشکل جس کو مترجم کو سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ان اصطلاحات کا انتخاب ہے جو معانی کو ممکنہ حد تک وفاداری کے ساتھ پہنچا سکیں۔ اسی طرح کہانی اور ناول کے عنوانات کا انتخاب بھی حد درجہ کٹھن مرحلہ ہوتا ہے جیسا کہ موجودہ کہانی کا عنوان ہے جس میں Natives کا صحیح متبادل تلاش کرنا کٹھن عمل تھا کیونکہ مترجم نہ صرف الفاظ بلکہ احساسات، طنز و مزاح اور اسی طرح کے نازک عناصر کو بھی بیان کرتا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ معانی و مطلب کو ایک برتن سے دوسرے برتن میں انڈیلنے کا نازک عمل ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم اپنے خیالات کو الفاظ کے سانچے میں ڈھال کر ان کو صفحہ قرطاس پر لاتے ہیں اور یوں ترجمہ ادبی تخلیق سے بالکل مختلف ہے کیونکہ اس کے وجود کا انحصار متن پر ہوتا ہے۔

والٹر بنجمن کے مطابق:

> "ترجمہ اصل متن کا اظہار نہیں ہے نہ ہی اس کا تعلق خبر رسانی سے ہے اور نہ ہی معانی کی ترسیل کا ایک نظام ہے بلکہ ان سب سے بڑھ کر یہ متن کا عرق نچوڑنے کی ایک کوشش ہے"۔[۱]

Translation does not indicate an original text it has no relationship with communication, its purpose is not to carry meaning, but rather strives to entract of the text 1.

متن اور ترجمہ کے تعلق کو اس تصویر سے واضح کیا جا سکتا ہے۔
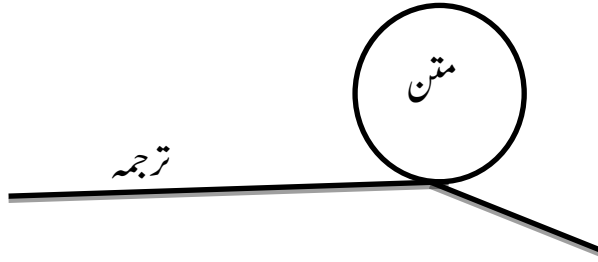
ترجمہ متن کی پر چھائی ہے اور اس سے جدا نہیں ہو سکتا کبھی بھی ترجمے کو متن سے الگ رکھ کر نہیں دیکھ سکتے۔ اس کا جائزہ ہمیشہ متن کو سامنے رکھ کر لیا جاتا ہے۔ اس لیے ترجمے کا تعلق اصل تصنیف سے وہی ہے جو شہاب ثاقب کو نجوم سے ہے۔ مترجم کو اپنی شخصیت کو بھلا مصنف کا عکس ترجمے میں دکھانا چاہیے۔

ابتدا میں تو مترجم کے سامنے دونوں زبانیں ہوتی ہیں اور وہ بڑی احتیاط سے ترجمہ کی کوشش کرتا ہے تمام متن کو من و عن ترجمہ کرنا نا قابل عمل محسوس ہوتا ہے اس لیے ذاتی خیال کے مطابق ترجمے کی نوک پلک سنوارتا ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ترجمہ خود مختاری اور غلامی کے درمیان کا ایک راستہ ہے۔ ترجمہ میں توازن کا تصور دراصل آزاد اور لغوی ترجمے خوبصورت اور وفادار اور فطری اور صحیح ترجمے کے بیچ ہچکولے کھاتا ہے جس کی بنیاد اس نظریے پر ہے کہ ترجمہ مصنف یا قاری کے حق میں یا پھر ماخذ زبان کے حق میں ہے۔ تاہم "متحرک متوازن ترجمہ" کا تصور بہت اہم ہے اور مترجم کو اس کا اندازہ ہونا چاہیئے۔

۳۔ نثر کے ترجمے کے دوران مسائل:

ترجمہ ایک کٹھن مرحلہ ہے جس کے دوران بہت سے مسائل پیش آتے ہیں کیونکہ ہر زبان دنیا کو ایک متنوع تناظر میں پیش کرتی ہے اور اس کے اپنے صرف و نحو کے اصول ہوتے ہیں سب سے اہم مسئلہ جو مترجم کو پیش آتا ہے ان میں صرف و نحو کے متفرقات، غیر دانشمندانہ، مبہم اصطلاحات اور مخففات، ترجمے کی ناممکنات اور مخصوص ثقافتی اظہار شامل ہیں۔

حوالہ جات جن کی بنیاد پر کچھ مفکرین کے خیال میں ادبی ترجمہ ناممکن ہے کیونکہ ایک مترجم کو مختلف تہذیبوں کے پیچ تفرقات کی پیچیدگیوں کا سامنا کرتا ہے۔ کوئی بھی دو زبانیں اس حد تک مماثل نہیں ہو سکتیں کہ وہ ایک معاشرتی حقیقت کو پیش کر سکیں اس تناظر میں بنیادی مقصد حدفی زبان میں مساوی الفاظ کا انتخاب ہے لیکن الفاظ کے ساتھ ساتھ سیاق و سباق بھی اہمیت کا حامل ہے۔ مثال کے طور پر Bread and Butter کو اس کے صحیح پس منظر میں ترجمہ کرنا مشکل نظر آتا ہے۔

ادبی نثر کے ترجمے کے مسائل کا حل:

بنیادی طور پر کسی بھی ادبی تحریر کا ترجمہ چاہے وہ ناول، ڈرامہ یا کہانی ہو بذات خود ایک از سر نو ادبی تخلیق کا عمل ہے جہاں تک ان مسائل کے حل کا تعلق ہے تو ایک ادبی مترجم کو ان اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

۱۔ ماخذ زبان پر مکمل دسترس ہو۔

۲۔ جس زبان میں ترجمہ کیا جارہا ہے اس کا علم ہو۔

۳۔ متن پر عبور حاصل ہو۔

۴۔ دونوں زبانوں کے صرف و نحو کا مکمل علم ہو۔

۵۔ اس بات کا علم ہو کہ کہاں پر لفظی ترجمہ اور کہاں لغوی ترجمے کے عمل سے ترجمہ کیا جاسکے۔

تہذیبیں ایک دوسرے کے قریب آرہی ہیں اور یہ بات مترجم کو ذہن میں رکھنی چاہیئے۔

متن کی ساخت کو تبدیل کر کے نئی زبان کے مطابق ڈھالتا ہے۔ متن تجزیہ اور تبدیلی کے مراحل سے گزرتا ہوا ترجمے کے سانچے میں ڈھلتا ہے۔ کسی فن پارے کے ترجمے یا قابل ترجمہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فن پارہ اپنے اصل مفاہیم کی کامیابی سے قطع نظر زندگی پا جائے لیکن اصل متن کی زبان یا ماخذ زبان دراصل اپنے ذائقوں اور اس کو دوسری زبان میں نہیں دکھایا ہے اور یوں زبان کی حلاوت اور اسلوب کی متنوع جہات ترجمہ کرنے والی زبان میں راہ نہیں پاسکے گی۔ یا پھر نئی زبان میں کچھ یوں ڈھل جائیں گی کہ اصل زبان کی موت واقع ہو جائے گی۔
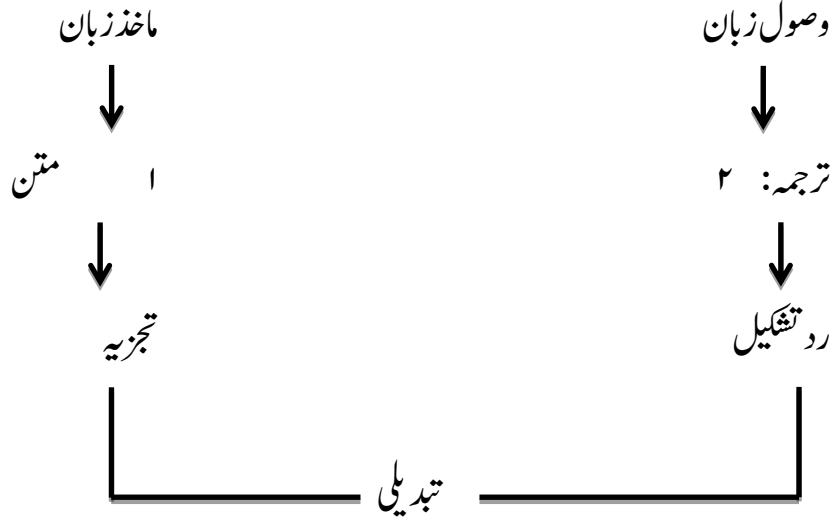
Translation, it is argued, ensures the survival of a text. The translation effectively becomes the ofter life of text, a new "original" in another language.(۲)

اس لیے مترجم کے متعین کردہ اصول و ضوابط لسانیات کے اصولوں سے کہیں بالاتر ہو جاتے ہیں اور یوں ترجمہ Decoding اور ریکارڈنگ کے مراحل سے گزرتے ہوئے اس مرحلے تک پہنچ جاتا ہے جہاں ہر مترجم یا ناشر اسے دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ مترجے کا مقصد دونوں زبانوں کے بیچ مساوات کا تعلق پیدا کرنا ہے۔

ترجے کے اندر ایسا مثالی تعلق پیدا کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے مصالحت پسندی کی روش اختیار کی جاتی ہے بلکہ توازن ترجے کی اور ترجمہ توازن کی دوسری شکل ہے اس ترجے میں جہاں کچھ چیزوں کو من و عن ترجمہ کرنا مشکل نظر آتا ہے۔

تو یہ ترجمہ کئی نئی اختراعات اور خوبصورتی بھی اپنے دامن میں سمولیتا ہے اس عمل کے دوران مترجم متن کو مزید واضح کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

ترجے کی نوعیت: ۱۔ لفظ بہ لفظ ترجمہ ۲۔ ماورائے لفظ ترجمہ ۳۔ سیاق وسباق ۴۔ ثقافتی اظہار

ترجمہ ہر دور میں ہر زبان کی اہم ترین ضرورت رہا ہے۔ یہ مختلف زبانوں اور ثقافتوں سے منسلک افراد کے درمیان پڑے ہوئے اجنبیت کے پردے چاک کرکے اُن کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔ فاصلوں کو مٹاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زبان کی ترقی، پھیلاؤ اور وسعت میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ

ثقافتی سطح پر ترجمہ دو مختلف تہذیبوں کے مخصوص رویوں کے روبرو ہونے کا عمل ہے یہی نہیں یہ تو ایک زبان کے تہذیبی مزاج اور دوسری تہذیبی شخصیت کا تعارف ہے۔

اگر ایک طرف نئے معاشرتی، سیاسی، علمی وادبی نظریات کی آفرینش کے لیے براہِ راست تراجم کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسری جانب اردو زبان کی از سر نو تشکیل اور وسعت کے لیے اس میں نئے تصورات، الفاظ اور جذباتی پیرائیوں کو منتقل کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔

تراجم کا عمل انسانی تمدن، مزاج اور تاریخ کی دریافت اور شناخت کا ایک بھرپور ذریعہ ہے۔ انسان جو ابن آدم ہونے کے باوجود رنگوں، زبانوں اور جغرافیائی بندشوں اور سیاسی تفرقات کی بدولت انسان ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہے۔

ترجمے کی بدولت ایک زبان کو اپنی زبان کے حروف تہجی میں ڈھالنے سے انسانی سطح پر ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرتا ہے۔

ترجمہ کیا ہے؟

بقول نثار احمد قریشی:

> ترجمے کی تعریف یہ ہے کہ کسی مصنف کے خیالات کو لیا جائے، اُن کو اپنی زبان کا لباس پہنایا جائے اپنے الفاظ و محاورات کے سانچے میں ڈھالا جائے اور اپنی قوم کے سامنے اس انداز سے پیش کیا جائے کہ ترجمہ اور تالیف میں کچھ فرق معلوم نہ ہو۔ [۳]

انگریزی زبان کے اندر ترجمہ کے لیے (Translation) کا لفظ مستعمل ہے۔ جو لاطینی زبان کا لفظ ہے اور یہ metaphrar کے یونانی طرز عمل کے مترادف ہے جس کا مفہوم لفظ بہ لفظ یا لفظی متبادل کی فراہمی ہے جو (Paraphrais) کے یکسر متضاد ہے جس میں مفہوم کو الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

ترجمہ دراصل ایک لسانی اور بین الثقافتی سرگرمی ہے۔ اصل متن کی راکھ سے نئی تحریر اور زبان کو حیات بخشنا ہے۔ دراصل یہ متن کی حیات بعد از فنا کا ایک عمل ہے۔ لسانیات کی زبان میں اگر اس کی تعریف کی جائے تو یہ (decoding) یا (Code-Switching) کا ایک طریقہ کار ہے جس میں خیال تو وہی رہتا ہے لیکن زبانوں کا لباس بدل دیا جاتا ہے۔

Translation یا ترجمہ نگاری کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ مستعمل ہیں۔ Redention , Borrowing, Transcription وغیرہ۔

ترجمہ عام طور پر تین قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ ایک زبان سے دوسری زبان کے اندر احساسات وخیالات یا پیغام کی ترسیل۔

۲۔ Intersemiotic: ایک لسانی نظام سے دوسرے لسانی نظام میں ترویج جس کا مطلب آسان الفاظ میں یہ ہوا کہ زبانی سے تحریری انداز میں تبدیلی یا پھر intralingual: زبانی علامات کو اُسی زبان کی دوسری علامات سے تبدیل کرنے کا نام ہے۔

ادبی اصطلاح میں ترجمے کا عمل مصنف کے خیالات کو اپنی زبان کا لباس پہنانے اور قوم کے سامنے اس انداز سے پیش کرنا ہے کہ ترجمہ اور تالیف میں کچھ فرق نہ ہو۔

اہمیت:

ترجمے کی اہمیت سراسر افادی ہے۔ ترجمے کی ضرورت تہذیبی نشوونما کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تہذیبیں ایک عرصے کے بعد اپنے سرچشموں کو خشک کر دیتی ہیں۔ کئی ایک دوسری ادبی سرگرمیوں کی طرح ترجمے کا عمل بھی انسان کو انسان کے قریب تر لاتا ہے۔ ترجمے کا عمل زبان کی ساخت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ خیالات اور جذبات کے اظہار کے نئے اسلوب دریافت ہوتے ہیں۔

ترجمہ اور تحقیق:

عام رائے یہ ہے کہ ترجمہ تحقیق یا تخلیق سے کم تر درجے کی سرگرمی ہے۔ لیکن اگر تحقیقی لحاظ سے دیکھا جائے تو نئے الفاظ وضع ہوتے ہیں۔ فکر اور تحقیق کے نئے سانچے اور نئے اسالیب دریافت ہوتے ہیں۔

ترجمہ دراصل دونوں زبانوں اور تہذیبوں کے مابین پل کا کام سرانجام دیتا ہے اور اس سارے تحقیقی عمل کے دوران درآمد اور برآمد دونوں کیفیتیں شامل ہوتی ہیں۔

ترجمہ تعریف:

ترجمے کا تعلق اصل تصنیف سے تقریباً وہی ہے جو شہاب ثاقب کا نجوم و کواکب سے ہوتا ہے۔ یہ بھی اکثر اوقات ایک نہ ایک سیارے سے جدا ہو کر تاریخ کے کسی نہ کسی ریگستان میں گم ہو جاتا ہے یا پھر اپنی اصل کے دائرہ کشش ثقل میں گردش کرتے کرتے خود بھی ایک چھوٹا موٹا سیارہ بن جاتا ہے اور ایسا فن ترجمہ کی

تاریخ میں کئی بار ہو چکا ہے پھر جس طرح ایک ہی سیارے ے مختلف وقفوں میں ایک سے زیادہ شہاب ثاقب نمودار ہو سکتے ہیں۔

ترجمے کے اصول اور ادبی ترجمے کی مشکلات

ترجمے کے بنیادی اصول:

ترجمے کے لیے بنیادی اصول جن پر تمام ادباء اب تک متفق ہیں۔

۱: ترجمے کا پہلا اصول یہ ہے کہ انگریزی لفظ کے لیے اردو کا ایک ہی لفظ استعمال کیا جائے بشرطیکہ اس انگریزی لفظ کے خود متعدد معنی نہ ہوں۔ مثلاً اگر انگریزی کا لفظ ڈیفنس ہے تو اگر ہم کہیں پر اس کا ترجمہ دفاع کریں گے، کہیں تحفظ اور کہیں پر حفاظت تو یہ غلط ہو گا۔ ڈیفنس کا متبادل ترجمہ صرف ایک ہی لفظ سے ہونا چاہیے اور وہ ہے دفاع۔ اس لیے مترجم کو ہر جگہ پر ڈیفنس کے لیے دفاع کا لفظ ہی استعمال کرنا چاہیے۔ البتہ بعض الفاظ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کے متعدد اور مختلف معانی ہوں۔ اردو میں ایسے الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے اُن کے مختلف معانی کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً ایوارڈ کا ترجمہ عطیہ بھی ہو سکتا ہے اور فیصلہ بھی۔ عطیہ اُس وقت جب مفہوم رقمی ہو اور فیصلہ اُس وقت جب مفہوم ثانی ہو۔

۲۔ کسی بھی ادب سے تعلق رکھنے والی عالمی کتاب کا ترجمہ کرنے سے قبل مترجم کو چاہیے کہ وہ پہلے پوری کتاب کا مطالعہ کرے اور اصطلاحات کو نشان زدہ کرنے کے بعد اُن کی فہرست تیار کرے اور پھر ہر جگہ اصطلاح کے متبادل ایک لفظ ہی استعمال کرے۔ کتاب کے آخر میں ان اصطلاحوں کی ایک فہرست ترتیب الفسائی درج کرے۔

۳۔ انگریزی لفظ کا اردو متبادل لفظ منتخب کرتے ہوئے مترجم کو ایسے کا انتخاب کرنا چاہیے جس سے معانی واضح ہو جائے اور شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ یہ بات مترجم کے حق میں بالکل نہیں جاتی ہے کہ انگریزی لفظ کا مطلب کچھ اور ہو اور اُس کے مشتقات کا مفہوم اصل لفظ سے مشتق نہ کیا گیا ہو۔

مثلاً ترجمے کے دوران ایک جگہ پر ڈیفنس کا مطلب دفاع لکھا گیا ہے تو ڈیفنس ایریا کے لیے حفاظتی علاقہ درست ترجمہ نہیں گردانا جائے گا اس کے لیے ہمیں موضوعہ علاقہ لکھنا چاہیے۔یعنی کہ اگر ایک اصطلاح پہلے استعمال کی جاچکی ہے تو پھر اُس پر قائم رہنا چاہیے۔

۴۔ انگریزی کی فنی اصطلاحات کا ترجمہ کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ اردو میں بھی وہ لفظ اصطلاح کی حیثیت رکھتا ہو۔ اصطلاح کا ترجمہ اصطلاح میں ہی ہونا چاہیے۔

> مولانا وحید الدین سلیم پانی پتی نے اصلاح کی یہ تعریف کی ہے "یہ ایک چھوٹی سی علامت ہوتی ہے جو بڑے مفہوم کی طرف اشارہ کرتی ہے اور بولنے اور لکھنے والوں کو وقت ضائع کرنے سے بچاتی ہے۔(۴)

کسی بھی فنی اصلاح کا مقصد اختصار ہے لیکن یہ اختصار معنویت سے لبریز ہونا چاہیے۔ اصلاح کسی مخصوص شے یا تصور کا اظہار کرتی ہے اس لیے اس کا مفہوم مبہم نہیں ہونا چاہیے۔علمی اصطلاحات وضع کرتے وقت اس امر کو بالخصوص خیال رکھنا چاہیے کہ اصطلاح میں مسلمہ اصولوں کے عین مطابق ہوں۔ نیز لاطینی، یونانی اور دوسرے سابقوں اور لاحقوں کے ترجمے کے ترجمے ، مترادفات میں یکسانیت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ ہر علم و فن میں اصطلاح کا مضمون سے متعلق اپنا مفہوم ہوتا ہے جو دوسرے علوم و فنون میں نہیں ہوتا۔ مثلاً ثقافت کا لفظ عمرانیات میں کچھ اور معنی دیتا ہے اور فنون میں اس کا کچھ اور مفہوم متعین ہے۔ جب کہ لغت میں اس کے متعدد معنی درج ہیں۔(۵)

۵۔ مترجم کو ترجمہ کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر اردو میں کسی انگریزی لفظ کے لیے کوئی لفظ استعمال کیا جائے اور کوئی نیا لفظ گھڑنے سے گریز کیا جائے۔ مثلاً انگریزی کے لفظ (Bill of Exchange) کے لیے ہنڈی کا لفظ مستعمل ہے اس لیے دوسرا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

٦۔ ایسے انگریزی الفاظ جو اب تک اردو کا جزو بن گئے ہیں اُن کو جوں کا توں استعمال کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اردوائے گئے ہیں۔ مثلاً گلاس، ٹکٹ، بل، رجسٹری وغیرہ۔

۷۔ اردو میں رائج انگریزی زبان کے وہ الفاظ جن کو ہم یا دوسرے لفظوں میں اردائے گئے ہیں کہتے ہیں کی جگہ انگریزی کا صحیح لفظ ہی استعمال کیا جائے گا۔ اور یہ کوشش بالکل نہ کی جائے کہ انگریزی کا صحیح لفظ اُن کی جگہ بولا جائے مثلاً روند، فیس، ڈگری، کارتوس، اردلی وغیرہ۔

۸۔ اگر انگریزی اصطلاح اور اُس کا اردو متبادل دونوں یکساں طور پر اردو میں مقبول ہیں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں کو رہنے دیا جائے۔ مثلاً کمیٹی اور مجلس وغیرہ۔

۹۔ بھونڈی اصطلاح سازی کے بجائے موزوں اور مقبول مقامی الفاظ کو ترجمے میں دی جانی چاہیے۔ ایسے موزوں مقامی الفاظ کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے جو کہ خاصے مقبول ہو چکے ہوں۔ کسی نئی اور بھونڈی اصطلاح سازی کے بجائے ان الفاظ کے استعمال کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

۱۰۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ہندی اضافت اور حروف جار کو استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ مثلاً (Water Supply) کا ترجمہ (پانی کی فراہمی) کی بجائے اگر فراہمی آب کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اسی طرح (کنٹریکٹ ایگریمنٹ) کا ترجمہ (اقرار نامہ، ٹھیکہ) بجائے اس کے کہ ٹھیکے کا اقرار نامہ کیا جائے۔

۱۱۔ جس موضوع کا ترجمہ کرنا مقصود ہو تو اس سے متعلق دیگر کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

۱۲۔ مختصرات کا ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ پورے لفظ کا ترجمہ اختیار کیا جائے۔ مثلاً گورنمنٹ کے لیے انگریزی میں گویٹ اور لفٹینٹ کرنل کے لیے (لٹ کول) لکھا جاتا ہے لیکن ترجمہ کرتے وقت اُن کا ترجمہ مکمل صورت میں کیا جائے۔

۱۳۔ مترجم کو چاہیے متعلقہ مضمون کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس فن یا علم کے بارے میں ضروری کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ ہر بات کا مفہوم واضح اور صاف طور پر بیان کیا جاسکے۔ اگر کسی بات کے بارے میں مترجم کا ذہن صاف ہو گا تو وہ اسے نہایت خوبی کے ساتھ قاری تک پہنچا سکے گا ورنہ مفہوم میں ابہام اور بیان میں الجھاؤ پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔

ادبی ترجمے کے مسائل

ترجمے کا بنیادی منشا ہی اصل کے خیال اور مفہوم کی ادائیگی ہے اور اُسی منشاء کو پورا کرنے کے لیے زبان کا پورا پورا علم اور مکمل انداز ضروری ہے۔ اس کی تین صورتیں یا شرطیں ہیں۔

۱۔ ترجمہ کے لیے ضروری ہے کہ جس زبان سے ترجمہ کیا جارہا ہے اس کی لغت، اصطلاحات اور محاوروں اور کسی قدر ادبیات سے تھوڑی بہت واقفیت شرط اول ہے اگر اصل تصنیف یا عبارت کا علم کتابی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ یا کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ وہ اصل عبارت کے سیاق و سباق کو سمجھ سکے کہ کس مقصد کے تحت مصنف نے یہ تکنیک استعمال کی ہے۔ اس سلسلے میں لغت سے کہیں زیادہ اس زبان کے ادب کا عام مطالعہ ضروری ہے جس سے ترجمہ کیا جارہا ہو۔

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب اصل عبارت کا مفہوم واضح نہ ہو اور خود اصل کی عبارت ذرا الجھی ہوئی محسوس ہو یا پھر اس طرح لکھی گئی ہو کہ ایک کے بجائے کئی معنی نکلتے ہوں تو وہاں پر مترجم کا کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے۔ کیا وہ اس بات میں حق بجانب ہے کہ اپنی جانب سے اضافہ کر کے مطلب کو صاف کر دے؟ یا عبارت کے مفاہیم کو ردو بدل کے بنا اُسی طرح رہنے دیا جائے۔

تو ایسی صورتحال کا بیشتر انحصار تو اس موضوع کے اس حصے پر اصل مصنف کے بیان پر منحصر ہے:

۱۔ عین ممکن ہے کہ مصنف کی بیانیہ کمزوری کے باعث موضوع الجھاؤ کا شکار ہو گیا ہو یا اس نے مزید وضاحت کی ضرورت محسوس نہ کی ہو تو ایسی صورتحال میں یہ مترجم کی قابلیت کا امتحان ہے کہ دوران ترجمہ وہ اپنی جانب سے کچھ الفاظ یا انداز بیان کا اضافہ کر کے عبارت کو سلجھا دے۔

۲۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بعض مقامات پر عبارت کو گنجلک رکھنے کا کوئی خاص مقصد زیر نظر ہو۔ آرٹ میں بعض جگہ تاریک گوشے اصل مقصود کو نمایاں کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں یا ہلکے سے پردے کسی مجبوری کی وجہ سے ڈال دیئے جاتے ہیں۔ بات اگر صاف کی جائے تو اُسے پڑھنے والوں کی سوجھ بوجھ برداشت نہیں کر پائے گی یا حکومت برداشت نہ کر پائے اور اس کے حسن بیان کو ماند کرنے کا باعث بنے گی۔ ایسے مقامات کا اور مصنف کے اس مقصد کا اندازہ لگا لینا مترجم کے دل و دماغ اور اچھی صلاحیت پر منحصر ہے۔ یہ کچھ ایسے ہی ہے کہ آپ دلہن کو ایک ڈولی سے دوسری ڈولی میں پہنچاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو ترجمہ ترجمہ نہ رہے گا بلکہ اصل عبارت کی تفسیر بن جائے گی اور ترجم اور تفسیر میں یہی بنیادی فرق ہے۔

۳۔ تیسری صورتحال تب سامنے آتی ہے جب مترجم دیکھتا ہے کہ اصل عبارت میں فلاں حصہ ایسا ہے جس کے کئی معانی نکل سکتے ہیں تو یہاں پر اس کو خود سوچنا چاہیے کہ مصنف کی منشا کیا تھی اور اُس کی پابندی کرنا ہو گی۔ اپنی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے ایسا ہی لفظ یا محاورہ ڈھونڈنا ہو گا جو مختلف معانی کی طرف اشارہ کرتا ہو یا بصورت دیگر اصل عبارت کی حدود سے بڑھ کر لفظ تراشنا ہو گا۔ جو اس واحد مفہوم کے لیے زیادہ جامع اور مانع ہو اسے اپنے ترجمے میں اصل کی عبارت یا جملے سے باقی تمام مفہوموں کو رستے سے ہٹاتے ہوئے صرف ایک کو آگے بڑھانا ہو گا۔

۴۔ مترجم کو اصل عبارت کے الفاظ ہی نہیں بلکہ بین السطور بھی پڑھنا چاہیے اور اُس کے مفہوم کی مدد سے اصل عبارت کا ترجمہ کرنا چاہیے۔ خیال اور مفہوم کو اُس کے باریک پیچ و خم کے ساتھ ادا کرنے کے لیے مصنف کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہیے تا کہ آگے نکل جانے یا پیچھے رہ جانے کا امکان بھی باقی نہ رہے۔

۵۔ ترجمہ کرنے والے کو اپنے وجود اپنے خیال جذبے اور قلم کو اصل مصنف کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اُس کے ذہن میں یہ خیال ہونا چاہیے کہ اگر یہ بات، جملہ یا شعر مصنف کو ہی زبان میں لکھنا ہوتا تو وہ کس طرح لکھتا۔ اگر تو ترجمہ اس حقیقت سے کامیاب ہے تو ہر حقیقت سے کامیاب ہے اور لفظ بہ لفظ نہ ہونے کے باوجود ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

ادبی ترجمے کی تیاری بطور محقق:

ترجمہ محض ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی کا عمل نہیں ہے یہ تو متون اور ثقافتوں کے درمیان مذاکرات کا ایسا عمل ہے جس میں انتقال علم کے تمام فرائض مترجم سرانجام دیتا ہے۔ اس طرح ترجمے کا عمل محض اصل مصنف سے وفاداری اور ہم پلہ الفاظ کی فراہمی سے کہیں بڑھ کر ہے اور اس طرح ترجمہ شدہ متون کی اہمیت، جدت اور تنوع میں ان کے کردار کا از سر نو جائزہ بھی ہے۔ یوں ترجمہ تخلیق کی لغت تحقیق کے قریب تر ہے۔ ترجمے کے ذریعے زبان کئی طرح پھیلی اور پھولتی ہے اور یوں کئی طرح کی خوبیاں ترجمے کے مضامین کے حوالے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ترجمہ جہاں الفاظ کے ذریعے انسانی علوم میں اضافہ کرتا ہے اور ذہن کی سرحدوں کو کشادہ کرنے میں مدد دیتا ہے وہاں اُس میں ترجمے کی تمدنی اور ثقافتی ضرورت بھی مضمر ہوتی ہے۔ ترجمے کا عمل زبان کی ساخت کو متاثر کرتا ہے۔ خیالات اور جذبات کو بیان کرنے کے نئے اسلوب دریافت ہوتے ہیں۔ نئے الفاظ وضع ہوتے ہیں۔ پرانے الفاظ کو دوبارہ استعمال کرنے سے ان میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

دوران ترجمہ مترجم کے الفاظ کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہے اور اس دوران وہ غیر ضروری تفاصیل اور ترجمانی سے گریز کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ کہیں اُس کے قلم سے کچھ ایسا ادا نہ ہو جائے جو مصنف کے گماں میں بھی نہ ہو لیکن اُس دوران اُسے سیاق وسباق کا خیال ضرور رکھنا ہو گا۔

مترجم کو زبان وبیان اور اسلوب پر زیادہ توجہ دینی چاہیے اور اس دوران جملوں کی ترکیب نحوی کو کسی حد تک فراموش کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اہمیت اُس اسلوب اور انداز کی ہے جس کا وہ ترجمہ کرنے جارہا ہے اور اس کی ترجمہ میں اس کی جھلک ضرور نظر آنی چاہیے۔ گو کہ ہر شخص کا اپنا ایک اسلوب ہوتا ہے لیکن مترجم کے لیے اپنے اسلوب کو فراموش کرنا زیادہ بہتر ہے۔

وہ متن کے ساتھ جس حد تک وفاداری استوار کرے گا اسی حد تک ترجمہ اچھا ہو گا۔ گو کہ اتنا سبک اور دلنشین نہیں ہو گا متن کو ترجمہ کرتے ہوئے خود کو ایک مصنف کی مانند خیال کرنا چاہیے۔

ترجمہ کرنا ایک تحقیقی عمل ہے۔ دوران ترجمہ مترجم متن اندر چھپے سچ کی تلاش۔۔۔۔اس لیے مترجم دوران ترجمہ اس کی تلاش کرتا ہے۔ صحیح الفاظ کی تلاش کرتا ہے، انداز اور اسلوب کو ممکن حد تک مصنف جیسا بنانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ دراصل تحقیق ہی تو کررہا ہوتا ہے۔ ایک جستجو اور ایک تلاش میں ہوتا ہے۔

بعض اوقات دوسری زبان میں ترجمے کے دوران مترجم کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کا تعلق دونوں زبانوں میں اُس کی درجہ مہارت سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات ترجمے کے دوران لفظی ترجمے سے زیادہ سیاق وسباق کے متعلق ترجمہ زیادہ اہم ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض الفاظ کا ترجمہ موقع محل کی مناسبت سے صحیح جگہ پر نہیں بیٹھتا ہے۔ اس بات کا فیصلہ مترجم کی قوت مشاہدہ نے کرنا ہوتا ہے۔

بعض اوقات ترجمے میں الفاظ کے متبادل نام میسر نہیں آتے یا اگر اُن کو ترجمہ کریں تو وہ برمحل محسوس نہیں ہو گا تو ایسی صورت میں مترجم اُسی آواز کو حروف تہجی کی مدد سے تبدیل کر دیتا ہے۔

متن کے متبادل دوسری زبان کے اندر الفاظ میسر نہیں آتے جس طرح اگر کسی رسم ورواج، دیومالائی کہانیوں، اخلاقیات اور ثقافتی علامتوں کا مظہر ہوتا ہے تو اس دوران مترجم ایک محقق بن جاتا ہے اور اپنے تعیں اُن کے متبادل اصطلاحات کے لیے جستجو کرتا ہے۔ مثلاً اگر (May pole) کا تہوار مذکور ناول میں آمد بہار کے اعلان پر منایا جاتا ہے جس کا متبادل ہمارے ایشیائی علاقوں میں نوروز کا تہوار ہے جو آمدِ بہار کے اعلان کے طور پر منایا جاتا ہے۔

زبان میں ثقافتی اظہار:

متن کے ترجمے سے اس علاقے کی تہذیب ثقافت کو جاننے کا موقع ملتا ہے اور مترجم ایک نئی دنیا تک رسائی کا موقع قاری کو فراہم کرتا ہے۔ اسے نئی زبانوں، لباس اور رسم ورواج جاننے کا موقع ہے۔

ترجمہ ابتدا میں Translation Method کی صورت میں زبان کی آموزش کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر اب ترجمہ زیادہ سے زیادہ متن میں موجود پیغام کی ترسیل پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے کیوں کہ تراجم اقوام عالم کے مشترکہ تہذیبی و علمی سرمائے کو ایک دوسرے تک پہنچانے اور روشناس کرانے کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔ ڈاکٹر رشید امجد ترجمے کے اس کردار پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ترجمے کا دائرہ صرف ادب تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ تمام انسانی علوم اور دریافتیں اس میں شامل ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ علم یا دریافت کسی قوم کی میراث نہیں ہوتی بلکہ پوری نسل انسانی اس سے استفادہ کرتی ہے تو اس کا وسیلہ دراصل ترجمہ ہی ہے۔

ترجمے کی نوعیت:

ا۔ لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لفظی ترجمے کے لیے عام طور پر علمی ترجمے کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ کسی لفظ یا اصطلاح کا جو ترجمہ ایک جگہ کیا جائے اُس کو انہی معنوں میں ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے تا کہ ترجمے میں یکسانیت بر قرار رہے اور قاری کا ذہن بھی الجھنے نہ پائے۔

ترجمے کا دائرہ صرف ادب تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ تمام انسانی علوم اور دریافتیں اس میں شامل ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ علم دریافت کسی قوم کی میراث نہیں ہوتی بلکہ پوری نسل انسانی اس سے استفسار کرتی ہے تو اس کا وسیلہ دراصل ترجمہ ہی ہے.

جہاں تک علمی اور فنی تراجم کا تعلق ہے اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ متعلقہ علم و فن کا ماہر ہی اسے انجام دے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر علم و فن میں اصطلاح کا اپنا ایک خاص مفہوم ہو تا ہے جو دوسرے علوم میں نہیں ہو تا۔ مثلاً ثقافت کا لفظ فنون میں اور معنی رکھتا ہے جبکہ عمرانیات کے مضمون میں اس کا مفہوم قدرے مختلف ہے اور اسی طرح لغت میں اسکے متبادل کئی معانی دیے گئے ہیں۔

اس ترجمے میں ہر لفظ کے متبادل ترجمہ فراہم کیا جاتا ہے اور بحیثیت مجموعی عبارت کا مفہوم قائم ہو تا ہے اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

۲۔ ماورائے لفظ ترجمہ یا ادبی ترجمہ:

اس سلسلے میں ہاشمی فرید آبادی کی رائے قابل ذکر ہے:

> انگریزی سے سلیس اردو میں ترجمہ کرنے کا ایک گُر مترجم کو سیکھنا لازم ہے کہ جو جس اور جن سے فقرے کو پیچیدہ نہ بنایا جائے جن کی انگریزی میں بڑی کثرت ہوتی ہے۔ اردو زبان میں ربط و ضبط کی دوسری تدبیریں کام میں لائی جاتی ہیں۔

بیان کے متن و شگفتہ اور متعدد پیرائے اردو میں موجود ہیں سوائے فنی اصطلاحات
کے بلیغ اور پر معنی الفاظ کا ذخیرہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ البتہ انہیں برتنے کے لیے
مترجم کی علمی استعداد ابلند اور اپنے معیاری ادب سے اسے خوب واقفیت ہونی
چاہیے۔ ادبی ترجمے کے لیے ادبیت کا حامل ہونا ضروری ہے۔ (٦)

مصنف کی بات کو اس طرح بیان کیا جائے کہ اس کی اصل حیثیت بھی مسخ نہ ہو اور ترجمہ بامحاورہ اسلوب کے ساتھ ہو جائے۔

مترجم کا مطالعہ جتنا وسیع ہو گا اس کے کام میں اتنی ہی عمدگی پیدا ہو گی۔ اچھا مترجم اپنے انداز بیان، لب ولہجہ، ذاتی عقل و شعور اور فہم وادراک سے ایک کم پایہ تصنیف کو بھی بام عروج پر پہنچا دیتا ہے۔ مترجم کو موزوں الفاظ اور اصطلاحات کو ایسے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے کہ مطلب صاف اور واضح طور پر قاری کے ذہن پر نقش ہو جائے۔ اگر جملے طویل ہوں تو انہیں توڑ کر الگ الگ بیان کرے۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے اصل متن کے جملوں کی ساخت اور تراکیب کی پیروی کی جائے بلکہ ترجمے کی اصل غایت ابلاغ ہے۔ اور اس کے لیے جو بھی طریقہ وہ مناسب خیال کرتا ہے اُس کو اپنا لے۔"

سیاق وسباق:

مترجم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ متعلقہ مضمون کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس فن یا علم کے بارے میں ضروری کتب کا مطالعہ کرے۔ متعلقہ مضمون کے بارے میں اُس کی سدھ بدھ عام آدمی سے زیادہ ہونی چاہیے تاکہ دوران ترجمہ جہاں کہیں پر بھی سیاق وسباق کی مدد سے وضاحت کی ضرورت پڑے تو وہ اپنے علم کی بنیاد پر اس کو مزید واضح کر سکے۔ اگر کسی بات کے بارے میں مترجم کا ذہن صاف ہو گا تو وہ اسے نہایت خوبی سے قاری تک پہنچا سکے گا ورنہ مفہوم میں ابہام اور بیان میں الجھاؤ کا پیدا ہونا فطری امر ہے۔ اردو مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اردو زبان کی ہیت ترکیبی کا علم رکھتا ہو۔

حصہ (ج):

ناول نگار کی شخصیت، حالاتِ زندگی

انگریزی ادب کا عظیم شہرہ آفاق ناول نگاری تھامس ہارڈی ۲ جون ۱۸۴۰ء کو ذوست کے مقام پر پیدا ہوا۔ اُس کے گھر کے عین عقب سے ہیتھ کا وسیع و عریض جنگل نظر آتا تھا۔ بچپن میں کمزور صحت کے باعث وہ سکول نہ جا سکا لیکن سکول جانے سے پہلے ہی گھر میں اُس کی تعلیم یافتہ والدہ نے اُسے لکھنا پڑھنا سکھا دیا۔ یہاں تک وہ چلنے سے قبل پڑھنے لگا۔ اُس کے والدین کا آبائی پیشہ سنگ تراشی اور تعمیرات تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ اچھے موسیقار بھی تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سکول داخل ہونے سے قبل ہی ہارڈی کو وائلن بجانا آتا تھا۔

یعنی کہ اُس کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں والدین نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ آبائی وطن سے (بیکٹمن) میں تعلیم کا ایک سال مکمل کرنے کے بعد ہارڈی کو ڈوچیسٹر (Dorchester) کے سکول میں تعمیرات کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن اس فن میں چونکہ اُسے کوئی خاص انسیت نہ پیدا ہو سکی تھی اس لیے اُس نے نہایت بے دلی سے یہ وقت گزارا۔

بچپن کی چند قابلِ ذکر یادوں میں سرخ لباس میں فوجی، بوڑھی عورتوں کے ہمراہ گانے گانا، پول اور ناٹک کرنے والوں کے کھیل شامل ہیں یہ تمام واقعات و کردار مذکورہ ناول میں بھی نظر آتے ہیں جس سے ناول نگار کے سوانحی حالات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہارڈی کے ناولوں میں نسوانی کرداروں کی غالبیت بھی اسی وجہ سے ہے کہ والد کی وفات کے بعد اُس کی والدہ کا اُس کی زندگی میں نہایت اہم کردار رہا ہے۔

چند سالوں بعد اُس کی صحت میں بتدریج بہتری کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے تو اُس نے ایک بھرپور زندگی کا آغاز کیا۔ دن کے وقت سکول جاتا اور شام کو تعمیر کے کامم میں حصہ لیتا اور رات کو موسیقی کی مہارت حاصل کرتا۔ یوں اُس کے شب و روز گزر رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس نے شاعری کا آغاز کر دیا اور اُس سلسلے میں ہورس مول (Horace Mole) کی شاگردی میں آ گیا۔ اُس کے شخصیت کے اثرات ہارڈی کی شاعری میں بھی نظر آتے ہیں اور سائنسی اندازِ فکر بھی اُس کی عنایت ہے۔ ۱۸۶۲ء میں ہارڈی لندن منتقل ہو گیا تاکہ تعمیرات کے کام میں مزید مہارت حاصل کر سکے۔ لیکن وہاں جا کر اُس نے محسوس کیا کہ یہ کام

اُس کی دلچسپی کا نہیں تھا تو اُس نے کمبرج نہ جانے اور شاعری اور ادب میں مزید نام پیدا کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ یہ کام اُس کے دل کے قریب تر تھا۔

اُس کے بعد سپینسر (Start) اور ہگزلے کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کا ذہنی شعور مزید بیدار ہوا اور اب اُس کی راسخ عقیدی دم توڑ چکی تھی۔ لندن میں رہائش کے دوران اور مصروفیت کی زیادتی کے باعث ہارڈی کی صحت خراب ہو گئی اور اُس نے دوبارہ گھر آنے کا فیصہ کر لیا۔ خزاں میں اُس کی صحت بہتر ہوئی اور اُس نے اپنا پہلا ناول (The poor man the lady) لکھنا شروع کیا اور اسی دوران شاعری پر کام کا آغاز کیا لیکن ناشر نے پہلے ناول کو چھاپنے کے لیے رضامندی ظاہر نہ کی جس کے بعد ہارڈی (Way mouth) منتقل ہو گیا جہاں پر وہ کئی ماہ رہا۔ اس دوران اُس نے شاعری اور ناول نگاری کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنے نئے ناول (Desperate Remedie) پر کام شروع کر دیا لیکن اُس کو یہ سن کر سخت صدمہ پہنچا اُس کا ناول رد کر دیا گیا تھا۔ دل برداشتہ ہو کر لندن چلا گیا اور تعمیراتی کام میں مصروف ہو گیا۔ ۱۸۷۱ء میں ناول دوبارہ شائع کیا گیا لیکن اُس کا ردِ عمل کوئی زیادہ حوصلہ افزانہ تھا اُس کے بعد اگلے ناول پر کام شروع کر دیا۔ جس کا نام اُس نے (Under The Green wood tree) تجویز کیا۔ ۱۸۷۲ء میں ہارڈی دوبارہ لندن واپس آ گیا۔ جہاں پر اُس کی ملاقات پرانے ناشر ہوئی جس نے اُس کے نئے ناول کو چھاپنے کی خوش خبری سنائی۔ اسی دوران اُس کے استاد کی خودکشی کی خبر نے ذہنی دھچکا دیا۔ وہ وہاں آبائی وطن واپس آ گیا جہاں پر سفر کے آخری دن اس نے ایک رسالے میں اپنے ناول کے بارے میں تعریفانہ کلمات پڑھے اور ششدر رہ گیا۔ ۱۸۷۴ء میں ہارڈی نے اپنا ناول مکمل کر لیا اور اب اُس کو اس بات اکا یقین ہو گیا تھا اُس کا گھریلو ماحول فنکارانہ سرگرمیوں کے لیے ساز گار ہے۔ ناول کی اشاعت کے بعد وہ مالی لحاظ سے بھی آسودہ ہو گیا تھا اور اب اُس نے اپنی زندگی کا اہم فیصلہ یعنی کہ اپنی محبوبہ (Gifford) کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ستمبر ۱۸۷۴ء میں اُن کی شادی سر انجام پائی۔ اسی دوران تخلیقی رسالے کے ایڈیٹر نے اُس کو مذید لکھنے کی سفارش کی۔ ہارڈی جو اب تک تخلیقی انداز میں مشابہت کے باعث جارج ایلیٹ کے ساتھ مماثلت رکھتا تھا۔ اب اُس نے مکمل طور پر مختلف انداز میں لکھنے کا سوچا۔ ۱۸۷۶ء کے موسم گرما میں نیا جوڑا علیحدہ مکان میں منتقل ہو گیا۔ جو بلیک مور کے قریب ایک وادی میں واقع تھا۔ یہی وہ وقت تھا جب اُس نے (The Return of Natives) کے پلاٹ پر کام شروع کیا۔ اس کے بعد ۱۸۷۸ء میں ہارڈی کو پھر اس خیال خام میں گھیر لیا کہ لندن سے قرب اُس کی ناول نگاری کے لیے ضروری تھا۔ اس لیے نو بیاہتا جوڑا دوبارہ لندن راوانہ ہو گیا۔ اب ہارڈی شہرت کے بام اُفق پر

چمک رہا تھا اور ٹینسن، براونگ، جیسے معروف ناول نگاروں کے بیچ اُٹھتا بیٹھا تھا۔ ان دنوں وہ (Laodicean) پر کام کر رہا تھا لیکن یہ سکون اور عروج عارضی تھا کیونکہ ۱۸۸۰ء کے موسم خزاں میں لندن واپس آنے پر اُس کو جریان خون کا دورہ ہوا۔ جس نے اُس کو کئی مہنوں تک بستر پر محدود کر دیا۔ اپریل ۱۸۸۱ء کے بعد وہ کسی حد تک حرکت قابل ہوا جس کے بعد اُس نے اپنے گھر ڈوٹسٹ میں دوبارہ منتقل ہونے کا دانش مندانہ فیصلہ کیا۔ ہارڈی نہ صرف ایک شاعر اور ناول نگار تھا بلکہ وہ ذراعت کے پیشے سے بھی دلچسپی رکھتا تھا اور اس نے اس سلسلے میں ایک رسالے میں اداریہ بھی لکھا۔ ۱۰ جنوری ۱۹۲۸ء میں دوبارہ بیماری کا حملہ ہوا اُس نے اپنی شریک حیات کو ربی بن عذرا پڑھنے کو کہا۔ اگلی دوپہر جب شام کا دھندلکال چھانے لگا تو اُس نے بیوی کو رباعیاتِ عمر خیام ایک رعبائی پڑھنے کا کہا۔

Oh thou, who man of Baser Earth din't make,

And even with paradise which devise the Snake

For all the sins where with the Face of man,

Is blackend for for giveness and take(۷)

اور شام کو نو بجے کے قریب دل کا سخت دورہ ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ قوم نے اُس کی وفات کا ماتم کیا اور اس کی تدفین کے موقع پر ملک کے وزیر اعظم اور حزب اختلاف کے قائدین، دوسرے کئی عمائدین کے ساتھ ساتھ جارج برناڈ شاہ نے بھی شرکت کی۔ اُس کی نظموں کا آخری مجموعہ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا۔

ہارڈی نہ صرف ایک ناول نگار اور شاعر تھا جس کا تمام کام اُس کے تخیلاتی ویسکیک کے گرد گھومتا تھا۔ اُس کی ادبی زندگی تقریباً ۵۰ سال کے عرصے پر محیط ہے۔ اُس کی سب سے پہلی کتاب ۱۸۱۵ء میں منظر عام پر آئی۔ وہ ایک پیدائشی شاعر تھا۔ ۲۲ سال کی عمر میں اُس نے شاعری کا آغاز کیا جس کا موضوع دیہاتی زندگی تھا لیکن جب شاعری میں اُس کو خاطر خواہ پذیرائی نہ مل سکی تو ناول نگار جارج میریڈت نے اُس کو ناول لکھنے کا مشورہ دیا۔ اُس کا پہلا ناول "غریب آدمی اور خاتون" سامنے آیا۔ لیکن ناشرین نے اُس کو رد کر دیا۔ جس کے بعد اُس کی پہلی کامیاب کتاب (Far from Maddeing crowd) ۱۸۷۴ء میں منظر عام پر آئی۔ جس کے بعد کامیاب ناولوں کا ایک سلسلہ چل نکلا۔ جس میں (The Return of The Natives) اور (The Mayor of Caster bridge) شامل ہے۔ اُس کے بیشتر ناولوں میں سوانحی آثار ملتے ہیں۔ جن میں مذکورہ ناول بھی شامل ہے۔ ۱۸۹۵ء میں ہارڈی کا اگلا ناول (Jude the obsecure) منظر عام پر آیا۔ جس کی کہانی

روحانی اور شیطانی زندگی کو زیر بحث لاتی ہے۔۱۸۹۶ء میں لوگوں کی جانب سے دونوں ناولوں کے موضوعات کی ناپسندیدگی کے باعث اُس نے مزید ناول نگاری کا ارداہ ترک کر دیا۔ایک پادری نے اُس کی کتابوں کو نذرآتش کر دیا۔ ہارڈی نے ناول نگاری کا سلسلہ دل سے نکال کر شاعری شروع کر دی، کا ایک سلسلہ نکالا۔ دراصل ہارڈی پیدائی شاعر تھا۔ ناول نگاری کو فقط اُس کے لیے زندگی گزارنے کا ایک سلسلہ تھی اور (Jude the obsecure) کے بعد اُس نے شاعری پر زیادہ توجہ دی۔ اُس کے بہت سے ناول سلسلہ وار کہانیوں اور مختلف کتابوں میں چھپتے تھے۔

حوالہ جات

1.W. Benjmin :Problems in General Linguistics:. 2004, Harward University Press.

2. Bassnet, Susan Translation stadies, Third Edition, Routledge Taylor, Framcis Group, London and New Yark.

۳۔ نثار احمد قریشی، ترجمہ: روایت اور فن، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۴۰

۴۔ مرتبہ اعجاز راہی، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء، ص ۹۶

۵۔ رشید امجد، "ڈاکٹر فن ترجمہ کے اصول مباحث"۔۔۔۔ روداد۔۔۔ اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ص:۴۳

۵۔ مرزا حامد بیگ، اردو ترجمے کی روایت ۱۸۷۶ء تا حال، ورڈ میٹ، اسلام آباد، ۲۰۱۳ء، ص ۶۴

7. Keennedy X.J. / Giolo Danna “Literature An introduction to poetry, fiction and drama, seventh Edition., Pg:1070

باب دوم

۱۔ متن کا ترجمہ "پہنچی وہاں پہ خاک"

۲۔ متن کا با محاورہ اردو ترجمہ

۳۔ حواشی، تعلیقات اور حوالہ جات سے وضاحت

پہلی کتاب

تین عورتیں

(۱)۔ ایک چہرہ جس پر وقت کم ہی اثر چھوڑتا ہے

نومبر کے ایک ہفتے کی سہ پہر جھٹپٹے کو پہنچ رہی تھی اور ایگڈن ہیتھ نامی گھنے جنگل کا کشادہ راستہ اپنے آپ لمحہ بہ لمحہ سنور رہا تھا۔ آسمان کو ڈھانپتی ہوئی سفید بادل کی خالی پہنائی سر پر ایک قنات جیسی تھی جس کو فرش کے لیے سارا ہیتھ میسر تھا۔

منظر کی زردی کے ساتھ پھیلے آسمان اور گھور اندھیری روئیدگی بھری زمین کے افق پر ان کا خطِ اتصال واضح طور پر کھنچا ہوا تھا۔ اس طرح کے تضاد میں ہیتھ نے رات کے اس حصے کی صورت اختیار کر لی تھی جس نے اپنے فلکیاتی وقت کی آمد سے پہلے ہی اپنی جگہ لے لی تھی۔ تاریکی کو بہت حد تک اس کے بعد چھا ہی جانا تھا جبکہ سورج ابھی آسمان میں نمایاں طور پر کھڑا تھا۔ خودرو رفیزر[۱] کاٹنے والا اوپر دیکھتے ہوئے کام جاری رکھنے پر آمادہ ہوتا، نیچے دیکھتا تو اپنا گٹھا ختم کر کے گھر جانے کا فیصلہ کرتا۔ کرہِ ارض کے اور گنبد افلاک کے فاصلاتی دائرے وقت کی تقسیم لگتے تھے جو مادے کی تقسیم کے مقابلے میں کسی طرح کم نہیں تھی۔ ہیتھ کے نقش و نگار نے محض اپنی رنگت سے شام میں آدھ گھنٹہ بڑھا لیا تھا، وہ صبحِ کاذب کے انداز میں، ملول دوپہر کی طرح اُن طوفانوں کے تیوروں کی پیش بینی کرتے ہوئے وارد ہوتا جو کبھی کبھار آیا کرتے ہیں اور چاند کے بغیر آدھی رات کی دھندلاہٹ کو یوں بڑھاتا کہ دل دہلانے اور لرزہ طاری کرنے کا سبب بن جاتا۔

دراصل تیرگی میں بدلتے اس شبانہ کردار کے متغیر ہونے پر ایگڈن ہیتھ کے بیابان کی مخصوص عظمت اور جلال کی صحیح معنوں میں ابتدا ہوتی اور کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس ہیتھ کو سمجھتا ہے جو اس کیفیت میں وہاں نہ آیا ہو۔ ایسا تبھی محسوس کیا جا سکتا جب اس گھنٹے اور اگلی صبحِ کاذب سے پہلے آنے والے گھنٹوں میں پائے جانے والے مکمل تاثر اور وضاحت سے اسے دیکھا جا سکتا، تبھی اور صرف تب ہی وہ اپنی داستان سناتا۔ یہ جگہ رات سے بلاشبہ کسی قریبی رشتے میں بندھی ہوئی تھی اور جب راستہ اپنے آپ کو باہمی

۱۔ Furze نام کا خودرو سدابہار پستہ قد پودا جس پر زرد پھول کھلتے ہیں۔ اسے Ulex بھی کہتے ہیں۔ یہ پودا انگلستان میں اُگتا ہے۔ بحوالہ قومی انگریزی۔ اردو ڈکشنری، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

کشش انگیزی کے ظاہری میلان سے منعکس کرتا تب وہ میلان اس کے سایوں اور منظر سے سمجھ میں آسکتا تھا۔

جس رفتار سے ہیتھ اندھیرے کو خارج کر رہا تھا اسی رفتار کے ساتھ جنت اس کو اپنے اندر سمونے کی طاقت رکھتی تھی۔ دھندلاہٹ کی فضا میں زمین اور ماحول گویا یک جان ہو گئے تھے۔ دائروی شکل میں اندھیرے کا حجم گویا شام کی اداسی سے موازنہ کر رہا ہو اور ایسے لگتا کہ ہوا اور زمین کے ابہام کے درمیان ایک دوستانہ معاہدہ طے پا گیا تھا۔

اب یہ جگہ مکمل توجہ کا مرکز بن چکی تھی کیونکہ جب تمام دوسری اشیاء بتدریج نیند کی وادی میں کھو جاتیں تو ہیتھ آہستہ آہستہ نیند سے بیدار اور متوجہ ہوتا تھا۔ ہر شب اُس کا دیو پیکر کسی کا منتظر محسوس ہوتا تھا۔ جیسے صدیوں سے کسی ساکت انتظار کے کرب میں مبتلا اس آخری تباہی کا منتظر ہے جس طرح بہت سے معمولی بحران ایک اجتماعی بحران کے منتظر ہوتے ہیں۔ یہ جگہ اُن تمام لوگوں کے ذہنوں پر نقش ہے جو اُس سے مخصوص اور والہانہ لگاؤ محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ پھلوں کے بس کا روگ نہیں ہے اس لیے باغ اور مرغزار یہاں اپنی بہترین مادی ہئیت میں موجود ہیں۔

صبح کے دھندلکے نے اس منظر میں شامل ہو کر اسے ایک شاندار روپ بخشا تھا۔ ایسا روپ جو میانہ روی کے ساتھ متاثر کن لیکن تصنع کے عیب سے پاک تھا جو فہمائش میں موثر اور سادگی میں عظمت کا حامل تھا۔ اس دھندلکے نے ہیتھ کو ایسی عظمت و رفعت عطا کی جس کے مقابل محلوں کی شان و شوکت ماند پڑ جاتی اور یہی خواص قید خانے کے سامنے والے حصے میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وقت اچھا ہو تو منظر بھی دلکش لگتا ہے لیکن حالات کی گردش میں انسان زمان و مکان کی تضحیک سے کہیں زیادہ سوگوار ماحول سے اثر لیتا ہے۔ حالات وواقعات اور بلند تخیل جہت اور جذبات کو متاثر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس روایتی حسن و دلکشی کا مکمل تسلط اپنی آخری انتہاؤں کو نہیں چھوتا تو یہ وادی قدرتی ضیاع کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ ساعت اگر نہیں پہنچی تو یقیناً قریب ہے جہاں پہاڑ، سمندر یا آسمان فطرت کے مزاج کے قریب تر ہوں گے جس کے نتیجے میں انسانی روح اس سے مزید ہم آہنگ

ہو سکتی ہے جو اب تک نہ تھی۔ اور بالآخر ایک عام سیاح کے لیے آئس لینڈ[1] جیسے مقامات بھی اپنے اندر وہی حسن و دلکشی سموئے ہوں گے جو جنوبی یورپ کے انگوروں اور مہندی کے باغات کا خاصہ ہے۔

مناظر فطرت کا ایک سچا قدر دان ہی اس وادی کی سیر سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہو سکتا ہے اور خود کو اس حد تک مستغرق کر سکتا ہے کہ یہ مناظر اس کو متاثر کر سکیں کیونکہ رنگ و نور سے لطف اندوز ہونا انسان کا پیدائشی حق ہے۔ موسم گرما میں ماحول معتدل روش اختیار کر لیتا، تب اس کی شدت میں شوخی سے زیادہ تنہائی کا عنصر کار فرما ہوتا اور اسی نوعیت کی شدت سردیوں کی اس اندھیری رات میں آندھی اور دھند لکے کے ساتھ تھی۔

اس کے بعد ایڈگن اپنے التزام کی جانب گامزن ہے۔ اس لیے بھی یہ طوفان اس پر فدا ہے اور ہوا کے ساتھ اس کا یارانہ ہے یوں یہ جگہ عجیب و غریب اور بے اصل چہروں کا مسکن بن چکی ہے اور اب یہ وادی ایک طرح سے جنگلی علاقوں کے ابہام کی ایسی نامانوس حقیقت بن کر ابھری ہے جو رات کو مبہم انداز میں چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور نیند کے بعد غائب ہو جاتی ہے جب تک کہ دوبارہ ایسا منظر نظروں کے سامنے نہیں آتا۔ لیکن اس وقت یہ ایک ایسی جگہ ہے جو انسانی فطرت کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتی ہے۔ یہ نہ تو آسیب زدہ، بدصورت اور قابل نفرت ہے بلکہ بہت ہی عام سی ہے اور نہ ہی انسان کی طرح نازک اور برداشت کرنے والی، لیکن ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ اپنے اندر پُر اسراری اور خوش نمائی کی خوبیاں لیے ہوئے ہے اور اس کا چہرہ المناک امکانات کی غمازی کرتا ہے۔

در حقیقت یہ اس ملک کی مبہم، متروک اور ترجیح شدہ تصویر ہے جس کی صورتِ حال کے بیان میں یہ کہنا ضروری ہو گا کہ اس طول و عرض میں کچھ غیر یقینی کا عنصر پایا جاتا ہے جو اس تصویر سے واضح ہے جہاں پر یہ علاقہ کسی حد تک تباہی و بربادی کا شکار نظر آتا ہے۔ یہ معلومات فہم و فراست سے حاصل کی گئی ہیں۔
" Leland[2] ملک کے اس گہرے علاقے کے متعلق یہ کہتا ہے۔ "کائی اور ہیتھ سے بھرا ہوا جنگل۔"

۱۔ آئس لینڈ ایک ملک کا نام جو قطب شمالی کے قریب تر، گرین لینڈ کے جنوب اور یورپ کے انتہائی شمال میں بحر اوقیانوس کے بالائی حصے میں واقع ہے۔

۲۔ امریکہ سے تعلق رکھنے والا مشہور گلوکار، جو کئی گیتوں اور دھنوں کا خالق تھا۔ وہ روس اینجلس، کیلیفورنیا سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ کئی مشہور فنکاروں کے ہمراہ کام کر چکا ہے۔

اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں مناظر فطرت کے متعلق صاف و صریح حقائق کے ساتھ ایسے دیرپااور مکمل ثبوت فراہم کیے گئے ہیں جو مکمل اطمینان کے لیے کافی ہیں۔ تہذیب سے اس کی پرانی دشمنی ہے یہی وجہ ہے کہ آغازِ آفرینش سے لے کر اب تک اس کی زمین کا وہی خاکی لباس سے جو مستقل بھی ہے اور قدیم بھی۔ قدرتی اور مخصوص بناوٹ کا یہ لباس جو انسان کے لباسِ فاخرہ پر ایک طنز ہے۔ کیونکہ ہماری خواہش آج بھی وہی قدیم اور سادہ ترین لباس ہے اس وجہ سے بھی کہ یہ ہماری کرہ ارض کا پہناوا ہے۔

اسی وادی میں ایک درخت کی کھوہ میں رات اور سہ پہر کے درمیانی وقفے میں وہ قدرے آرام سے بیٹھا پہاڑوں کی چوٹیوں کے نظارے میں مصروف تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا گویا اس منظر کی ہر چیز تاریخ کے آغاز سے اب تک مستقل ہے ستاروں کی مانند جو اپنے اندر ہونے والے کسی بھی تغیر کے خلاف برسرپیکار رہے۔ ایسے عظیم اور دائمی مقام کے مستقل پن کا مقابلہ تو شاید سمندر بھی نہ کر سکے۔ کیونکہ سمندر کے بارے میں رائے دینا کہ اس کا پانی ٹھنڈا ہو گا ناممکن ہے، لیکن یہ مقام جس کی صفائی کا ذمہ سورج کے سر ہو چاند اور نے ہر سال بلکہ ہر آن اور ہر گھڑی اس کو پھیلایا ہو۔

استقلال کا یہ عالم ہے کہ سمندر تبدیل ہو گئے، کھیت کھلیان یہاں تک کہ دریاؤں نے اپنے رستے بدل لیے۔ دیہات تغیرات کا شکار ہو گئے، لوگ بدل گئے لیکن یہاں پر تبدیلی کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔ یہ وجہ نہ تھی کہ گہرائی کے باعث یہ مقامات موسم کی شکست و ریخت کا شکار ہونے سے بچ گئے اور نہ ہی یہ ہموار قطعہ زمین تھا جو سیلاب اور اُس کی بقایاجات کی تباہ کاروں کا نشانہ نہ بن سکا۔ بجز اُس قدیم پرانی سڑک اور اس پر کھڑی شاید اُس سے بھی قدیم تر ریڑھی جو اپنے طویل تسلسل کے باعث اس قدرتی ماحول کا اٹوٹ انگ بن چکی تھیں۔ فطرت میں وقوع پذیر ہونے والی کچھ غیر اہم اور معمولی بے قاعدگیاں جو کسی پھل یا کلہاڑے سے پیش آتی ہیں درحقیقت آخری ارضیاتی تبدیلیوں کی علامت ہیں۔

مذکورہ سڑک ہیتھ کی وادی میں بل کھاتی مڑتی ہوئی ایک افق سے دوسرے افق کی جانب گامزن ہے۔ اور اپنے سفر کے دوران رومیوں کی بنائی ہوئی قدیم شاہراہ کو کاٹتی ہے۔ اس شام روشنی اور نور اس قدر بڑھ چکا تھا کہ اس نے وادی کے موہوم خدوخال کو مزید مبہم بنادیا تھا۔ لیکن پھر بھی سڑک کا سفید حصہ ہمیشہ کی طرح واضح تھا۔

(۲)۔ مشکلات سے نبرد آزما انسان کی آمد

سڑک کے کنارے ایک آدمی چل رہا تھا جس کا سر پہاڑ کی چوٹی کی طرح سفید تھا ۔ اس کے کندھے آگے کو جھکے ہوئے تھے وہ بظاہر زندگی سے اکتایا نظر آرہا تھا۔ اس نے سر پر چمکتی ٹوپی اور پرانے طرز کی کشتی نما گھڑی اور جوتے زیبِ تن کر رکھے تھے۔ جس کو وہ زمین پر گاڑتا اور تیسری ٹانگ کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ یوں اُس کی وضع قطع بحری افسر کی طرح تھی۔

اس کے سامنے تاحدِ نظر طویل، تھکا دینے والی خشک اور سفید سڑک تھی۔ جو دونوں طرف مڑ کر ہیتھ کی تاریک سطح کو دو حصوں میں تقسیم کرتی آکاش میں گم ہو جاتی تھی۔ بالکل ایسے جیسے سر کی مانگ بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ وہ بوڑھا آدمی جو حلیے سے بحری افسر لگ رہا تھا اپنی آنکھوں کو قدرے سرعت سے جھپک رہا تھا تاکہ سامنے راستے کو بغور دیکھ سکے۔ اب سامنے اُس کو ایک طویل راستہ اور اُس پر متحرک ایک نقطہ سجھائی دیا جو اُس کی دانست میں یقیناً کوئی گاڑی تھی۔ لیکن اُس کے لیے خوش آئند بات یہ تھی کہ وہ بھی اُس کے راستے پر ہی محوِ سفر تھی۔ یہ گاڑی اُس تنہا منظر میں شاید زندگی کی پہلی علامت تھی جس کی وجہ سے احساس تنہائی قدرے کم ہو گیا تھا۔ گاڑی کی رفتار کم تھی اس لیے وہ باآسانی اُس تک پہنچ گیا۔ گاڑی کے قریب پہنچنے پر یہ واضح ہوا کہ وہ سرخ رنگ کی ایک کمانی دار گاڑی تھی۔ اپنی گاڑی کی ہی طرح ڈرائیور بھی سرخ رنگ کے لباس میں ملبوس تھا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ وہ سر تا پیر سرخ رنگ میں رنگا بلکہ یہ رنگ اُس کے اندر تک دھنسا ہوا تھا۔ اب بوڑھے شخص نے اُس کو پہچان لیا تھا کہ وہ ریڈل مین' تھا جس کا کام علاقے کے کسانوں تک بھیڑوں کے چارے کی فراہمی تھا۔ لیکن اب اُس سے تعلق رکھنے والے افراد تیزی سے معدوم ہو رہے تھے جبکہ یہی فریضہ گزشتہ صدی میں ڈوڈو [۱] سے لیا جاتا رہا تھا۔ لیکن یہ طے ہے کہ وہ شخص اور اُس کا پیشہ دونوں ہی یقیناً ایک دلچسپ اور قریباً متروک رابطے کی علامت ہیں۔

۱۔ Dodo سترہویں صدی میں معدوم ہو جانے والا اڑنے کی صلاحیت سے محروم پرندہ تھا۔ اس کا شمار بڑے پرندوں میں ہوتا تھا۔ یہ کولمبیڈی (Columbidae) خاندان کی جینس Raphus سے تعلق رکھتا تھا۔ کبوتر سے قریبی ارتقائی تعلق کا حامل ہونے کے باوجود ڈوڈو کی جسامت جنگلی فیل مُرغ (Turkey) سے زیادہ تھی۔ اس کے سر پر گہری خاکستری کلغی، چھاتی سفید مائل جبکہ دُم اور پروں کا رنگ زردی مائل تھا۔ یہ ایک وقت میں زمین پر ایک ہی انڈہ دیتا تھا۔ یورپی ملاحوں کی آمد سے پہلے یہ جزائر ماریشس (Mauritius) میں بکثرت ملتا تھا۔ یورپی ملاحوں نے اسے بڑی بے دردی سے شکار کیا۔ ان کے ساتھ آنے والے کتے اور چوہے اس کی تباہی کا بڑا سبب بنے۔ اُڑان سے محرومی اور زمین پر انڈے دینے کے سبب اس کے پاس اپنی بقاء کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ یوں یورپی ملاحوں کی آمد کے صرف پچاس سال بعد اپنے دفاع کی اہلیت سے محروم یہ پرندہ معدوم ہو گیا۔ اس لیے پرتگالی جہاز رانوں نے اِسے ڈوڈو کا نام دیا۔ پرتگالی زبان میں یہ لفظ بے وقوف کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ مذکورہ ناول میں اس جانور کو پیغام رسانی کی علامت کہا ہے لیکن اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے

زندگی کی متروک اور پیوستہ علامتوں کے بیچ عمر رسیدہ افسر ریڈل مین کے ساتھ چل رہا تھا حالانکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ چہل قدمی کر رہے تھے اور بوڑھا شخص مزید گفتگو کرنے کا متمنی تھا۔
ان دونوں کی آوازوں کے علاوہ فضا میں مکمل خاموشی کا راج تھا۔ یا تو سڑک پر بسوں کی آوازیں تھیں یا لوگوں کے قدموں کی چاپ اور تھکے ماندہ خچروں کی صدائیں جو گاڑی کو کھینچ رہے تھے۔ رستے پر دونوں ساتھ چل رہے تھے کہ دفعتاً ریڈل مین نے اُس کی جانب سے اچھل کر وین کی کھڑکی میں جھانکنا شروع کر دیا۔ اُس کے انداز سے پریشانی اور تجسس جھلک رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھے ساتھی کی جانب لوٹا جو اُس لمحے ملکی حالات پر محو گفتگو تھا۔ جبکہ ریڈل مین اُس کی باتوں کا جواب بڑی بے دھیانی میں دے رہا تھا۔ اور کچھ دیر بعد دونوں دوبارہ خاموشی کی گہری وادی میں کھو گئے۔ لیکن یہ خاموشی کسی قسم کے حیرت یا تعجب کی علامت نہیں تھی۔ اس لیے کہ ایسے تنہا مقامات پر اکثر پہلی ملاقات میں صرف فریقین کے قدموں کی چاپ ہی سنائی دیتی تھی۔ لمس کا احساس ہی گفتگو کا قائمقام تھا جبکہ شہروں میں یہ لمس یا تعلق بذات خود آمدورفت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔
اگر ریڈل مین بار بار گاڑی میں نہ جھانکتا تو عین ممکن تھا کہ دونوں جُدا ہونے سے قبل شاید ایک مرتبہ بھی ہمکلام نہ ہوتے۔ بالآخر جب وہ پانچویں مرتبہ گاڑی میں جھانک کر واپس مُڑا تو بوڑھا ساتھی اُس سے سوال کیے بنا نہ رہ سکا۔
"کیا تمھارے سامان میں کوئی خاص چیز ہے"؟
"ہاں۔" ریڈل مین نے جواب دیا۔
"بوڑھا آدمی!" کوئی ایسا جس کی دیکھ بھال ضروری ہو"۔
"ہاں۔" اور کچھ دیر گاڑی کے اندر سے ایک نحیف آواز آئی۔ ریڈل مین تیزی سے پیچھے مُڑا، اندر جھانکا اور پھر واپس آ گیا۔
"کیا یہ تمہارا بچہ ہے؟" بوڑھا آدمی۔
"نہیں جناب۔ ایک عورت ہے"۔
"کیا مسئلہ ہے اور وہ اس طرح کیوں کراہ رہی ہے"؟
دراصل وہ نیند میں ہے اور چونکہ سفر کی عادی نہیں ہے اس لیے خواب میں بے چین ہے۔
"کیا وہ نوجوان ہے؟" بوڑھا آدمی۔
"ہاں نوجوان ہے۔ تقریباً چالیس سال کی عمر ہے"۔

"اچھا تو یہ بات میری دلچسپی کا باعث بن سکتی ہے۔ میرے خیال میں تو وہ تمھاری بیوی ہے۔" بوڑھا آدمی۔

"ریڈل مین! میری بیوی! نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن نہ جانے کیوں میں یہ سب معلومات آپ کو دے رہا ہوں"۔

"بوڑھا آدمی! سچ ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تمہیں یا اُسے کیا تکلیف پہچانے کا مجاز ہو سکتا ہوں"؟

ریڈل مین پہلے تو اُس کے چہرے کی جانب دیکھنے لگا پھر یوں گویا ہوا! "ٹھیک ہے جناب۔ اُس نے کہا۔ میں اس کو پہلے سے جانتا ہوں۔ اگر میری اُس سے واقفیت نہ ہوتی تو بہتر تھا۔ نہ میں اُس کے لیے اہم ہوں اور نہ ہی وہ میرے لیے کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر اسے کوئی بہتر سواری میسر آتی تو شاید وہ میری گاڑی میں سفر نہ کر رہی ہوتی۔"

بوڑھا آدمی: "کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ وہ کہاں جا رہی ہے؟

Ang[1] کے قصبے میں۔ ریڈل مین۔"

بوڑھا آدمی! خوشی سے۔ میں نے وہ قصبہ دیکھا ہوا ہے۔ وہ وہاں کیا کرتی ہے؟

ریڈل مین! "مجھے زیادہ بحث پسند نہیں ہے۔ وہ بہتر محسوس نہیں کر رہی اور تھک چکی ہے۔ شاید یہی تھکاوٹ اسے بے چین کیے جا رہی ہے اس لیے ایک گھنٹہ سے قیلولہ کر رہی ہے جس کے بعد امید ہے بہتر ہو جائے گی۔"

"وہ کون ہے؟" تمھاری پڑوسن (بوڑھے آدمی کا تجسس انتہا پر تھا)

ریڈل مین! "مجھے معاف کیجئے گا اور آپ کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کون ہے؟"

بوڑھا آدمی! "کیا یہ بلوم اینڈ کی وہی لڑکی تو نہیں ہے جس کے متعلق گاؤں میں چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو میں اُس کو جانتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا حادثہ ہوا ہے۔"

ریڈل مین! "مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ جلد ہی ہمارے راستے جدا ہو جائیں گے۔ میرے خچر بھی تھک چکے ہیں اور مجھے مزید آگے بھی جانا ہے اسی لیے کچھ دیر کو کنارے پر سستانے لگا ہوں۔"

اس بات پر بوڑھے آدمی نے لاپرواہی سے سر ہلایا اور اسی دوران ریڈل مین نے گھوڑے اور گاڑی کو سڑک پر کھڑا کیا اور ریڈل مین کو شب بخیر کہا۔ بوڑھے ساتھی نے سلام کا جواب دیا اور اپنے رستے پر ہو لیا۔

۱۔ Anglebury ہارڈی کے ویسیکس میں موجود ایک قصبے کا نام ہے۔

ریڈل مین اس کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ وہ ایک دھبے میں سمٹ کر رات کی گہرائی میں کھو گیا تھا۔

اُس نے کھرلی سے کچھ چارا اٹھایا جس کا کچھ حصہ جانوروں کے آگے ڈالا اور بقیہ زمین پر گاڑی کے ساتھ رکھ دیا۔ وہ خود بھی اُس چارے کے اوپر بیٹھ گیا اور کمر کے بل پہیے سے ٹیک لگالی۔

اب گاڑی کے اندر سے سانس لینے کی آواز قدرے مدھم ہو گئی تھی جو اُس کے لیے اطمینان کا باعث تھی۔ اب وہ منظر سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ مستقبل کی منصوبہ بندی بھی کر سکتا تھا۔ دراصل اس وادی میں بدلتے ہوئے لمحات کے دوران اپنے کام کو خیالات میں غرق ہو کر سست روی سے سرانجام دینا بھی ایک گہری ذمہ داری تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ وادی ہیتھ اس لمحے الہام کی التوائی صورت میں تھی یا شاید اک مدہوشی کی سی کیفیت تھی جس نے سارے منظر کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ لیکن یہ آرام دہ کیفیت جمود کی مظہر ہرگز نہ تھی بلکہ ایک غیر یقینی سست رفتاری سے ہم آہنگی کی علامت تھی۔

یہ تو ایک ایسی صحت مندانہ اور بھرپور زندگی کی کیفیت تھی جو موت کی مستی سے مماثلت رکھتی تھی اور یہ بات یقیناً قابل غور تھی۔ ایک جانب تو اس کیفیت کے اندر صحرا جیسی ویرانی تھی تو دوسری جانب جنگل اور سبزہ زاروں کی رونق کا سامان اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھی۔

اُس کے سامنے تاحدِ نگاہ مسلسل چڑھائی کا منظر ہے جو ہیتھ وادی کے منظر کا ہی تسلسل ہے۔ اس منظر میں پہاڑ تھے، چٹانیں تھیں اور اُن سب کے اختتام پر آسمان کو چھوتی ایک بلند و بالا پہاڑی تھی۔ سیاحوں کی نگاہیں اس منظر کا طواف کرتی ہوئی بالآخر اس قابل غور چیز کے پاس ٹھہر جاتیں جو دراصل ایک (رین بیرو)[1] گاڑی تھی جس کو سطح زمین سے اونچائی نے مزید دلکش بنا دیا تھا۔ فاصلے سے جائزہ لینے والوں کو یہ منظر اتلا پر دانے کی مانند لگتا لیکن درحقیقت اس کا حجم وسیع تر اور ہیتھ کے طول و عرض کا احاطہ کیے ہوئے تھا۔

ریڈل مین نے جب دوران استراحت گاڑی کو دیکھا تو اُس کو یہ گمان گزرا کہ پہاڑ کی بلند و بالا چوٹی کو کسی چیز نے گھیر رکھا ہے۔

۱۔ رین بیرو (Rain barrow): تین گول گاڑیاں ہیں جو (ڈوَل ہیتھ) پر (Puddlebown forest) کے کنارے پر موجود تھیں۔ ۱۸۸۷ میں ایڈرڈ کننگٹن نے انہیں دریافت کیا اور اب یہ ڈورسٹ کے عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔

پہلا اندازہ جو ایک اجنبی شخص گاڑی کو دیکھ کر لگاتا وہ یہی ہو سکتا تھا کہ یہ گاڑی سیلٹ[1] سے تعلق رکھنے والے کسی شخص نے بنائی ہو گی اور پھر اُس کی مدد سے جدید تاریخیں ہوں گی اور وہ شاید اُس شکل کا آخری فرد ہو گا جو رات کا پردہ گرنے سے قبل اس منظر سے لطف اندوز ہو کر اپنی باقی ماندہ نسل کے ساتھ ابدی نیند سو جائے گا۔

اب وہ (ریڈل مین) پہاڑوں کی طرح ساکت و جامد کھڑا تھا۔ زمین پر کھڑے پہاڑ، پہاڑوں پر دھری یہ گاڑی اور اس گاڑی کے اوپر کھڑا یہ شخص جس نے اُن گہرے پہاڑوں کو اس قدر نازک اور ناگزیر انداز سے مکمل کیا تھا کہ شاید ہی اُس سے بہتر اور مکمل جواز کوئی اور ہو سکتا تھا۔ اس کے وجود کے بغیر پہاڑ بالکل ایسے تھے گویا کوئی گنبد بنا روشن دان کے ہو۔

اس کے وجود کے ساتھ ہی وادی کے منظر میں یکسانیت کا رنگ اُتر آیا تھا اور تمام تعمیراتی تقاضے شرمندہ تعبیر ہو چکے تھے یوں لگتا تھا کہ منظر حصے کا کُل نہیں بلکہ جزو ہے۔۔۔

اُس کی شکل ایک ساکت وجود کا متحرک جزو تھی جبکہ اس کی حرکت ایک عجیب و غریب منظر پیش کرتی تھی۔ جمود اس وادی کی سب سے بڑی خوبی تھی اس لیے کسی قسم کی رکاوٹ اس میں ابہام کا باعث تھی اور یہی کچھ اب ہو رہا تھا۔ جو نہی اُس نے اپنے مقام کو چھوڑا، دو قدم آگے گول گھوما پھر دائیں جانب کو نیچے اترا اور وہیں سے غائب ہو گیا۔ یہ حرکات و سکنات گواہ تھیں کہ وہ ایک خاتون تھی۔ اُس عورت کے فوراً بعد منظر پر ایک شخص ابھرا۔ اب اس کی اچانک اس حرکت کی وجہ سمجھ میں آرہی تھی۔ ان دونوں نے اپنا سامان پہاڑ کی چوٹی پر پھینکا۔ اس کے بعد دوسرا شخص منظرِ عام پر آیا۔ پھر تیسرا، چوتھا، پانچواں اور یوں تمام گاڑی سامان اٹھائے لوگوں سے پُر ہو گئی۔

اس خاموش خاکے کا جو مفہوم اب تک واضح ہوا تھا وہ یہی تھا کہ اُس عورت اور دوسرے تمام کرداروں کے مابین کوئی تعلق نہیں تھا جو اس کی جگہ لے رہے تھے۔ وہ اُن سے مکمل اجتناب برتنے کی کوشش میں تھی اور یہاں پر یقیناً کسی اور مقصد کے تحت آئی تھی۔ ناظر کا تخیل اب اُس چھلاوا عورت سے زیادہ دلچسپ ،اہم اور پر تجسس اشیاء کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ لیکن اُن کی وہاں پر موجودگی بالآخر اتنی اہمیت رکھتی تھی۔

وہ عورت اُس تنہائی کی ملکہ محسوس ہو رہی تھی اور فی الحال اُس کی واپسی کا کوئی اِمکان نہ تھا۔

۱۔ Celt: ابتدائی ہندیورپی گروہ کے باشندے جو پہلی صدی سے بھی قبل یورپ کے وسط میں پھیلے ہوئے تھے اُن کے قبیلے برطانوی جزیرے سے لے کر مغربی سپین اور رومن سلطنت تک آباد تھے۔

(۳)۔ ملک کی روایت

گاڑی کے قریب کھڑے عینی شاہد کو یہ اندازہ ضرور ہو گا کہ وہ لوگ قریبی گاؤں ہیملٹ[1] کے باشندے تھے۔ نیچے اُترتے ہوئے ہر مرد وزن کے سر پر گھاس کا ایک بڑا گٹھا تھا اور ساتھ ہی لوہے کا بڑا سا پھاوڑا جس کی مدد سے وہ اُس کو نیچے دھکیل رہے تھے۔ ہیتھ کے عقب میں ایک میل کے فاصلے تک یہ گھاس بنیادی پیداوار کے طور پر اُگتی ہے۔ ہر کوئی گٹھوں کی صورت میں اُن کو لادنے میں اس قدر مصروف نظر آتا ہے کہ یہ اُن کے گھٹنوں پر گویا جھاڑی کی مانند اُگی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ گھاس اٹھانے والوں کا یہ گروہ بھیڑیوں کے ریوڑ کی طرح ایک قطار میں محو سفر تھا۔ مضبوط پہلے اور چھوٹے اور کمزور آخر میں۔

یہ تمام لوگ گھاس کو لے جا کر ایک مخصوص مقام پر پھینک رہے تھے جو کہ گھاس کی تین فٹ اونچی چوٹی میں بدل گیا تھا جو اب کئی میلوں تک محیط تھی اور مقامی لوگوں نے اُس کا نام برساتی گاڑی (Rain barrow) رکھا تھا۔ وہاں پر کچھ لوگ خشک لکڑیاں اور تنکے اُٹھانے میں مصروف نظر آرہے تھے جبکہ باقی بیری کی شاخوں کو کھولنے میں لگے تھے۔ اور کچھ مخصوص افراد اپنے زیر نگین ان لوگوں کے کام کا جائزہ لے رہے تھے جبکہ کچھ سائے میں ستا رہے تھے۔

وادی میں اس مخصوص مقام سے ایک طویل رستہ نکلتا نظر آتا ہے جو شاید اس ملک کی حدود سے بھی باہر نکلتا تھا۔ اس کے علاوہ دن کو کوئی اور چیز واضح نظر نہیں آتی۔ فی الحال اس کے خدوخال نظر نہیں آتے لیکن اس فاصلے نے بلاشبہ وادی کو ایک مبہم وسعت عطا کی ہے۔

اسی اثناء میں سائے کے حجم میں یکسر ایک تبدیلی رونما ہوئی۔ شاید ہیملٹ کے مذہبی لوگ کچھ سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ آگ فروزاں تھی۔ کچھ افراد آگ سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے جبکہ پتلے تنکوں کے گٹھے اُن کے سامنے پنکھے کی صورت میں چمک رہے تھے۔ اُن امیں سے کچھ ذرا بڑے، قریب اور سرخ رنگ کے تھے جیسے کالے نقاب کے اندر زخموں کے نشانات ہوں۔ کچھ غمگین جو ترابی چہروں اور اُڑتے ہوئے بالوں والے تھے جس نے آسمان پر موجود بادلوں کے خاموش حلقے کو چاشنی دی اور اُس کے مختصر المعیاد غاروں کو یوں روشن کیا کہ اب وہ گنجے پتلے لگتے ہیں۔

۱۔ Hamlet: برطانوی جغرافیے کی رو سے ہیملٹ سے مراد ایک آبادی ہے جو گاؤں سے چھوٹی ہو اور جس میں چرچ نہ ہو۔ یہاں پر سلیٹ کے پہاڑوں پر موجود ایسی پانچ آبادیوں کا ذکر ہے۔ بحوالہ (Penguine Encyclopedia of Places, W.G. Moore)

اُس پورے ضلع میں تین کے قریب آتش بازی کے مظاہرے ہو رہے تھے۔ رات کے اندھیرے میں جب وقت دیکھنا محال ہو جاتا ہے یہ لوگ اُس سخت اندھیرے میں آگ کی مدد سے سمت اور زاویے کا تعین کر سکتے ہیں جو اُن کے کام میں مشّاقی کی علامت ہے۔

برساتی گاڑی سے نکلتے ہوئے پہلے بڑے شعلے نے وہاں موجود اُن تمام نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ جو دور کہیں آتش بازی کے بڑے مظاہرے پر نظریں جمائے بیٹھے تھے۔ یہ خوشگوار آگ انسانی دائرے کی اندرونی سطح کو داغدار کر رہی تھی جو بتدریج بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اس دائرے کی بیرونی حد پر ایک سنہری جھالر تھی جس کے آگے سنہرے رنگ کی جالی تنی ہے۔ سنہری جھالر کی مزید بیرونی حد پر نظروں سے پرے ایک جلوہ ہے جہاں پر برساتی گاڑی بھی نظر نہیں آتی۔

یوں لگتا ہے کہ یہ گاڑی روزِ اول سے زمین کا ایک اٹوٹ انگ تھی اور اپنی تخلیق کے روز سے ہی مکمل تھی۔ زمینی گڑھے کی جگہ پر بھی جہاں اس کو پھینکا گیا تھا، کوئی ہل ایسا نہیں چلا ہو گا جس نے زمین کے ایک دانے تک کو چھوا ہو۔ ہیتھ کا بنجر پن کسانوں کے لیے باعث زحمت ہے لیکن یہی بنجر پن مورخین کے لیے زرخیزی کا باعث ہے انسان کے ہاتھوں فطرت برباد ہونے سے بچ گئی ہے کیونکہ یہاں پر اُس کے ہاتھ پہنچ ہی نہ پائے تھے۔ آگ اور روشنی کی اس چکاچوند میں یوں لگتا تھا کہ یہ آتش بازی کرنے والے بالائی منزل کے مکین ہیں جو زیریں منزل سے یکسر علیحدہ اور خود مختیار ہے۔ زیریں منزل ہیتھ کے کسی تاریک وسیع و عریض گڑھے کا منظر پیش کر رہی تھی اور جہاں پر وہ کھڑے تھے، وہ اُس کا حصہ نہیں تھا کہ کیونکہ وہ لوگ روشنی کے عادی تھے اور اُس کے بغیر کچھ دیکھنے کی صلاحیت سے یکسر محروم نظر آتے تھے۔

دفعتاً کوئی غیر معمولی شعلہ جھاڑی سے بلند ہوتا جس کے نتیجے میں تیز چندھیانے والی روشنی خارج ہوتی جو دور کسی جھاڑی سے تالاب یا سفید ریت کے قطعے پر گرتی جس کے ردعمل میں اُس سے اُسی رنگ کی چمک نکلتی۔ لیکن کچھ ثانیے بعد یہ سارا منظر دوبارہ سے اندھیرے میں ڈوب جاتا۔ اور یہ سارا نظارہ فلورنٹائن کے کنارے کے مماثل لگتا۔

ایسے ماحول میں کسی گہری جگہ پر ہوا کی سرگوشی ایسے تھی گویا کسی طاقتور مالک کی روح وہاں معلّق شکایات اور گزارشات پڑھ رہی ہو۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ سب نوجوان اور لڑکے ماضی کے سمندر میں غوطہ زن اُس ایک لمحے کو نکال لائے ہوں جو اُس جگہ سے مانوس ہے۔

حقیقی سلطنتِ برطانیہ کی راکھ جو اس کنارے سے برآمد ہوئی تھی، اُن کے قدموں کے نیچے ابھی تک تازہ اور پُرسکون ہے۔

عرصہ دراز سے موجود اُن چناروں سے نکلنے والے شعلے آج بھی فروزاں ہیں Thor[1] اور Wooden[2] کے میلے بھی اسی تاریخی سرزمین پر ایستادہ کیے گئے تھے۔ دراصل یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آتش بازی سے لطف اندوز ہونے والے یہ لوگ سیکسن(Saxon)[3]، ڈروڈیشیل(Drudicial)[4] رسوم رواج کے اصل امین ہیں۔

مشہورِ زمانہ بارود کی ایجاد کے احساس سے کہیں زیادہ یہ لوگ سیکسن ڈروڈیشیل رسوم رواج کے اصل وارث اور امین ہیں۔

مزید برآں آگ فروزاں کرنا انسان کا جبّلی اور مزاحمتی عمل ہے۔ جو موسم سرما کے آغاز کے ساتھ ہی فطرت میں حاوی ہونے والی ایک انجماد کی کیفیت کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا نظر آتا ہے۔ یہ ایک ذاتی، غیر اختیاری اور باغیانہ طرزِ عمل ہے۔ اس انجماد کے خلاف کہ یہ موسم، براوقت، ٹھنڈ، اندھیرے، غم اور موت کے خلاف برسرِپیکار ہے۔ ایک سیاہ ابتری شروع ہونے کو ہے اور زمین کے غالب خدا پکارتے ہیں کہ اب سب ٹھیک ہو گا۔

چکاچوند روشنیاں اور بھورے رنگ کے سائے اُن تمام اشخاص کے جو وہاں پر کھڑے تھے، کی جِلد اور کپڑوں پر پڑ رہے تھے جو اُن کے جسمانی خدوخال اور عام بیرونی حدود کو نہایت جسمانی طاقت اور سُرعت سے کھینچ رہے تھے۔ اگرچہ ہر چہرے کی مستقل اخلاقی وضع قطع دریافت کرنا قدرے مشکل نظر آرہا تھا کیونکہ یہ تیزی سے متحرک شعلے آناًفاناً بلند ہوتے اور پھر ارد گرد کی ہوا میں کچھ اس طرح سے حلول ہو جاتے تھے جن کے باعث سائے کے دھبّے اور روشنی کے ٹکڑے اس جمگھٹے میں اپنی شکل اور مقام تاحد نگاہ نہیں بدل رہے تھے۔ لیکن یہ سب منظر عارضی اور غیر مستقل تھا۔ پتوں کی طرح ہلکے سے، بجلی کی مانند چمک، اُن سایہ دار آنکھوں کے دریچے لیکن گہرے اس قدر جیسے موت اور پھر اچانک حوس کے گڑھوں میں بدل گئے۔

۱۔ Thor: یونانی دیوتا جس کو زمین میں ہواؤں، طوفان اور زرخیزی کا دیوتا مانا جاتا ہے اس کی یاد میں اس میلے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

۲۔ **Wooden**: شاعری اور فصاحت و بلاغت کا دیوتا مانا جاتا ہے جس نے اپنی ایک آنکھ کے بدلے علم و دانش کے موتی چنے۔

۳۔ **Saxon**: یورپی اور ہندوستانی نسل کے قدیم قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ جن کا پیشہ جادو ٹونا تھا۔

۴۔ **Drudicial**: مشرقی جرمنی کے لوگ جن کا نام قرونِ وسطی میں برنی کے علاقے کو دیا گیا جو ساحل سمندر کے قریب تھا۔

لال ٹین کا جبڑا کسی غار کی مانند گہرا اور چمکدار تھا جس کا شکن زدہ حصہ وادی کی جانب تھا جیسے ایک تبدیلی نے سب مٹا دیا ہو۔ نتھنے گہرے کنویں کی طرح اور پرانی گردن میں اعصابی ڈورے سونے کے پانی کی طرح چمک رہے تھے۔ اور یہ چمک کسی پالش کے زیرِ اثر نہ تھی بلکہ یہ تمام چمکدار اجسام جن میں جھاڑی کی کنڈی بھی شامل تھی بالکل شیشے کی مانند لشک رہے تھے۔ آنکھوں کے گولے کسی چھوٹی لالٹین کی مانند تھے۔ یوں وہ تمام اشیاء جن کی تخلیق فطرت نے نادر طرز پر کی تھی۔ اُن کو بے ڈھنگا کر دیا گیا تھا۔ اور اس طرح اس بے ڈھنگے پن کو غیر فطری تاثر دیا گیا اور یہ سب انتہا پسندی کی آڑ میں سرانجام دیا گیا تھا۔

بلند ہوتے شعلوں نے ضعیف شخص کے چہرے کو قدرے بلند کر دیا تھا۔ جو نہ صرف ناک اور آنکھوں پر مبنی تھا جیسا کہ بظاہر نظر آ رہا تھا بلکہ قابلِ تعریف حد تک انسانی تاثرات کی داستان تھی۔ وہ دھوپ سینک رہا تھا اور بظاہر مطمئن تھا۔ وہ ایک لاٹھی کی مدد سے ایندھن کی بیرونی جھال کی اندھیرے میں جانچ کر رہا تھا۔ وہ شعلے اور اُس کی مہک کی مدد سے آگ کا جائزہ لے رہا تھا۔ یہ چمکتے منظر اِس سے جذب ہوتی گرمی اُس کو مسرور کر رہی تھی۔ پھر اسی عالم انبساط میں چھڑی ہاتھ میں تھامے اُس نے خود سے جھومنا شروع کر دیا۔ تانبے کی تاروں کا گچھا کسی پنڈولم کی طرح اُس کی صدری کے اندر جھُول اور چمک رہا تھا۔ اُس کے ساتھ ہی ایک مکھی کی آواز میں اُس نے گانا گانا شروع کر دیا:

"بادشاہ نے اپنے شُرفا کو بلایا

ایک، دو اور تین

ایئرَ مارشل میں ملکہ کو آداب

اور تم بھی میرے ساتھ چلو

ایک بون۔ ایک بون۔ ایئرَ مارشل بولا۔

اور اپنے مڑے ہوئے گھٹنوں پر گر پڑا

یہ کیا تھا ملکہ کہے گی

مجھے کوئی گزند نہیں پہنچاؤ گے"

درمیان میں سانس کے وقفے نے گانے کے تسلسل کو قطع کر دیا اور اسی وقفے کے دوران سامنے کھڑے ادھیڑ عمر کے مضبوط شخص کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی جس نے بدلتی شکل کے چہرے کا ہر کونہ مضبوطی کے ساتھ اپنے گالوں سے تھام رکھا تھا تاکہ غلطی سے بھی اُس پر بے رحمی کا الزام عائد نہ ہو سکے۔

"یہ اچھی چھڑی ہے گرینڈ فر کینئل۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم جیسا معمر شخص اس کو سنبھال نہ سکے گا۔" اُس نے جھُریوں والے بوڑھے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں نہیں چاہتا کہ یہ اس گانے کو گا کر پھر سے چھتیس برس میں چلا جائے۔ میں دوبارہ جوان نہیں ہونا چاہتا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ تمھاری بلند کرخت دار آواز کے اندر ایک سوراخ ہے جبکہ میرے اندر ایسا فن ہے اگر ہوا کو آگے کی جانب دھکیلوں تو یہاں پر موجود تمام افراد سے زیادہ جوان نظر آؤں گا" بوڑھے آدمی نے کہا۔

اور نیچے نو بیاہتا جوڑے کے کیا حالات ہیں؟" خاموش سرائے میں مکیں دوسرے شخص نے سڑک پر مدھم روشنی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں سے کچھ فاصلے پر ہی ریڈل مین اس لمحے محو استراحت تھا۔

ایک سمجھ دار شخص ہونے کے ناطے تمھیں علم ہونا چاہیے کہ اُس کا اس معاملے سے کیا تعلق بنتا ہے۔ میں اس بات سے بالکل متفق ہوں مسٹر کینئل کہ یہ اُس کا جنون یا پاگل پن ہے۔ یا تو وہ ہے یا پھر کچھ نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ ایسا خوشگوار مرض ہے جس کا علاج وقت کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکے گا۔

"میں نے سنا ہے کہ کل تک وہ گھر آ رہے ہیں اور اس وقت تو پہنچ گئے ہونگے۔"

"میرے خیال میں ہمیں ان کو خوش آمدید کہنا چاہیے۔"

"ضرور کرنا چاہیے۔"

ہاں بالکل ضرور۔ ہمیں کرنا چاہیے۔

"ایسا کرو، ایک فراری کوٹ زیب تن کر لو

اور میں دوسرا پہنوں گا

اور ہم ملکہ اینوارا کے پاس جائیں گے

جیسے فراری اور اُس کا بھائی گئے تھے۔"

"میری دلھن کی خالہ سے ملاقات ہوئی تھی جس نے مجھے بتایا کہ اس کا بیٹا کلائم اس کرسمس کو آرہا ہے۔ مزید ہوشیار ہو جاؤ کیونکہ اُس کی والدہ کو یقین ہے کہ میں اس کے بالوں کے اندر سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جب اُس کے ساتھ اپنے مشہور خوشگوار انداز میں بات کی تو اُس نے مجھے کہا۔ یہی تو وجہ ہے کہ تم جیسے معزز لوگ بے وقوفوں کی جیسی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اس کی قطعاً کوئی پروا نہیں ہے اور یہ بات میں نے اُس پر واضح کر دی تھی۔"

"میرا خیال تھا کہ اُس لمحے تم اُس کے قریب تھے۔" راہ گزر نے کہا۔ "نہیں۔" گرینڈ فرکینٹل گویا ہوا۔ "اُس کے تاثرات یقیناً کرخت تھے۔ لیکن اس قدر بُرے ہر گز نہ تھے۔ جیسے میرے ساتھ تھے۔"

"ہو سکتا ہے یہ سب اُس شادی کے انتظامات کے باعث ہو جو وہ کرتے آرہا ہے کیونکہ اس کی ماں یہاں گھر پر تنہا ہے۔"

"ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ لیکن میری بات سنو تمھی۔" گرینڈ فر نے انہاک سے کہا۔ "تم ایک جگت باز کی حیثیت سے مشہور ہو جبکہ میری شہرت سمجھدار انسان کی ہے۔ میں سنجیدہ ہوں اور اگر تم سنجیدہ ہو کر میری بات سننے پر آمادہ ہو تو میں تم کو شادی شدہ جوڑے کے متعلق بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔"

"وہ دونوں گاؤں کی طرف کسی کام کے سلسلے میں گئے تھے اور اس کے بعد جوڑے کو اکٹھا نہیں دیکھا گیا۔ کیا یہ مردانہ بات نہیں ہے اور مسز یبو برائٹ میرے بارے میں غلط نہیں کہہ رہی تھیں۔ مجھے علم نہیں کہ دونوں آخری خزاں میں کیا اکٹھے دیکھے گئے تھے۔ لیکن کیا تم جانتے ہو کہ جب اُن کی خالہ نے اُن پر پابندیاں قدرے نرم کر دیں تو اُس کے بعد کتنا عرصہ یہ لوگ اکٹھے دیکھے گئے تھے؟"

"ہاں۔ کتنا عرصہ؟" اُس نے ہنستے ہوئے گویا اُس پر سوال داغا۔ ہمفری نے اپنی آنکھیں آگ سے ہٹائے بنا جواب دیا۔ "میرا خیال ہے جب اُس کی خالہ کے سوچنے کے انداز میں تبدیلی آئی اور اُس نے ایک مرد کی ضرورت سمجھی۔ اس لیے بھی کہ وہ ایک سنجیدہ نوجوان تھا جس کے ہاتھوں میں گھاس کاٹنے والوں کی طرح کھونٹی اور چمڑے کے دستانے تھے اور اُس کی ٹانگیں پیشے کے اعتبار سے گھٹنوں پر باہر نکلی ہوئی تھیں متصادم پیتل کی چھچھڑوں کی مانند جس کے باعث دونوں ٹانگیں باہم مل نہیں سکتی تھیں۔ میں دیکھتا ہوں اور تم بھی دیکھ لوگے کہ اُس چھوٹی گٹھڑی کو ٹھوکر مار کر اور پابندیوں کو اُٹھا کر مسز یبو برائٹ خود کو بے وقوف ثابت کر رہی ہے۔ اس کلیسائی حلقے کے اندر اسی شادی کا انعقاد اگرچہ اُس نے اس بات کی خود سے کبھی تردید بھی نہیں کی ہے۔"

"بالکل صحیح بات ہے۔ وہ یقیناً بے وقوفی کا مظاہرہ کرنے جا رہی ہے۔ اگرچہ یہ فقط میرا اندازہ ہی ہے لیکن یقین کی حد تک" گرینڈ فرکینٹل نے کہا جو اب تک بڑی مشکل سے سمجھداری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"اوہ اچھا تو میں اُس دن چرچ میں ہی موجود تھا جب اس سنسنی خیز واقعے کی اطلاع مجھے ملی۔" اگر صرف میرے نام تک محدود نہ ہوتا۔" گرینڈ فر نے دوٹوک الفاظ میں کہا۔ "تو شاید میں یہاں برسوں سے نہ

ہوتا اور اب موسم سرما کی آمد آمد ہے، میں عہد کرتا ہوں کہ اس کو سرانجام دوں گا۔ "میں یہاں پر گزشتہ تین سالوں سے ہوں۔ "ہمفری نے کہا! مجھے اتوار کو سونے کی عادت ہے اس لیے میرا وہاں پہنچنا مشکل ہے اور اگر آپ بمشکل وہاں تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ امکانات بھی نہایت قلیل ہوتے ہیں کہ اوپر جانے والوں میں آپ کا انتخاب ہو گا اور جہاں پر اس قدر اگر مگر ہوں تو میں گھر پر رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔"

فیئر وے نے قدرے مستحکم لہجے میں کہا۔ "میں نہ صرف وہاں موجود تھا بلکہ مسز ییوبرائٹ کی نشست پر ہی براجمان تھا۔ عام طور پر میرے ساتھ ایسا نہیں ہوتا لیکن اُس واقعے نے میری رگوں میں بہتے ہوئے لہو کو منجمد کر دیا۔ وہ ایک سنسنی خیز واقعہ تھا۔ میں اُس کی کہنی کے بالکل قریب تھا۔ بولنے والے نے تماش بین کو دیکھا پھر وہ میرے قریب آ کر مجھے سن رہا تھا اور اس دوران اس کے لب ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر تھے۔ جو آج سے قبل اس کے بیان کا انداز کبھی نہ رہا تھا۔"

"اس طرح کے واقعات کا پیش آنا یقیناً ایک سنجیدہ عمل ہے۔" ایک خاتون نے عقب سے آواز دی۔ فیئر وے دوبارہ شروع ہو گیا۔ "یہ پادری کے الفاظ تھے۔ اسی اثناء میں میرے قریب سے ایک عورت اُٹھی۔ میں نے خود سے کہا۔ "اگر یہ عورت مسز ییوبرائٹ ہے تو بہت غلط ہو گا وہاں۔ پڑوسیوں سے میں نے یہی کہا تھا اگرچہ میں عبادت خانے میں تھا اور مجھے امید ہے کہ یہاں موجود کوئی بھی خاتون اس بات کو نظر انداز نہیں کرے گی۔ ابھی تک جو کچھ میں نے کہا سو کہا اور اگر میں ایک لفظ بھی اپنی بات سے پھر جاؤں تو میں بڑا جھوٹا شخص ہوں گا۔"

"سنو ایسا ہی ہو گا۔" فیئر وے بولا۔

"اگر وہاں مسز ییوبرائٹ کھڑی ہوں تو تم پر لعنت" ہو۔ فیٹر وے نے دہرایا۔ ان الفاظ کی ادائیگی کے دوران اس کا چہرہ غیر جذباتی شدت لیے ہوئے تھا۔ جو اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ اُس نے یہ سب کچھ کسی جوش اور جذبے کے تحت نہیں بلکہ ضرورت کے تحت کیا تھا۔

اُس کے بعد اس نے اُن تمام پابندیوں کے خاتمے کا اعلان کر دیا اور رسم کے بعد مزید بات کرنے کا عندیہ دیا۔ وہ ایک عام گھریلو شخص لگ رہا تھا جو شاید ہم سے زیادہ پارسا نہ تھا۔ آہ! اُس کا چہرہ زرد تھا اور اُس لمحے اُس کو دیکھ کر مجھے وہ یادگار ذہن میں نہیں آ رہی تھی جو کہ [1](Wetherbury) چرچ میں نصب تھی جس میں

ا۔ (Wetherbury) برطانیہ کے مرکزی دیہات میں ایک خوبصورت گاؤں کا نام جہاں پر میٹھی مصنوعات کی صنعتیں ہیں۔

ایک فوجی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا جس کو سکول کے بچوں نے بے ہوش کر دیا تھا۔ بالکل وہ اُس عورت کے چہرے سے مشابہ ہے۔ جب اُس پادری نے کہا تھا کہ وہ پابندیوں کے خلاف ہے۔"

اس گفتگو کے بعد دونوں نے گلے کو کھنکارا اور ساتھ ہی آگ میں کچھ ڈنڈیاں پھینکیں کیونکہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ اس طرح سے وہ خود کو تھوڑا وقت مہیا کر رہے تھے تاکہ کہانی کے انجام تک با آسانی پہنچ سکیں۔

میں نے جب معافی کی خبر سنی تو میں اس قدر خوش تھی گویا کسی نے مجھے چھ پیسے انعام دیے ہوں۔ یہ مخلصانہ آواز اولی ڈاؤڈن کی تھی جو چولھے کے لیے جھاڑو بناتی تھی۔ دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ شائستہ رویہ روا رکھنا اس کی فطرت میں شامل تھا اور وہ ساری دنیا کی شکر گزار تھی کہ اُسے زندہ رہنے کے مواقع میسر آئے۔

"اور اب نوکرانی نے اُس کی شادی کروائی ہے"ہمپری نے لقمہ دیا۔

"اُس کے بعد مسز بیوبرائٹ کمرے میں داخل ہوئیں جو کافی خوش نظر آرہی تھیں۔" یہ بات فیئر وے نے مختصراً اس انداز میں بتائی گویا کہ اُسے اس سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ شکایت کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اُس کے الفاظ ہمپری کے الفاظ سے زیادہ غیر اہم نہ تھے اور آزادانہ تاثرات تھے۔"

ہو سکتا ہے وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔ مجھے نہیں لگتا کہ اُنھوں نے ایسا کیوں کیا۔" یہ الفاظ ایک بھاری بھرکم خاتون کے تھے جو اپنی فربہی کے باعث گاؤں میں مشہور تھی۔ تمام پڑوسیوں کو شادی میں مدعو کرنا خوش آئند ہو گا اور اگر شادی کرسمس کے موقع پر ہو تو کیا ہی اچھا ہے۔ ویسے بھی مجھے قریبی رشتوں کی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔

اور اب تم لوگ شادی کا تعین کرو گے لیکن مجھے کسی خوشگوار واقعے کی توقع ہرگز نہیں ہے۔" ٹمتھی فیرڑوے نے اپنی آنکھوں کو گول گھماتے ہوئے کہا۔

میں تھامسن بیوبرائٹ اور اُس کے ہمسایوں کو اس طرح خاموشی سے شادی سرانجام دینے پر تنبیہہ نہیں کروں گا کیونکہ گھر میں شادی کا مطلب ہو گا گھنٹے میں پانچ اور چھ ہفتے اور مہینوں کے برابر کام کرنا اور جب آپ چالیس سے اوپر کے ہو جائیں تو ایسا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

"بالکل سچ۔" اور جب آپ نے خود کو کھانے کا اہل ثابت کرنا ہو تو اس طرح اکیلے رقص سے انکار نہیں کر سکتے اور رقص کے دوران تمھاری ٹانگیں چکرا جاتی ہیں جیسا کہ ایک مرتبہ ہو چکا ہے۔ لیکن ایسا کرنا

ناگزیر ہے کیونکہ کرسمس بھی ہے اور ساتھ ہی شادی کا سماں ہے اور دونوں زندگی کے خوشگوار حصے ہیں۔ کرسمس کے دوران لوگ رقص میں پتوں کی طرح گردش کرتے ہیں اگر زیادہ نہیں تو پہلے اور دوسرے چکر کے دوران تو جوش و خروش اکثر عروج پر ہوتا ہے اور اُس پر گانے بھی اکثر نامانوس ہوتے ہیں۔ جہاں تک میری پسند کا تعلق ہے تو مجھے جنازے پر پڑھے جانے والے گیت زیادہ پسند ہیں اور اس کے بعد کھانا اور مشروبات بھی اعلیٰ ہوتے ہیں جبکہ کسی اور دعوت میں کھانے کے حصول کے لیے آپ کو اس قدر تگ و دو نہیں کرنا پڑتی ہے جتنا کہ ہارن پائپ(Hornpipe) [1]رقص کی محفل کے دوران ہوتی ہے۔"

"نو میں سے دس گروہ اس بات سے متفق ہونگے۔ میرا خیال ہے ابھی رقص میں کافی وقت باقی ہے۔" گرینڈ فر کینئل نے مشورہ دیا۔

"یہی وہ پارٹی ہے جس کے دوران ایک معمر شخص ناک چڑھا کر خود کو محفوظ محسوس کر سکتا ہے۔"

"میرا نہیں خیال کہ ایک خاموش مزاج اور پست قد خاتون، بیو برائٹ اس طرح گھٹیا انداز میں بیاہ رچائے گی۔" سوزن سر، ایک فربہ عورت نے کہا جس کو اصل موضوع سے زیادہ دلچسپی تھی۔ "ایسا تو غریب لوگ بھی نہیں کرتے ہیں اور مجھے اُس شخص کی قطعاً پرواہ نہیں ہے جس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ایک خوش وضع شخص ہے۔"

"ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے" اور جھاڑو بنانے والے نے کہا" اور پھر بھی لوگ کس طرح اس کے پیچھے مشقت کرتے ہیں۔ وہ قابل عزت ہے کیونکہ وہ ایک پڑھا لکھا شخص ہے۔ کلائم کی طرح اس کی تربیت صرف اس خاموش عورت کے لیے نہیں کی گئی تھی۔ جیسا کہ آپ سب کو علم ہے کہ وہ ایک انجینئر تھا لیکن اُس نے موقع گنوا دیا اور ایک عام گھر میں زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ اب اُس کا علم بے کار ہے۔ کچھ لوگ معدنیات کے گڑھے سے اپنا نام روشن کر رہے ہیں۔"

"میں کیا کہوں؟ ایسے لوگ جن کے پاس ایک لکڑی کا طمنچہ نہیں تھا کہ جس کے سہارے وہ کہنی رکھ سکیں۔"

"کس قدر حیرت انگیز بات ہے۔ دنیا نے کیا چمک پائی ہے"

ہمپری نے کہا۔

ا۔ Hornpipe: ۱۶ صدی سے لے کر اب تک برطانیہ اور آئرلینڈ میں ہونے والا رقص جس کا آغاز ۱۵۲۲ء میں ہوا تھا۔

"نہ جانے کیوں۔ برسوں قبل میں بینگپ ایک فوجی کے پاس گیا تھا۔ اور میں تم سے ایک حقیر سے شخص سے زیادہ دنیا کے بارے میں علم نہیں رکھتا تھا اس لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس نے ایسا کیوں کیا ہے۔"

"کتاب پر دستخط نہ کر سکا، فیئر وے نے کہا۔ اگر وہ نوجوان نہیں ہے اور نہ ہی ویلیڈیو اور تھامسن کی طرح رشتہ ازدواج میں منسلک ہو سکتا ہے جو کہ بظاہر ایک غیر یقینی صورتحال ہے کیونکہ وہ اپنے والد کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ مجھے وہ لمحات اچھی طرح یاد ہیں جب میں سیڑھیوں پر چڑھ کر عقد کے لیے نام لکھنے جارہا تھا تو تمھارے باپ نے مجھے کچھ اس انداز سے گھورا گویا میں اپنا نام ڈبونے لگا ہوں۔ تمھارے والدین کی شادی ہم سے کچھ سال قبل ہوئی تھی اور وہ باہیں پھیلائے کسی سکیئر کرو(Scare crow) [1] بڑاوا کی مانند کھڑا تھا۔ کس طرح خوفناک کالا صلیب کا نشان تھا وہ اپنے بچاؤ کے لیے اس لمحے میں صرف ایک قہقہہ لگا سکا۔ حالانکہ اُس کے بعد سے میں ذلت کی زندگی گزار رہا ہوں۔ شادی بیاہ اور عورت سے میرا کوئی سروکار نہیں ہے۔ اور تمام دوست احباب چرچ کی کھڑکی سے مجھ پر طنزیہ ہنس رہے تھے لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ دونوں بھی تو یہی الفاظ ادا کر چکے ہیں اس لیے میں زیادہ مایوس نہ ہوا۔"

"ویلڈیو، تھامسن سے کچھ بہاریں زیادہ ہے۔ تھامسن ایک خوبصورت نوجوان عورت ہے جس کا اپنا گھر ہے اور ایسی عورت کو ایک مرد کے لیے یوں اپنا چوغا اور گریبان چاک کرنا زیب نہیں دیتا۔" یہ بات ایک پودے ٹرف [2]Truf کاٹنے والے نے کی تھی جس نے حال ہی میں اُس گروہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اُس کے کاندھوں پر دل کی شکل والا پھاوڑا تھا جس کو کام کے دوران استعمال کرتا تھا۔

جس کے کنارے آگ میں چاندی کی طرح چمک رہے تھے اور "اگر وہ چاہتا تو اُس کو سو عورتیں بھی میسر آسکتی تھیں۔" یہ الفاظ موٹی عورت ہمپری کے تھے۔ میں نے آج تک ایک بھی ایسا مرد نہیں دیکھا جس کے ساتھ کوئی عورت شادی نہ کرے۔" ٹرف کاٹنے والے نے کہا۔ "میں نے بھی نہیں دیکھا۔"

دوسرا شخص بولا۔ "اور نہ ہی میں نے۔"

گرینڈ فر کینٹل نے بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملا دی۔

۱۔ Scare crow: پھج کاگ، بڑاوا۔ ایک بھدا سا عموماً پھٹے ہوئے کپڑے پہنایا ہوا آدمی کا ڈھانچہ جسے پرندوں کو ڈرانے کے لیے کھیت میں کھڑا کیا جاتا ہے جو ہمارے یہاں بھی کھیتوں میں نظر آتا ہے۔

۲۔ Turf: گھاس کا مصنوعی بدل جس کے اوپر گھاس اور جڑوں کا گھنا حصہ ہوتا ہے۔

لیکن ٹمتھی فیئر وے نے اپنی ٹانگ پر زور دیتے ہوئے اُن سب کی تردید کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن میں نے دیکھا ہے اور میں ایسے آدمی کو جانتا ہوں۔ اُس نے گلے کو زور سے کھنکارا گو کہ بھاری آواز کی وجہ سے غلطی کا اندیشہ تھا۔

"کس قدر وحشت کا سامنا کرنا پڑا ہو گا بیچارے غریب کو؟" ٹرف (Truf) کاٹنے والے نے پوچھا۔

"بالکل نہ ہی بہرہ تھا نہ گونگا اور نہ اندھا۔ وہ کیا تھا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کیا وہ اس علاقے کا رہنے والا تھا؟ اولی (Olly) نے سوال کیا۔

بمشکل ٹمتھی نے کہا لیکن مجھے اُس کا نام یاد نہیں ہے۔ آؤ نوجوان آگ سلگاؤ۔ اور کرسچین کینٹل کے دانت کس کام آئیں گے۔ کیا فقط جلد باتیں کرنے کو ایک لڑکے نے دھوئیں اور سائے کے درمیان آواز نکالی۔ ایک سرد مہر عیسائی ہو۔؟"

بادل نخواستہ آواز نے جواب دیا۔ بالکل بھی نہیں۔"

"آگے بڑھو اور خود کو ثابت کرو۔ مجھے علم نہ تھا کہ تم بھی یہیں پر موجود ہو گے۔" فیئر وے نے ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد ایک کمزور شخص کی جانب سے استدعا آئی جس کے بال گُچھا نما، کندھے کمزور اور ٹخنے کپڑوں سے باہر تھے۔ وہ رضاکارانہ طور پر چند قدم آگے بڑھا اور دوسروں کی حوصلہ افزائی پر مزید آدھا قدم آگے ہوا۔

وہ گرینڈ فر کینٹل کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔

ٹرف کاٹنے والے نے اُس سے سوال کیا۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"میں بھی تو مرد ہوں۔" اُس نے جواب دیا۔

"کیا مرد؟ ایک ایسا مرد تو نہیں ہو جس کے ساتھ کوئی بھی خاتون شادی کے لیے رضامند نہ ہو گی۔ تم وہی تو نہیں ہو جس کی تلاش تھی۔ ٹمتھی فیئر وے نے اپنی آنکھوں کو پورا کھولتے ہوئے کہا تاکہ سارے منظر کا جائزہ لے سکے۔

ہاں" شاید مین ہی وہ ہوں اور وہ یہ بات مجھے خوفزدہ کر دیتی ہے۔" کرسچین نے کہا! کیا تم بھی یہ سوچتے ہو کہ یہ بات مجھے غم زدہ کر دے گی؟ حالانکہ میں ہمیشہ سے ہی یہ بات کہوں گا کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔"

اچھا۔ "اس بات کو چھوڑو۔ اگر تو یہ نرالا آغاز نہیں ہے جیسا کہ میں جانتا تھا۔ "مسٹر فیئر وے نے کہا۔
"میرا مطلب تم نہیں ہو۔ یقیناً اس ملک میں کوئی اور ہو گا تب! تم کیوں خود کو اتنا بدنصیب سمجھتے ہو۔ کرسچین؟"

"اگر ایسا بھی ہے تو میں اس معاملے میں بے بس ہوں۔ آخر میں کیا کر سکتا ہوں؟" ایسا کہتے ہوئے اُس نے اپنی دردناک آنکھیں مجمعے سے چرا لیں جن کے گرد جھریاں تھیں۔

"اگرچہ اب یہ کہنا ذرا عجیب لگتا ہے لیکن میں نے کبھی تنہائی محسوس نہیں کی ہے۔ نہیں بالکل نہیں۔ گرینڈ فر کینٹل نے کہا۔ "میں ایک ایڈمرل کی مانند رات کو بھی بہادری کا مظاہرہ کر سکتا ہوں۔"

اس وقت لکڑیوں کی آگ قدرے مدھم پڑ رہی تھی کیونکہ ایندھن بڑے شعلے کے معیار کا نہ تھا۔ اور اُس علاقے میں فروزاں دوسری آگ بھی کمزور پڑ رہی تھیں۔ اُن کے رنگ، جلنے کے وقت سے جلنے والے ایندھن کے معیار کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے اگرچہ ان تمام میں ضلع کی مقامی پیداوار کا استعمال یقیناً تھا۔ کیونکہ تیز اور دیرپا آگ میں ہیتھ اور فیزر ایندھن کا استعمال کیا گیا تھا جبکہ جلدی جل کر بجھ جانے والا شعلہ زیادہ تر گھاس بھوس، تنکوں اور دوسرے فالتو مواد سے جلایا گیا تھا۔ جب کہ سب سے زیادہ پائیدار آگ جھاڑیوں کی لکڑی کی تھی۔ ان میں سے زیادہ تر ابھی جل رہی تھیں اور دور سے کسی چاند کی طرح چمکتی نظر آتی تھیں اور نیچے وادی کی کھڑکی سے بالکل واضح تھیں۔ اس کی قربت کچھ ایسی تھی کہ چھوٹے پن کے باعث اس کی چمک اُن سب سے برتر تھی۔

یہ خاموش نگاہ وقتاً فوقتاً اُن کی توجہ مبذول کرنے میں کامیاب رہی تھی اور جب اُن کی اپنی جلائی ہوئی آگ مدھم ہو گئی تو اس کی کشش میں مزید اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ کھڑکی سے جلائی ہوئی آگ بھی جب زوال پذیر ہو جاتی لیکن اس میں کوئی قابل غور تبدیلی نہیں دیکھی گئی تھی۔

"کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ آگ کتنے فاصلے پر ہے۔" فیئر وے نے کہا۔ میں اپنے دوست کو اس کے گرد طواف کرتا دیکھ رہا ہوں۔ اُس آگ کے متعلق مختصر کچھ اچھا کہا جانا چاہیے۔

"میں وہاں تک پتھر نہیں پھینک سکتا ہوں" لڑکے نے کہا۔

(۴)۔ آسمان کے مقابل شخص

جب ایڈ گن کا سارا ہجوم آگ کے منظر کو چھوڑ کر اپنی معتاد تنہائی کی جانب بڑھ رہا تھا اسی لمحے چست لباس میں ملبوس ایک خاتون ہیتھ کے اُس حصے سے گاڑی کی طرف بڑھی جہاں پر اب تک کچھ آگ باقی تھی۔

اگر ریڈل میں وہاں کھڑا ہو جاتا تو یقیناً پہچان لیتا کہ یہ وہی عورت تھی جو وہاں کھڑی تھی اور اجنبیوں کی آمد پر غائب ہو گئی تھی۔ وہ دوبارہ پرانی جگہ پر واپس اتری جہاں بجھتی ہوئی آگ کے سرخ کوئلے اُس کو زندہ جاوید کی طرح دن کے اختتام پر "خوش آمدید" کہہ رہے تھے۔ اِس کے گرد وسیع رات کا منظر چھا رہا تھا جس کی نامکمل تاریکی ہیتھ کی تا حدِ نگاہ ظلمت کے مقابلے میں ایسی تھی جیسا ایک قابلِ معافی جرم مہلک گناہ کے سامنے ہو۔

وہ جسامت میں لمبی اور سیدھی تھی اور حرکات کے لحاظ سے نسوانی۔ اب تک اس کے متعلق اس قدر معلومات ہی مہیا ہو سکیں تھی۔ اُس کا جسم کونوں سے مڑی ہوئی چادر کے ڈیزائن سے ڈھکا ہوا تھا۔ سر پر ایک بڑا رومال تھا۔ رومال حفاظت کے نظریے سے اور زمان و مکان کے لحاظ سے زائد از ضرورت نہ تھا۔ کمر شمالاً جنوباً چلتی ہوا کی جانب تھی۔ لیکن کچھ ان جانی وجوہات کی بنا پر وہ اُس کی جانب سے پہلو تہی کر رہی تھی شاید اُس ٹھنڈی ہوا کے شدید جھونکے کے باعث جو اُس کی غیر معمولی مقام کی وجہ سے تھا یا شاید اُس کی دلچسپی جنوب مشرقی ہوا میں ہو لیکن بظاہر ایسا کچھ نہ تھا۔

اس طرح ہیتھ کے دائرے کے محور میں بے حس و حرکت کھڑے رہنے کا مقصد اب تک نا معلوم تھا۔ اُس کا غیر معمولی اعتماد مشہور زمانہ احساس تنہائی انداز میں بے پروائی کا عنصر۔ یہ سب انداز میں خوف کی غیر موجودگی پر دلالت کرتے ہیں۔ ملک کا وہ رستہ جو اُس منحوس صورتحال کے باوجود، غیر متغیر رہا۔☆ جس نے سیزر کو بے چین کیا کہ وہ اس کے ملال سے بچ نکلے اس سے قبل کہ وہ لمحہ آن پہنچے جب دن اور رات برابر ہو جائیں۔ یہ منظر اور موسم تھا جو جنوب سے آنے والے سیاحوں کے سامنے (Cimmerion-land) زمین کی

وضاحت کرتا تھا اور جو اُس کے چہرے پر قطعأنہ تھی۔ تو وہ اُس عورت سے دوستانہ مراسم میں تھی اور شاید اس صورتحال میں یہ بات فرض کرلی گئی تھی کہ وہ ہوا کو سُن رہی تھی۔

Ceaser[1] کرائے پر دی گئی زمین اور رات کے بڑھنے کے ساتھ پیش قدمی کر رہی تھی اس کے ساتھ سب کی توجہ سمیٹ رہی تھی۔ درحقیقت ایسا لگتا تھا کہ ہوا اس منظر کے کیلئے تخلیق کی گئی تھی اور یہ منظر وقت کا جزولانیفک تھا اس کا لہجہ مخصوص تھا اور جو کچھ وہاں پر سنا گیا تھا وہ کہیں اور بھی سنا جاسکتا تھا شمال مغرب سے ہوا کے بے شمار جھونکے آتے اور گزر جاتے تو اُن کی بازگشت تین حصوں میں منقسم ہو جاتی۔ اونچی اور مچھلی کی آوازیں ان میں تھیں۔

اس کے بعد ہی مقدس درخت کی آواز تھی جو اپنی بلندی میں دوسرے نمبر پر تھی۔ قوت میں ان سے کم لیکن بلندی میں اونچی تھی ایک مٹی آواز جو بھرائی ہوئی آوا سے نسبتاً سخت تھی اور یہ مخصوص مقامی اشارے کنایوں کی زبان تھی۔ جو اُن دونوں سے زیادہ متاثر کُن تھی۔ اس کے اندر آپ کو ہیتھ کی مخصوص لسانیات کی جھلک نظر آئے گی اور ہیتھ کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی نہیں سنائی دے گی۔ اس کی پریشانی کو عقل کے دامن میں چھپا رہی تھی۔ اور ازل سے ایسی اٹوٹ ہی تھی۔

مجموعی طور پر نومبر کی ان افسردہ ہواؤں کی لے میں ان انسانی گانوں کے بقایاجات سے ایک مشابہت تھی جو ان کے سروں میں تھے۔ گویا یہ ایک شکستہ گوشہ تھا۔ خشک اور کاغذی اور کانوں میں اس قدر واضح ٹکراتا کہ جس مواد سے بنا ہوا تھا اس کو بھی گویا اس کو بھی لمس سے محسوس کیا جاسکتا تھا۔ لامحدود سبزے کی اجتماعی پیداوار تھی لیکن نہ تو تنے، پتے، پھل، شاخیں۔ خار بیل اور نہ ہی کائی تھی۔

۱۔ Ceaser جولیس سیزر، نامور رومی سیاستدان اور سپہ سالار تھا جو رومی جمہوریہ کے زوال اور سلطنت رومیہ کے آغاز کا باعث بنا۔ اس کے خاندان کو یہ نام اس کی وجہ سے ملا کیوں کہ اس کی پیدائش (Ceaserian) سے ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی وجہ شہرت لاطینی نثر نگاری بھی ہے۔ (Encyclopediaa Britanica) Cimmeriion-land ہندویورپی نسل کے لوگوں کی سرزمین جو ۱۰۰۰ قبل مسیح کو تاریخ کے صفحات پر ابھرے یہ ایرانی نسل تھے اور جس زمین پر بستے تھے۔ اس کو دھند اور پُراسرار رازوں کی کائنات سمجھا جاتا تھا۔

در اصل وہ گزشتہ موسم گرما کی حنوط شدہ ہیتھ کی گھنٹیاں تھیں جس کے بعد بنیادی طور پر نازک اور کاسنی رنگ میں تھیں لیکن اب مائیکل ماس[1](Michaelmas) کی بارش سے دھل کر بے رنگ ہو چکی تھی اس کے بعد اکتوبر کی دھوپ نے اس کو مردہ جلد کی طرح خشک کر دیا تھا۔

ان میں سے ایک شخص کی آواز اس قدر دھیمی تھی گویا خاموشی میں سو لوگوں کی آواز ہو اور دس ہزار کے جھکاؤ عورت کے کانوں تک یوں پہنچے گویا کوئی مرجھائی اور رُک رُک کر آنے والی گفتگو ہو۔ اگرچہ بد قت ایک تنہا آواز بہت ساری آوازوں میں تیرتی ہوئی آئی جس کے اندر ایک ایسی طاقت ہو سکتی ہے جو سننے والے کو اصل خیالات سے متاثر کر سکتی تھی۔ ایک شخص گہری نظر سے اُن مشترکہ متنوع چیزوں کی لا محدودیت کو دیکھا اور سمجھا کہ اُن میں سے ہر ایک چھوٹا بگل ختم ہوا، داخل ہوا اور پھر اُبھرا اور ایک جوالہ مکھی کی مانند وسیع تھا۔

روح نے اُنھیں "متحرک کیا"۔ ایک ضرب المثل کا مفہوم تھا جس میں توجہ پر زور دیا گیا اور ایک جذباتی سُننے والے کا مزاج مزید آگے بڑھ چکا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ پرانے بلوم کے بائیں بازو والے کی فرافی () بولی یا پھر دائیں بازو والے کی یا پھر اُس ڈھلوان کی جو سامنے تھی۔ لیکن ایک شخص تنہا تھا جو ہر بار (اُن سب سے مخاطب تھا)۔ اچانک گاڑی سے رات کی وحشت کے ساتھ ایک آواز سنائی دی جو سُر کو درست کرتی تھی اسی طرح قدرتی طور اُس کے آغاز اور انجام کے درمیان فرق کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ " دھونس جھاڑیوں اور ہیتھ کی گھنٹیوں نے اس خاموشی کو آخر کار توڑ دیا اور اسی طرح عورت اور اس کی حرکات بالکل اسی گفتگو کا دوسرا حصہ حملہ تھیں۔ ہوا پر پھینکا گیا یہ اُس کے ساتھ ہی منسلک ہو گیا تھا اور اُنہی کے ساتھ اُڑ پڑا۔ اس نے ایک طویل آہ بھری جو بظاہر کر رہی تھی کہ اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا اور یہی اُس کی یہاں پر موجودگی کی وجہ تھی۔ اس کے متعلق وقفے وقفے سے ایک ترس کی کیفیت تھی گویا اگر اُس نے خود کو آواز نکالنے کی اجازت

۱۔ (Michaelmas): خزاں میں ہونے والی بارش: سرد علاقوں میں بارش کا موسم جب بارش سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا مقصد اچھے اخلاق کی تربیت ہے جس طرح بارش سے جنگل نکھرتا ہے۔

دے دی تو اُس کا دماغ باضابطہ کام نہ کرنے کا مجاز ہو گا لیکن اس تمام صورتحال میں یہ واضح تھا کہ وہ دبی ہوئی حالت میں تھی جو نہ تو کمزور تھی اور نہ ہی جمود کا مقام تھا۔

دور نیچے وادی میں، سرائے کی کھڑکی سے ہلکی سی چمک آرہی تھی اور آنے والے لمحوں نے یہ ثابت کر دیا کہ کھڑکی یا اس کے اندر جو کوئی بھی تھا اُس کو اپنی حرکات و سکنات یا ارد گرد سے زیادہ عورت کے () نالہ فریاد کی پرواہ تھی۔ اُس نے اپنا ہاتھ اُٹھایا جس میں دوربین تھی اور یہ کام اس قدر سرعت سے انجام دیا گیا تھا گویا وہ یہ سب کرنے کی عادی تھی۔ اسے اپنے آنکھوں کے قریب لاتے ہوئے اس کا رُخ سرائے میں آنے والی روشنی کی کرن کی جانب کر دیا۔ جس رومال سے اُس نے سر کو باندھ رکھا تھا اب تھوڑا نیچے گرا دیا گیا تھا اور اُس کا چہرہ اوپر اُٹھا تھا۔ بادلوں کے یک رنگی پس منظر کے ساتھ تصویر واضح تھی جو بالکل ایک طرفہ سایہ تھا۔ مسز سیٹڈ نکے نقوش کا جو اوپر کی طرف ایک شبیہہ بنانے کو مائل تھا دونوں کی مانند نہ تھا لیکن ان کا مشترکہ متحرک خیال تھا۔ تاہم یہ صرف سطحی تاثر تھا۔ کردار کے اعتبار سے ایک شخص کے بیرون سے شاید کتنے اعترافات ملتے ہیں لیکن مکمل ندامت صرف اس کی تبدیلی سے ظاہر ہوتی ہے۔

جس کو ہم نقوش کا کھیل گردانتے ہیں وہ اکثر مرد و عورت کو سمجھنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اگرچہ رات کی تاریکی نے باقی تمام لوگوں کی ان تھک کوششوں نے زیادہ اس کے روپ کا کچھ ہی حصہ ظاہر ہونے دیا تھا جس کی وجہ سے خدوخال کے محرک حصے دیکھے نہیں جاسکتے تھے۔ آخر کار اُس نے جاسوسی کا رویہ ترک کیا، دوربین کو بند کر دیا اور بجھتی ہوئی چنگاریوں کی طرف مُڑی۔ اب ان میں سے کوئی قابل ستائش چنگاری نہیں تھی۔ سوائے اس کے جب کوئی غیر معمولی جھونکا اُن کے چہروں پر آتا اور یک موجی لہری چمک پیدا کرتا تھا جو ایک لڑکی کی لالی کی طرح آناًفاناً غائب ہو جاتی۔ وہ خاموش، پر جھکی اور جلی ہوئی لکڑیوں میں سے ایک چھڑی کا انتخاب کیا جس کے سرے پر بڑا جلتا کوئلہ تھا اس کو وہاں لائی جہاں پر وہ پہلے کھڑی تھی۔ لکڑی کو زمین پر گاڑھا اور سرخ کوئلے کو پھونک ماری یہاں تک کے اس نے گھاس پر روشنی ڈالی اور وہاں ایک چھوٹی سی چیز کی نشاندہی کی جو گھڑی کا شیشہ تھا اگرچہ اُس نے گھڑی پہن رکھی تھی۔

کافی دیر وہ آگ میں پھونک مارتی رہی تا کہ یہ واضح ہو کہ تمام ریت پھیل چکی ہے۔ یکایک اس کے منہ سے حیرت میں آہ کی آواز نکلی۔ اُس کی سانس سے نکلنے والی روشنی کافی لہر دار تھی اس اور لمحاتی نور سے منور ہونے کے بعد اُس کا چہرہ مزید واضح ہو گیا تھا جو فقط دو بے مثال ہونٹوں اور گالوں پر مشتمل تھا کیونکہ سر ہنوز ڈھانپا ہوا تھا۔ اُس نے چھڑی پھینکی، شیشے کو اپنے ہاتھ میں لیا، دور بین کو بازو کے اندر ڈالا اور نکل پڑی۔

عقب میں ایک پیدل مدھم راستہ تھا جس پر وہ عورت چل پڑی۔[1]

نیا آنے والا شاید اس دن کی روشنی میں بھی اس کو نہ سمجھ سکیں گے لیکن ہیتھ کے مستقل آمد و رفت والے لوگ شاید آدھی رات کو بھی بنا بھٹکے اس پر چل سکتے تھے۔ دراصل روشنی کی عدم موجودگی میں ان قدیم رستوں پر چلنا بھی ایک راز تھا جب کہ ان پیدل چلنے والے کیلئے ان جگہوں میں اس رستے میں نرم گھاس اور دو رُخے ڈنڈیوں میں فرق موٹے جوتوں سے بھی واضح ہو جاتا تھا۔ وہ اکیلی عورت جو اس قابل فہم جگہ پر چل رہی تھی اور جس نے مردہ ہیتھ کی گھنٹیوں کی ہوائی تان پر کوئی غور نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس گہرے رنگ کی مخلوق کے گروہ کو دیکھنے میں کوئی خاص دلچسپی لی جو اُس کی موجودگی کو محسوس کر کے یہاں سے رفو چکر ہو گئے جو نہی اُس نے اس تنگ وادی میں قدم رکھا تھا۔ وہ چھوٹے خچروں کا ایک گروہ تھا جس کو ہیتھ میں اُگنے والے کہا جاتا تھا۔ وہ ایڈگن[2] کی لہروں کی طرح فضا میں گھومتے پھرتے لیکن تعداد میں اس قدر کم تھے کہ اُس کو تنہائی سے علیحدہ کرنا مشکل تھا۔ چلنے والوں نے کوئی قابل غور چیز نہیں دیکھی فقط یہ اس چھوٹے سے واقعے کے جو اس کی غائب دماغی کی نشانی تھا ملا۔ اُس کی قمیض جھاڑی میں پھنس گئی تھی جس کے باعث رفتار میں خلل آ گیا۔ بجائے اس کو اتارنے اور تیز قدم چلنے کے، اس نے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا اور وہاں پر ساکت کھڑی ہو گئی اور

1۔ Sappo: قدیم یونانی شاعرہ جس کا تعلق لیوس کے جزیرے سے تھا اور اپنے نغمات کے باعث مشہور تھی۔ اس کی بیشتر شاعری زمانے کے ابتداد سے مٹ چکی ہے اور جو باقی ہے وہ فقط ٹکڑوں میں ہے سوائے (Ode to Aphrodite)

2۔ Edgon: ہارڈی کے وسیکس کا ایک افسانوی علاقہ ہے جہاں لوگ چارہ کاٹ کر گزر بسر کرتے تھے۔ یہ علاقہ توہم پرست اور جادو ٹونے کے معتقدین کی آماجگاہ تھا۔ مذکورہ ناول کے علاوہ (Mayor of Carterbridge) اور ایک افسانے (Withered Arm) میں بھی اس کا ذکر ہے۔ (An Encyclopedia of world places p.200)

جس لمحے خود کو اس چنگل سے آزاد کرانے کی کوشش کی بھی تو یہ مزید اس کے گرد لپٹتا چلا گیا اور اس خاردار چھوٹی چھڑی کو کھولتا چلا گیا۔ وہ ناامیدی کے تصورات کے گھن چکر کی گرفت میں تھی۔

اب اُس کا راستہ اس مختصر نہ بجھنے والی آگ کی طرف جاتا تھا۔ جس نے رین بیر و اور ویلیڈیو کی وادی میں موجود تمام لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا اور جس کی شعاعوں سے نکلتی روشنی اُس کے چہرے کو مزید منور کیے دے رہی تھی اور جلد ہی یہ واضح ہو گیا کہ آگ زمین پر نہیں بلکہ ایک کونے پر تھی جہاں دو کنا روں کے جنگلے باہم ملتے تھے۔ باہر ایک گڑھا تھا جو بالکل خشک اور آگ کے نیچے تھا۔ جہاں پر کبھی بڑا تالاب ہوا کرتا تھا جو گلابی پھولوں والی جھاڑی سے ڈھکا ہوا تھا۔ تالاب کے پر سکون پانی میں آگ اوپر سے نیچے نظر آرہی تھی (عکس ہمیشہ الٹا ہوتا ہے) کناروں پر کوئی باڑ نہیں تھی سوائے اس تہہ کے جو گھاس کے گچھوں نے بے ترتیبی سے بن دی تھی۔ اور وہ اوپر تنوں بل کھڑے تھے۔ جیسے کسی نے لکڑی کا جنگلہ شہر کی دیوار پر بنایا ہو ۔جب کہ مستول کو لکڑی کے شہتیر اور دوسرے ملاحی آلات کی مدد سے جوڑا گیا تھا جو گہرے بادلوں سے اٹھتا نظر آرہا تھا۔ جہاں تک آگ کے شعلہ کی لپک تھی بحیثیت مجموعی یہ قلعہ بندی کا ایک منظر تھا جس کی رہنمائی کیلئے آگ لگائی تھی۔

بجز اس سفید ہاتھ کے جو منظر میں کنارے پر ہل رہا تھا کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ یہ ایک چھوٹا انسانی ہاتھ تھا جو چھوٹے ایندھن کے ٹکڑوں کو آگ میں ڈال رہا تھا۔ واحد ہاتھ تھا جس نے بل [1] سُر کو تکلیف دی اور جو بالکل تنہا تھا۔ دفعتاً کنارے سے ایک چنگاری لڑھکتی آتی اور ایک پس کی آواز کے ساتھ تالاب میں غرق ہو جاتی تھی۔ تالاب کی ایک طرف ڈھیلوں اور پتھروں سے بنی ہوئی شکستہ حال سیڑھیاں جانے والے کنا رے پر پہنچنے میں مدد کرتی تھیں اور اس عورت نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کے بیچ گھاس کا میدان غیر مزروعہ حا لت میں تھا اگرچہ آثار گواہ کہہ تھے کبھی اس کو زیر کاشت لایا گیا ہو گا۔ لیکن اب گھاس اور جھاڑیاں کچھ ایسے بے ہنگم انداز سے آگ آئی تھیں اور اپنی پرانی برتری از سر نو قائم کر رہی تھیں۔ مزید آگے چل کر ایک کم رو

ا۔ Belshazzar: بابل سلطنت کے بادشاہ کا سب سے بڑا فرزند جس نے باپ کی غیر حاضری میں حکومت کے کام چلائے لیکن رسمی طور پر بادشاہ کا منصب اختیار نہیں کیا۔ وہ ۵۳۹ قبل مسیح میں فارس کے حملے میں مارا گیا تھا۔

شنی میں بے ترتیب انداز میں بنا ہوا گھر تھا۔ باغ اور باہر بنی ہوئی منزل جس کے پیچھے فر کے جھنڈ تھے۔ نوجوان عورت کا جوبن اُس کے لچکدار وجود سے چھلک رہا تھا جب کہ وہ کنارے کے اوپر چل رہی تھی۔ آگ کے شعلے کی مستقل ہونے کی ایک وجہ اب سامنے آگئی تھی کہ اس کا ایندھن لکڑی کے سخت ٹکڑوں اور دوسرے ساز و سامان پر مشتمل تھا۔ گانٹھ دار کانٹے دار پودوں کے ننے جو کہ دو اور تین کی تعداد میں پہاڑی کے ساتھ اُگ آئے تھے۔ اگرچہ ان کا غیر استعمال شدہ ڈھیر کنارے کے اندرونی حصے میں تھا۔ اور اسی کونے سے اُس چھوٹے لڑکے کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ وہ اپنے پٹھوں کو پھیلا کر لکڑی کا ٹکڑا آگ میں پھینک رہا تھا اور یہ کام شام کے بیشتر حصے میں تھوڑا عرصہ اُس کو مصروف رکھتا تھا جس کا اندازہ اس کے مضمحل چہرے سے لگ رہا تھا۔ اُس نے کہا: " میں خوش ہوں مس یوسٹیشا کہ آپ آگئی ہیں۔ " اُس کے ساتھ ہی اس نے چین کی سانس لی۔ "بے وقوف مجھے تھوڑا دیر آگے چلنا ہے ابھی تک میں صرف بیس منٹ چلی ہوں۔ " یہ تو لمبا لگتا ہے۔ "افسردہ لڑکا بڑبڑایا۔ اور کہا" آپ کتنی بار آچکی ہیں۔ "

"کیوں؟" میں نے سوچا تھا کہ تم لکڑی کی آگ کو پا کر مسرور ہو گے۔ کیا تم میرے شکر گزار نہیں ہو گے کہ میں نے تمھیں اُن میں سے ایک بنا ڈالا؟"

"ہاں۔ بالکل ایسا ہی ہے لیکن یہاں میرے ساتھ کھیلنے والا کوئی نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے میری غیر موجودگی میں یہاں کوئی نہ آیا ہو گا"

"ہاں۔ صرف آپ کے نانا جاں آئے تھے اور میں نے ان کو بتایا کہ آپ پہاڑوں پر ہیں۔"

"تم ایک اچھے لڑکے ہو یوسٹیشا نے کہا۔ ایسا لگتا ہے میں دوبارہ اُن کی آواز سُن رہا ہوں۔ ایک بوڑھا آدمی گھر سے دور فروزاناگ کی طرف آیا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے ایک ریڈل مین کو اُس دوپہر سڑک پر پکڑا تھا۔ اُس نے متفکر انداز میں کنارے کے پر نگاہ دوڑائی جہاں ایک عورت کھڑی تھی جس کے دانت دور سے ہی کسی پاریان(Parian) [1] کی طرح اُس کے جدا ہونٹوں کے بیچ نظر آرہے تھے۔ اُس نے سوال کیا۔ "تم گھر کب آرہی ہو؟"

1۔ Parian: یونانی جزیرہ پارس جو اپنے سفید قیمتی سنگ مرمر کے باعث مشہور ہے۔ سنگ مرمر سے بنا پھولوں کا گلدان۔

"یوسٹیشا اب سونے کا وقت ہے میں تقریباً دو گھنٹوں سے گھر میں ہی ہوں اب تھک چکا ہوں۔ یقیناًیہ ایک بچگانہ حرکت ہے اتنی دیر تک آگ سے کھیلنا اور پھر اس قدر ایندھن کا ضیاع۔ میری وہ تمام قیمتی خار دار جڑیں جو ایندھن میں نایاب مانی جاتی تھیں۔ جن کو میں نے کرسمٹس کے کیلئے بچا کر رکھا تھا۔ تم نے تقریباً ساری ہی جلالی ہیں۔" "میں نے جونی سے آگ جلانے کا وعدہ کیا تھا اور یوں بھی وہ اُس حد تک محزور کرتا ہے کہ وہ کہیں جانے کا نہ پوچھیں گے؟ یوسٹیشا نے یہ بات اس انداز میں کی گویا وہ اس جگہ کی ملکہ ہو۔

دادا جان اب آپ بستر پر آرام کریں۔ میں بھی جلد ہی آپ کے پیچھے آرہی ہوں۔

"تم کو آگ پسند ہے۔ جونی کیا نہیں پسند ہے؟"

لڑکے نے مشکوک انداز سے اُس کو دیکھا اور منہ میں کچھ بڑبڑایا۔ "میرا نہیں خیال کہ مجھے یہ مزید چاہئیے۔"

داد اجان دوبارہ پیچھے مُڑے لیکن لڑکے کا جواب نہ سن سکے۔ جونہی باریش بزرگ غائب ہوا یوسٹیشا نے ناراضگی کے انداز میں لڑکے سے کہا۔ "ناشکرے چھوٹے لڑکے۔ تم کیسے مجھ سے اختلاف کر سکتے ہو؟ تم اس کے بعد کبھی بھی آگ سے نہ کھیلو گے جب تک دوبارہ نہ جلاؤ گے۔ اَب مجھے بتاؤ کہ تم میرے لیے کام یہ کرنا پسند کرو گے۔ اور نہ ہی اس حقیقت کو جھٹلاؤ گے۔"

مغلوب لڑکے نے کہا۔ "جی محترمہ میں کرتا ہوں" اور بے دلی سے آگ کو مہمیز دی۔ یہاں پر تھوڑی دیر کیلئے رُکو اور میں تم کو ایک مُڑا ہوا اچھے کا سکہ دوں گی۔" یوسٹیشا (Eustacia) نے مزید نرم لہجے میں کہا۔ "ہر دو منٹ کے بعد لکڑی کا ایک ٹکڑا آگ میں ڈالو لیکن اچانک زیادہ نہیں۔ میں کنارے پر کچھ دیر چہل قدمی کرنے لگی ہوں۔ لیکن تمھاری جانب بھی آتی رہوں گی اور اگر تمھیں کسی جھالر والے فیڈک کی چھلانگ لگانے کی آواز سنائی دے گویا کسی نے پانی میں پتھر پھینکا ہو تو یقیناً تم بھاگ کر آؤ گے اور مجھے بتاؤ گے کیونکہ یہ بارش کی علامت ہے۔"

"ہاں: مس وائے یوسٹیشا!" میں حکم پر عمل کروں گا۔"

"اب ایک اور چھڑی رکھو۔ چھوٹا غلام آگ کو ایندھن مہیا کر رہا تھا۔ وہ یوسٹیثا کی خواہش کے عین مطابق کام کر تا اور پہلے کی طرح ہیجان بیدار کر رہا تھا۔ وہ یقیناً پیتل کا وہ مجسمہ تھا جس کو البرٹ ما گنینس(Abbertus Magnas) [1] نے اس طرح بنایا تھا تا کہ وہ اس کے مطابق دانت بجائے حرکت کر ے اور غلامانہ زندگی بسر کرے۔

اگلی سیر پر جانے سے قبل نوجوان عورت (یوسٹیثا) چند ساعتوں کیلئے کنارے پر کچھ سننے کو کھڑی ہوئی ۔یہ مکمل طور پر رین بیرو کی مانند ایک تنہا جگہ تھی مگر تھوڑے نیچے تھی اور شمال کی طرف گھاس کی وجہ سے ہوا اور موسم سے قدرے محفوظ پناہ گاہ تھی۔

وہ کنارا جو گھر کو محصور کر کے دنیا کی لاقانونیت سے محفوظ رکھتا تھا وہ گھنے مٹی کے چوکور ڈھیلوں کی مدد سے بنایا گیا تھا اوراس جگہ پر حفاظت فراہم کرتا تھا جہاں پر باڑ نہ اُگنے والی تھی اور جنگل کی وجہ سے تمام مواد بھی نا قابل رسائی تھا۔ بصورت دیگر صورتحال کافی حد تک واضح تھی جو وادی کے طول و عرض پر حاکم تھی اورویلیڈیو کے گھر سے بھی آگے دریا تک پہنچ جاتی تھی ۔اس کے دائیں طرف اُونچائی پر اس جاجب خاموش عورت کی سرائے سے بھی نزدیک تروین بیرو کا وہ مبہم بیرونی حصہ آسمان کو روک رہا تھا(نظر نہیں آرہا تھا)۔

جنگلی ڈھلوانوں اور گہری وادی کے محتاط جائزے کے بعد یوسٹیثا کے انداز سے بے قراری کا عنصر غا ئب ہو گیا تھا۔ وہ چڑچڑے الفاظ ادا کر رہی تھی، دفعتاً گفتگو کے بیچ آہ بھرتی اور آہوں کے درمیان آواز نکالتی۔ اپنے مقام سے نیچے اُترتے ہوئے وہ دوبارہ آوارہ گردی کے ارادے سے رین بیرو کی جانب چل دی۔ اگرچہ اس دفعہ اس نے مکمل رستہ طے نہ کیا۔

1۔ Abbertus Magnas: جرمنی کے کیتھولک گرجا کا ایک پادری تھا جس کو کیتھولک فرقہ ایک بزرگ کی طرح مانتے تھے۔ پادری ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک مشہور طبیب بھی تھا۔

اس کے بعد دو مرتبہ کچھ منٹ کیلئے دوبارہ منظر پر ابھری اور یہ کہا۔" ابھی تک کوئی مینڈک بھی تالاب میں نہیں ہے؟" چھوٹے لڑکے نے کہا۔" نہیں۔ مس یوسٹیثا۔ لڑکے نے جواب دیا۔" بالآخر اس نے کہا ۔ میں جلد ہی اندر آؤں گی اور تمھیں چھ پیسے دوں گی۔ پھر تم گھر چلے جانا۔"

" آپ کا شکریہ مس یوسٹیثا تھکے ہوئے بھٹی (دان) نے آرام سے سانس لیتے کہا اور یوسٹیثا دوبارہ آگ سے دور چلی گئی لیکن اس دفعہ اس کا رخ رین بیرو کی جانب نہ تھا۔ اُس نے کنارا تھاما اور گھر سے پہلے چور دروازے کی طرف گھومی جہاں پر ساکت کھڑی منظر کو دیکھتی رہی۔ تقریباً ۵۰ گز کے فاصلے پر دو ملتے ہوئے کناروں کے کونے پر آگ جل رہی تھی۔

لڑکا یکے بعد دیگرے چھڑی اُوپر کو اُٹھاتا۔ وہ سست روی سے اُس کو دیکھ رہی تھی جیسے ہی وہ کنارے کے کونے سے اوپر اُٹھتا اور کھڑا ہو جاتا۔ ہوا، دھوئیں اور لڑکے کے بال دونوں کو ایک ساتھ اُڑا رہی تھی اور اُس کے پینافور (Pina-fore)[1] کے کنارے ایک ہی سمت میں اُڑ رہے تھے۔ ہوا رُک گئی، پینافور اور بال تھم گئے جبکہ دھواں سیدھا اُوپر گیا۔ یوسٹیثا لڑکے کو فاصلے سے دیکھ رہی تھی اور جب وہ نظر آنے لگا تو وہ کنارے سے نیچے اُتر کر اور سفید دروازے سے بھاگی۔

" اچھا!" یوسٹیثا نے کہا۔

" مینڈک نے تالاب میں چھلانگ لگادی ہے۔" لڑکے نے کہا۔" ہاں! میں نے سُنا۔" اس کا مطلب ہے۔ بارش ہونیوالی ہے۔ بہتر ہے، تم خوفزدہ تو نہیں ہوگے۔" اُس نے جلدی سے کہا۔ گویا اس کا دل گلے میں اٹک گیا ہو۔

" نہیں۔" کیونکہ میرے پاس چھ پیسے ہونگے۔

" ہاں۔ یہ یہاں پر ہیں۔ اب اس قدر تیز بھاگو جس قدر تم بھاگ سکتے ہو۔ اُس رستے سے نہیں بلکہ یہاں باغ سے۔ ہیتھ میں کسی اور لڑکے کی آگ اس قدر نہیں ہوگی جتنی تمھاری ہے۔"

1- Pina-fore: بنا آستین اور بازو کے چُغہ نما لباس جو انگریزی خواتین زیب تن لباس کے اوپر پہنتی ہیں تا کہ اس کو گندا ہونے سے بچایا جائے۔

لڑکا جس کے پاس بہت ساری اچھی چیزیں تھیں، پھرتی سے سائے کی جانب چل دیا۔ جب وہ جا چکا تو یوسٹیٹا نے اپنی دوربین اور شیشہ چھوڑا اور چور دروازے سے کنارے کی جانب چل دی جہاں پر کام کی تھکن کو چہرے سے چھپاتے وہ محوِ انتظار تھی۔ کچھ لمحے بعد ایک چھپاک کی آواز باہر تالاب سے سنائی دی۔ اگر لڑکا وہاں ہوتا تو یقیناً وہ کہتا کہ دوسرے مینڈک نے چھلانگ لگا دی ہے لیکن اکثریت کے خیال میں اُس پتھر کے پانی کے اندر گرنے کی آواز تھی۔ یوسٹیٹا ڈھیر کے اوپر چڑھی۔

"ہاں۔" اُس نے کہا اور سانس روک لی۔

ایک وادی پر جھکے آکاش پر تالاب کی بیرونی حدود میں شخص کا عکس دھندلا نظر آرہا تھا۔ وہ اُس کے قریب آیا اور ڈھیر پر جھک گیا، پھر اُس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ یہ تیری آواز تھی جو آج کی رات لڑکی کی منہ سے نکلی۔ پہلی جب وہ گاڑی میں کھڑی تھی اور پریشانی کا اظہار کر رہی تھی۔ دوسری جب منڈیر تھی اور بے قراری کا عنصر نمایاں اور سردست فاتحانہ سرشاری کی کیفیت تھی۔ اُس نے اپنی پُرلطف آنکھیں بنا بولے اس پر گاڑھیں گویا ان بے ہنگم چیزوں سے کوئی حیران کن چیز تخلیق کی گئی ہو۔

(مرد نے کہا جو ویلیڈیو تھا)" میں آ گیا ہوں۔ "تم سے مجھے کوئی سکون نہیں ملا۔ مجھے اکیلا کیوں نہیں چھوڑ دیتی ہو۔" ویلڈیو نے کہا۔ اُس کے الفاظ جذبات سے مُبرا تھے۔ اور وہ دونوں انتہاؤں کے بیچ اپنی آواز کے توازن () کو قائم رکھے ہوئے تھا۔ جب کہ اُس کے اِس غیر متوقع منع کرنے کے انداز نے لڑکی کو بھی خوفزدہ رکھا۔ "یقیناً تم نے میری جلائی ہوئی آگ کو دیکھا ہے۔" اُس نے بے کیف سکون سے کہا جو مصنوعی طور پر اُس نے برقرار رکھا تھا۔ "کیوں نہ ہم ہیتھ کے دوسرے باشندوں کی طرح؟ ۵ نومبر کو ایک تقریب میں آگ جلائیں؟"

"مجھے علم ہے تم نے یہ میرے بارے میں کہا ہے۔ تمھیں کیسے علم ہوا۔ کیوں کہ جب سے تم نے اس کا انتخاب کیا۔ میری تمھارے ساتھ اس بابت کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ اس کے بعد تم نے مجھے ایسے چھوڑ دیا گویا میں تمھاری زندگی اور روح کا ناقابل۔ تلافی حصہ نہ رہی ہوں۔" یوسٹیٹا نے کہا۔

یوسٹیتا کیا وہ میں لمحہ کبھی بھول سکتا ہوں جب پچھلے خزاں میں اسی دن اور اسی مہینے اور اسی جگہ پر تم نے بالکل ایسی ہی آگ جلائی تھی علامتی طور پر تاکہ میں آؤں اور تمھیں دیکھ سکوں؟ کیوں نہ دوبارہ کیپٹن وائے کے گھر میں اسی طرح کی آگ اُسی مقصد کیلئے دوبارہ روشن کی جائے؟"

"ہاں ہاں۔ میں مانتی ہوں۔ وہ سانس لینے کے دوران رونے لگی۔ اُسی خواب آلود گر مجوشی کے انداز میں جو صرف اُس کا خاصہ تھا۔ میرے ساتھ اُیسے مت بولو جیسے تم بولا کرتے تھے۔ تم مجھے وہ الفاظ ادا کرنے پر مجبور کروگے جو میں تمھیں کہنا نہیں چاہتی۔ میں نے تمھیں چھوڑ دیا ہے اور یہ طے کر لیا ہے کہ دوبارہ تمھارے بارے میں کبھی نہیں سوچوں گی۔ میں نے یہ خبر سُنی اور آگ کو تیار کیا کیونکہ میں نے سوچا تم میرے ساتھ وفادار رہوگے۔" یوسٹیتا نے جواب دیا۔

ویلڈیو نے مارے حیرت کے اُس سے پوچھا۔"تم نے ایسا کیا سُنا کہ تم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہو؟"

"یہی کہ تم نے اُس کے ساتھ شادی نہیں کی۔" وہ خوشی سے بڑبڑائی۔ اور میں جانتی ہوں اس لیے تم مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور نہ ایسا کر سکے۔ تم واقعی ظالم ہو مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور اس نے کہا کہ وہ تمھیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔ کسی عورت کے لیے چاہے وہ کسی مزاج کی بھی ہو، معاف کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔" اگر میں جانتا کہ تم نے مجھے یہاں بے عزت کرنے کیلئے بلایا ہے تو شاید میں کبھی نہ آتا۔" لیکن میں بُرا نہیں مانوں گی بلکہ اب معاف کر دوں گی تمھیں کہ تم نے اُس سے شادی نہیں کی اور میرے پاس لوٹ آئے ہو۔" ویلیڈیو نے کہا۔

"یہ تمھیں کس نے بتایا ہے کہ میں نے اُس سے شادی نہیں کی؟"

"میرے دادا جان نے وہ جب طویل چہل قدمی کے بعد گھر آرہے تھے تو اُنھیں رستے میں کچھ لوگ ملے جنھوں نے اُنھیں کسی شادی کے بندھن کے ٹوٹنے کے متعلق بتایا۔ اُس نے سوچا وہ یقیناً تمھارے بارے میں تھا اور میں جانتی ہوں کہ ایسا ہی تھا۔" کیا کوئی اور اس کے بارے میں جانتا ہے؟" ویلیڈیو نے کہا۔

"میرا خیال ہے نہیں۔ اب بالکل بھی نہیں۔ کیا تمھیں نظر نہیں آتا میں نے کیوں اپنی آگ کو روشن کیا؟ تم نے نہیں سوچا کہ میں نے اسے جلایا ہوگا اگر میں نے تصور کیا کہ تم اس عورت کے شوہر بن چکے ہو۔ ایسا سوچنا میرے جاہ و جلال کی بے عزتی ہوگی۔"

ویلیڈیو اس بات پر خاموش تھا۔ کیوں کہ اُس نے ایسی ہی حرکت کی تھی۔"کیا تم واقعی یہ سوچتے ہو کہ میرا یقین ہے تم شادی شدہ تھے؟" اس نے دوبارہ جوشیلے انداز میں تقاضا کیا تو پھر تم نے میرے ساتھ نا انصافی کی۔"میرے دل و جان یہ جان کر برداشت نہیں کر سکتے کہ تم میرے متعلق اس قدر بُرے خیالات رکھتے ہو۔" ویلیڈیو بولا۔ "یعنی تم میرے قابل نہیں ہو۔ دیکھو ایسے۔ اور میں پھر بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔ میں بُرا نہیں چاہتی اسے جانے دو۔ مجھے یقیناً تمھارا کمینہ مشورہ برداشت کرنا ہوگا۔ یہ سچ ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟ "اُس نے بانداپریشانی سے اضافہ کیا۔ اُس کی وضاحت کرنے پر کہ تم خود مجھے چھوڑنے پر رضامند کر سکے۔ اور ابھی تک مجھے بہت محبت کر رہے ہو؟

"ہاں بالکل! ورنہ میں دوبارہ کیوں آتا؟ "اُس نے حساسیت سے کہا۔"میری کم سائیگی کے متعلق تمھاری مہربانی جس کے بعد شاید میں تم سے مزید وفاداری نہ نبھا سکوں۔" اگر میری جانب سے یہ سلوک روا رکھا گیا ہوتا تو تم اپنی بے عزتی گردانتی۔ اس کے باوجود پھر بھی تند مزاجی کا الزام میرے سر یہ آتا ہے اور مجھے اس کے ساتھ ہی رہنا چاہیئے اور مزید کسی عورت سے تذلیل کروانا۔ اسی وجہ سے میں انجینئرنگ کے بجائے سرائے کا مالک بن گیا ہوں۔ اور ابھی مجھے مزید دیکھنا ہے کہ اس سے بھی کم تر مقام میرے لیے کیا ہو سکتا ہے؟ اُس نے بجھے انداز میں اس پر نگاہ ڈالی۔ وہ لمحے بھر کو رُکی اور دوبار ہچادر خود پر اس انداز سے ڈالی کہ آگ کی روشنی مکمل طور پر اس کے چہرے اور گلے کو روشن کر سکے اور پھر دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئی۔"کیا تم نے اپنے سفر میں اس سے زیادہ بہتر چیز دیکھی ہے؟"

یوسٹیشا ان لوگوں میں تنہا تھی جنھوں نے بنا اچھے مستقبل کے اس سطح پر لایا۔ اُس نے خاموشی سے کہا۔ نہیں۔" تھامسن کے کندھوں پر بھی نہیں؟"

"تھامسن ایک معصوم اور خوش مزاج عورت ہے۔" اب اس کے بارے میں کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔"
اُس نے تند مزاجی سے کہا۔ ہم اُسے باہر چھوڑیں گے۔ اب یہاں صرف میں اور تم اس کے بارے میں سوچیں
گے۔" اُس پر طویل نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے گرم مزاجی سے جائزہ لیا۔ "کیا مجھے ہفتہ وار اُن تمام باتوں کا اعترا
ف کرنا ہو گا جن کو ایک عورت چھپانا چاہتی ہے اور تسلیم کرنا پڑے گا کہ میرے غم کو بیان کرنے کیلئے الفاظ نا
کافی ہیں۔ اس اذیت ناک یقین کے باعث جو مجھے اب سے تقریباً دو گھنٹے پہلے ہوا تھا کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا
ہے؟"

"میں معافی چاہتی ہوں کہ تمھارے لیے باعث رنج ہوں۔ لیکن شاید یہ تمھاری وجہ سے بھی نہیں کہ
میں غمزدہ ہوں۔" اُس نے اضافہ کیا۔ ایسا محسوس کرنا میری فطرت میں ہے سوچتی ہوں کہ یہ بات میرے
خون میں شامل ہے۔"

مُراق یا حنونی کیفیت یا پھر یہ اس جنگلی ہیتھ کی وجہ سے ہے۔ میں بڈ موتھ میں بہت خوش تھی۔ کیا
وقت تھا اور کیا دن تھے بڈ موتھ میں۔ لیکن جلد ہی ایڈ گن پھر سے روشن ہو جائے گا۔"

*Medical

"میں اس بات کیلئے شکریہ نہیں ادا کروں گی۔" اُس نے دوسری طرف مُڑتے ہوئے کہا لیکن اس دوران غصہ
اُس کے چہرے پر یوں پھیل گیا تھا جیسے زمین کے اندر آگ پھیلتی ہے"۔ تم دوبارہ رین بیرو آسکتے ہو اگر تم چاہو
گے لیکن تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ تم آواز دو گے لیکن میں نہیں سن پاؤں گی۔ تم مجھے ورغلانے کی کوشش کرو
گے لیکن اب میں مزید خود کو تمھارے حوالے نہیں کروں گی۔"

"میری محبوبہ تم نے پہلے بھی ایسا کچھ کہا تھا لیکن تمھاری فطرت کے لوگ اپنے الفاظ کا پاس نہیں کر
تے اور نہ ہی ایسے معاملات میں میری فطرت ایسی رہی ہے۔ یہ مسرت جو میں نے اپنی تکلیفوں کے بدلے میں
حاصل کی ہے۔" اُس نے سرگوشی میں کہا۔ ایک عجیب تصادم میرے دماغ میں کبھی کبھار جنم لیتا ہے۔ جب
میں تمھارے زخمی کرنے سے پُر سکون ہو جاتی ہوں تو کیا اُس وقت میرے ارد گرد دھند کی چادر تن جاتی ہے؟

تم تو ایسے گرگٹ کی مانند ہو جو اب اپنے بدترین رنگ میں ہے۔ گھر چلے جاؤ ورنہ مجھے تم سے نفرت ہو جائے گی۔"

ویلیڈیو نے غائب دماغی سے رین بیرو کی طرف دیکھا اور یوں بولا گویا اُس نے ان تمام باتوں کو دل پر نہ لیا ہو۔ ہاں۔ میں گھر جاؤں گا۔ کیا تم مجھے دوبارہ دیکھنا چاہو گی؟ اگر تم یہ جانتی ہو کہ اُس شادی کے ناکام ہونے کا باعث تمھاری مجھ سے بہت محبت ہے تو میرے خیال میں یہ اچھی سوچ نہیں ہے۔" ویلیڈیو نے ہنستے ہوئے کہا۔ تمھیں اپنی طاقت کا اندازہ بہت واضح ہو جائے گا۔ "

"لیکن مجھے بتاؤ۔"

"تم جانتی ہو۔"

میں نہیں جانتا وہ اب کہاں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اُس کے بارے میں تم سے بات نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ میں نے اب تک اُس سے شادی نہیں کی ہے اور فقط وفاداری کے ناطے تمھارے مدعو کرنے پر آ گیا ہوں اور یہ کافی ہے۔"

"میں تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی اس لیے آگ جلائی اور سوچا کہ تمھیں بلا کر کچھ لطف پیدا کر لوں گی اور تمھیں فتح کر لوں گی۔ جیسے ایڈگر کی چڑیل سیموئیل (Samuel) [1] کو ہوتی ہے۔ میں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر دیا ہے۔ تمھارے گھر سے ایک اور آدھا میل آگے اور تقریباً اتنا ہی پیچھے کا علاقہ تین میل کے قریب ہے۔ میرے لیے اندھیرے میں ہے۔ اب بولو۔ کیا میں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے؟"

ویلیڈیو نے اس کی بات پر اپنا سر ہلایا۔ "میں اپنی یوسٹیٹا کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ تمھاری ایک بھی خوبی ایسی نہیں ہے جس سے میں ناواقف ہوں اور یہ کمزور سینہ اس طرح کی سرد مہر چال اپنی جان بچانے کیلئے نہیں چل سکتا۔ میں نے صبح تڑکے ایک عورت کو رین بیرو پر کھڑے میرے گھر کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ میرا خیال ہے اس سے پہلے کہ میں تمھیں باہر نکالوں گا تم مجھے باہر نکالو گی۔"

1- Samuel : سرائیلی زبان (ہبزیو) میں لکھی گئی بائبل کے حوالے سے ایک ایسا شخص جس کا بابلی دورِ حکومت سے سسمول کی بادشاہت تک کافی حصہ تھا اور اس کے بعد حضرت داؤدؑ کی بادشاہت میں بائبل کے مطابق یہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مشترکہ پیغمبر تھے۔

ویلیڈیو کے اندر اب پرانے جذبے کی دوبارہ زندہ ہونے والی چنگاری واضح جوش مار رہی تھی۔ وہ آگے کی طرف جھکا گویا اپنے چہرے کو اُس کے گالوں پر رکھ رہا ہو۔ "اوہ نہیں۔" وہ بے لگام دوسری طرف بجھتی ہو ئی آگ کی جانب مڑی۔

"تمھارا اس بات سے کیا مطلب ہے؟"

"شاید میں تمھارے ہاتھ چوم سکوں؟ "نہیں بالکل نہیں تو کیا تمھارا ہاتھ ہلا سکتا ہوں؟ "نہیں۔" تو پھر میں کسی کی پرواہ کیے بغیر تمھیں۔ "نہیں۔ بالکل نہیں؟ شب بخیر کہا چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔

یوسٹیشا نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ ایک ماہر رقاص کی طرح جھکا اور پھر اُسی جانب غائب ہو گیا جہاں سے آیا تھا۔ یوسٹیشا نے آہ بھری۔ یہ کسی کمزور نوجوان عورت کی آہ نہ تھی بلکہ ایک ایسی سانس جس نے اُسے ہلا دیا گویا وہ کانپ رہی تھی بالکل ایسے۔ جب کبھی عقل کا شعلہ تیزی سے بجلی کی لپک کی مانند اُس کے عاشق پر گرتا اور ایسا بعض اوقات ہوتا تھا اور وہ اپنی کمزوری آشکار کرتا تو وہ بالکل یونہی کانپ جاتی تھی لیکن یہ صورتحال صرف کچھ ثانیے تک رہتی اور پھر سے اُس کے ساتھ محبت کا کھیل کھیلنے لگتی۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ اُس کے جذباتوں کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ اس سے محبت کرتی تھی۔

اُس نے آدھ جلے ڈنڈے پھیلائے اور فوراً اندر اپنے کمرے تک بنا روشنی چلی گئی۔ سرسراہٹ کے درمیان جو اس بات کی علامت تھی کہ وہ اندھیرے میں لباس تبدیل کر رہی تھی اس کے بعد بھاری () سانس کی آواز اور تھرتھراہٹ کی آواز سنائی دی جو بعض اوقات اُس کے بدن سے آتی ہوئی قضا میں سرایت کر گئی پھر دس منٹ بعد وہ اَپنے بستر پر سو گئی۔

(۵)۔ رات کی ملکہ

یوسٹیشا وائے تصوف کا خام مال تھی۔ وہ(Olympus) [۱]میں تھوڑی تیاری کے ساتھ بہت اچھی کارکردگی دکھا سکتی تھی اُس کے اندر جذبہ اور جبلت دونوں موجود تھے جو ایک مثالی دیوی کے لیے تو ضروری

۱۔ Olympus: یونانی دیومالائی روایت میں اس سے مراد دیوتاؤں کا گھر ہے جب کہ در حقیقت یورپ کی بلند ترین چوٹیوں میں سے ہے۔

تھے لیکن مثالی خاتون کے لیے چند اں ضروری نہ تھے۔ کیا یہ ذہن اور انسانوں کیلئے ممکن لمحہ بھر کو تھا کہ مکمل طور پر اُس کی گرفت میں ہوں۔

وہ چرخے کی نلی، تکلہ اور قینچی سب کو اپنی مرضی کے مطابق چلا رہی تھی۔ دنیا میں چند لوگ ہی حکومت کی تبدیلی پر غور کرتے ہیں۔ وہاں پر بھی اسی طرح قسمت کی غیر مساوی تقسیم ہو گی۔ کہیں التفات کی بارش ہو گی تو کہیں پر بے التفاتی کا راج ہو گا۔ انصاف سے پہلے فیاضی کی کیفیت اور اسی طرح دائمی نحوست اُدھر کنواں اِدھر کھائی والی صورتحال ہو گی۔ اسی طرح چماٹ اور پیار کی تکراری تبدیلی جو ہم یہاں برداشت کرتے ہیں۔

وہ مکمل جسم اور قدرے بھاری بھر کم ڈیل ڈول کی مالک خاتون تھی۔ نہ چہرے پر زیادہ سرخی تھی اور نہ ہی پھیکے پن کا شکار تھی اور چھونے پر بادلوں کی مانند نرم و ملائم۔ اُس کے بالوں کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا گویا تمام جاڑے میں ایسی تاریکی نہ ہو گی جو اس کے سائے ہمری کر سکے جو ماتھے پر آ کر یوں ختم ہو جاتی ہے۔ گویا رات کا اندھیرا مغربی چمک کو مانند کر رہا ہو۔

اُس کی نسیں گیسوؤں کی طرح دراز تھیں اور جس کا مزاج ہمیشہ متحرک کرنے پر نرم پڑ جاتی تھی۔ جب بالوں کو سنوارتے تو وہ یک دم بے حس و حرکت ہو جاتی اور ایک (Sphinx) [1] کی طرح لگتی تھی اگر ایڈ گن کے کنارے سے گزرتے ہوئے اس کا کوئی گچھا اُلجھ جاتا جیسے کہ وہ بعض اوقات بڑے یولیکس یورپیئس (Ulex Europoeus) [2] کے خاردار گچھے میں اُلجھ جاتا تو اُس کے بالوں میں کنگھے کا کام کرے گا تو وہ دوبارہ چند قدم واپس آ جائے گی اور دوبارہ اُس کے قریب سے گزرے گی۔

اُس کی آنکھیں کسی دیوی کی مانند رات کی پُر اسراری سے بھرپو تھیں اُن کی روشنیوں کی آمدورفت کو آنکھ کی جابرانہ پلکوں اور پپوٹوں نے جزوی طور پر روک رکھا تھا اور پپوٹوں کی نچلی جگہ عام انگریز عورتوں کی نسبت زیادہ بھرپور تھی۔ جس کے باعث وہ خیالوں میں کھو جاتی اور ایسا کرتے ہوئے محسوس بھی نہ ہوتی۔ بلکہ

۱۔ Sphinx: دیومالائی کردار جس کا سر انسانی اور جسم شیر کا ہے۔ جو سراغ رساں اور بے رحم کردار ہے۔

۲۔ Ulex Europoeus: کابیکا کے خاندان سے تعلق رکھنے والا زرد رنگ کے پھولوں والا پودا جو یورپ کے شمالی اور جنوبی حصے سے مغربی آئرلینڈ کے مشرق، پولینڈ اور یوکرین میں پایا جاتا ہے۔ بحوالہ (Encyclopedia of world Mythotopy)

اس بات کا بھی یقین تھا کہ انھیں بند کیے بنا ہی وہ سونے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اگر فرض کر لیں کہ مردوزن کی روحیں دکھائی دینے والا مواد آپ میں حلول ہو جائیں تو کے خیال میں یوسٹیٹا کی روح کا رنگ شعلے کی مانند ہو گا۔ کیوں کہ اُس کی گہری پتلیوں سے نکلنے والا شعلہ یہی تاثر دیتا تھا۔

اُس کا دہانہ بولنے سے زیادہ تیر چلانے کے قابل تھا اور تیر اندازی سے بھی زیادہ بوسہ دینے کے قابل تھا۔ بلکہ کچھ لوگ تو اس میں اضافہ کرتے ہیں کہ بوسہ سے زیادہ شکن خوردہ ہے۔ یک طرفہ دیکھا جائے تو اُس کے ہونٹوں کی باریک لکیر ہندسوں کے مکمل قاعدہ کے مطابق تھی۔ ہونٹوں کا خم مشہور سیمار کٹا(Cima-rccta)[۱] فن نقشہ سے متعلق تھا۔ کیوں کہ تاریک ایڈگن میں اس لچک دار موڑ کی موجودگی غیر فطری تھی۔ اچانک دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ دہانہ سیلونگ(Sleswig) [۲] سے نہیں آیا بلکہ راہزنوں سے جن کے دہانے مکھن لگے ڈبل روٹی کے دونوں ٹکڑوں کی طرح تھے۔ کسی کا خیال تھا کہ اس طرح کے خم دار ہونٹ زیادہ تر زیر زمین سنگ مرمر کے بھولے بسرے ٹکڑے ہونگے۔

اُس کے ہونٹوں کی بیرونی دیواریں اس قدر واضح تھیں اور دہانے کا ایک کونہ اس قدر نوکدار تھا گویا کسی نیزے کا شکستہ۔ کونے کی مستعدی اس لمحہ ماند پڑ جاتی جب اچانک اس پر غم کا دورہ پڑتا اور یہ رات کے جذبات کی ایک قسط / تھیں جن کو وہ کئی سالوں سے یاد کرتی تھی۔

اُس کی موجودگی پور بن کے گلاب اور منطقہ حارہ کی آدھی رات۔ اُس کا مزاج لوٹس اَئیٹرز[۳] کی مانند تھا اور امتھیل میں فوج کا گیت۔ اُس کی چال سمندر کا مد د جزر اور آواز سارنگی کی مانند۔ مدھم روشنی میں بالوں کو ذرا سا درست کرنے کے بعد اس کا سراپا کسی اعلیٰ نسوانی دیوی کی مانند تھا۔ سر کے پیچھے نظر آتا نیا چاند، اس کے اوپر پرانا گاؤں، بھنوؤں کے گرد اچانک گرتے ہوئے شبنم کے قطروں کا تاج اس سے متعلق تمام چیزیں

۱۔ Cima-rccta: علم ریاضی سے تعلق رکھنے والی شکل

۲۔ Sleswig: ہیوئسن۔ جرمنی کے شمال مشرق میں واقع قصبے کا نام جو شلیونگ کا دارالحکومت ہے۔ جس کی آبادی 27,000 ہے اور چمڑے کے کاروبار کے لیے شہرت رکھتا ہے۔

۳۔ لوگوں کا ایک گروہ جو پھل کھانے کے بعد مئے نوشی کے عالم میں ہو۔

اُسے (Artemis)[1] سے مماثل کرتی ہیں جو کہ اس سے قریب تر ہیں اور بادبانوں پر مستول گراتی ہیں۔ کیونکہ مقدس مستحکم پسندی، پیار، غصہ اور شوق کے جذبات کو ایڈگن میں حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اُس کی طاقت محدود تھی اور اُس محدودیت کے احساس نے اُس کی ترقی پر مزید بُرے اثرات مرتب کیے تھے۔ ایڈگن اُس کا وطن تھا اور یہاں آنے کے بعد اس نے گہرے تاثر کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ اگرچہ بیرونی اور اندرونی دونوں طرح سے وہ اس جگہ سے مطابقت کا جذبہ نہ پیدا کر سکی۔ بظاہر یوں لگتا تھا کہ اُس نے جذبہ بغاوت کو اپنے اندر کہیں چھپا رکھا تھا اور کے حُسن کا گہرا طمطراق ہی اندرونی حزن و ملال اور سانس روکتی حرارت کا اصل عکاس تھا۔ اُس کے ماتھے پر ایک سچے تاتاری کی عظمت جھلکتی تھی جو نہ مصنوعی تھی اور نہ اُس پابندی کی علامت تھی جو اُس کے اندر برسوں سے پنپ رہی تھی۔

سر کے بالائی حصے کو ڈھانپنے کے لئے کالی مخمل کی باریک سی ٹوپی پہن رکھی تھی جس نے اُس کے گہرے سایہ دار بالوں کو اس حد تک باندھ رکھا تھا کہ اس نے اس جماعت کے لوگوں کے کروفر میں اضافہ کیا۔

جو کہ ایک بے ترتیبی سے ماتھے کو ڈھانپے رکھتی تھی" ایک باریک پنیڈ جو ماتھے پر لگایا جاتا ہے اس سے زیادہ کوئی چیز چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ نہیں کرتی ہے۔ ہمسائے کی لڑکیاں اسی مقصد کے تحت رنگین رِبن کا استعمال کرتی تھیں جس کے ساتھ ساتھ دھاتی زیورات کا استعمال بھی کیا جاتا تھا لیکن اگر کوئی ان دونوں چیزوں کے استعمال کا مشورہ یوسٹیٹاوائے کو دے گا تو وہ اس کو تمسخر میں اُڑا کر چل دے گی۔

اس طرح کی عورت ایڈگن ہیتھ میں کیوں رہتی تھی؟ اُس کی جائے پیدائش بڈموتھ تھی جو اس وقت ایک صاحب طرز سمندری گزر گاہ تھی۔ وہ موسیقار کی بیٹی تھی جس کا گروہ چار فنکاروں پر مشتمل تھا۔ وہ پیدائشی فنکار اور ایک عمدہ موسیقار تھا۔ اپنی ہونے والی بیوی سے اس مقام پر ملا جہاں اُس کا باپ کپتان اور ایک اچھے خاندان کا فرد تھا۔ اُن کی شادی میں بوڑھے شخص کی رضامندی شامل نہ تھی کیوں کہ بینڈ ماسٹر کی جیب

ا۔ Artemis: دیومالائی داستانوں کی رو سے شکار، چاند اور پاک ڈانس کی دیوی مانی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فطرت سے منسلک ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے والدہ کی زچگی میں مدد کی۔ وہ اپنی معصومیت کے بارے میں کافی حساس واقع ہوئی تھی۔

بھی اُس کے پیشے کی طرح ہلکی تھی۔ لیکن اُس حالات کو بدلنے میں کوئی کسر نہ اُٹھار کھی۔ اپنی بیوی کا نام اختیار کیا اور برطانیہ کو اپنا وطن بنالیا۔ اپنے بچوں کو بمشکل تعلیم دلوائی جس کے اخراجات اُن کے نانا نے اُٹھائے اور خود کو بیوی کی وفات تک مقامی بہترین موسیقار ثابت کر دکھایا۔ اسی طرح ترقی کرتے ہوئے اچانک اُس نے کام چھوڑ دیا بکثرت شراب نوشی کی جس کے نتیجے میں وفات پا گیا۔ لڑکی کو نانا کے حوالے کر دیا گیا جو کہ ایک بحری حادثے میں اپنی تین پسلیاں ٹوٹ جانے کے بعد ایڈگن کے بلند مقام میں رہائش پذیر تھا۔ ایک ایسا مقام جس کا انتخاب چشم تصور نے کیا ہو کیونکہ اُس کو گھر کی ضرورت تھی اور دور اُفق پر پہاڑوں کے بیچ نیلا رنگ تھا جو جھونپڑے کے دروازے سے نظر آتا تھا اور روایتی طور پر انگریزی نالہ کے نام سے مشہور تھا۔ یوسٹیٹا کو تبدیلی سے نفرت تھی وہ یوں محسوس کرتی تھی گویا جلاوطن کی گئی ہو۔ لیکن یہاں وہ پابندی پر مجبور تھی۔

پھر یوں ہوا کہ اُس کے دماغ میں عجیب و غریب قسم کے خیالات کا اجدھام شروع ہوا جو گزشتہ سے لے کر نئے دور تک پھیلا تھا۔ اُس کے پیش نظر کوئی درمیانہ رستہ نہیں تھا۔ وسیع میدان میں روشنی دوپہر کی رو مانوی یادیں۔ فوجی بینڈ اور افسروں کے ساتھ پُر تکلف ماحول یہ سارا منظر ایڈگن کے گہرے لوح پر سنہرے حروف میں رقم تھا۔

ہر وہ عجیب و غریب تاثر جو پانی کے بے ترتیب لپٹنے کے باعث ہوتا تھا۔ ہیتھ کے عظیم مذہبی رنگ کے ساتھ چمکتا تھا۔ اب یہاں انسانی زندگی کے اثرات نہ پا کر وہ اُس سب کے بارے میں جو اُس کے پاس تھا۔ زیادہ سوچنے لگی تھی۔

اُس نے یہ عظمت کہاں سے لی تھی؟ کیا کسی مخفی رگ شجرہ سے جو ☆ ایلی گونس کی طرف سے کسی مخفی شجرہ نسب سے آتی تھی؟ یا اُس کے باپ پیکیا[1] کے جزیروں کے تعلق کی وجہ سے یا اور پھر اُس کے نانا کے کزن کے باعث سے جن کا تعلق طبقہ امراء افراد سے تھا۔ یا شاید یہ قدرت کا ایک تحفہ تھا۔ قدرتی قوانین کا خوشگوار ارتقاء اُن سب کے علاوہ اُس کو پچھلے سالوں کے دوران اوچھے ہتھکنڈے سیکھنے کے مواقع کم میسّر آئے

۱۔ Phaecia: یونانی دیومالائی میں ایک علاقے کا نام جس کا ذکر odyssy کی طویل نظم میں بھی کیا گیا تھا۔ (An Encyclopedia of world Mythology)

تھے۔ اس لیے بھی کہ وہ تنہا تھی۔ ہیتھ میں تنہا رہنا بازار فحاشی کے امکانات کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ ہیتھ کے خچروں، چمگادروں، سانپوں کے لیے بھی فحش ہونا اس قدر ہی آسان تھا جتنا کہ اُس کے لیے بڈ موتھ میں تنگ نظر زندگی نے اسے بالکل ختم کر دیا تھا۔ جب آپ کے پاس مملکت اور رفاتحانہ انداز ہو تو دلوں کے بغیر ایسا تھا گویا آپ نے انھیں کھو دیا ہو۔ یوسٹیٹا نے فتح کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا تھا۔ کیپٹن کے جھونپڑے میں وہ ایسے محل کا ذکر کرتی تھی جو اُس نے دیکھا بھی نہ تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ایک وسیع تر حویلی کثرت سے دیکھی تھی جس کا نام تھا کھلے پہاڑ۔

اس کے ارد گرد ماحول کی تپش میں جو صورتحال تھی وہ بذات خود اس ضرب المثل کی عملی تصویر بن گئی تھی۔ "گنجان کثیر الا آباد تنہائی" بظاہر بہت بے پرواہ، تہی دامن اور خاموش در حقیقت مصروف اور مکمل بھرپور تھی۔ پاگل پن کی حد تک چاہے جانا اس کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ محبت اُس کیلئے ایک ایسے مخلص دوست کا روپ تھی جو اُس کی تنہائی کا مہلک درماں تھی۔ اور وہ ایسے استغراق کی تمنائی تھی جس کو جنونی پیار کہا جاتا ہے لیکن مخصوص عاشق کی تمنائی نہ تھی۔

اکثر اوقات وہ خود پر تحقیر آمیز نگاہ ڈالتی لیکن یہ وجود کے بجائے ذہن کی چند تخلیقات پر ہوتی جن میں اہم ترین قسمت تھی جس کی مداخلت سے وہ یہ سوچتی تھی کہ یہی وہ محبت ہے جو فقط ایک جوبن پر مہربان ہوتی ہے۔ کہ اگر کسی کو اُس سے پیار ہو جاتا ہے وہ ریت کی طرح فوڑا ہی شیشے میں غرق ہو جائے گا۔ اس بارے میں سوچتے ہوئے وہ سفاکیت کا شکار ہو جاتی جس کا نتیجہ غیر روایتی بے فکری کے رویے میں نکلتا جو سالوں، ہفتوں بلکہ گھنٹوں تک کے جذبات کو فنا کر دیتا تھا۔ اسی احساس نے اُس کو خوشی کے بغیر گانے پر مجبور کیا۔ احساسِ ملکیت کے باوجود اُس سے لطف اندوز نہ ہو سکی اور خوش رہی فتح کے بغیر مزید یہ کہ تنہائی نے اس خواہش کو مزید شدت کا رنگ دیا۔

ایڈ گن مین سرد اور گھٹیا ترین بوسے بھی گراں قیمت تھے اور کہاں تھا ایسا دہانہ جو اس کی ہمسری کر سکتا؟ پیار میں وفا کے بدلے وفا کی چاہ رکھنا، دوسری عورتوں کے برعکس اُس کے لیے زیادہ باعث کشش نہ تھا لیکن وفاداری اس لیے کہ محبت کی گرفت اُس پر مضبوط ہو (وفاداری زیادہ اہم نہیں ہے محنت زیادہ ہے)۔

محبت کا ایک چمکدار شعلہ جو فنا ہو جائے لالٹین کی اس پھیکی روشنی سے بہتر ہے جو کئی برسوں تک چلتی ہے۔ وہ سب کچھ اپنی دوراندیشی اور حاضر دماغی سے، بھانپ لیتی تھی جو اس کی صنف کی دوسری خواتین تجربے سے سیکھتی تھیں۔ وہ ذہنی طور پر محبت کا طواف کر چکی تھی۔ وہاں موجود میناروں کا اسے علم تھا اس کے محلات کو سمجھتی تھی اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کر چکی تھی کہ محبت صرف ایک غمگین مژدہ ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی خواہش مند تھی جیسے صحرا کا پیاسا نمکین پانی کیلئے بھی شکر گزار ہوتا ہے۔

وہ اکثر دعائیں کرتی رہتی تھی جن کیلئے خاص وقت مخصوص نہ تھا لیکن بے اثر نمازی کی طرح جب وہ دعا کرنے کی طالب ہوتی تو بالکل بے اثر ہوتیں۔ اُس کی دعائیں ہمیشہ فی البدیع ہوا کرتی تھیں اور اکثر ایسے ہوتیں۔ "اے خدا مجھ کو اس خوفزدہ غم اور تنہائی سے نجات دلا اور کہیں سے میرے لیے پیار کا جھونکا عنایت کر، بھیج ورنہ میں فنا ہو جاؤں گی۔" اُس کے عظیم خداؤں میں* ولیم، فاتح،* اور* نپولین 'بونا پارٹ تھے۔ کیونکہ جس نظام کے تحت اُس نے تعلیم حاصل کی اس کی تاریخ میں یہ بہادر لوگ شامل تھے۔ اگر وہ ماں بنتی تو یقیناً اپنے جیسے بچوں کے نام جاکیب اور ڈیوڈ کے بجائے سول اور متر ار رکھتی تھی۔ مدرسہ کے دوران وہ فلٹیائن کا ساتھ دیتی اور اس بات پر حیران تھی کہ وہ اس قدر خوبصورت تھا۔ جس قدر صاف گو اور انصاف

ا۔ Napolean: نپولین بوناپارٹ فرانسیسی حکمران اور سپہ سالار تھا۔ جو انقلاب فرانس کے دوران منظر عام پر آیا۔ اس نے انقلاب فرانس کے دوران کئی کامیاب مہموں کی رنمائی کی۔ وہ ۱۸۰۴ سے ۱۸۱۴ تک فرانس کا بادشاہ رہا۔ عظیم فرانسیسی سپہ سالار اور شہنشاہ نپولین اول ۱۷۶۹ء میں کورسیکا کے شہر "اجاسیو" میں پیدا ہوا۔ اس کا اصل نام نپولین بوناپارٹ تھا۔ اس کی پیدائش سے صرف پندرہ ماہ قبل ہی (کورسیکا) فرانس کی قمروس میں شامل ہوا تھا۔ اپنی نوجوانی میں نپولین پر کروسیکی قومیت پرستی کا جذبہ طاری تھا اور وہ فرانس کو غاضبین تصور کرتا تھا۔ نپولین کو فرانس میں عسکری اداروں میں بھیجا گیا تھا جہاں ۱۷۸۵ء میں سولہ برس کی عمر میں گریجوایشن کی اور اور فرانسیسی فوج میں سیکنڈ لیفٹنٹ بن گیا۔ چار سال بعد انقلاب فرانس کا آغاز ہوا۔ اگلے چند برسوں میں نئ فرانسیسی حکومت متعدد بیرونی طاقتوں سے برسر پیکار ہوگئ۔ خود کو نمایاں کرنے کا پہلا موقع نپولین کو ۱۹۹۳ء میں تولون کے محاصرے کے موقع پر ملا۔ اس محاذ پر وہ توپ خانے کا نگران تھا۔ تولون میں اُس کی کایابیوں کے سلے میں اسے بریگیڈ پر جنزل کے عہدے پر ترقی دی گئ۔ ۱۷۹۶ء میں اس نے اٹلی فوج کی کمان سونپی گئ۔ وہاں ۱۹۹۷ء میں نپولین نے شاندار فتوحات حاصل کیں۔ پیرس واپسی پر اُس کا ہیرو کی طرح استقبال کیا گیا۔ نپولین ایک خود پرست انسان تھا اُس کا موازنہ عموماً ہٹلر سے کیا جاتا ہے۔ طویل المیعاد اثرات کے حوالے سے نپولین کی اہمیت ہٹلر سے زیادہ ہے مگر سکندر سے بہت کم۔ گویا اسطرح ہی سہی مگر نپولین نے لاطینی امریکی تاریخ پر پڑے گہرے اثرات سریت کیے تھے۔ ۱۸۰۳ میں نپولین نے ایک بڑا علاقہ امریکہ کو فروخت کیا۔ اُس نے اندازہ لگایا کہ شمالی امریکہ کو تین فرانسیسی مقبوضات کو برطانوی حملے سے محفوظ رکھنا دشوار ہوگا۔ اس استقال نے امریکہ کو ایک براعظم کے حجم کی قوم بنا دیا۔

پسند تھا۔ اس طرح تو وہ ذہنی طور پر آزاد خیال تھی اور اپنی صور تحال کو پچھلے مفکرین کے مقابل میں گر دانتی تھی جس کی بنیاد اُس کی معاشر تی ناہم آہنگی کی جبلت تھی۔

چھٹیوں کے معاملے میں اُس کی فطرت گھوڑوں کے مماثل تھی جو گھاس کھا کر واپس آتے ہیں۔ تو اپنی نسل کو سڑکوں پر کام میں جتنا دیکھ کر لطف اُٹھاتے ہیں۔ وہ صرف اپنے آرام کو قیمتی سمجھتی تھی جب ارد گرد کے لوگ کام میں مصروف ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اتوار سے نفرت تھی جب سب لوگ آرام کرتے تھے اور اکثر کہا کرتی تھی کہ یہ اُس کیلئے موت کا سامان ہے۔ ہیتھ کے باسیوں کو آرام دہ حالت میں دیکھنا جب اُن کے ہاتھ جیبوں کے اندر ہوتے اور جوتے نئے انداز سے پالش ہوتے اور تسمے کھلے ہوتے (جو کہ مخصوص چھٹی کی دن کی علامت تھی) اور فرصت سے پتلی گھاس اور ایندھن کے گٹھوں کے درمیان چل رہے تھے جو اُنھوں نے پورا ہفتہ کاٹی تھی۔ چلتے ہوئے ناقدانہ انداز میں ایسے ٹکر مار رہے تھے گویا اُن کے استعمال سے ناواقف ہو ں یہ سب کچھ اُس کیلئے خوفناک حد تک بھاری تھا۔

اس بے وقت دن کی کوفت کو بھگانے کیلئے اس نے نانا کی الماری کی جانچ پڑتال شروع کر دی جس کے اندر اُس کے نانا کے چارٹ اور دوسری فالتو اشیاء دھری تھیں اور اس دوران وطن کے گیت گنگناتی رہتی۔ لیکن ہفتے کی رات وہ اکثر ایک مخصوص بھجن گاتی جب کہ باقی دنوں میں بائبل پڑھا کرتی تاکہ فرض کی ادائیگی کا احساس تنگ نہ کرے۔

زندگی کے بارے میں ایسے خیالات کسی حد تک اُس کی صور تحال کی پیداوار تھے جس کا مفہوم جانے بنا ہیتھ میں سکونت اختیار کرنا بالکل ایسے تھا جیسے آپ غیر ملکی سے شادی تو کر لیں اُس کی زبان جانے بنا۔ ہیتھ کی لطیف خوبصورتی اُس کی آنکھوں سے اوجھل تھی صرف اُس کے بخارات تک اُس کی رسائی تھی۔

ایک ایسا ماحول کو ایک صابر عورت کو ایک شاعر، دکھ میں مبتلا عورت کو عابدہ اور زاہدہ، ایک نیک کو بھجن تولیں۔ یہاں تک کہ سر پھری کو متفکر اور ایک باغی الذہن کو خاموش کر دیتی تھی۔

یوسٹیشا اب کسی ایسی شادی کے ناقابل بیان شان و شوکت کے طلسم سے آزاد ہو چکی تھی اگرچہ اُس کے جذبات مکمل طور پر توانا تھا لیکن وہ کسی گھٹیا قسم کے ملاپ پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ اس لیے ہم اُس کو نادر

تنہائی کے عالم میں دیکھتے ہیں۔ ایک ایسے دیو تائی خود فریبی کے عالم میں کھو جانا اور یہ سمجھنا کہ میں جو چاہوں گی کر پاؤں گی لیکن ایسے شوق کا فقدان جو اُس کو سر انجام دے سکے۔

☆Heloises[1]

* ثقافتی انداز۔ چھٹی کے دن کا مخصوص

اور ہم دیکھتے ہیں اپنی یو سٹیٹا کو بعض اوقات بالکل پیار کے قابل نہیں ہوتی بلکہ بصیرت کے ایک ایسے مقام پر فائز ہو جاتی ہے جب اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے لیے قابل غور نہیں ہے اور اپنی ذات کے تنہا لمحات ویلیڈیو کے تصورات میں مگر جہتر کے خواہاں دیکھتے ہوئے گزار دیتی ہے۔ یہی خوبی اُس کے عروج کی بنیادی وجہ ہے۔ بعض اوقات اُس کا غرور اُس کے جذبے کے خلاف بر سر پیکار ہوتا ہے اور وہ آزادی کی تمنا کرتی نظر آتی ہے لیکن صرف ایک صورتحال میں وہ اُس کو اپنے دل کے مکان سے بے دخل کر سکتی اور وہ ہے کسی بہتر آدمی کی آمد کا امکان۔

باقی وقت میں تو وہ روحانی آزردگی کا شکار نظر آتی ہے اور تھوڑی چہل قدمی سے اس پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہے جب وہ اپنے نانا کی دور بین یا پھر نانی کا شیشہ لے کر پھرتی۔ شیشہ اُٹھا کر اُسے ایک مخصوص مسرت کا احساس ہوتا تھا۔ اُس نے کبھی منصوبہ بندی نہیں کی تھی لیکن جب کبھی ایسا کرتی تو اُس میں عمومی کے بجائے چھوٹی اشیاء پر توجہ دی جاتی جو نسوانی صفات کی عکاس تھی۔ وہ مستقل کی پیشن گوئی بھی کر سکتی تھی جب اسے براہ کوئی راستہ نہ نظر آئے جنت میں یقیناً قلوپطرہ اور فیلو پٹر[2] کے وسط میں ہو گی۔

(۶)۔ وہ وہاں ہیں جہاں کوئی اور نہیں

جونہی چھوٹے لڑکے نے آگ جلانے سے درست برداری اختیار کی اُس نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میں رقم کو آنکڑا دیا۔ اس طرح سے وہ اپنی ہمت کو مضبوط کر رہا تھا اور بھاگنا شروع کر دیا۔ یقیناً ایڈگن ہیتھ کے اس

۱۔ Heloises: ایک فرانسیسی، مصنف اور سکالر تھی جو بیشر ایسر لارڈ کے ساتھ معاشقے کی وجہ سے مشہور ہوئی۔ فرانسیسی ادبی تاریخ اور حقوق نسواں میں اس کا اہم کردار ہے۔

۲۔ Cleopatra Philopator Cleopatra: سلطنت مصر کی آخری متحرک حکمران تھی جس کو میدان جنگ میں بیٹے سیزیرین بچایا تھا۔ وہ ایک سفیر، بحری کمانڈر، ماہر لسانیات اور طبیب تھی جو ۱۲ اگست ۳۰ قبل مسیح کو وفات پا گئی۔

حصے میں ایک لڑکے کو اکیلا جانے کی اجازت دینا خطرناک تھا۔ لڑکے کے گھر سے اس جگہ کا فاصلہ میل کا ایک چوتھائی تھا جب کہ اُس کے باپ کا جھونپڑا مزید کچھ گز کے فاصلے پر تھے اور مسٹور نیپ کے چھوٹے سے گاؤں کا حصہ تھا۔ جس میں تیسرا اور آخری گھر کیپٹن وائے اور یوسٹیٹا کا تھا جو اس چھوٹے جھونپڑے سے کافی دور اور ان کم آباد ڈھلوان کے تنہا گھروں میں سب سے تنہا تھا۔

وہ بھاگتا رہا یہاں تک کہ اُس کا سانس پھول گیا اس کے بعد ہمت باندھتے ہو اور آہستہ چلتے ہوئے مختصر گانا گایا جو ملاح اور اچھے لڑکے اور چمکتے سونے کے متعلق تھا۔ ان سب کے بیچ لڑکا رک گیا۔ کیوں کہ پہاڑ کے نیچے سامنے گڑھے سے روشنی چمک رہی تھی جہاں سے تیرتی ڈھول اور چٹخارے کی آواز آرہی تھی۔ صرف غیر معمولی مناظر اور آوازیں ہی لڑکے کو خوفزدہ کر سکتی تھیں۔ وہ ہیتھ کی مُرجھاتی ہوئی آواز سے کبھی نہیں ڈرا کیونکہ یہ آوازیں اس کے لیے مانوس، خاردار جھاڑیاں جو وقتاً فوقتاً اُس کے رستے میں آتی تھیں وہ کچھ تسلی بخش تھیں کیونکہ اُن سے صرف غم زدہ سیٹی کی آواز نکلتی تھی اس کے علاوہ ایک پہلو یہ تھا وحشتناک کہ جونہی اندھیرا چھاجاتا تو وہ اچھلتے دیوانے لوگوں نے رینگتے دیوؤں اور بھیانک صورت لنگڑوں کا روپ دھار لیتیں۔

اس شام روشنیاں زیادہ خلاف معمولی نہ تھیں لیکن ان سب کی فطرت اس سے مختلف تھی۔ امتیاز بلکہ خوف نے لڑکے کو روشنی سے گزرنے کی بجائے واپس آنے پر مجبور کر دیا۔ اس خیال کے ساتھ مُڑا کہ مس یوسٹیٹا وائے سے گزارش کرتے کہ وہ اپنے لڑکے کو اُس کے ساتھ بھیجیں۔

جب لڑکا دوبارہ وادی کی چوٹی پر چڑھا تو اُس نے آگ کو اب تک ڈھیلے روشن پایا اگرچہ پہلے سے کم بلند تھی۔ اس کے علاوہ یوسٹیٹا کے تنہا سراپے کے ساتھ دو لوگوں کو دیکھا جن میں دوسرا مرد تھا۔ لڑکا ڈھیلے کے نیچے سے رینگتا ہوا آگے بڑھا تا کہ کارروائی کی نوعیت جان پائے اور پھر سوچا کہ کیا یہ مصلحت اندیشی ہو گی کہ وہ مس یوسٹیٹا جیسی شاندار شخصیت کی مالک کو اس قدر معمولی معاملے میں پریشان کر سکے۔ چند لمحے کنارے کے نیچے کھڑے ہو کر گفتگو سننے کے بعد وہ مشکوک اور پریشان انداز میں مُڑا اور اتنی ہی خاموشی سے چل دیا جس سے آیا تھا۔ بحیثیت مجموعی اُن دونوں کی گفتگو میں مخل ہو کیونکہ وہ اُس کی ناراضگی کا تمام بوجھ برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا اور واضح تھا۔

یہاں پر رک جانا یا دوبارہ دریافت سے بچنا تو اُس لیے اس نے رک جانے کا سوچا کیونکہ ایس کرنا نسبتاً بہتر تھا۔ طویل آہ کے ساتھ وہ دوبارہ ڈھلوان پر چڑھا اور اُسی رستے پر چل دیا جہاں سے آیا تھا۔ روشنی ختم ہو گئی جب کہ ابھرتی گرد بھی غائب ہو گئی تھی۔ وہ امید کرتا تھا کہ ہمیشہ کیلئے ایسا ہو جائے وہ مستقل مزاجی سے چل رہا تھا اور کوئی چیز خبر دار کرنے والی نہ تھی۔ یہاں تک کہ ریت کے ٹیلے پر چند گز چلنے کے بعد اُس کو سامنے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی جس نے ٹھہرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اُس کا یہ پڑاؤ لمحاتی ثابت ہوا کیونکہ وہ آواز چند ہی لمحوں میں دو گھاس چرنے والے جانوروں کے کھانے کی آواز میں بدل گئی تھی۔

"ہیتھ کے دو چرند ہیں"۔ وہ اُونچی آواز میں بولا۔ "میں نے اُن کو پہلے اتنے نیچے نہیں دیکھا تھا۔" جانور بالکل اُس کے رستے میں تھا لیکن اس کے بارے میں لڑکے نے کم ہی سوچا تھا کیونکہ اس کا بچپن گھوڑوں کے ٹخنوں میں کھیلتے گزرا تھا۔ لیکن اُن کے قریب پہنچ کر وہ قدرے حیران ہوا کیونکہ وہ چھوٹی مخلوق اُس کے ڈر سے بھاگی مزید یہ کہ ایک نے لکڑی کے تلے کے جوتے پہن رکھے تھے تاکہ رستہ نہ بھٹک جائیں۔ اب وہ گڑھے کے اندرونی حصے کو دیکھ سکتا تھا جن کا راستہ پہاڑ کی جانب ہموار تھا۔ اور جس کے اندر والے کونے میں گاڑی کی مربع حدود نظر آرہی تھیں جس کی پیٹھ اُس لڑکے کی طرف تھی اور اندر سے روشنی چھن رہی تھی جو بجری کے عمودی رُخ پر متحرک سائے کو واضح کر رہی تھی۔ گڑھے کے مزید اگلی جانب جس کے عین سامنے گاڑی تھی۔ لڑکے نے سمجھا کہ یہ کسی خانہ بدوش کی گاڑی ہے جس وجہ سے اس کا آوارہ گردوں کے متعلق خوف زرا کم ہوا تھا جو اب درد کی بجائے سہلانے کا کام کر رہا تھا۔ گارے کی بنی ہوئی چند انچ کی دیوار نے اسے اور اس کے خاندان کو خانہ بدوشی سے بچایا تھا۔ وہ بجری کے گڑھے سے کچھ فاصلے کنارے پر چل رہا تھا۔ پھر ڈھلوان پر چڑھا اور آگے اُس کے کنارے تک پہنچا تاکہ گاڑی کے کھلے دروازے میں جھانک سکے اور سائے کی اصل حقیقت کو پرکھ سکے۔ اس تصویر نے لڑکے کو ڈرا دیا تھا۔ گاڑی کے اندر چولھے کے ساتھ ایک شخص سر تا پاؤں سرخ رنگ میں ڈھکا ہوا تھا۔ وہ شخص جو بھی تھا لیکن تھامسن کا دوست تھا اور ایک جراب کو رفو کر رہا تھا۔ جو اُس کی طرح سرخ تھی۔ وہ رفو کرنے کے ساتھ سگریٹ پی رہا تھا جس کا تنا اور پیالہ بھی سرخ تھے۔

اسی لمحے ہیتھ کے جانور باہر سائے میں گھاس کھا رہے تھے۔ اپنے پاؤں سے منسلک لکڑی کے تلے کے جوتے کو اُونچا ہلا رہے تھے۔ آواز سے چوکنا ہو کر ریڈل مین نے اپنی جرابیں نیچے رکھیں اپنے ساتھ لٹکی لالٹین کو ہلایا جس کی روشنی اُس کی آنکھوں کے پردہ چشم اور اُس کے ہاتھی دانت پر پڑی جو سرخ ماحول کے تضاد میں ان کی نظر چونکا دینے کیلئے کافی تھا۔ لڑکے کے اطمینان کیلئے یہ جاننا ہی کافی تھا کہ کس کے باڑے کو اُس نے روشن کیا ہے؟" خانہ بدوشوں سے بھی زیادہ بدصورت لوگ بعض اوقات ایڈگن کو پار کرتے تھے اور ریڈل مین بھی اُن میں سے ایک تھا۔"

وہ منہ میں بڑبڑایا۔ میری کس قدر خواہش تھی کہ وہ صرف ایک خانہ بدوش ہوتا۔" اس وقت وہ شخص گھوڑوں سے واپس آرہا تھا۔ دیکھے جانے کے خوف سے لڑکے نے اعصابی حرکات کے ذریعے خود کو انکشاف کے حوالے کر دیا۔ ہیتھ کی مٹی اور دلدل کے کوئلے کی پرتیں گڑھے کے بھنوؤں پر لٹکے اصل جھکاؤ کو چھپا رہے تھے۔ لڑکے نے میدان سے باہر قدم رکھا پتھر نے اُسے رستہ فراہم کیا اور وہ نیچے خاکستری ریت کی گھاٹی کے اندرونی حصے سے لڑھکتا ہوا شخص کے قدموں میں جا گرا۔ سُرخ آدمی نے لالٹین کھولی اور اُسے شکست خوردہ لڑکے کے وجود پر ڈالا۔

اُس نے کہا۔ وہ کون ہو سکتا ہے؟

"جونی ہنٹر سر۔"

"تم یہاں کیا کر رہے تھے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"مجھے دیکھ رہے ہو میرا خیال ہے؟"

"ہاں۔ جناب۔ آقا"

"تم کس لیے مجھے دیکھ رہے تھے؟"

اس لیے کہ میں مس یبوبرائٹ کی فروزاں آگ کی جانب سے آرہا تھا۔

"مکھیوں نے کاٹا ہے تمھیں؟ نہیں۔"

"کیوں۔ ہاں شاید۔ تمھارا ہاتھ میں خون رس رہا ہے۔"

"میرے سائبان کے نیچے آؤ اور اس کو باندھنے دو۔"

"برائے مہربانی مجھے میرے چھ کے سکے ڈھونڈنے دو۔"

"تمھارے پاس وہ کیسے آئے؟"

مس وائے نے آگ جلانے کیلئے مجھے دیے ہیں۔ "چھ کا سکہ مل گیا اور آدمی گاڑی میں واپس چلا گیا جب کہ لڑکا اُس کے پیچھے چھپ کر اپنی سانس روکے چل رہا تھا۔ اُس نے اپنی تھیلی سے ایک پھٹا ہوا کپڑا نکالا جس میں سلائی کا سامان پڑا تھا۔ اس میں سے ایک ٹکڑا پھاڑا جو باقی سامان کی طرح سرخ رنگ کا تھا اور اس سے لڑکے کا زخم باندھنے لگا۔ "میری آنکھیں دھند زدہ ہو گئی ہیں۔ آقا کیا میں بیٹھ سکتا ہوں۔" لڑکے نے درخواست کی۔

"یقیناً۔ غریب لڑکے۔ تم تو بے ہوش ہونیوالے ہو۔ اُس گھٹے پر بیٹھ جاؤ"۔ ریڈل مین نے زخم باندھ لیا تو لڑکے نے کہا۔ "میرا خیال ہے اب مجھے گھر جانا چاہیے۔ آقا۔

"مجھے لگتا ہے تمھیں مجھ سے ڈر لگ رہا ہے۔ کیا تم جانتے ہو میں کیا ہو سکتا ہوں؟"

لڑکے نے سر تا پاؤں اُس کے شنگرفی کا وجود اندیشے سے جائزہ لیا اور بالآخر جواب دیا۔ "ہاں"

"اچھا کہا؟"

اُس نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔ "ریڈل مین"

"ہاں۔ میں وہی ہوں۔ اگرچہ ہم لوگ ایک سے زیادہ ہوتے ہیں۔ تم چھوٹے بچے سمجھتے ہو کہ ایک کوئل، ایک لومڑی، ایک دیو اور ایک شیرنی کی طرح ایک ہی ریڈل مین ہوتا ہے۔ جبکہ ہم لوگ ہوتے ہیں۔"

"کیا وہاں ہے؟ تم مجھے اپنے ساتھ تھیلے میں ڈال کر تو نہ لے جاؤ گے؟ کیا تم ایسا کرو گے آقا؟ کسی نے کہا کہ ریڈل مین کبھی ایسا کرتے تھے۔"

"بے وقوف لڑکے۔ ریڈل مین صرف لال مٹی بیچتے ہیں۔ تم نے میری گاڑی کے پیچھے تمام تھیلے دیکھے ہیں؟ وہ لڑکوں سے نہیں بھرے ہوئے بلکہ اُن کے اندر سُرخ رنگ کا سامان ہے۔"

"کیا تم پیدا ابھی ریڈل مین ہی ہوئے تھے؟"

اگر میں یہ پیشہ ترک کر دوں تو شاید تمھاری طرح سفید ہو جاؤں گا۔ نہیں۔ میں نے بعد میں یہ پیشہ اپنا یا۔ یعنی کہ مجھے سفید ہونے میں وقت لگے گا۔ شاید چھ ماہ۔ یہ فوراً نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ رنگ میری جلد کے اندر رچ بس گیا ہے اور با آسانی نہیں ڈھلے گا۔ اب تم دوبارہ ریڈل مین سے خوفزدہ تو نہیں ہو گے۔ کیا تم ہو گے؟"

"نہیں۔ کبھی نہیں۔ دلی اور چڈ کہتا ہے کہ اُس نے ایک سُرخ بُھوت دوسرے دن دیکھا تھا۔ شاید وہ تم تھے؟"

"ہاں۔ میں کل بھی یہاں پر تھا۔"

"کیا تم وہ سرخ گرد اُڑا رہے تھے جسے میں نے ابھی دیکھا ہے۔"

"ہاں۔ میں کچھ تھیلے صاف کر رہا تھا اور کیا تم نے آگ جلائی تھی؟ میں نے روشنی دیکھی تھی۔ کیوں کی مس وائے آگ جلانا چاہتی تھی اس مقصد کیلئے اُس نے تمھیں چھ پیسے بھی دیے تھے۔"

"مجھے علم نہیں۔ میں تھک چکا تھا لیکن اس کا حکم تھا کہ آگ جلائے رکھو بالکل پہلے کی طرح اور خود رین بیرو کے رستے چلتی رہی تھی۔"

"اور یہ سلسلہ کتنی دیر تک چلا؟"

"جب تک ایک مینڈک نے کنوئیں میں چھلانگ نہیں لگا دی۔"

اچانک ریڈل مین سست روی سے بات کرنے لگا۔

"ایک مینڈک "اُس نے دریافت کیا کہ سال کے اس موسم میں مینڈک تالابوں میں چھلانگیں نہیں لگاتے ہیں۔ وہ ایسا کرتے ہیں کیونکہ میں نے ایک کو ایسا کرتے سُنا تھا۔"

"کیا تمھیں بالکل یقین ہے؟"

جی ہاں۔ اُس نے مجھے پہلے بھی بتایا تھا کہ مجھے آواز سننی چاہئیے اور میں واپس گیا۔ لیکن مجھے اس شریف آدمی کی موجودگی میں اُس سے بات کرنا اچھا نہ لگا۔ میں یہاں آگیا۔ "ایک شریف آدمی۔ آہ۔ اور وہ اُس کو کیا کہہ رہی تھی؟ مرتے مرد؟" نہیں۔ اُسے بتا رہی تھی کہ اُس نے فرض کیا ہے کہ اُس نے کسی اور عورت سے شا

دی نہیں کرر کھی ہے کیونکہ اُس کو اپنی پرانی محبوبہ زیادہ پسند ہے اور اسی طرح کی باتیں۔" اوہ۔ میرے سنی۔ وہ شریف آدمی اُس سے کیا کہہ رہا تھا؟"

اُس نے فقط یہ کہا کہ وہ اُسے سب سے زیادہ پسند کرتا تھا۔ دیکھو کس طرح وہ اُسے دوبارہ رین بیرو کی رات ملاقات کرنے آرہاہے۔ ریڈل مین چیخا اور اپنا ہاتھ گاڑی پر اتنی زور سے مارا کہ سارا کپڑا اُس کے مکے سے ہل کر رہ گیا۔ "وہ راز ہے۔" اور چھوٹے لڑکے نے سٹول سے اچھی چھلانگ لگائی۔

"میری محترمہ۔ آپ ڈریں مت۔ سرخ رنگ والا اچانک سے سلیم الطبع بن گیا۔ میں یہ بھول گیا کہ تم وہاں پر تھے۔ وہ یقیناً ریڈل مین کو لمحوں میں دیوانہ بنانے کی ایک متجسس وجہ تھی لیکن وہ کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں۔

"اور خاتون نے پھر کیا کہا۔" اس نے سوال کیا۔

"مجھے یاد نہیں رہا۔ برائے مہربانی ماسٹر ریڈل مین۔ کیا میں اب گھر جاسکتا ہوں؟"

"ہاں۔ یقیناً تم جاسکتے ہو۔ میں بھی تمھارے ساتھ زرا دور تک جاؤں گا۔ اُس نے بجری کے ڈھیر اور اُس کی ماں کے جھونپڑے کو جانے والے راستے میں اُس کی رہنمائی کی۔ جب وہ چھوٹی مخلوق اندھیرے میں غائب ہو گئی تو ریڈل مین واپس مُڑا، دوبارہ آگ کے پاس اپنی جگہ پر بیٹھا اور رفو کرنا شروع کر دیا۔

(۷)۔ محبت عیار شخص کو منصوبہ ساز بناتی ہے

پرانے مکتب فکر کے ریڈل مین اب نظر نہیں آتے۔ کیونکہ ریلوے کی ایجاد کے بعد وسیکس () کے کسانوں نے ان کے شیطانی حربے کے بغیر ہی کام چلالیا وہ تیز رنگ کا روغن جو چرواہے بھیڑوں کو میلے کے لیے تیار کرنے میں استعمال کرتے تھے۔ دوسرے طریقوں سے حاصل کیا جاتا ہے اور جو ریڈل مین تک زندہ ہیں وہ بھی وجود کی معنویت کو کھو رہے تھے جو اُن کی خاص خوبی تھی۔ جب باقاعدہ اُن کی تجارت کا دائرہ کار ہفتہ وار یا ماہوار سفر پر مشتمل ہوتا تھا اور وہ اُس گڑھے کے قریب تھا جہاں سامان کھودا جاتا تھا۔

کھیتوں میں سفر سینکڑوں مہینوں کا بے حساب سفر طے کرنا اور اس کے ساتھ بجائے اس عرب وجود کے، اُس تقدس کی حفاظت جس کی ضمانت کبھی نہ ختم ہونے والے اس بٹوے کی پیداوار لہ وجہ سے تھی۔

ریڈل مین اپنا شوخ رنگ ہر اُس چیز پر ڈالتا ہے جس کو وہ روشن کرنا چاہتا تھا اور اُن پر بنا غلطی اپنی مہر ثبت کرتا ہے۔ جیسے کہ قابیل* کا نشان جس بھی شخص نے اس کو آدھا گھنٹے پہلے چھوا تھا۔ لڑکے نے جب پہلی نگاہ اُس پر ڈالی تو یہ اُس کی زندگی میں نیا عہد تھا۔ سُرخ رنگ کا یہ سراپا اُن تمام بھیانک خوابوں کی عملی شکل تھی جنھوں نے نوجوان کی زندگی کو تکلیف میں مبتلا کر رکھا تھا جب سے اُس کے تصورات نے جنم لیا تھا۔

"تمھارے لیے ریڈل مین آرہا ہے۔" یہ وسیکس کی ماؤں کی بنی بنائی دھمکی تھی کئی نسلوں سے اور یہاں تک کہ موجودہ صدی کے اوائل میں بھی وہ کامیابی سے دوسرے کی جگہ فرائض انجام دیتا رہا تھا۔ لیکن جونہی وقت کا عمل دخل شروع ہوا تو موخر الذکر شخص نے اِس پرانی ضرب المثل کی پہلے جیسی امتیازی حیثیت کو فرسودہ اور بے اثر بنادیا تھا اور اب اس کے نتیجے میں فی الحال بوناپارٹ کے علاقے سے پرانے بھوت پریتوں کی سرزمین میں نقل مکانی کر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ زمین اب نئی ایجادات کا مسکن تھی۔

گو کہ ریڈل مین خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے لیکن وہ بذاتِ خود خانہ بدوشوں کو حقیر سمجھتا تھا اُس کیلئے نوکری کے ساتھ سفر کرنا اور قالین بافی پھلنے پھولنے کا ایک ذریعہ تھا اگرچہ ان چیزوں سے اُسے کوئی غرض وغایت نہ تھی۔ اس کی پیدائش اور پرورش اُن چرواہوں سے کہیں زیادہ پُر وقار کی گئی تھی جو اُس کی آوارہ گردی کے دوران بارہا اُس انداز میں۔

میمون یونانی اساطیری کردار:

Translator- Note*

پاس سے گزرتے کر سر ہلاتے جاتے تھے۔ گو کہ اُس کا مال و متاع اُن خوانچہ فروشوں کے مال سے کہیں زیادہ قیمتی تھا، لیکن وہ ایسا نہیں سوچتے تھے اور سیدھی آنکھوں کے ساتھ اُس کی گاڑی سے گزر جاتے تھے۔ دراصل اُس کے لباس کا رنگ اس قدر غیر فطری تھا کہ اردگرد کے لوگ اُس کے سامنے بے حیثیت نظر آتے تھے۔ لیکن وہ بذاتِ خود اُنھیں کمتر گردانتا تھا اور خود کو اُن سے الگ تھلگ سمجھتا تھا۔ ریڈل مین خود کو

ان س ڑکوں پر چلنے اور دھرنا دینے والوں کے درمیان ہی پاتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اُن میں سے نہ تھا۔ اُس کے پیشے نے اُسے تنہا کر دیا تھا اور وہ اکثر تنہا ہی پایا جاتا تھا۔

اکثر تصور عام تھا کہ یہ لوگ مجرم ہیں جن کے قبیح افعال کے لیے دوسرے لوگوں کو غلط سزا دی جاتی تھی۔ مگر اُنھوں نے خاتون سے تو فرار کر لیا ہے لیکن اپنے ضمیر کی عدالت میں ہنوز مجرم ہیں اور اس وجہ سے اس پیشے کا انتخاب کیا ہے جو تا عمر بھر اُن کیلئے گناہوں کا کفارہ ہے بحر کیف کیا انھیں یہ انتخاب کرنا چاہئیے تھا؟ موجودہ صورتحال میں ایسے سوالات کرنا بطورِ خاص نامناسب ہو گا۔ اس دوپہر ایڈ گن میں داخل ہونے والا ریڈل مین تو ایک فرحت بخش مثال تھا جس کو فرد واحد کے زمینی کام کے لیے ضائع کیا جا رہا تھا جب ایک بھیانک بنیاد اس اس مقصد کو بخوبی سر انجام دے رہی تھی۔

ایک بات جو ریڈل مین کیلئے کریہہ نظر تھی وہ اُس کا رنگ تھا۔ جس سے آزاد ہو کر وہ دیہاتیوں کیلئے ایسی قابل قبول ہستی بن جائے گا جن کو وہ اکثر دیکھا کرتے تھے۔ ایک باریک بین ناظر یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ کسی حد تک یہ بات سچ تھی کہ اُس نے اس شعبے میں دلچسپی کے باعث زندگی میں حامل اعلیٰ مقام کو خیر باد کیا تھا۔ اس کو دیکھنے کے بعد اس اندیشے کو خطرے میں ڈالنا پڑے گا کہ ہر ممکنہ نیک فطرت اور فہم و فراست کے ہمراہ اگر اپنے کام میں فطری میلان اور لگاؤ نہیں رکھتے کیوں دونوں مل کر اُس کے کردار کا تانا بانا بنتے تھے۔ موزوں کے دوران مرمت اُس کا چہرہ سوچ کے باعث یکایک کرخت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نرم تاثرات چھا گئے اور پھر دوبارہ نازک ترمر چھا گئی جو اس کے چہرے پر چہرے کے وقت بڑی سڑک پر گاڑی چلاتے ہوئے تھی۔ اب اس کی سوئی اٹک گئی تھی۔ اُس نے جرالوں کو چھوڑا، اپنی جگہ سے اُٹھا اور چمڑے کا ایک تھیلا کھونٹی سے ٹانگا جس کے اندر باقی چیزوں کے علاوہ ایک بھورے رنگ کا کاغذ تھا جو لفافوں کے پھٹنے اور لٹکنے کے باعث یوں لگتا تھا گویا کتنی بار کھلا اور بند کیا گیا تھا۔ وہ تین ٹانگوں والے سٹول پر بیٹھا جو اُس گاڑی کی واحد نشست تھی اور موم بتی کی روشنی میں اپنے اس ملفوف کا جائزہ لینے لگا۔ اس میں سے اُس نے پرانا خط نکالا اور اسے پھیلا کر کھولنے لگا۔ در حقیقت خط سفید کاغذ پر لکھا گیا تھا لیکن اب الفاظ حادثاتی صورتحال کے باعث سرخی مائل زرد رنگ اختیار کر گئے تھے اور کالی سیاہی سے لکھے گئے یہ الفاظ سردیوں کے درخت کی شاخوں کی

مانند تھا جو سُرخ طلوع آفتاب کے سامنے ہوتی ہیں۔ خط کے ماتھے پر دو سال پہلے کی تاریخ درج تھی اور تھامسن بیو برائٹ کا دستخط شدہ تھے۔ یہ کچھ ایسے تھا۔

پیارے ڈگری وین:

جب میں پوئنڈ کلوز سے واپس آ رہی تھی تو جو سوال تم نے میرے سامنے رکھا اس نے مجھے اس قدر حیران کر دیا کہ مجھے ڈر ہے کہ میں اپنا مفہوم تم پر واضح نہ کر سکوں گی۔ یقیناً اگر میری خالہ اس وقت مجھے نہ ملتیں تو میں تمام باتوں کی وضاحت فوراً کر دیتی لیکن چونکہ صورتحال کچھ ایسا رُخ اختیار کر چکی تھی کہ مجھے موقع نہ مل سکا جیسا کہ تم جانتے ہو میرا مطلب تمھیں تکلیف دینا ہرگز نہیں تھا۔ میں اس لمحے کرب سے گزر رہی تھی۔ ڈگری میں تمھارے ساتھ شادی نہیں کر سکتی اور نہ ہی سوچ سکتی ہوں کہ تم مجھے اپنی محبوبہ کہو۔ ڈگری۔ مجھے امید ہے کہ تم میری باتوں کا برا نہ مناؤ لیکن اور سخت تکلیف محسوس کرو گے۔ میں جب اس بارے میں سوچتی ہوں تو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ میں تمھین بہت پسند کرتی ہوں اور جب تمھارے بارے میں سوچتی ہوں تو میرے غم زدہ کلائم کے بعد تم ہی میرے ذہن میں آتے ہو۔ بہت ساری وجوہات ہیں جن کے باعث ہم شادی نہیں کر سکتے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس خط میں اُن کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

میں بالکل توقع نہیں کر سکتی تھی کہ تم اس طرح میرے پیچھے آؤ گے کیونکہ میں نے بطور عاشق تمھارے متعلق کبھی نہیں سوچا تھا۔ تم نے مجھے ہنسنے کا کیوں کہا؟ اور اس بات کو غلط لیا جب آپ نے سوچا میں آپ کو بے وقوف آدمی سمجھ کر طنز کر رہی تھی۔ میں تم پر نہیں بلکہ اس خیال پر ہنس رہی تھی۔

سب سے بڑی ذاتی وجہ جس کے باعث میں تمھارے ساتھ دوستی نہیں نبھا سکتی وہ یہ ہے کہ میرے جذبات تمھارے لیے ایسے نہیں ہیں جو اُس عورت کے ہونے چاہئیے جو تمھارے ساتھ بطورِ شریک حیات چلنے پر رضامند ہوتی۔ ایسا نہیں ہے جیسا تم سوچتے ہو کہ میرے دماغ میں کوئی اور ہے بلکہ اس لیے کہ میں کسی شخص کوئی حوصلہ افزائی نہیں کرتی اور نہ ہی میری زندگی میں کوئی اور ہے۔

اس کی دوسری وجہ میری خالہ جان ہیں کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ تو اس بات پر ایسا چاہو گی۔ وہ تمھیں بہت پسند کرتی ہے لیکن میرے بارے میں وہ یہ چاہیں گی کہ ایک ڈیری فارمر سے بہتر شخص کو پسند کروں اور کسی پیشہ ور شخص سے شادی کروں۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ میرے اس طرح واشگاف الفاظ سے تم اپنے دل کو میرے خلاف نہ کرو گے لیکن میں یہ بھی محسوس کرتی ہوں کہ تم مجھ سے دوبارہ ملنے کی ضرور کوشش کرو گے اور بہتر یہی ہے کہ ہم دوبارہ نہ ملیں۔ میں تمھیں ایک اچھے شخص کے طور پر یاد رکھوں گی اور تمھاری بہتری کیلئے بے تاب رہوں گی۔ یہ خط جین اور چرڈ کی نوکرای کے ذریعے بھیج رہی ہوں اور ہمیشہ تمھاری وفادار دوست رہوں گی۔

اس خط کی وصولی خزاں کی ایک صبح از طرف تھامسن یوبرائٹ تھی۔ ریڈل مین اور تھامسن آج تک دوبارہ نہیں ملے۔ اس وقفے کے دوران اُس نے اگرچہ اپنی نوکری مزید دور کر لی تھی اور ریڈل کی تجارت دوبارہ شروع کر دی تھی۔ اگرچہ اب اُس کے مالی حالات کافی بہتر ہو چکے تھے۔ فی الحقیقت دیکھا جائے تو اُس کے اخراجات آمدن کا تقریباً ایک چوتھائی تھے اور یقیناً ایک خوشحال آدمی کہا جاسکتا ہے۔

شادی سے انکار ہونے پر ناکام عاشق بالکل اسی طرح آوارہ گردی کرتے ہیں جیسے کہ بغیر چھتے کہ شہد کی مکھیاں اور جس کاروبار میں وہ بے دلی سے شامل ہوا تھا وہ بھی اُس کے مزاج کے مطابق تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس آوارگی میں اکثر جذبات سے مغلوب ہو کر وہ ایڈگن کا رُخ کرتا۔ اگرچہ وہ کبھی بھی بن بلائے اُس کی دہلیز پر قدم نہیں رکھتا تھا جس نے اُسے کبھی اپنا اسیر بنا رکھا تھا۔

تھامسن کا ہیتھ میں اُس کے قریب ہونے کا احساس اگرچہ اس کو دیکھ نہ پانا یہ ایک بھیڑ کے بچے کی خوشی تھی جو اب اُس کے پاس باقی رہ گئی تھی اور پھر اُس دن کا واقعہ ہوا اور ریڈل مین جو ہنوز اُس کے دام الفت میں گرفتار تھا وہ اس کی اس اچانک خدمت گزاری اور مشکل اتصال میں اُس کے مقصد کیلئے ایک متحرک عقیدت کا اقرار نامہ تھا۔ آخر کار جو کچھ ہو چکا تھا اس کے بعد یہ ناممکن تھا کہ وہ ویلیڈیو کی دیانت داری پر شک نہ کرنا لیکن اب تک اُس کی امیدوں کا مرکز وہی تھا اور اپنے پچھتاوے کو پس پشت ڈال کر وین اس کے منتخب

رشتوں میں اس کی مدد کرنے فیصلہ کیا۔ یہ حل اُن تمام رستوں کی نسبت زیادہ اذیت ناک اور کافی ناموزوں تھا لیکن ریڈل مین کا پیار اس معاملے میں بلند حوصلہ تھا۔

تھامسن کی دلچسپی کا جائزہ لینا اس کا پہلا قدم تھا۔ اگلی شام سات بجے شروع ہوا اور وہ اُس خبر کی پیروی کر رہا تھا جو اُس نے پریشان لڑکے سے سُنی تھی یہ کہ ویلیڈیو کی شادی کے متعلق اُوپر لاپرواہی کی اصل وجہ یوسٹیشا تھی اور یہ نتیجہ وین نے فوراً اخذ کیا جب اُس کو اُن دونوں کے درمیان ہونے والی خفیہ ملاقات کا علم ہوا۔ یہ بات اُس کے ذہن میں نہیں آئی کہ یوسٹیشا کا ویلیڈیو کو پیار کا عندیہ دینا ایک لطیف احساس تھا۔ ذہانت کی اس تنہا دلکشی پر جو اس کے نانا گھر پر لائے تھے۔ یہ اس کی جبلت میں تھا کہ وہ بجائے مقدم رکاوٹ کے تھامسن کی خوشیوں کے خلاف ایک سازشی کردار ادا کرتا تھا۔ تمام دن وہ تھامسن کی صورتحال جاننے کو نہایت بے تاب رہا لیکن وہ کسی ایسی دہلیز میں زبردستی گھس جانے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہتا تھا جس کے لیے وہ مکمل اجنبی ہو۔

خاص طور پر اس ناخوشگوار لمحے میں اُس نے اپنا بیشتر وقت اپنے خچروں کے ساتھ چلنے اور اُن پر سامان لاد کر اپنے پرانے مقام سے مشرق کی طرف جانے میں بتا دیا۔ جہاں اُس نے ایک ایسے کونے کا انتخاب بھی کر لیا جو ہوا اور بارش میں اُس کو پناہ دے سکے۔ محتاط اندازے سے صاف ظاہر تھا کہ یہاں پر اُس کا قیام نسبتاً طویل مدت کا ہو گا۔ اُس کے بعد وہ کچھ سفر پیدل چل کر آیا اور اب چونکہ اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس لیے بائیں جانب مڑا یہاں تک کہ ایک مقدس جھاڑی کے پاس پہنچ گیا جو ایک گڑھے کے کنارے پر تھی اور رین بیرو کہاں سے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر تھا۔

وہ وہاں کسی ملاقات کا منتظر تھا لیکن اُس کا انتظار بے سود رہا کیوں کہ اُس کے علاوہ اُس مقام پر کوئی نہ آیا۔ لیکن اُس محنت کے ضیاع نے ریڈل مین پر کچھ اثر چھوڑ گیا۔ وہ Tantals[1] کے قدموں میں کھڑا تھا اور یوں لگ رہا تھا کہ نااُمیدی کو بھانپ رہا تھا جو تمام تر احساسات کی تمہید تھی۔ ایک ایسی تمہید جس کے بغیر وہ

۱۔ Tantals: لیڈیا سے تعلق رکھنے والا بادشاہ جس نے خدا کے راز انسانوں پر فاش کر دیے جس کی پاداش میں اس کو ہیڈ میں دریا برد کر دیا گیا جہاں اس نے بھوک پیاس کی سزا برداشت کی۔

خطرے کا شکار ہو سکتے تھے۔ اُسی ساعت اگلی شام دیکھنے والوں نے اس کو اسی مقام پر موجود پایا لیکن متوقع ملا قا
تی نظر نہیں آرہے تھے۔

وہ کم و بیش چار راتوں تک اسی راستے پر چلا لیکن اگلے دن جب اُن کی گزشتہ ملاقات کو ہفتہ گزر چکا تھا
تو اُس کو ایک نسوانی وجود پہاڑ کی پشت کے ساتھ تیرتا نظر آیا اور وادی سے چڑھتا ہوا ایک نوجوان مرد بھی۔ وہ
دونوں ایک چھوٹے سے گڑھے کے قریب آکر ملے جو اس اونچی قبر کو گھیرے تھا جو حقیقت میں ایک عار تھی
جس سے اس کو قدیم برطانوی لوگوں نے باہر نکالا تھا۔

ریڈل مین اس شک کے باعث کہیں تھامسن کے ساتھ کچھ بُرا نہ ہو جائے، لمحہ میں لائحہ عمل تیار کر لیا
تھا۔ اُس نے فوراً جھاڑی کو چھوڑا اور اپنے گھٹنوں اور ٹخنوں کے بل چلتے ہوا آگے بڑھا۔ جب وہ اتنا قریب آگیا
کہ بنا جانے بحفاظت مشکل کام کر سکتا تھا تو اُس نے دیکھا کہ تیز ہوا کے باعث ملاقاتیوں کے درمیان جاری
گفتگو نہیں سنی جا سکتی تھی۔

اُس کے نزدیک ہی ہیتھ میں جہاں غوطہ خور پرندوں کی پناہ گاہیں تھیں، لمبے گھاس بکھرے پڑے
تھے جو کناروں پر اوپر نیچے پھیلتے تھے اور ٹمتھی فیئر وے کے منتظر تھے کہ موسم سرما کی آمد سے قبل اُن کو صا
ف کر دے۔ اُس نے ان میں سے دو ڈنڈے اٹھائے اور اُن کو اپنے اوپر سر تا پاؤں اُن سے ایسے تانا کہ ڈھک
گیا۔ دوسرے سے کمر اور ٹانگوں کو ڈھانپ لیا۔ اب ریڈل مین دن کی روشنی میں بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ اُس کے
سر پر گھاس اور جھاڑیاں کھڑی ہوئی یوں محسوس ہو رہی تھیں گویا اُگی ہیں۔ وہ مزید آگے کو رینگنا شروع ہوا
اور جھاڑیاں بھی اُس کے ساتھ تھیں۔ اگر وہ کسی پردے کے بنا آگے بڑھتا تو بھی جھٹ پٹے میں گُھس سکتا
تھا۔ اس طریقے پر عمل پیرا ہوئے وہ اُس جگہ کے قریب پہنچ گیا جہاں وہ دونوں کھڑے تھے۔

"خواہش تھی کہ اس فاصلے میں تم سے مشورہ کروں۔" اُس کے کانوں میں یوسٹیثا وائے کی پرجوش
آواز پڑی۔ مجھ سے مشورہ؟ میرے ساتھ اس لہجے میں بات کر کے تم میری تذلیل کر رہی ہو۔ میں مزید اسے
برداشت نہیں کروں گی"۔ اس نے رونا شروع کر دیا۔ میں نے تم سے محبت کی اور ثابت کیا کہ تم ہی سے کی۔
جس پر مجھے پچھتاوا بھی بہت ہے۔ اور اب تم میرے پاس آکر اس قدر سرد لہجے میں پوچھتی ہو کہ تم مجھ سے

مشورہ کرنا چاہتے ہو بہتر ہو گا یا نہیں کہ میں تھامسن سے شادی کروں۔ بہتر ہو گا یقیناً بہتر ہو گا۔ اُس سے شادی کر لو کیونکہ وہ میری نسبت تمھاری حیثیت کے قریب تر ہے۔ ہاں۔ ہاں وہ بالکل ٹھیک ہے۔ "ویلیڈیو نے اٹل / مستحکم لہجے میں کہا۔ لیکن ہمیں چیزوں کو ایسے ہی دیکھنا چاہتے ہیں چاہے میرے اُوپر اُس کو یہاں لانے پر جو بھی الزام لگے مگر فی الحال تھامسن کی صورتحال تم سے بہت بدتر ہے۔ میں صرف تمھیں بتا رہا ہوں کہ میں کشمکش میں بتلا ہوں۔"

"لیکن تم مجھے بتاؤ گے نہیں بلکہ اس کی وجہ سے خوفزدہ کر رہے ہو۔ کمینے۔ تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم میری نظروں سے گزر چکے ہو۔ تم نے میری فیاضی کی قدر نہیں کی۔ ایک ایسی عورت کی بربادی جو تم سے محبت کرتی تھی جو کہ اس لیے زیادہ اولوالعزم چیزوں کے بارے میں سوچا کرتی تھی۔ لیکن یہ تھامسن کا تصور تھا۔ اُس نے تمھیں مجھ سے جیت لیا۔ اس لیے وہ ظلم سہنے کا حق رکھتی ہے۔ اب وہ کہاں رہ رہی ہے؟ مجھے اُس کی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی اپنی؟ اگر میں مر جاؤں اور اس جہان فانی سے رخصت ہو جاؤں تو وہ کس قدر خوش ہوتی میں پوچھتا بھی ہوں وہ کہاں پر ہے؟

"تھامسن اب کمرے میں خالہ کی دھتکار میں سہہ رہی ہے اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے"۔ اُس نے لاپرواہی کے انداز میں کہا۔ "میرا نہیں خیال کہ تم اب بھی اُس کی اتنی پرواہ کرتے ہو۔ "یوسٹیٹا نے اچانک خوشی سے کہا۔ کیونکہ اگر تم نے یہ سب کیا تو تم اُس کے بارے میں اس قدر سرد مہری کے انداز میں بات نہ کر رہے ہوتے۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ تم ایسا ہی کرتے تم کیوں؟ اس حقیقت میں مجھ سے دور چلے گئے ہو؟ میرا نہیں خیال تمھیں کبھی بھی معاف کر پاؤں گی سوائے ایک شرط پر کہ جب کبھی تم مجھے چھوڑو گے تو دوبارہ میرے پاس واپس آؤ گے اور معافی چاہتی ہوں لیکن تم نے میرے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔"

"میں کبھی تمھیں تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔"

"میں اس بات کیلئے تمھاری شکر گزار نہیں ہو نگی بلکہ مجھے تم سے برابر نفرت کرنی چاہیے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ مجھے تمھیں کبھی کبھار اس طرح چھوڑ کر جانا پسند ہے۔ اگر عاشق ایماندار ہے تو محبت سب سے

حقیر چیز ہے۔ یہ کہنا باعث جرم ہے مگر یہ سچ ہے وہ تھوڑا سا مسکرائی۔ میری کم ہمتی اس خیال سے شروع ہوتی ہے۔ تم نے تو مجھے سدھانے والا پیار نہ دیا پھر چلے جاؤ۔"

"کاش تھامسن اس قدر اچھی عورت نہ ہوتی۔" ویلیڈیو نے کہا تو میں تمھارے ساتھ وفادار ہو سکتا بغیر کسی قیمتی شخص کو تکلیف دیے بغیر آخر میں ہی گناہ گار ہوں۔ میں تم دونوں کی انگلی کا بھی حقدار نہیں ہو سکتا ہوں۔"

"لیکن انصاف کی خاطر تم کو اپنے آپ کو اس کیلئے قربان نہیں کرنا چاہیے۔" یوسٹیٹا نے جلدی سے کہا۔ اگر تم اُس سے محبت نہیں کرتے تو اُس کو چھوڑ دینا اس واقعے میں سب سے زیادہ قابل رحم فعل ہے۔ یہ ازل سے ہی بہترین طریقہ رہا ہے۔ میں کچھ یہ بات کرتے ہوئے غیر نسوانی لگ رہی ہوں۔ میرا خیال ہے۔ جب تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں ہمیشہ خود کو کوستی رہی تھی۔ اُن تمام باتوں کیلئے جو میں نے تم سے کہیں تھیں۔ ویلیڈیو اُس کی باتوں کا جواب دیے بنا گھاس میں آگے بڑھا۔ اور یہ وقفہ اُس لہر نے پُر کیا جو ایک سر کٹے درخت کے ہوا سے چلنے سے پیدا ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا لچک دار ٹہنیوں سے چھلنی کی مانند چھن رہی تھی۔ اس نے نیم غمگین انداز میں اپنی بات جاری رکھی۔ تم سے گزشتہ ملاقات کے بعد میرے ذہن میں ایک یا دو بار یہ خیال آیا تھا کہ شاید تمھاری اس سے شادی نہ کرنے کی وجہ میرا پیار تھا۔ مجھے بتاؤ۔ میں کوشش کروں گی یہ سب برداشت کرنے کو۔ کیا میرا اس معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں تھا اور کیا تم مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہو؟ ہاں۔ مجھے علم ہونا چاہیے۔ میں آزمانا چاہتی ہوں کہ مجھے اپنی طاقت پر بھروسہ کرنا آگیا ہے؟"

"ہاں۔ اور اس کی فوری وجہ یہ ہے کہ اس جگہ کیلئے اجازت نامہ فائدہ مند نہیں ہے اور اس سے پہلے کہ میں دوسرا حاصل کروں گا۔ وہ بھاگ چکی ہوگی۔ اس معاملے میں تم اس کا کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کی خالہ کا رویہ میرے ساتھ ناپسندیدہ تھا۔"

"ہاں ہاں۔ اس سارے معاملے میں میری حیثیت کچھ نہیں ہے کچھ بھی نہیں۔ تم نے میرے جذبات سے کھیلا ہے۔ خدا کے واسطے اور نہ جانے میں کس مٹی کی بنی ہوں کہ تمھارے بارے میں اس قدر سوچتی ہوں۔"

"بے وقوف! اس قدر جذباتی نہ ہو۔ یاد کرو گزشتہ سال کس طرح ہم ان جھاڑیوں سے رینگ کر گزرے تھے جب گرم دن قدرے ٹھنڈے ہو گئے تھے اور پہاڑوں کے سایے وادی میں پوشیدہ تھے۔" وہ آزردہ خاموشی میں تھی پھر بولی۔ "ہاں اور کس طرح تم ہنسا کرتی تھی کہ تم نے مجھے دیکھنے کی جرات کیسی کی لیکن اُس کے بعد سے تم نے مجھے دکھ ہی دیے ہیں۔"

"ہاں! تم نے مجھ سے اس قدر سنگدلانہ سلوک کیا تھا یہاں تک کہ مجھے احساس ہوا کہ مجھے تم سے بہتر کوئی مل سکتا ہے۔ ایک خوش اخلاق شخص میرے لیے موجود ہے۔" "کیا تم ابھی بھی یہ سوچتی ہو کہ تمھیں مجھ سے بہتر کوئی مل گیا ہے؟" "بعض اوقات ہاں اور بعض اوقات نہیں بھی۔ یہ ترازو اس قدر متوازن ہے کہ ایک پر بھی اس کو ہلا دے گا۔"

"لیکن کیا تمھیں اس بات کی بالکل پرواہ نہیں ہے کہ میں تمھیں ملوں یا نہیں۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"مجھے کچھ فکر تو ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ اس کیلئے اپنا آرام غارت کروں۔" نوجوان نے ضعیف انداز میں جواب دیا۔ سب کچھ قصہ پارینا ہے۔ اب جہاں پہلے دو پھول کھلے تھے اب مجھے وہاں ایک نظر آیا ہے۔ شاید وہ تین، چار یا پھر اتنی تعداد میں ہی ہوں جس میں پہلے تھے۔ میری تقدیر عجیب ہے۔ کِس نے سوچا تھا کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ بھی ہو سکتا تھا؟" وہ ضبط شدہ آگ میں مخل ہوئی جو یا تو پیار کی تھی یا غصے کی دونوں باتیں ممکن تھیں۔ کیا تم اب بھی مجھ سے پیار کرتے ہو؟"

"کون کہہ سکتا ہے؟" اس نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"مجھے بتاؤ۔ میں اس بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔"

"میں کرتا ہوں یا نہیں کرتا ہوں۔" اُس نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔ یہی بات ہے۔ میرا اپنا وقت اور موسم ہوتے ہیں۔ ایک لمحہ آتا ہے کہ تمھارا بلند مقام ہو جاتا ہے اور دوسرے لمحے تم کچھ بھی نہیں رہتی ہو۔ اگلے لمحے بہت غمزدہ اور دوسرے لمحے ہی بہت تاریک اور دوسرے لمحے نہ جانے اس کے علاوہ اور

کیا۔ میری پیاری۔ لیکن تم جاننے والوں کیلئے پسندیدہ اور میل جول کیلئے اچھی خاتون ہو۔ میں یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہمیشہ کی طرح میٹھی ہو۔"

یوسٹیثا خاموش تھی۔ وہ وہاں سے مڑی یہاں تک کہ وہ معطل عظمت کی آواز میں گویا ہوئی۔ میں چہل قدمی کیلئے آئی تھی اور یہ میرا رستہ ہے۔"

"اچھا میں تمھارا پیچھا کرنے سے کچھ بدتر کر سکتا ہوں؟"

تم جانتے ہو اس کے علاوہ تم کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ مزاج میں وقوع پذیر تمام تر تبدیلیوں کے باعث ۔اُس نے سرکشی سے جواب دیا۔ کہو تم کیا کرو گے؟ کوشش کرو کیا کر سکتے ہو؟ صرف تم اتنا کر سکتے ہو کہ مجھ سے دور ہو۔ مجھے تاعمر نہیں بھول سکو گے اور مجھے تمام عمر چاہو گے۔ مجھ سے شادی کیلئے چھلانگ لگاؤ گے۔"

"پس میں ایسا ہی کرونگا۔ ویلیڈیو نے کہا اس قسم کے عجیب و غریب خیالات وقتاً فوقتاً میرے دماغ میں آتے رہے تھے اور اب بھی ہیں۔ مجھے علم ہے کہ تم ہمیشہ سے ہیتھ سے نفرت کرتی آئی ہو۔"

"ہاں! میں ایسا کرتی ہوں۔" وہ بڑبڑائی۔ میری صلیب میری حیا اور میری موت تک۔"اُس نے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ہمارے ارد گرد کی فضا کس قدر غمگین ہے ناں۔"

ویلیڈیو نے جواب نہیں دیا۔ لیکن اُس کا انداز سنجیدہ اور سرایت کرنے والا تھا۔ اس کے احساسات سے مرکب ادائیگی مخاطب تھی اور کانوں سے ہمسائیگی کے ناک نقشے کا جائزہ لینا ممکن تھا۔ گہرے منظر نامے سے صوتی تصویریں یک بارگی اُبھر آئی تھیں۔ گھاس کے رستوں کا آغاز و اختتام سنا جا سکتا تھا۔ کہاں پر جھاڑیاں لمبی اور ڈھنٹھل نما ہو جاتی ہیں۔ کہاں پر اس کو فی الحال کاٹا گیا تھا۔ کس سمت میں فر کے جھنڈ تھے اور کسی گڑھے میں ہولی[۱] کے درخت ہیں۔ کیوں کہ ان مختلف عوامل کی آوازیں بھی رنگ اور اشکال کی طرح مختلف تھیں۔

"اوہ۔ خدایا۔ کس قدر تنہا ہے یہ۔ ویلیڈیو نے دوبارہ سے کہا۔ کیا ہے تصوراتی چشمہ اور دھند ہے ہمارے لیے جو کچھ اور نہیں دیکھتے؟"

۱۔ Holly :عیسائیوں کا مقدس درخت جس پر سرخ رنگ کے بیر لگتے ہیں اور جو کرسمس ٹری کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔

"ہم کیوں یہاں پر ہیں؟ کیا تم میرے ساتھ امریکہ جاؤ گی۔ میرے وہاں رشتہ داری ہے۔ یہ غور طلب ہے۔ اگر آپ جنگلی پرندے یا فطرت کے مصور ہیں تو پھر ٹھیک ہے ورنہ یہاں رہ کر کچھ اچھا کرنا ممکن ہے۔"

"مجھے وقت دو۔"اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے آرام سے کہا۔"امریکہ یہاں سے کافی دور ہے۔ کیا تم میرے ساتھ کچھ دور تک چلو گی۔ جونہی یوسٹیٹا نے آخری الفاظ ادا کیے وہ گاڑی سے نکلی اور ویلیڈیو اُس کے پیچھے تھا تاکہ ریڈل مین اُن کی مزید گفتگو نہ سُن سکے۔"

وہ گھاس اُٹھا کر اوپر اُٹھا۔

اُن کے سیاہ اجسام ڈوبے اور آسمان کے مخالف غائب ہو گئے۔ وہ دونوں بیتھ کے سر پر دو سینگوں کی مانند تھے جو اُس نے اپنے تاج کے آگے رکھے ہوں ایک گھونگے کی مانند جو دوبارہ اندر کر لیے ہیں۔ ریڈل مین کی اس وادی کے اور اُس کے بعد اگلی وادی جہاں پر اُس کی گاڑی کھڑی تھی ی۔ میں چہل قدمی کا عمل سا، یہ سب ۲۴ برس کی کسی دھان پان دوشیزہ کے لیے نہیں تھا بلکہ اُس کی روح درد سے کراہ رہی تھی۔ اُس کے دہانے کے گرد چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں اس چہل قدمی کے دوران گویا عذاب الٰہی کا لہجہ محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ گاڑی میں داخل ہوا جہاں چولھے میں آگ جل رہی تھی۔ اپنی موم بتی روشن کیے بغیر فوراً تین ٹانگوں والے سٹول پر بیٹھا سوچنے لگا کہ جو کچھ اُس نے اپنی محبوبہ کے متعلق سنا اور دیکھا اور چھوا، اس کے ساتھ اُس کے منہ سے ایک آواز نکلی جو نہ تو آہ تھی اور نہ ہی سسکی بلکہ ان دونوں سے بھی زیادہ تکلیف زدہ شخص کی صدا تھی۔

"میری تھامی۔ اُس نے بھاری آواز میں سرگوشی کی۔ کیا ہو سکتا ہے؟"

"ہاں! میں دیکھوں گا۔"یوسٹیٹا وائے

(۹)۔ قائل کرنے کی مایوس کن کوشش

اگلی صبح جب سورج کی بلندی رین بیرو کی اونچائی کے مقابل ہیتھ کے کسی بھی حصے سے نمایاں نظر آرہی تھی اور جب تمام چھوٹی پہاڑیاں زیریں میدان میں Archipelago[1] سے مماثل تھیں۔

ریڈل مین جھاڑی دار نکر سے نکلا جو اُس نے اپنی سکونت گاہ بنا رکھی تھی اور مسٹور نیپ کی ڈھلوانوں پر چڑھا۔ اگرچہ یہ روئیں دار پہاڑیاں بظاہر بالکل تنہا تھیں لیکن کئی محتاط دائرہ نما آنکھیں ہمیشہ مستعد رہتیں۔ ایسی سرد صبح کے کسی راہ گزر کو اپنی جانب مائل کرنے کو۔ تیز مخلوقات اپنی عارضی اقامت گاہ میں چھپنے کے بعد جو کہ حیرت انگیز ہوتا اگر کسی اور جگہ پایا جاتا۔ ایک شتر مرغ کی اس جگہ پر بکثرت آمد ورفت تھی اور تقریباً پچیس سال قبل دونوں ایڈ گن میں اکٹھے دیکھے گئے تھے۔ اور مارش* ہارٹیرز کی وادی سے دیکھ رہے تھے ۔ ایک ایسا نایاب پرندہ جو تقریباً درجن کی تعداد میں بمشکل برطانیہ میں پایا جاتا تھا۔ لیکن ایک جنگلی نے دن رات ایک کرکے اس افریقی بھگوڑے کا شکار کرڈالا۔ اس واقعہ کے بعد اس ہلکے رنگ کے پرندے نے ایڈ گن میں داخل ہونے کی جرات نہ کی۔ ایک ایسا مسافر جو چلتے ہوئے ان معزز مہمانوں کو بغور دیکھتا وین کی طرح محسوس کرسکتا تھا کہ ان علاقوں سے اُس کا براہ راست تعلق رہا ہے جس کے بارے میں انسان لاعلم تھا۔ یہاں اُس کے سامنے ایک جنگلی بطخ تھی جو اپنے مغربی گھر سے ابھی پہنچی تھی۔

یہ مخلوق اپنے ساتھ شمال کی معلومات بھی لائی تھی۔ برفانی آفات اور طوفان، چمکدار اثرات، جنت کے بلند ترین مقام میں پولرس کو یوں محسوس ہورہا تھا اس طرح کی عام مقامات کی فہرست حیران کن تھی۔ لیکن پرندے دوسرے فلفیوں کی مانند ریڈل مین کو دیکھ کر سوچ رہے تھے کہ آرام دہ حقیقت کا یہ لمحہ عشروں کی یادوں سے زیادہ قیمتی تھا۔

وین اس منظر سے گزرتے ہوئے اُس تنہا حسن و دلکشی کی مالک کے گھر گیا تھا۔ جوان سب کے درمیان رہتے ہوئے اُن کو حقیر سمجھتی تھی۔ اتوار کا دن تھا لیکن شادی یا موت* کے علاوہ چرچ جانا۔ ایڈ گن

ا۔ Archipelago: پہاڑوں میں جزیروں کا ایک سلسلہ

میں غیر معمولی سمجھا جاتا تھا کیونکہ یہ ذرا مختلف صورتحال تھی۔ اس نے مس وائے سے پوچھ گچھ کا مصمم ارادہ کر لیا تھا تا کہ تھامسن کے حریف کی حیثیت سے خود کو ثابت کر سکے۔ چالاکی یا پھر طوفان کے ذریعے تا کہ واضح طور پر اُس کے حسن پرستی کی خوبی جو مسخروں سے لے کر بادشاہوں تک اکثر عیار مردوں کی خواہش ہوتی ہے۔ عظیم بادشاہ فریڈرک نے حسین آرک ڈچز کے لیے جنگ لڑی۔ نپولین پرُشیا کی خوبصورت ملکہ کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ سب جنس کے امیاز کے باعث ریڈل مین سے زیادہ فنا نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ سب بھی اپنے مخصوص طریقے سے یوسٹیٹا کو قائم مقام بنانے کی منصوبہ بندی کر تا رہا تھا۔

*[1] اُس نے مس وائے سے انٹرویو کے متعلق پوچھنے کے دلیرانہ اقدام کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

کپتان کو جھونپڑے میں بلا ناکم و کاست ایک کمتر رہائش کیلئے معائدہ تھا۔ اگرچہ بعض اوقات وہ باتونی لگتا تھا لیکن اُس کا مزاج اور خیالات غیر مستقل تھے اس لیے اس کے بارے میں کوئی بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ کسی خاص لمحے میں کس طرح کا برتاؤ کرے گا۔

یوسٹیٹا مزاجاً محتاط تھی اور اپنے حصار میں رہتی تھی۔ سوائے ایک مزدور کی بیٹی جو جھونپڑی میں رہا کرتی تھی اور اُن کی ملازمہ تھی جب کہ اُس کا لڑکا باغ اور اصطبل میں کام کرتا تھا ان کے علاوہ گھر میں کوئی اور داخل نہیں ہوا تھا۔ وہ بیوبرائٹ کے علاوہ ضلع کے خوش مانے جانے تھے اور اگرچہ امیر ہونا تو درکناں وہ ہر شخص کے ساتھ بھی دوستانہ رویہ کو متاثر کرتے تھے۔ جب ریڈل مین باغ میں داخل ہوا تو بوڑھا آدمی عینک سے دور منظر میں نیلے سمندر کے داغ کو دیکھ رہا تھا جب کہ بٹنوں پر بنے چھوٹے بادبان سورج کی روشنی میں چمک رہے تھے گو اُس نے وین کو سڑک پر اپنے ساتھی کی حیثیت سے پہچان لیا تھا لیکن اس حالت میں اس نے کوئی اشارہ نہیں دیا بلکہ فقط اتنا ہی کہا۔ "ریڈل مین۔ تم یہاں پر؟ آؤ ایک گلاس (* جارج) شراب اور پانی کا آمیزہ ہو جائے۔

ا۔ Prussia: یورپ کی ملکیت میں ایک ملک تھا جو ۱۸۷۱ میں یورپ کی تشکیل نو میں ایک بری ریاست بن کے ابھرا۔ اس کے باشندے جنگجو ذہنیت کے مالک تھے۔

لیکن وین نے اُس کی درخواست کا انکار یہ کہہ کر کیا کہ ابھی بہت جلدی ہے اس نے بتایا کہ اُس کا مس وائے سے کچھ کام ہے۔ کپتان نے سر سے لے کر صدری تک اور صدری سے ٹانگوں تک کچھ لمحے جائزہ لیا اور بالآخر اُس کو اندر جانے کا کہا۔ مس وائے اُس وقت تک کسی کو نظر نہیں آئی تھی اور پھر ریڈل مین باورچی خانے کی کھڑکی کے بینچ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ اس کے ہاتھ اُس کے لڑکھڑاتے گھٹنوں پر تھے جن کے اوپر ٹوپی لٹک رہی تھی۔ "میرا خیال ہے کہ نوجوان ابھی اوپر نہیں ہے؟" اس نے فی الفور نوکر سے کہا۔ "بالکل ابھی نہیں ہم لوگ دن کے اس وقت خواتین کو نہیں بلاتے۔ "تو پھر میں باہر جاؤں گا۔ "وین نے کہا۔ اگر وہ مجھے دیکھنے کی خواہاں ہوئی تو بلانے کا عندیہ دے گی اور میں حاضر ہو جاؤنگا۔"

ریڈل مین گھر سے باہر نکل کر ملحقہ پہاڑی پر چلنے لگا۔ خاصا وقت گزر گیا مگر اس کی حاضری کیلئے کوئی بلاوا نہ آیا۔ اب اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ اس کا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے جب اُس نے خود ہی یوسٹیشا کو آہستہ روی سے چلتے ہوئے اپنی جانب آتے دیکھا۔ دیکھنے والوں کی توجہ کیلئے اُس فردواحد کی موجودگی ایک انوکھی بات تھی۔

اُس نے ڈگری وین پر خالی نظر ڈالتے ہوئے یہ بات محسوس کی تھی کہ وہ ایک عجیب مہم پرت تھی اور وہ اس قدر کمینہ نہیں تھا جتنا اس کے بارے میں سوچتی تھی کیونکہ اس کی قربت نے اُسے کسی بے سکونی یا تکلیف کا احساس نہیں دیا تھا۔ اُس نے پاؤں ہلایا اور نہ کوئی ایسی معمولی حرکت کی جو ایک دیہاتی کی غیر معمولی واقعے کی آمد پر عموماً کرتا ہے۔ "میں تو اُس کے دریافت کرنے پر اگر اُس کی اُس کے ساتھ کوئی گفتگو ہوئی۔" اس نے جواب دیا۔ ہاں! میرے ساتھ چہل قدمی کرو اور یہ کہہ کر وہ چل دی۔ وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ صریخ ریڈل مین زیادہ عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو جلد متاثر نہ ہونے والا ظاہر کرتا اور وہ جس قدر جلد اُس کو موقع میسر آتا، اپنی غلطی سدھارنے کی کوشش کرتا تھا۔

"میں اس قدر بہادر ہوں محترمہ کہ تمھارے پاس آکر اس شخص کے متعلق عجیب خبر سنانے والا ہوں جو میں نے سن رکھی ہے۔ یوسٹیشا۔

"آہ کونسا مرد؟ اُس نے اپنی کہنی جنوب مشرق کی طرف جھٹکے سے کھینچی۔ یعنی کہ خاموش عورت کی سمت۔"

"میں!"

"یوسٹیٹا فوراً اُس کی طرف مڑی۔ تمھارا مطلب ہے مسٹر ویلیڈیو؟"

"ہاں! اور اُس کی وجہ سے گھر میں مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے اور میں تمھیں اُس بارے میں مطلع کرنے آیا ہوں۔ شاید اِس وجہ سے کہ مجھے یقین ہے کہ وہ تم ہی ہو جو اُسے یہاں سے دور لے جا سکتی ہو۔"

"میں۔ مسئلہ کیا ہے؟"

"یہ ایک راز ہے کہ شاید وہ تھامسن ییوبرائٹ سے شادی کرنے سے انکار کر دے اگرچہ اُن الفاظ سے یوسٹیٹا کے اندر ایک ارتعاش پیدا ہو رہا تھا لیکن وہ اُس کے ساتھ اس اداکاری میں برابر کی شریک تھی۔ اُس نے سرد مہری سے جواب دیا کہ میں یہ سب کچھ سننا نہیں چاہتی ہوں اور تم بھی مجھ سے یہ توقع ہرگز نہ رکھنا کہ اس معاملے میں مداخلت کروں گی۔"

"لیکن محترمہ! آپ ایک بات تو سنیں گی؟"

"""میں نہیں سن سکتی۔" مجھے شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اگر ہوتی تو بھی مسٹر ویلیڈیو کو مجبور نہیں کر سکتی تھی کہ وہ میری نیلامی (بولی) کرے۔ ہیتھ میں واحد عورت کی حیثیت سے میں سوچتا ہوں کہ آپ کو کرنا چاہیے۔" وین نے ضمنی طور پر بلند تخیل سے کہا۔ یہ معاملہ کچھ اس طرح سے ہے۔ مسٹر ویلیڈیو تھامسن سے فوراً شادی کرے گا اور تمام معاملات پر سکون انداز میں حل ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہوتا تو اس معاملے میں کوئی اور عورت نہ ہوتی۔ یہ دوسری عورت وہ ہے جس کا انتخاب ویلیڈیو نے خود کیا تھا اور بعض اوقات اس سے ہیتھ میں ملاقات کرتا ہے۔ میرا یقین ہے وہ اس سے کبھی شادی نہیں کرے گا اور اس وجہ سے اُس عورت سے بھی شادی نہیں کر سکے گا جو اُس سے شدید محبت کرتی ہے۔ اب محترمہ چوں کہ آپ کا ہم مرد حضرات پر کافی گہرا اثر و رسوخ حکمرانی ہے آپ کو اسرار کرنا چاہیے کہ وہ آپ کی نوجوان ہمسائی تھامسن کے ساتھ عزت و شفقت کا سلوک روا رکھے اور دوسری عورت کو چھوڑ دے۔"

"وہ شاید ایسا کر کے اُس کو رنج و کلفت سے بچا لے۔"

"آہ! میری زندگی۔" یوسٹیثا نے قہقہہ کے ساتھ کہا جس سے اُس کا دہانہ کھل گیا اور سورج کی روشنی اُس کے اندر داخل ہو گئی جیسا یہ گل لال کے پھول کو روشن کرتی ہے اور اسے قرمزی رنگ کی آگ عطا کرتی ہے۔ ریڈل مین! تم مردوں پر میری حکمرانی کے بارے میں کچھ زیادہ ہی خوش گمان ہو۔ اگر فی الحقیقت ایسا ہی کچھ ہوتا جیسا کہ تم تصور کرتے ہو تو میں فوراً جاتی اور کسی بھی شخص کی بھلائی کے لیے اس اختیار کو استعمال کرتی جو مجھ پر مہربان رہا ہے۔ جو مس بیو برائٹ ہر گز نہیں تھی۔ جہاں تک میرا علم ہے۔"

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تمھیں اس کے بارے میں علم نہ ہو۔ وہ تمھارے متعلق کس قدر متفکر رہتی تھی؟" میں نے اس بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سُنا۔ اگرچہ ہم صرف دو میل کی مسافت میں رہتے ہیں لیکن میں اپنی زندگی میں ایک بار بھی اُس کی خالہ کے گھر نہیں گئی ہوں۔"

اُس کے انداز میں جھلکتے غرور نے وین پر یہ بات آشکار کر دی تھی کہ ابھی تک وہ مکمل طور پر ناکام ہے۔ اُس نے دل ہی میں آہ بھری اور ضروری سمجھا کہ اپنی دلیل کو بے نقاب کرے۔

"اچھا! اس بات کو چھوڑو کہ آیا میں تمھارے تصرف میں ہے یا نہیں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ مس وائے دوسری عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔" اُس نے اپنا سر ہلایا۔

تمھاری خوبروئی کا تو مسٹر ویلیڈیو دیوانہ ہے بلکہ ہر وہ مرد جو تمھیں دیکھتا ہے وہ معترف ہو جاتا ہے۔ تمھارے حسن کا اور کہتا ہے یہ خوبرو عورت آرہی ہے۔ اس کا کیا نام ہے؟ کس قدر خوبصورت! تھامسن بیو برائٹ سے بھی زیادہ خوبرو۔ ریڈل مین اپنے آپ سے کہتے ہوئے ثابت قدم تھا (خدا مجھ جیسے گناہ گار کو جھوٹ بولنے پر معاف کرے)! اور وہ واقعی تھامسن سے بھی زیادہ دلکش تھی لیکن ریڈل مین ایسا کچھ نہیں سوچ سکتا تھا۔ یوسٹیثا کے حسن میں ایک گم نامی تھی۔ اور وین کی آنکھیں اس سلسلے میں کچھ زیادہ تجربہ کار نہ تھیں۔

اپنے سرد لباس میں جیسا کہ اَب وہ بالکل بھنورے کی مانند تھی جو کہ بے لطف موسم میں تو خاموش ترین متوازن رنگ لگتا تھا لیکن مکمل تجلی میں درخشاں طمطراق سے چمکتی ہے۔ یوسٹیثا جواب دیے بنا نہ رہ سکی

اگرچہ اُسے اس بات کا بھی احساس تھا کہ اس طرح وہ اپنی عزت کو خطرے میں ڈال رہی ہے۔ کئی خواتین تھامسن سے زیادہ خوبصورت ہیں اس لیے تم اُس سے زیادہ تعلق نہ رکھو۔"

ریڈل مین نے اس کا درد محسوس کیا اور کہنے لگا۔ "وہ ایسا مرد ہے جو عورتوں کو تاڑتا ہے لیکن تم اُسے اپنی مرضی سے ڈھال سکتی ہے بید کی لکڑی کی مانند اگر تم ایسا کرنا چاہو تو؟"

"یقیناً! وہ کیا کچھ نہیں کر سکتی ہے جو اُس کے ساتھ اس قدر وقت گزار چکی ہے اور میں صرف اُس سے دور رہ کر کچھ نہیں کر سکتی ہوں۔"

ریڈل میں گھوما اور اُس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "مس وائے!" اس نے کہا۔ تم ایسا کیوں کہتی ہو۔ گویا تم مجھ پر شک کر رہی ہو؟ اس نے نقاہت بھرے لہجے میں کہا، اُس کی سانس تیز چل رہی تھی۔ "تمھارا اس انداز میں مجھ سے بات کرنا!" اس نے نفرت بھری مسکراہٹ کے ساتھ اضافہ کیا۔ تمھارے دماغ میں ایسا کیا چل رہا ہے جس نے تمھیں اس طرح بات کرنے پر مجبور کیا؟"

"مس وائے! کیوں کر تم یہ یقین دلانا چاہتی ہو کہ تم اُس شخص کو نہیں جانتی ہو؟ میں یقیناً جانتا ہوں ایسا کیوں ہے۔ وہ تم سے کمتر ہے اور تم اس بات سے شرمندہ ہو۔"

"تمھیں غلط فہمی ہے۔ تمھارا کیا مطلب ہے؟"

ریڈل مین نے سچ کا سراغ چلانے کی کوشش کی۔ "میں گزشتہ رات رین بیرو میں ایک ملاقات میں تھا اور میں نے ایک ایک لفظ سُنا تھا۔ "اُس نے کہا۔ ویلیڈیو اور تھامسن کے نیچے کھڑی وہ عورت تم تھیں۔

یہ فشائے راز حالات کو خراب کرنے والا تھا اور کاؤل کی بیوی کی ریاضت اُس کے اندر چمک رہی تھی۔ وہ لمحہ آن پہنچا تھا جب اُس کے وجود کے بجائے اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور وہ اپنا سانس زیادہ دیر تک بحال نہیں رکھ سکی تھی۔ "اُس نے جلدی سے کہا۔ "میں بہتر نہیں محسوس کر رہی ہوں۔ نہیں ایسا نہیں ہے میں تمھارا طنز مزید برداشت نہیں کر سکتی برائے مہربانی مجھے چھوڑ دو۔"

"میں آپ کو تکلیف دے رہا ہوں لیکن پھر بھی میرا بولنا ناگزیر ہے۔ جو بات میں آپ سے کرنے جا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس پر الزام لگ رہا ہو۔ یا آپ پر۔ لیکن بلاشبہ اُس کا معاملہ آپ

سے بھی بدتر ہے۔ اگر آپ مسٹر ویلیڈیو کو چھوڑ دیں گی تو آپ کے فائدے میں ہو گا کیونکہ آپ اُس سے کس طرح شادی کر سکتی ہیں؟ اب وہ با آسانی فرار نہیں ہو سکتی ہے اگر وہ اُسے کھو دیتی ہے تو ہر شخص اُسے مورد الزام ٹھہرائے گا۔ اس لیے اُس کا حق مقدم ہے کیوں کہ اس کی صورتحال بدترین ہے۔ تم اُسے اُس کیلئے چھوڑ دو۔"

"نہیں میں ایسا نہیں کرونگی۔ "نہیں! اُس نے جلد بازی سے کہا اور ریڈل مین کے ساتھ گزشتہ زیر نگین رویہ بھول گئی۔ کسی نے بھی اب تک اس قدر خدمت نہیں کی! سب کچھ اچھا چل رہا تھا۔ ہار نہیں مانوں گی اُس جیسی کمتر عورت سے تمھارے لیے بہتر ہے کہ آؤ اور اس کے حق میں بحث کرو لیکن کیا ان عام مصیبتوں کی وجہ وہ خود نہیں ہے؟ کیا میں کسی بھی شخص کی طرفداری نہیں کر سکتی اور اس کیلئے مجھے اُن جھونپڑی والوں کی اجازت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے؟ وہ میرے اور میری رغبت کے بیچ حائل ہو رہی ہے اور اب جبکہ اُس کو اپنے جرم کی صحیح سزا ملنے جا رہی ہے تو اُس نے تمھیں اپنی وکالت کیلئے بھیج دیا ہے۔"

در اصل وہ ان حالات کے بارے میں بے خبر ہے۔ یہ صرف میں ہوں جو کہہ رہا ہوں اُس کو چھوڑ دو۔ یہ تم دونوں کیلئے بہتر ہو گا۔ لوگ باتیں بنائیں گے اگر انھوں نے دیکھا کہ ایک خاتون آزادانہ ایک ایسے شخص سے ملاقات کرتی ہے جس نے دوسری عورت کو غلط استعمال کیا ہے۔ میں نے اُسے زخمی نہیں کیا ہے۔ وہ اُس کا ہونے سے پہلے میرا تھا۔ وہ میری محبت میں واپس آیا تھا۔ "اُس نے وحشیانہ انداز سے کہا لیکن تمھارے ساتھ بات کرتے ہوئے میری عزت نفس دم توڑ رہی ہے۔ میں کیا دان کر رہی ہوں؟"

"میں تمھارا راز رکھ سکتا ہوں۔" وین نے نرمی سے کہا۔ تمھیں پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ میں وہ فردِ واحد ہوں جو تمھاری اُس کے ساتھ خفیہ ملاقات کا گواہ ہوں۔ یہاں ایک معاملے کے متعلق بات کرنا ضروری ہے جس کے بعد میں چلا جاؤں گا۔ میں نے تمھیں اُس سے کہتے سُنا کہ تمھیں یہاں رہنے سے نفرت ہے اور یہ ایڈگن ہیتھ تمھارے لیے قید خانہ ہے۔"

"میں نے ایسا ہی کہا تھا۔ یہاں قدرتی خوبصورتی ہے میں یہ بات جانتی ہوں کہ لیکن پھر بھی میرے لیے یہ جگہ قفس ہے۔ جس شخص کا تم ذکر کر رہے ہو اُس نے بھی مجھے اُن جذبات سے نجات نہیں دلائی۔ اگر

چہ وہ یہاں رہتا ہے۔ اگر اُس سے بہتر کوئی شخص مجھے مل جاتا تو مجھے اُس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہوتی۔" ریڈل مین پُر امید نظر آرہا تھا۔ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اُس کی تیسری کوشش بار آور نظر آرہی تھ"ی جیسا کہ اب ہم لوگوں نے اپنی سوچ وسیع کرلی ہے۔ اور اب میں آپ کو بتانے جارہاہوں کہ میں کیا تجویز لے کر آیا ہوں۔ جب سے میں نے ریڈل کا کاروبار شروع کیا ہے۔ بہت زیادہ سفر کرتاہوں۔ کہ آپ جانتی ہیں۔ اس نے اپنا سر راغب کیا اور تیزی سے گزری تا کہ اُس کی آنکھیں نیچے کہر آلود وادی پر ٹھہر سکیں۔ اور اپنے سفر کے دوران میں بڈموتھ کے قریب جاتاہوں۔ بڈموتھ ایک حیرت انگیز جگہ رہے، حیرت انگیز، ایک عظیم چمکتا ہوا سمندر جو تیر کی طرح زمین پر جھک رہا ہے۔ ہزاروں لوگ اوپر نیچے چل رہے تھے۔ موسیقی کے گروہ دھنیں بجارہے تھے۔ پانی اور خشکی میں افسران چہل قدمی کررہے تھے۔ ہر دس میں سے تقریباً نو لوگ پیار کے ناطے میں بندھے تھے۔"

"میں یہ سب جانتی ہوں۔" اُس نے نفرت انگیز لہجے میں کہا۔ "میں بڈموتھ کو تم سے بہتر جانتی ہوں وہ میری جائے پیدائش تھی۔ میرا باپ وہاں فوجی موسیقار تھا جو باہر سے آیا تھا۔ آہ۔ میری روح۔ کاش میں اب بھی وہاں پر ہوتی!"

ریڈل مین یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ کس طرح سرد آگ بعض موقعوں پر اچانک شعلہ زن ہو جاتی ہے۔ اُس نے جواب دیا اگر ایک ہفتے بھی اُدھر ہوتی تو تم ویلیڈیو کے بارے میں اِن خود رو گھاس سے زیادہ نہ سوچتی جو ہم نے آگے دیکھی تھی۔ اب میں تمھیں وہاں مل سکتی تھی۔"

"کیسے؟" یوسٹیشا نے اپنی بھاری آنکھوں میں شدید تجسس کے ساتھ کہا۔ میرے چچا تقریباً پچیس سال سے ایک امیر بیوہ خاتون کے قابل اعتبار آدمی رہے ہیں جس کا خوبصورت گھر سورج کے رُخ پر تھا۔ یہ عورت بوڑھی اور لنگڑی ہو گئی تھی اور اُسے ایک نوجوان کی ضرورت تھی جو اُس کیلئے گانا گا سکے اور پڑھنے کا کام کر سکے لیکن زندگی کو محفوظ کرنے کیلئے اُسے ایسا کوئی خاطر خواہ نہ ملا۔ اگرچہ اُس نے اخبارات میں بھی اس کے متعلق اشتہارات دے رکھے تھے اور آدھا درجن لوگوں کا امتحان بھی لیا تھا۔ وہ تمھیں حاصل کرنے کیلئے بازی لگادے گی اور چچا جان اس سارے کام کو اُس کیلئے آسان بنادیں گے۔"

"شاید۔ مجھے کام کرنا چاہیے؟"

نہیں در حقیقت کام نہیں۔ تمھیں تھوڑا بہت کرنا ہو گا جیسے کہ پڑھنا اور اس طرح کا دوسرا کام تمھا ری ضرورت نئے سال تک ہو گی۔ "میں جانتی تھی اس کا مطلب کام ہے۔" اُس نے جھکتے ہوئے کہا۔ "میں اس جرم کا اعتراف کرتا ہوں کہ اُسے خوش کرنے کیلئے تمھیں ادنیٰ حرکات کرنا پڑیں گی۔ لیکن اگرچہ پست لوگ یقیناً اسے کام کہیں گے لیکن کام کرنے والے اسے کھیل ہی گردانیں گے۔ اُس ماحول اور زندگی کے بارے میں سوچو جو تم نے گزاری۔ مس، وہ خوش مزاجی جو تم نے دیکھی اور وہ شخص جس سے تم نے شادی کی۔ میرے چچا کو ایک قابل بھروسہ دیہاتی لڑکی کی تلاش ہے کیونکہ وہ شہری لڑکیوں کو پسند نہیں کرتی۔"

"میں خود کو ہار کر اُسے خوش کروں۔ اور میں نہیں جاؤں گی۔ میں ایک خوش حال قصبے میں رہ سکتی ہوں جیسا ایک عورت کو رہنا چاہیے اور اپنی مرضی سے رہوں گی اور اپنا کام کروں گی۔ میں نے اپنی شکن زدہ زندگی کا نصف عطیہ ادا کر دیا ہے۔"

"ہاں! ریڈل۔ وہ میں نے کیا ہے۔"

"تھامسن کو خوش رکھنے میں میری مدد کریں محترمہ اور میں موقع فراہم کروں گا۔ اُس کے ساتھی نے تقاضا کیا۔

"موقع! نہیں کوئی موقع نہیں۔" اُس نے متکبرانہ کہا۔ تم جیسا غریب آدمی آخر مجھے کیا دے سکتا ہے؟ میں اندر جارہی ہوں اور اب کہنے کو کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ کیا تمھارے گھوڑوں کو خوراک نہیں چاہیے یا پھر تھیلوں کو رفو کی ضرورت ہے یا پھر تمھیں اپنے سامان کیلئے خریدار چاہیے جس کی وجہ سے تم یہاں بے کار بیٹھے ہو؟"

وین کچھ بھی نہ بولا۔ اپنے ہاتھ پشت پر باندھے وہ مڑا تاکہ وہ اُس کے چہرے پر نا اُمید مایوسی کا تاثر نہ دیکھ سکے۔

اُس لڑکی کی ذہنی شفافیت اور طاقت نے اُس کے انداز کو اندیشوں سے بھر دیا تھا یہاں تک کہ کوئی اس کے ساتھ چند منٹ کا ایک چوتھائی تک بھی گزارے گا تو اُس کی جوانی حالات اور طریقہ کار میں سادگی کا متو

قع عنصر نمایاں تھا لیکن سپر دگی کا ایک طوفان جو کمزور ملکوں کی نوخیز لڑکیوں کو اپنے ساتھ بہالے گیا تھا اور جو یوسٹیٹا کو ناگوار گزرتا تھا۔ اصولاً تو ہڑ موتھ کا لفظ ہی اپنے اندر ایڈ گن کی نسبت زیادہ دلکشی کا عنصر رکھتا تھا۔ شاہی بندر گاہ اور پانی کی جگہیں جن کا عکس صحیح معنوں میں اگر ہیتھ کے باسیوں کو دکھایا جائے جن کے اندر ناگزیر، دلکش اور ناقابل بیان انداز سے کار فرما تھا عمارتوں کی دوڑ دھوپ کے ساتھ * ٹارنٹائن[1] کی عیش پرستی اور بایان[2] کی صحت و حسن بھی شامل تھا۔ اولاً تو یوسٹیٹا نے جگہ کے بارے میں لالچ محسوس کی لیکن ایسا بھی نہ تھا کہ وہ اُسے حاصل کرنے کیلئے اپنی آزادی کو غرق کر دے۔ ڈگری وین کی رخصتی کے بعد، یوسٹیٹا کنارے تک گئی جہاں سے جنگلی اور خوشنما وادی کا منظر سورج کی طرف سے دیکھ رہی تھی جو ویلیڈیو کے گھر کی سمت میں تھا۔ دُھند اس قدر چھٹ چکی تھی کہ درختوں اور جھاڑیوں کی چوٹیاں نظر آ رہی تھیں لیکن اُس کے گھر کے گرد بے رنگ مکڑی کے جال نے اُس منظر کو دن کی روشنی سے ڈھانپ رکھا تھا۔ بلا شبہ اُس کا دماغ اس منظر کی طرف راغب تھا جو مبہم اور غیر حقیقی طور پر اُس کو جوڑتا اور کھولتا تھا۔ گویا اُفق پر کسی نقطے کے بارے میں خوابوں کی بنوریاں بنائی جاسکتی تھیں۔ وہ شخص جس نے صرف اُس کی تفریح کیلئے آغاز کیا تھا اور یہ اُس کے لیے مشغلہ سے زیادہ شاید کچھ بھی نہ تھا لیکن رات کے اُن لمحوں میں تنہا کر دینے کی مہارت اب پھر سے اُس کی خواہش بن رہی تھی۔ تجدید محبت میں التوا نے اُس کے پیار کو دوبارہ سے زندہ کر دیا تھا۔ اس طرح کے جذبات جو یوسٹیٹا نے ویلیڈیو کے اندر بھڑکائے تھے وہ سب تھامسن نے سیلاب میں جہنم واصل کر دیے تھے۔ وہ اُس وقت ویلیڈیو کو زچ کرتی جب کوئی دوسرا اُس کی طرفداری کرتا تھا۔ اکثر اوقات طنز کا ایک قطرہ معمولی صورتحال کو بھی تلخ بنا دیتا ہے۔

"میں نہیں چھوڑوں گی۔ میں اُسے کبھی نہیں چھوڑوں گی۔" اُس نے تیزی سے کہا۔ یہ ریڈل مین کا اشارہ تھا جس میں اس نے عندیا دیا کہ یہ افواہ یقیناً اُس کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے اور یوسٹیٹا کیلئے کسی مستقل خطرہ کی گھنٹی ثابت ہو گی۔ وہ اس ناگہانی آفت سے بالکل اس قدر ہی انجان تھی جیسے کوئی دیوی سوتی کپڑے کے فقدان پر ہوتی ہے۔ اس کی جبلی بے حیائی نہ تھی بلکہ دنیا سے حد درجہ لاتعلق پن تھا۔ لوگوں کی رائے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ جیسے صحرا میں رہنے والی ذینوبیا[3] کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اُس

۱۔ Tarantian :

۲۔ Baian: دھات سے بے بٹن کا نام جو روس میں ۲۰ ویں صدی میں مشہور تھا اور گیارھویں صدی کے بارڈ بایان کے نام پر رکھا گیا تھا۔

۳۔ Zenbia: صحرائے شام سے تعلق رکھنے والی ملکہ، اوڈینتس کی بوی جس کو ۲۲۶ قبل مسیح میں قتل کر دیا گیا تھا۔

اہلِ روم کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ جہاں تک معاشرتی ضابطہ اخلاق کا تعلق ہے۔ یوسٹیٹا اب ایک وحشیانہ حالت زار کے قریب قریب تھی اگرچہ جذباتی لحاظ سے وہ ہمیشہ شہوت پسند رہی تھی۔ وہ اس کی خفیہ خلوت کدوں تک رسائی حاصل کر چکی تھی لیکن پھر بھی روایت پسندی کی دہلیز کو ٹاپنے سے گھبرا رہی تھی۔

(۱۰)۔ایک ایماندار شخص کی بدنیتی

ریڈل مین نے تھامسن کے مستقبل کی خوشیوں کیلئے یوسٹیٹا کو مایوس کن خیالات کے بھنور میں الجھا دیا۔ لیکن وہ اس بات سے بھی آگاہ تھا کہ ایک راستہ ابھی بھی بنا آزمائے باقی تھا کیونکہ اُس نے وین پر اپنے راستے میں آتے ہوئے مسٹر بیوبرائٹ کے سراپے کو آہستگی سے خاموش عورت کے گھر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اُس کے بالکل سامنے تھی اور اس کے چہرے پر چھائے تفکر کے اثرات سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اُس کا ویلیڈیو کی جانب سفر اُسی مقصد کے تحت تھا جسے کہ اُس کا۔ یوسٹیٹا کی جانب تھا۔ "اُس نے حقیقیت نہیں چھپائی؟ "ریڈل مین نے کہا۔ مسٹر بیوبرائٹ کیا آپ بھی اُسے اکیلا چھوڑ سکتے ہیں؟" میں بھی خود کلامی میں یہ سوچتی ہوں۔ اُس نے کہا۔ لیکن کے اُس علاوہ کوئی اور حل نہیں تھا۔"

"پہلے میں ایک بات کہنا چاہوں گا۔ "وین نے مضبوطی سے کہا۔ ویلیڈیو وہ واحد شخص نہیں ہے جو تھامسن سے شادی کا خواہش مند ہے کیوں نہ کسی اور کو بھی موقع فراہم کرنا چاہیے؟ بیوبرائٹ۔ میں آپ کی بھانجی سے شادی کر کے خوشی محسوس کروں گا اور گزشتہ دو سالوں کے دوران کسی بھی وقت ایسا کر سکتا تھا لیکن دیر ہو چکی ہے اور میں نے اُس کے علاوہ یہ بات کسی اور کو نہیں بتائی ہے۔"

گو مس بیوبرائٹ مدلل نہیں تھیں لیکن اُس کی نگاہیں غیر ارادتاً اُس کے بے ڈھنگی سراپے کا جائزہ لینے لگیں۔ "مشکل و صورت ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔ ریڈل مین نے اُس کی نگاہوں کے تیور بھانپ لیے۔ اگر پیسے کمانے کی بات ہے تو کوئی ایسے خواہش مند ہونگے جو مجھ سے بھی کم کماتے ہونگے اور شاید میں ویلیڈیو سے اتنا کمتر نہیں ہوں۔ ان پیشہ ور ساتھیوں کے جو ناکام ہو چکے ہیں شاید ہی کوئی غریب ہو گا۔ اور اگر آپ کو میرے اس سرخ رنگ سے نفرت ہے تو ٹھیک ہے۔ میں پیدائشی سُرخ رنگ کا نہیں تھا جیسا کہ آپ جانتی

ہیں۔ میں نے اس پیشے کو اپنی تلون مزاجی کے باعث منتخب کیا اور میں اچھے وقت میں کسی اور پیشے کا بھی انتخاب کر سکتا ہوں۔"

"میں تمھاری احسان مند ہوں کہ تم نے میری بھانجی میں دلچسپی لی لیکن مجھے ڈر ہے کہ اس کو اعتراض ہو گا۔ اور اس سے بھی زیادہ کہ وہ اُس مرد پر نثار ہے۔ یہ سچ ہے۔ یا پھر مجھے وہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے جو آج صبح میں نے کیا ورنہ اُس معاملے میں مجھے کوئی دکھ نہیں ہو گا اور اب آپ مجھے اُس کے گھر جاتا ہوا بھی نہ دیکھیں گی۔ تھامسن کا کیا جواب تھا جب آپ نے اُسے اپنے جذبات سے آگاہ کیا؟"

"اُس نے لکھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کریں گی اور ایسی ہی کئی توضیحات۔

یقیناً یہ اُس کی کوئی تدبیر تھی۔ تمھیں اس بات کو نامہربانہ انداز میں نہیں لینا چاہیے۔ میں اس کو سچ مانتی ہوں۔ تم اُس کے ساتھ اچھے تھے اور ہم اس بات کو نہیں بھولیں گے لیکن چونکہ وہ خود ہی تمھاری شریک حیات بننے کیلئے رضامند نہیں ہے تو معاملہ میری رضامندی کے بغیر ہی نمٹ حل ہو جائے گا۔"

"جی بالکل محترمہ! لیکن تب اور اَب میں بہت فرق ہے۔"

"وہ اب پریشان ہے اور میرا خیال تھا کہ اب اگر آپ اُس سے میرے بارے میں بات کریں گی اور بذات خود میری طرفداری کریں گی تو اُس کو رضامند کرنے کا ایک موقع ہمیں مل سکتا ہے اس طرح ہم اُس کو ویلیڈیو کے آنکھ مچولی کے کھیل سے آزاد کرا سکتے ہیں۔"

مسز ییو برائٹ نے اپنا سر ہلایا تھامسن اور میں ہم دونوں یہ سوچتی ہیں کہ اُسے ویلیڈیو کی بیوی بننا چاہیے اگر وہ دنیا کے سامنے اپنے نام پر بدنامی کا داغ لے کر نہیں چلنا چاہتی ہے تو۔ اگر وہ لوگ جلد ہی رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں تو ہر شخص اس بات پر یقین کرے گا کہ واقعی کسی حادثے کے باعث اُن کی شادی نہ ہو پائی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اُس کا کردار داغدار ہو جائے گا۔ اُس کی حیثیت مضحکہ خیز بن جائے گی۔۔ مختصراً یہ کہ کسی طرح بھی ممکن ہو تو اُنھیں اب شادی کر لینی چاہیے۔"

"یہ خیال میرے دماغ میں تقریباً آدھا گھنٹہ قبل ہی آیا تھا۔ لیکن آخر کار اُس کا اُس (ویلیڈیو) کے ساتھ چند گھنٹوں کے لیے اینجل بری جانے سے کسی کو کیا نقصان پہنچا ہے؟ اگر کوئی اُس کی پاک دامنی کے بارے

میں جانتا ہے تو اُس کو یہ تمام خیالات بالکل غیر منصفانہ محسوس ہوں گے۔ میں آج صبح ہی اس کی ویلیڈیو کے ساتھ شادی ہونے میں مدد کرنے کی سعی کروں گا۔ جی ہاں۔ میڈم۔ اور اس یقین کے ساتھ کہ مجھے ایسا کرنا چاہیے کیونکہ وہ اُس نرغے میں ہے لیکن میں سوال اب بھی کرتا ہوں اگر میں تھا تاہم یہ بے سود ہے۔ اوراَب میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔

مسز پیوبرائٹ مزید ان سوالات کے لیے رضامند نہیں لگ رہی تھی۔ "میرا خیال ہے کہ اب مجھے چلنا چاہیے۔ اُس نے کہا۔ میرا نہیں خیال کہ اب کچھ اور ہونے کی گنجائش ہے۔ "اور وہ چلی گئی۔ اگرچہ یہ گفتگو تھامسن کی خالہ کو اُس کے ویلیڈیو سے مجوزہ انٹرویو سے منحرف تو کر سکی مگر اس نے اُس کے طریقہ کار میں نمایاں تبدیلی ضرور پیدا کر دی تھی۔ اُس نے اُس ہتھیار کیلئے خدا کا شکریہ ادا کیا جو ریڈل مین اُس کے ہاتھ میں تھما گیا تھا۔ جب وہ سرائے میں پہنچی تو ویلیڈیو گھر پر تھا۔ وہ اُسے دیوان خانہ میں لے گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ مسز پیوبرائٹ نے گفتگو کا آغاز یوں کیا۔ "میں نے سوچا کہ یہ میرا فرض ہے کہ آج آپ کو مدعو کروں مجھے ایک نئی تجویز دی گئی ہے جس نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ یہ تھامسن پر بھی بہت اثر انداز نہ ہو گی۔ اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم آپ کو اس کے متعلق آگاہ کروں۔"

"جی ہاں! وہ کیا ہے؟" اُس نے مروت سے کہا۔

"یہ یقیناً اُس کے مستقبل کے متعلق ہے۔ تم شاید اس بات سے بے خبر ہو کہ ایک اور شخص بھی بڑی بے تابی سے اُس کے ساتھ شادی کا خواہش مند ہے۔ اگرچہ میں نے اُس کی حوصلہ افزائی تو نہیں کی۔ لیکن میں اس موقع کا زیادہ دیر تک انکار نہیں کر سکتی ہوں۔ میں تمھارے ساتھ مختصر بات نہیں کروں گی لیکن مجھے تم دونوں کے ساتھ بھی انصاف کرنا ہو گا۔

"کون ہے وہ شخص؟" ویلیڈیو نے حیرت سے کہا۔ ایسا شخص جو اُس سے طویل عرصے سے پیار کر رہا ہے جتنا شاید اُس نے تم سے کیا ہے۔ اُس نے دو سال قبل اُس سے شادی کی درخواست کی تو اُس نے انکار کر دیا۔ اُس نے اُس کو پہلے دیکھ رکھا تھا اور مجھ سے اُس کے رشتہ کے لیے اجازت مانگی۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ اسے انکار نہ کر سکے۔"

"اُس کا نام کیا ہے؟"

مسز ییو برائٹ یہ بتانے سے گریزاں تھی۔ وہ شخص ہے جسے تھامسن پسند کرتی ہے۔ اُس نے اضافہ کیا۔ اور ایک ایسا شخص جس کے صبر استقلال کو وہ کم از کم عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ تب اُس نے جس بات سے انکار کیا تھا اب اُسے سن کر خوش ہو گی کیوں کہ وہ اس کی نازک صورتحال سے ناراض ہے۔"

"اُس نے مجھے ایک مرتبہ بھی اپنے اس پرانے عاشق کے بارے میں نہیں بتایا؟ شریف ترین عورتیں اس قدر بے وقوف نہیں ہوتی کہ کسی پر اپنے راز افشا کریں۔"

"ٹھیک ہے اگر وہ اُسے چاہتی ہے تو میرا خیال ہے اُس کو حاصل کرنا چاہئے۔ کیا یہ اتنا ہی آسان ہے لیکن تمھیں اس کی مشکلات کا اندازہ نہیں ہے۔ وہ شخص اُسے زیادہ چاہتا ہے یا وہ اُسے پسند کرتی ہے۔ اور اس سے پہلے کہ میں اس قسم کے معاملہ کی حوصلہ افزائی کر سکوں۔ مجھے تمھاری جانب سے یہ یقین دہانی ہونی چاہیے کہ تم ان سارے انتظامات میں مداخلت کر کے اس کو ثبو ناز نہ کرو گے تو بہتر ہو گا۔" جس کی میں حمایت کرتی ہوں۔ فرض کرو اُن کی منگنی ہو جاتی ہے اور شادی کیلئے بھی خوشگوار انتظامات ہو جاتے ہیں پھر تم اُن دونوں کے بیچ حائل ہوتے ہو اور اپنی شادی کی بات کی تجدید کرتے ہو؟ تم یقیناً دوبارہ اُس کو جیت پاؤ گے لیکن پھر پریشانی کا باعث بنو گے۔"

"یقیناً مجھے ایسے کام نہیں کرنے چاہیے، ویلیڈیو نے کہا۔ لیکن ابھی اُن کی منگنی نہیں ہوئی ہے۔ تو آپ کو کیسے علم ہے کہ تھامسن اُس کو قبول کرے گی؟"

اس سوال پر میں نے بھی غور کیا ہے اور مجموعی امکانات یہی ہیں کہ وہ اس وقت اُس کو قبول کرے گی۔ میں شاید خود پسندی کا شکار ہوں کہ میرا اُس پر کچھ اثر ہے۔ میری اس بات پر اس کی متحرک کر سکتی ہے۔ شاید تمھیں میری تعریف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"اُس نے چوب دار انداز میں کہا۔ اور اگر تمھیں یہ داؤ پیچ لگتا ہے، تو یہ بھی یاد رکھنا ہو گا کہ اُس کی حیثیت اس وقت غیر معمولی ہے۔ اور اُسے بمشکل استعمال کیا گیا تھا۔ میں بھی اُس کی ذلت آمیز موجودہ صورتحال سے نکلنے اور پسند کی شادی کرنے میں کسی حد تک مدد

کروں گی اور نسوانی عزت کو بحال کروں گی۔ اُس کو ایک ناگزیر امر پر رضامند کرنے کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک واضح اعلان کرو کہ وہ ممکنہ شوہر کے طور پر تمھارے بارے میں مزید نہ سوچے۔ اُس کے انتخاب میں یہ بات اُس کو تیس کا سکہ بنادے گی۔"

"یہ بہت اچانک ہے۔ میرے لیے اس وقت ایسا کچھ کہنا مشکل ہو جائے گا۔ اس کا مطلب ہے مجھے سارے منصوبے میں مداخلت کرنا ہو گی۔"

"یہ نامناسب ہے کہ تم ہمارے خاندان کی اس حد تک مدد کرنے سے انکار کرتے ہو اور واضح طور پر یہ کہتے ہو کہ تمھارا ہمارے معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہو گا۔"

ویلیڈیو نے کربناک انداز میں سوچا۔ "میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس بات کیلئے تیار نہیں تھا۔" اُس نے کہا یقیناً اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو میں اُس کو چھوڑدوں گا اگر یہ ضروری ہے لیکن میرا خیال یہ تھا کہ مجھے ہی اُس کا شوہر ہونا چاہیے۔

اب۔ مسز یبو برائٹ۔ ہم دونوں کو رضامند ہونے دیں۔ مجھے وقت دیں اگر اُس کو اچھا موقع مل رہا ہے تو میں اُس کے رستے میں ہر گز حائل نہ ہو نگا۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ مجھے پہلے مطلع کیا ہو تا۔ میں آپ کو ایک دو دن میں خط لکھوں گا کیا کافی ہو گا؟"

"ہاں! اُس نے جواب دیا۔ اگر تم وعدہ کرو گے کہ میرے علم میں لائے بغیر تم تھامسن سے کوئی ذکر نہیں کرو گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔" اُس نے کہا اور اُس کے بعد انٹرویو اختتام پذیر ہوا۔ مسز یبو برائٹ گھر لوٹ گئیں۔

اب تک اُس کی سادہ حکمت عملی کا تھوڑا سا اثر جو اُس دن ہوا جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ وہ ایک مکان تھا جو اُس کی سوچ سے ماورا تھا۔

اُس کے دورے نے پہلے تو ویلیڈیو کو اُسی شام اندھیرے کے بعد مسٹو ور میں یوسٹیشا کے گھر بھیج دیا تھا۔ اُس وقت تنہا رہائش گاہ پر مکمل پردہ گرنے اُٹھنے والے دروازے لگے تھے جو اندھیرے اور ٹھنڈ سے بچا

تے تھے۔ اُس کے ساتھ ویلیڈیو پر اسرار منصوبہ یہ تھا کہ وہ تھوڑی سی بجری اپنے ہاتھ میں لے گا اور اسے کھڑکی کے اوپر کے زون کے ساتھ رکھے گا جو باہر کی طرف تھی تا کہ یہ آہستہ سرسراہٹ کے ساتھ دروازے اور شیشے کے درمیان گرے گی۔ اُس کی توجہ حاصل کرنے کیلئے اختیار کی گئی یہ احتیاطی تدبیر اس لیے بھی تھی کہ اُس کے نانا کو شک نہ گزرے۔

یوسٹیثا کی آواز اندر سے آئی۔ "میں سنتی ہوں، میرا انتظار کرو۔" ظاہر کر رہے تھے کہ وہ اندر اکیلی تھی اور جب حسبِ معمول احاطہ کے گرد چلتے اور تالاب میں سے اٹکھیلیاں کرتے محو انتظار تھا۔ کیونکہ اس سے قبل بھی ویلیڈیو کو اُس کی مغرور مگر منسکر المزاج میزبان کی طرف سے گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ ملی تھی۔ اُس کے جلدی آنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ وقت گزرتا گیا اور وہ بے صبر ہو رہا تھا۔ ۲۰ منٹ کے وقفے میں وہ کونے سے نکلی اور آگے بڑھتی گویا ہوا اسے باتیں کر رہی تھی۔ "تمھیں مجھے اتنی دیر انتظار نہیں کروانا چاہیے تھا"۔ اُس نے تلخی بھرے لہجے میں کہا۔ ابھی تک تم انتظار کیے جانے کے قابل ہو؟"

"کیا ہوا ہے؟ یوسٹیثا نے کہا۔ میں نہیں جانتی کہ تم پریشان تھے۔ میں بھی بہت غمزدہ ہوں۔ مصیبت میں مبتلا نہیں ہوں۔ صرف یہ معاملہ آگے بڑھ گیا ہے اور اب مجھے واضح رستہ اختیار کرنا ہو گا۔"

"وہ کونسا رستہ ہے؟" اس نے متوجہ دلچسپی سے کہا۔

"اور کیا تم اتنی جلد بھول سکتی ہو جو میں نے تم کو پچھلی رات دی تھی۔ اس جگہ سے نکلو اور میرے ساتھ باہر چلو۔" "میں نہیں بھولی۔ لیکن تم اتنے غیر متوقع سوال دہرانے کیوں آگئے ہو؟ جب کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے ہفتے آؤ گے؟ میرا خیال تھا کہ میرے پاس سوچنے کیلئے بہت وقت تھا۔"

"ہاں لیکن اب صورتحال ذرا مختلف ہے۔"

"مجھے واضح کرو۔"

"میں وضاحت نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس سے تمھیں دکھ ہو گا۔ لیکن اس جلد بازی کی وجہ جاننا چاہوں گا۔ یہ صرف میری لگن ہے ورنہ سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے۔" پھر آپ اس قدر برہم کیوں نظر آرہے ہو؟"

"مجھے اس کا سب علم نہیں۔ کچھ ایسا ہے جیسا ہونا چاہیے۔ مسز یو برائٹ۔ لیکن اُس کی ہمارے واسطے قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔"

"آہ! مجھے علم تھا کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی۔ لیکن مجھے حجاب پسند نہیں ہے۔ نہیں۔ اُسے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ صرف مجھے یہ کہتی ہے کہ میں تھامسن کو چھوڑ دوں کیونکہ ایک اور شخص اُس سے شادی کیلئے بے تاب ہے۔ وہ عورت جس کی اب مجھے چنداں ضرورت نہیں دراصل نمائش کر رہی ہے۔"

ویلیڈیو کی ناراضگی نے اُس کی بجائے اُس عورت سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے۔ یوسٹیشا کافی دیر خاموش تھی۔ "تم اُس دفتری شخص کی طرح عجیب صورتحال سے دوچار ہو جس کو مزید ضرورت نہیں ہے۔" اُس نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی لگتا ہے لیکن میں نے ابھی تک تھامسن کو نہیں دیکھا۔ اور اسی بات سے مجھے چڑ ہے۔ اس کا انکار مت کرو۔ دراصل تمھیں اُس غیر متوقع سمت سے ہونے والی تحقیق نے آگ بگولا کر دیا ہے۔"

"اچھا؟"

"اور اب تم میرے پاس آ گئے ہو کیونکہ اُسے حاصل نہیں کر پا رہے۔ یہ یکسر ایک نئی صورتحال ہے۔ میں رکنے کا وقفہ ہوں۔ براہِ مہربانی یاد کرو میں نے تمھیں اس دن شادی کی دعوت دی تھی۔ یوسٹیشا دوبارہ سے مدہوش خاموشی میں کھو گئی۔ کیسے یہ تجسس ان جذبات پر حاوی ہو رہا تھا؟ کیا درحقیقت یہ ممکن تھا کہ اُس کا ویلیڈیو میں دلچسپی لینا اُس غم و غصہ کا نتیجہ تھا کہ عظمت کا احساس تو پہلی آواز سے ہی اُس شخص سے چھن چکے تھے اور وہ اُس کے رقیب سے حسد نہیں کر رہا تھا؟ آخر کار وہ اس کے شر سے بچ گئی تھی۔ تھامسن کو اب مزید اُس کی ضرورت نہیں تھی۔ کیا یہ ذلت آمیز فتح تھی؟ اُس نے سوچا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا اور اس طرح اُس نے کی۔ اپنے ناقابل اعتبار تنقید کی زیر لب جرات کی وہ بھی ایسے نرم لہجے میں؟ اُس آدمی کی کیا اوقات ہو گی جس کی اپنے سے کمتر عورت بھی قدر نہیں کرتی۔ ایسا جذبہ تمام زندہ لوگوں میں درحقیقت ہوتا ہے کہ کسی کی ناپسندیدہ چیز کو ناپسند کرنا۔ نازک ترین مذمت کی دلدادہ یوسٹیشا کا دل بھی اسی آب و تاب

سے روشن تھا۔ اُس کی معاشرتی برتری جس نے اُس کو کبھی بھی متاثر نہیں کیا تھا اب اُس کا خوشگوار احساس تھا اور پہلی دفعہ اُس نے محسوس کیا تھا کہ وہ محبت میں جھکنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

"اچھا میری محبوبہ، تم رضامند ہو؟"

"اگرچہ امریکہ کے بجائے لندن یا بڈموتھ ہو تو" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔

اچھا! میں اس بارے میں سوچوں گا۔ میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ کاش میں نے ہیتھ کو ناپسند کیا ہوتا۔ یا پھر تمھیں زیادہ چاہا ہوتا۔

"تم تکلف دہ حد تک صاف گو ہو سکتے ہو۔ ایک ماہ قبل مجھے اس قدر چاہتی تھی کہ میرے ساتھ کہیں بھی جانے کو تیار تھیں۔"

"اور تم تھامسن سے محبت کرتے تھے۔"

"ہاں! شاید یہی وجہ ہے۔ ناک چڑھا کر واپس مُڑا۔ میں اب اُس سے نفرت نہیں کرتا۔ بالکل۔ یہ واحد چیز ہے جو اب تک تم اُس کے ساتھ نہیں کر سکے۔"

آؤ اور طنز نہ کرو۔ یوسٹیٹا۔ ورنہ ہمارا جھگڑا ہو جائے گا۔ اگر تم میرے ساتھ جانے کیلئے رضامند نہیں ہو اور یا پھر کچھ دیر بعد جانا چاہتی ہو تو میں خود ہی چلا جاؤں گا۔"

"یاد دوبارہ تھامسن کیلئے کوشش کرو۔ یہ کتنا عجیب لگتا ہے کہ تم اُس سے شادی کر سکتے تھے۔ یا پھر مجھ سے۔ اور میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں نسبتاً با آسانی میسر ہوں۔ ہاں۔ ہاں۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایک وقت تھا جب میں اس قسم کے شخص کے بارے میں شور مچاتی تھی اور بالکل وحشی تھی لیکن یہ سب قصہ پارینہ تھا۔"

"کیا تم جاؤ گی۔ میری سب سے پیاری۔ میرے ساتھ خاموشی سے برسٹل چلو، شادی کرو اور انگلینڈ کے اس کتوں کے سوراخ سے ہمیشہ کیلئے پیٹھ کر لو؟

ہاں کہو۔ "میں یہاں سے کسی بھی قیمت پر ہمیشہ کیلئے جانا چاہتی ہوں۔ اُس نے تھکے ہوئے انداز سے کہا۔ لیکن تمھارے ساتھ جانا نہیں چاہتی ہوں۔ مجھے فیصلہ کرنے کیلئے مزید وقت درکار ہے۔"

"میں نے تمھیں پہلے بھی وقت دیا ہے۔ ویلیڈیو نے کہا۔ اب مزید ایک ہفتہ اور دوں گا۔ تھوڑا سا زیادہ۔ تاکہ تمھیں فیصلہ کن جواب دے سکوں۔"

"مجھے بہت سی چیزوں پر غور کرنا ہو گا۔ نینی تھامسن تم سے نجات حاصل کرنے کیلئے بے تاب تھی۔ میں اس بات کو نہیں بھول سکتی۔"

"اُس کو کبھی یاد نہ کرو۔ اس ہفتے میں بالکل اسی وقت یہاں پر موجود ہونگا۔ رین بیر و کرلو۔ اُس نے کہا۔ جو گھر کے بالکل نزدیک ہے۔ میرے دادا ابو شاید باہر چہل قدمی کر رہے ہونگے۔"

"شکریہ تمھارا۔ ایسی وقت پیر کے دن میں رین بیر و ہونگا۔ تب تک کے لیے خدا حافظ۔ خدا حافظ۔"

نہیں۔ نہیں اب تم مجھے نہیں چھوؤ گے۔ جب تک میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتی تب تک یہ مصافحہ ہی کافی ہے۔"

یوسٹیثا اُس کے سراپے کا سایہ دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا تھا۔ اُس نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور گہرے سانس لیے اور پھر اُس کے مالدار رومانوی ہونٹ اُس ذاتی تحریک سے جدا ہو گئے جسے جمائی کہتے ہیں۔ وہ فوراً ناراض ہو گئی اُس کی بے وفائی پر یہاں تک کہ اُس کے ساتھ اُس کیلئے اپنے جذبات کے ممکنہ زوال پر بھی۔ اُس وقت اس بات کا اعتراف کرنے سے قاصر تھی کہ اُس نے ویلیڈیو کو حیثیت سے زیادہ وقعت دی ہے کیونکہ اب اُس کو ایک درمیانہ شخص سمجھنے کا مطلب اپنی سب سے بڑی غلطی کا اعتراف کرنا تھا اور یہ دریافت کہ وہ کونڈے میں کھانے والے کتے جیسے مزاج کی مالک تھی۔ اس کے اندر کچھ ایسا ضرور تھا جس نے اُس کو شرمندہ کر دیا تھا۔

مسز یبو برائٹ کی چالا کی کا نتیجہ بالکل واضح تھا اگرچہ ایسا نہیں تھا جس کی اُس نے پیشن گوئی کی تھی۔ اس نے قابل تعریف حد تک ویلیڈیو کو متاثر کیا تھا لیکن یوسٹیثا اس سے زیادہ اثر انداز نظر آ رہی تھی وہ اب

مزید اُس کا مشتعل کرنے والا عاشق نہیں تھا جس کیلئے کئی عورتیں پھرتی تھیں، اور وہ خود اُس کو اُن سے جنگ کے ذریعے جیت سکتی تھی بلکہ وہ ایک فاضل چیز تھا۔

وہ اُس مخصوص حالت رحم میں داخل ہو گئی جو کرب نہ تھا اور خاص طور پر اُس وجہ کے آغاز پر غور کر رہی تھی۔ اس بات سے بھی آگاہ تھی کہ سریع الزوال اور غلط فیصلہ کی گئی محبت کے خواب کا اختتام ہوا چاہتا ہے لیکن واضح طور پر ہوا نہیں ہے اور یہ سب سے زیادہ پر تجسس اور ناگوار ترین مراحل تھے۔ اس جذبے کے آغاز اور انجام کے درمیان اُس کا نانا واپس آ چکا تھا اور بری طرح نئی پہنچنے والی شراب کے گیلنوں کو اپنی مربع شکل کی شراب کی الماری کے مربع بوتلوں میں انڈیلنے میں مصروف تھا۔ جب اُس کا یہ گھریلو کام ختم ہو جائے گا تو وہ خاموش عورت کے پاس جائے گا۔ آگ کی طرف پشت کئے کھڑا شراب کا آمیزہ ہاتھ میں لیے کہانیاں سنائے گا کہ وہ سات سال تک بحری جہاز کے پانی میں رہا اور مقامی لوگوں کو اپنی بحری زندگی اور اس کے عجائبات بتائے گا جو بے صبری سے جو کی شراب کی ضیافت کے خواہاں تھے۔ اس لیے کہانی سنانے والے اُس کے سچ پر شک کا اظہار نہ کریں گے۔

"وہ یہاں آج شام سے تھا۔ میرا گمان ہے کہ تم نے یہ خبر سُن رکھی ہے۔ یوسٹیثا؟ اُس نے بوتلوں سے نگاہ ہٹائے بغیر کہا۔ لوگ اُس عورت کے بارے میں یوں باتیں کر رہے تھے گویا یہ قومی اہمیت کی خبر ہو۔"

"لیکن میں نے تو کچھ نہیں سنا۔" یوسٹیثا نے کہا۔

"نوجوان یو برائٹ جیسا کہ اُسے بلایا جاتا ہے اگلے ہفتے کرسمس منانے اپنی ماں کے پاس آ رہا ہے۔ وہ ایک اچھا شخص ہے۔ میرا یہی خیال ہے۔ کیا تمھیں وہ یاد ہے؟"

"میں نے اپنی زندگی میں اُس کو کبھی نہیں دیکھا۔"

"ہاں! ٹھیک ہے۔ جب تم یہاں آئیں تو وہ جا چکا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ ایک ہونہار لڑکا تھا۔ وہ ان تمام سالوں میں کہاں تھا؟ پیرس میں جو کہ نخوت اور طمطراق کی جگہ ہے جہاں کوے جمع ہوتے تھے۔"

دوسری کتاب

(۱)۔ آمد

سال کے اس وقت کا ایک عمدہ دن اور اس سے پہلے بھی کئی یک روزہ کام اپنے معمولی انداز میں ایڈ
گن ہیتھ کے باوقار سکون کو برباد کر رہے تھے۔ یہ ایسی سرگرمیاں تھیں جو کسی گاؤں قصبہ یا کھیت کی ہوتی ہیں
اور صرف جمود میں ہیجان پیدا کرتی ہیں گویا غنودگی کا بدن آہستہ سے رینگ رہا تھا۔ لیکن یہاں تضاد سے ماوراد،
مستقل پہاڑوں میں مقید جن پر چلنا دھوم دھام انوکھا پن تھا اور جہاں کوئی بھی شخص بغیر کسی تردد کے خود کو بنی
آدم تصور کر سکتا تھا وہ تاحد نگاہ ہر پرندے کی توجہ کھینچ رہا تھا حشرات جو ابھی تک نہیں سوئے اور ارد گرد کے
خرگوشوں جو پہاڑوں پر ایک محفوظ فاصلے پر اس منظر میں محو تھے۔ یہ ساری کارروائی لکڑیوں کے گٹھوں کو
ایک ڈھیر میں اکٹھا کرنے کا عمل تھا۔ جو ہمپری کپتان کے گھریلو استعمال کیلئے گزرے اچھے دنوں کے دوران
کاٹے گئے تھے۔

لکڑیوں کا گٹھا رہائش گاہ کے آخر میں تھا اور عمارت میں ہمپری اور سیم اس کام میں مصروف تھے جبکہ
بوڑھا شخص اُن کی نگرانی کر رہا تھا۔ وہ ایک اچھی اور خاموش دوپہر تھی تین بج چکے تھے لیکن جاڑے کا موسم
تھا اس لیے سورج خط استوا سے دور تھا۔ اس لیے وقت چپکے سے آدھمکا تھا۔ سورج کے عین زیریں ہونے کے با
عث وقت اصل سے زیادہ لگ رہا تھا۔ اور یہاں کے رہائشیوں کو یہ یاد دلا رہا تھا کہ اُن کو اب اپنے گرمیوں کے
وقت کے حساب کو دھوپ گھڑی کی مانند بھول جانا چاہیئے۔ کئی دنوں بلکہ ہفتوں سے طلوع آفتاب بتدریج شمال
مغرب سے جنوب مغرب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا لیکن ایڈ گن نے شاید ہی اس تبدیلی پر غور کیا تھا۔ یو
سٹیشیا اندر کھانے کے کمرے میں تھی جو باورچی خانہ زیادہ دکھائی دے رہا تھا۔ اُس کے اندر پتھروں سے بنا فر
ش تھا اور فاصلے پر کونے میں چمنی تھی۔ ہوا ساکت تھی اور جب وہ لمحہ بھر کو وہاں ٹھہری تو نیچے چمنی سے باتوں
کی آوازیں براہِ راست آ رہی تھیں۔ وہ اُس وقفے میں داخل ہوئی اور ہنستے ہوئے پرانے بے ترتیب راستے کو
دیکھا جس کے اندر زمین دوز سوراخ تھا جہاں سے دھواں نکلتا آسمان پر جا رہا تھا اور سورج کی روشنی نیچے بے

رونق چمک کے ساتھ پردے کے چھتڑے پر پڑتی تھی۔ جیسے سمندری گھاس پھوس ایک چٹان کے شگاف کو ڈھانپتی ہے۔ اُسے یاد تھا کہ لکڑیوں کا گٹھا چمنی سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اور وہ آوازیں کام کرنے والوں کی تھیں۔ اُس کے نانا بھی شامل گفتگو تھے۔ اُس لڑکے کو کبھی بھی گھر نہیں چھوڑنا چاہئیے تھا۔

"اُس کے باپ کا پیشہ اُس کیلئے موزوں ترین تھا اور اُسے اختیار کرنا چاہیے تھا۔ میں خاندان میں ان نئی تبدیلیوں کا قائل نہیں ہوں۔ میرا باپ بھی کشتی بان تھا اور میں ملاح ہوں اگر میرا بیٹا ہوتا تو وہ بھی اسی پیشے سے منسلک ہوتا۔"

ہمپری نے کہا۔ "وہ جس جگہ پر رہتے آئے ہیں وہ پیرس ہے اور اُنہوں نے ہی مجھے بتایا ہے کہ وہاں برسوں قبل، بادشاہ کا سر تن سے جُدا کیا گیا تھا۔ میری بیمار ماں مجھے اس واقع کے بارے میں بتایا کرتی تھی۔ وہ کہا کرتی تھی۔ ہمی۔ میں تب ایک نوجوان لڑکی تھی اور ایک دوپہر کا ذکر ہے کہ اپنی ماں کی ٹوپی استری کر رہی تھی کہ پادری آیا اور اُس نے بتایا۔ اُنہوں نے بادشاہ کا سر قلم کر دیا ہے۔ اب آگے کیا ہو گا اللہ بہتر جانتا ہے۔"

"ہم میں سے اکثر زیادہ تر اُس بات کو پہلے سے جانتے تھے۔" کپتان نے منہ بند کرتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔ میں سات سال تک پانی کے اندر رہا ہوں۔ اسی باعث یہ میرے خون میں تھا۔ فتح کی اس ملعون جراحی میں مردوزن کی ٹانگوں اور بازوں کو جریکو[1] میں پُھنکا گیا اور اسی وجہ سے یہ نوجوان آدمی پیرس میں مکین ہو گیا۔ کسی ہیروں کے تاجر کے ہاں منیجر تھا یا پھر ایسا ہی کوئی اور کام۔ کیا وہ نہیں ہے؟" ہاں! جناب۔ یہی بات ہے۔ وہ ایک بڑا چمکتا کاروبار ہے، سے منسلک ہے۔ میں نے اُس کی ماں کو ایسا ہی کہتے سُنا ہے۔ ایک بادشاہ کے محل کی ما نند، مجھے اپنا دور اچھی طرح یاد ہے کہ وہ گھر سے کب گیا تھا۔" سیم نے کہا۔

"یہ بتانے والے کیلئے اچھی چیز ہے۔ ہمپری نے کہا۔ یہاں پر رہ کر ساز باز کرنے سے بہتر ہے کہ ہیرے بیچے۔"

اُس جگہ پر کام کرنے کے اُسے کچھ سکے ضرور مل جائیں گے۔"

۱۔ Jerico: ایک شہر کا نام جو فلسطین کے پاس ہے۔

میرے آدمی۔ یقیناً کافی زیادہ۔ کیپٹن نے جواب دیا۔ ہاں یا تو تم اُس کے ساتھ پیسوں کا معاہدہ کر لو یا پھر شرابی اور بسیار خور ہو جاؤ۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کلائم یبوبرائٹ ایک گہرے مطالعے والا شخص بن گیا ہے جو چیزوں کے بارے میں عجیب خیالات کا مالک ہے۔ یہ اُس وجہ سے تھا کہ وہ سکول جلدی گیا۔

"اُس کے خیالات مختلف ہیں؟ بوڑھے آدمی نے دریافت کیا۔ آہ۔ آج کل تو بچوں کو سکول بھیجنے کا رواج عام ہے۔ اور یہ صرف نقصان ہی پہنچاتا ہے۔ ہر گھریا گودام کے دروازے پر ان نوجوان بدمعاشوں کے ہاتھوں یقیناً کچھ غلط الفاظ چاک ہوتے ہیں اور بعض اوقات تو خاتون شرم کے مارے ان کے قریب بمشکل گزر سکتی ہے۔ اگر انہیں لکھنا نہ آتا تو شاید اس قسم کی بدمعاشی کو بدخط تحریر نہ کر سکتے۔ اُن کے مضحکہ خیز والدین بھی ایسا نہ کر سکتے اور ملک اس سے کہیں بہتر ہو جاتا۔ اب مجھے یہ سوچنا چاہیئے کہ مس یوسٹیشا کے دماغ میں کتابوں سے حاصل کردہ علم ہے جتنا کہ یہاں پر کسی کو بھی ہے؟"

"شاید اگر مس یوسٹیشا کے دماغ میں کچھ کم رومانوی لغویات کی بھرمار ہوتی تو یہ اُس کے لیے بہتر ہوتا۔ "کپتان نے مختصراً کہا۔ جس کے بعد وہ اُدھر چلا گیا۔"

میں کہا ہوں۔ سیم۔ ہمپری نے مشاہدہ کیا جب بوڑھا شخص چلا گیا تھا وہ اور کلائم یبوبرائٹ دونوں مل کر کبوتروں کی جوڑی بنائیں گے۔

نہیں! اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو میں پریشان ہو جائوں گا۔ دونوں ایک دماغ کے ہیں اور کئی چیزوں کے بارے میں باریک بین ہیں، خبروں سے سیکھتے ہیں اور ہمیشہ سے اعلیٰ خیالات رکھتے آئے ہیں۔ اگر اُن کو مقصد سے جوڑا گیا تو میرا خیال ہے کہ ان دونوں سے بہتر کوئی جوڑی نہیں ہو گی۔ کلائم کا خاندان بھی اتنا ہی اچھا ہے جتنا کہ اُس کا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اُس کا باپ ایک کسان تھا۔ لیکن اُس کی ماں کس قسم کی خاتون تھی جیسا کہ ہم جانتے ہیں مجھے اُن دونوں کو میاں بیوی کی صورت میں دیکھنے سے زیادہ کسی بات کی خوشی نہیں ہو گی۔"

وہ ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے اپنے بہترین لباس میں ملبوس بہت صاف ستھرے اچھے لگتے ہیں۔ ہو یا نہ ہو وہ خوش قسمت انسان ہے جیسے کہ وہ ہوا کرتا تھا۔ وہ ضرور کریں گے، ہمپری۔ اچھا۔ میں اُس حیرت انگیز لڑکے کو اتنے برسوں کے بعد دیکھنا چاہوں گا۔ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ وہ کب آ رہی ہے تو میں

تین چار میل چہل قدمی کر کے اُس سے مل لیتا اور اُس کی کوئی چیز اُٹھانے میں مدد کرتا۔ اگرچہ میرا گمان ہے کہ وہ اب پہلے سے بدل چکا ہو گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس رفتار سے فرانسیسی بول سکتے ہیں جتنی تیز رفتاری سے کوئی نوجوان لڑکی کالے بیر کھا سکتی ہے اور اگر ایسا ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ گھروں میں مقید ہم لوگ اُس کی نظروں میں بے فائدہ بہانے بازی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے ہوں گے۔"

ایک ٹمیر کے ذریعے سے پانی بڈموتھ کی جانب آتے ہوئے۔ "کیا یہ وہ نہیں ہے؟"

"ہاں! لیکن وہ وہاں سے کیسے آرہا ہے میں نہیں جانتا۔"

یہ اُس کزن تھامسن کے بارے میں بڑی مصیبت ہے۔ میں حیران ہوں کہ ایسے اچھے خیالات کا مالک کلائم گھر آنا چاہتا ہے۔ "کیا سنی واچ تھے ہم لوگ۔ یقین کرو۔ جب ہم نے سنا کہ اُن کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ جبکہ ہم نے اُن کے لیے میاں بیوی کا گانا گایا تھا۔ میں پریشان ہو جائوں گا۔ اگر میں اپنا ایسا تعلق پسند کرنا چاہوں کہ اس آدمی نے مجھے بے وقوف بنایا اس طرح خاندان مختصر لگتا ہے۔"

"ہاں! بیچاری نوجوان لڑکی۔ اُس کا دل اس بات سے بہت دُکھا ہے اور اُس کی صحت بھی متاثر ہو رہی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ کے گھر میں رہے گی۔ ہم نے اُسے باہر کبھی نہیں دیکھا۔ گھاس پر اچھلتی کودتی سُرخ گلابوں کے چہرے والی۔ جیسا کہ وہ ہوا کرتی تھی۔"

"میں نے سنا ہے کہ وہ اب ویلیڈیو سے شادی نہیں کرے گی اگر وہ اُسے کہے گا بھی تو۔"

"تم نے ایسا سنا ہے اور یہ میرے لیے خبر ہے۔" اسی اثناء میں جب گھاس جمع کرنے والے بے ترتیبی سے محو گفتگو تھے یوسٹیشا کا چہرہ عمیق خیالی میں گم بتدریج چولھے کی جانب بڑھ رہا تھا اور اُس کے پاؤں بے دھیانی میں خشک گھاس کو ٹکرا رہے تھے۔ جو اُس کے پاؤں پر جل رہی تھی۔

اُن کے تذکرہ کا موضوع اُس کے لیے باعث دلچسپی تھا۔ ایک نوجوان اور ہوشیار شخص اُس تنہا جگہ ہیتھ میں بالکل دنیا کی دوسری متضاد جگہ پیرس سے آرہا تھا گویا ایک شخص جنت سے وارد ہو رہا ہو۔ مزید یہ کہ ابھی تک تنہا۔ اس لیے ہیتھ کے لوگوں نے فوراً اُس کا اُس کے ساتھ جوڑا بنا دیا اور یہ دونوں اُن کیلئے گویا ایک دوسرے کیلئے بنائے گئے ہوں۔ اُن پانچ منٹوں کی باتوں نے یوسٹیشا کو ایسی بصیرت عطا کی تھی جو اُس کی خالی دو

پہر کو پر کرنے کیلیئے کافی تھی۔ یکسر تبدیلی ذہنی خلاء میں اس طرح اکثر وقوع پذیر ہوتی ہے۔ صبح کو وہ کبھی یقین نہ کر سکتی تھی کہ اُس کا بے رنگ وجود رات سے قبل ہی متحرک ہو جائے گا۔ جیسے پانی دور بین کے اندر رہو جاتا ہے اور وہ بھی کسی کی آمد کے بغیر۔ ہمپری اور سیم کے الفاظ میں اُس کے اور انجان شخص کے درمیان ہم آہنگی کی یلغار اُس کے دماغ پر مرتب اثرات تھے۔ اُس کے سستی کے محل میں لاکھوں کی تعداد میں قیدیوں کی شبیہیں استعاراتی زبان میں اُبھریں جہاں ماضی میں سکوت کا خالی پن تھا۔ ان خیالات میں کھوئے اُس کو وقت کا احساس نہیں ہوا۔ جب وہ بیرونی حالات سے خبر دار ہوئی تو دھندلکا چھا چکا تھا۔ گھاس کی تلاش اختتام پذیر ہو گئی تھی اور لوگ گھروں کو روانہ ہو چکے تھے۔ یوسٹیٹا بالائی منزل میں اس سوچ کے ساتھ گئی کہ اس غیر معمولی وقت میں تھوڑی سی چہل قدمی کرے گی اور اُس کا ارادہ تھا کہ اس بار یہ بلوم اینڈ کی جانب ہوگی جو نوجوان بیو برائٹ کی جائے پیدائش اور اب اُس کی ماں کا مسکن تھا۔ کسی اور جگہ جانے کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی اور وہ کیوں کر اُس رستے پر نہ جاتی؟ خیالی پلائو کا یہ منظر انیس سال کی ایک رائٹر کیلیئے کافی تھا۔ بیو برائٹ کے گھر سے پہلے گڑی ہوئی لکڑیوں کا گٹھڑا اس بات کی علامت تھا کہ کوئی ضروری کام سر انجام دینے والا ہے۔ یہ عجیب بات تھی کہ اس قسم کی فضول چیز بھی اہم پیغام کا درجہ رکھتی تھی۔ اُس نے اپنی چھجے دار ٹوپی پہنی اور گھر سے نکلتے ہوئے پہاڑ سے نیچے بلوم اینڈ کی جانب اُتری۔ جہاں پر وہ وادی میں تقریباً ڈیڑھ میل کی مسافت آہستہ سے طے کرتی گئی۔ اس کے بعد ایسی جگہ پر پہنچی جہاں وادی وسیع ہونا شروع ہو گئی تھی۔ گھاس کے اسی رستے سے جھاڑیاں سمٹ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ ایک تنہا مقام پر رُک گئی۔ جہاں دائیں بائیں سمت جھاڑیاں زمین کی زرخیزی کے باعث ختم ہو رہی تھیں۔ گھاس کے بے ترتیب قالین کے علاوہ لکڑیوں کی ایک سفید قطار تھی جو اس وُسعت میں ہیتھ کا کنارا تھی۔ دھند زدہ منظر میں گویا سرحد بنائی گئی تھی جیسے سبز مخمل پر سفید لیس لگائی گئی ہو۔ سفید باڑ کے عقب میں ایک مختصر باغ تھا اور باغ کے پیچھے پرانا، بے ترتیب چھپر نما گھر جس کا رُخ ہیتھ کی جانب تھا جو وادی کے پورے منظر کی گویا قیادت کر رہا تھا۔ وہ دھندلی، بدلی ہوئی جگہ تھی جہاں پر ایسے شخص کی واپسی متوقع تھی جس کی پہلی زندگی فرانس کے دارالخلافہ میں گزری تھی۔ جو طرح دار دنیا کا مرکز اور گرداب تھا۔

(۲)بلوم کے لوگ انجام کے لیے تیار ہیں

تمام دوپہر یوسٹیثا کے غور و عوض کے عنوان کی متوقع آمد نے بلوم اینڈ میں تیاری کی کھلبلی مچادی تھی۔ تھامسن کچھ تو خالہ کے قائل کرنے پر اور کچھ اپنے کزن کلائم سے فطری میلان کے باعث جدوجہد کرنے پر مجبور ہوگئی تھی اور کچھ اُس کی زندگی کے غمگین ترین دنوں میں اُس کی غیر معمولی مستعدی کی بنا پر بھی۔ جب کلائم کی واپسی پر یوسٹیثا انبار لگانے اکٹھا کرنے والے مزدوروں کی گفتگو سُن رہی تھی اسی دوران کلائم اینڈ حسن کے کمرے میں ایک مچان پر بیٹھا تھا جہاں ذخیرہ شدہ سب رکھے گئے تھے تاکہ اُن میں سے بڑے اور بہترین کو آنے والی چھٹیوں کے لیے پس انداز کیا جاسکے۔

مچان پر ایک نیم گول سوراخ سے روشنی آرہی تھی اور اسی سوراخ سے کبوتر رینگتے ہوئے اپنی رہائش گاہ میں جاتے جو احاطے کے اسی اُونچے حصے میں تھی۔ اسی سوراخ سے سورج کی روشنی تیز پیلے رنگ کے ٹکڑے کی صورت میں نوجوان عورت کے جسم پر تیرتی تھی جو نہی وہ جھکتی اور اپنا برہنہ بازو نرم بھوری گھاس میں ڈبوتی جو نہایت بہتات سے ایڈگن میں اُگی ہوئی تھی۔ اور ہر قسم کی چیزوں کو پرکھنے کیلئے استعمال ہوتی تھی۔ کبوتر ایک بیگانگی کے ساتھ اس کے سر پر اُڑ رہے تھے اور اُس کی خالہ کا چہرہ مچان کے فرش سے نظر آرہا تھا جو آوارہ روشنی کی کرنوں سے منور تھا جیسے ہی وہ سیڑھی کے آدھے حصے پر کھڑی اُس نقطے کو دیکھ رہی تھی جس کے اندر جانے کی وہ مہارت نہیں رکھتی تھی۔

تھامسن مُڑی اور گھاس کو دوسرے کنارے کی طرف گول موڑا جہاں مزید نرم اور میٹھا پھل اپنی پکی ہوئی باس کے ساتھ اُس کا منتظر تھا۔ اُن کو توڑنے سے قبل وہ لمحہ بھر کو رُکی۔ "پیارے کلائم! میں حیران ہوں کہ تمھارا چہرہ اب کیسا لگتا ہے؟ "اُس نے کبوتروں کے سوراخ کو انہماک سے دیکھتے ہوئے کہا جس میں سے سورج کی روشنی براہ راست اُس کے بھورے رنگ کے بالوں اور شفاف رگوں پر گھومتی تھی جس سے وہ چمک رہے تھے۔

"اگر وہ کسی اور انداز میں بھی تمھارے ساتھ عزیز ہوتا، مسز ییو برائٹ نے سیڑھی پر کھڑے ہو کر کہاتو یقیناًیہ ایک خوشگوار ملاقات ہوتی۔"

"کیااس بات کے کرنے کا کوئی فائدہ ہے خالہ؟"

"ہاں! اُس کی خالہ نے حرارت سے بھرپور لہجے میں فضا کو ماضی کی خستہ حالی سے سوگوار کیا تاکہ دوسری لڑکیاں اس کام سے باز ہیں۔ تھامسن نے اپناچہرہ دوبارہ سیبوں کی طرف موڑا۔ میں دوسروں کو خبر دار کرے اطلاع جیسے چوروں،۔ جواری اور شرابی ہوتے ہیں۔"اُس نے آہستہ آواز میں کیا۔

"کس طبقے سے تعلق ہے اُن کا؟ کیاواقعی میرااُن سے تعلق ہے؟"

"انتہائی معقول بات ہے۔ اگرچہ کیوں۔ ہر کوئی مجھے یہ سوچنے پر مجبور کرتارہے گا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ وہ میرے ساتھ کیوں ایسا برتائو کرتے ہیں؟ لوگ مجھے میرے کام کے پس منظر میں کیوں نہیں دیکھتے؟ اب آپ مجھے دیکھیں۔ جونہی میں یہاں سیبوں کوُ ٹھانے کیلئے جھکتی ہوں۔ تو کیا میں ایک کھوئی ہوئی خاتون لگتی ہوں؟ میری خواہش ہے کہ تمام اچھی خواتین میری طرح ہوں!"اُس نے پرزور طریقے سے اپنی بات میں اضافہ کیا۔

"اجنبی تمھیں اس نظر سے نہیں دیکھتے جیسے میں تم کو دیکھتی ہوں۔ مسز ییو برائٹ نے کہا۔ وہ غلط اطلاعات کی بنیاد پر اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ جو ایک غلط طریقہ کار ہے۔ اور میں بھی کسی حد تک اس میں بھی قصور وار ہوں۔ کتنی جلدی غصہ اپنا کام دکھاتا ہے!"لڑکی نے جواب دیا۔ اُس کے ہونٹ تھرتھرا رہے تھے اور آنکھوں میں آنسو جھلملدرہے تھے حتیٰ کہ وہ سیبوں کو گھاس میں تمیز نہیں کر سکی تھی۔ مسلسل جانفشانی کے ساتھ اپنی کمزوری کو چھپانے کی تلاش میں تھی۔

"جونہی تم سب اکٹھے کرلو، اُس کی خالہ نے سیڑھی سے اُترتے ہوئے کہا۔ نیچے آجاؤ اور ہم سب ہولی کے لیے جائیں گے۔ اس دوپہر ہیتھ میں کوئی مرد نہیں ہے۔ اس لیے تمھیں گھورے جانے کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں کچھ بیر ساتھ رکھنے چاہیئں ورنہ کلائم ہم پر کبھی یقین نہیں کرے گا۔"

سیب اکٹھے کرنے کے بعد تھامسن نیچے اتری اور سب مل کر سفید باڑ سے گزرتے ہوئے ہیتھ سے نکل گئے۔ کھلے پہاڑ ہوادار اور واضح تھے اور دور تک فضا ایسے تھی گویا سردیوں کا کوئی عمدہ دن ہو۔ نور کے وسیع میدان علیحدہ انداز لیے ہوئے تھے۔ شعائیں جنہوں نے نزدیک ترین رستوں کو روشن کر رکھا تھا اُن کا دھارا مزید آگے تک واضح ہوتا نظر آ رہا تھا۔ زعفران میں بجھی ہوئی روشنی کی پرت گہرے نیلے رنگ کے پس منظر میں تھی اور ان سب کے نیچے مزید دور کے مناظر تھے جو گہرے سرد رنگ میں رنگے تھے اور اُس سے بھی مزید آگے سرمئی رنگ کا راج تھا۔ اب وہ اُس جگہ پر پہنچ گئے تھے جہاں ہولی کے درخت تھے جو مخروطی شکل میں اُگے ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے درختوں کی سطح سر زمین سے بلند نہ تھی۔ تھامسن نے جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کی طرف اپنے قدم بڑھائے کیونکہ خوشی کے موقع پر وہ پہلے بھی ایسا ہی کرتی تھی اور ایک چھوٹے چاقو جو وہ اپنے ہمراہ لائی تھی اس نے پھر سے شانوں کو چھانٹنا شروع کر دیا۔

"اپنے چہرے کو زخمی نہ کر لینا۔" اس کی خالہ گڑھے کے کنارے پر کھڑی تھی۔ لڑکی کا دھیان کرتے ہوئے کہا جب وہ جھلملاتے سبز اور سرخ رنگ کے درختوں کے ہجوم کے درمیان کھڑی تھی۔"

کیا آپ میرے ساتھ آج شام اُس کو ملنے جائیں گی؟ ایک شاخ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ یہ بات نہیں کہ اس کی اہمیت ہے۔ میرا تعلق صرف ایک شخص + سے ہے اور اس کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا۔ میں اپنی عزت کیلئے صرف اُسی سے شادی کروں گی۔

"مجھے ڈر ہے۔" مسز ییوبرائٹ شروع ہوئیں۔

"آہ! آپ سمجھتی ہیں۔ یہ کمزور لڑکی اُس مرد سے شادی کرنے والی جس کا وہ انتخاب کرتی ہے؟ اب میں آپ کو ایک بات بتانے والی ہوں۔

مسٹر ویلیڈیو کوئی فالتو شخص نہیں ہے اور اُس سے زیادہ یہ کہ میں بھی کوئی نامناسب خاتون نہیں ہوں۔ اُس کی طرز ادا میں یہ بد قسمتی ہے کہ وہ یہ کوشش نہیں کرتا کہ لوگ اُس کو پسند کریں اگر وہ خود اپنی مرضی سے ایسا نہیں کرنا چاہتے۔" (یعنی کہ وہ مجبور نہیں کرتا ہے)"

تھامسن! مسز ییوبرائٹ نے آہستگی سے اپنی نگاہوں کو بھانجی پر مرکوز کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نہیں سمجھتی کہ اس طرح ویلیڈیو کا دفاع کرتے ہوئے تم مجھے دھوکہ دے رہی ہو؟"

"کیسے آپ کا یہ مطلب ہے؟"

"میرا کافی مدت سے یہ ذاتی خیال تھا کہ تمھارا اس کے لیے رویہ بدل گیا ہے۔ جب سے تم نے اُس کو اس قدر پارسا نہیں پایا جتنا تم اُسے سمجھتی تھی۔ اور تم نے میرے سامنے ایسا مظاہرہ بھی کیا تھا۔"

"وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے اور میں اُس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ اب میں اس بات کو آپ کے سامنے رکھتی ہوں۔"

"کیا تم اس گھڑی بیوی بننے پر رضامند ہو گی اگر وہ سب کچھ نہ ہوتا جو تمھیں اُس کے ساتھ اُلجھاتا تھا۔

تھامسن درختوں کو دیکھ رہی تھی اور سخت پریشان لگ رہی تھی۔ "خالہ اُس نے فی الحال کہا۔ میں نے سوچا ہے کہ مجھے یہ حق حاصل ہے کہ اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دوں۔"

ہاں! تمھیں ہے۔ تم جس کو چاہو اُس کا انتخاب کر سکتی ہو۔ میں نے تم پر کبھی بھی الفاظ یا اعمال کے ذریعے زبردستی نہیں کی ہے کہ میں اُس کے بارے میں کچھ اور سوچتی ہوں۔"

"اور میں ہرگز ایسا نہیں کروں گی۔ میں اُس سے شادی کر لوں گی۔"

"اچھا! انتظار کرو، یہاں تک کہ وہ اپنی پیشکش دہراتا ہے۔ عمدہ خیال ہے کہ شاید اب وہ ایسا کرے گا جو کچھ میں نے اُسے بتایا ہے اُس پر رضامند ہے۔ میں لمحہ بھر اس کے ساتھ جھگڑا/ فساد نہیں کروں گی کیوں کہ اس وقت تمھارے لیے سب سے مناسب چیز شادی کرنا ہے۔ میں نے گزرے دنوں میں اُس پر کافی اعتراض کر لیا اور اب میں تم سے راضی ہوں۔ تمھیں اس بات کا یقین ہونا چاہیے چھوٹی حیثیت اور افسردہ صورتحال کا یہی واحد حل ہے۔"

"تم نے اُسے کیا بتایا تھا؟"

"یہی کہ وہ تمھارے دوسرے عاشق کے رستے میں کھڑا تھا؟"

"خالہ! اُس نے آنکھوں کو گول گھماتے ہوئے کہا۔ آپ کا کیا مطلب ہے؟"

"زیادہ چوکس خبر دار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا فرض تھا۔ اب میں اس بارے میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن جب یہ معاملہ اختتام پذیر ہو جائے گا تو میں تمھیں بتلادوں گی کہ میں نے اُس سے کیا کہا اور کیوں کہا تھا؟"

تھامسن کو مجبوراً مطمئن ہونا پڑا۔ اور موجودہ حالات میں آپ کو میری ہونے والی شادی کو کلائم سے صیغہ راز میں رکھیں گی۔" اُس نے پھر پوچھا۔

"میں نے وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ اُس کو جلد ہی خبر ہو جائے گی کہ کیا ہوا ہے۔ تمھارے چہرے پر ایک نظر ڈال کر ہی وہ حالات کو بھانپ لے گا۔ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔"

تھامسن درخت سے مُڑی اور خالہ کو دیکھا۔ "اب میری بات توجہ سے سنیں۔ اُس نے کہا۔ اُس کی نازک آواز میں قدرے مضبوطی آگئی تھی اور یہ قوت سے زیادہ تھی۔ اُس کو کچھ نہ بتائیں۔ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں اس کی خالہ زاد ہونے کے قابل نہیں ہوں تو اُسے کہنے دو۔ چونکہ وہ کبھی مجھ سے محبت کرتا تھا۔"

"تو ہم اُس کو اپنی تکلیف بتا کر دکھی نہیں کریں گے۔ فضاء کہانیوں سے بھرپور ہے میں جانتی ہوں۔ لیکن یہ چہ مگوئیاں آغاز کے کچھ دنوں تک اس تک پہنچنے کی جرات نہیں کریں گی۔ اُس کی مجھ سے قربت ہی واحد چیز ہے جو کہانی کو اُس تک پہنچے گی راہ میں حائل ہو گی۔ اگر میں نفرت انگیز نگاہوں سے ہفتہ بھر کیلئے خود کو محفوظ نہ کر سکی تو میں اُس کو خود ہی بتادوں گی۔ جس متانت سے تھامسن نے بات کی اُس کے مزید اعتراضات کا در واہو گیا تھا۔ اُس کی خالہ نے صرف اتنا کہا تھا "بہت اچھا"۔ اُس کا حق ہے کہ اُسے مطلع کیا جائے کہ شادی ہو چکی تھی۔ وہ تمھیں تمھاری اس رازداری پر کبھی معاف نہیں کرے گا۔"

"ہاں! بالکل۔ وہ ایسا ہی کرے گا۔ جب وہ یہ بات جانتا ہے کہ میں اُس کو چھوڑنا چاہتی تھی اور اس بات کی توقع بھی نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی گھر آجائے گا۔ تم بھی مجھے اپنی کرسمس پارٹ کے رستے میں حائل نہ ہونے دیا۔ اس کو ملتوی کرنا یہ معاملات کو مزید بگاڑ دے گا۔"

یقیناً میں ایسا نہیں کروں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ سارے ایڈ گن کے سامنے وہ مجھے رد کرے۔ میں ویلیڈیو جیسے آدمی کا کھلونا ہوں۔ اب ہمارے پاس کافی بیری جمع ہو گئیں ہیں میرا خیال ہے کہ اب انہیں گھر لے جاتے ہیں۔

"ہم نے برقت گھر کو مزین کر لیا ہے اور آکاس بیل کو لٹکا دیا ہے اب ہمیں اُس سے ملاقات کی تیاری کرنی چاہیے۔" تھامسن درخت سے باہر نکلی، اپنے لباس اور بالوں سے فالتو بیریاں جھاڑیں جو اس دوران گری تھیں اور اپنی خالہ کے ہمراہ نیچے پہاڑ کی جانب روانہ ہو گئی۔ دونوں کے پاس آدھی آدھی جمع شدہ بیری تھیں۔

اب تقریباً چار بج چکے تھے سورج کی روشنی وادی کو الوداع کہہ رہی تھی۔ جب مغرب سرخ ہو گیا تو دو رشتہ دار گھر سے دوبارہ آئے اور ہیتھ میں مختلف سمت سے دور دراز سڑک پر ایک نقطے کی جانب داخل ہو گئے جہاں سے پہلے متوقع شخص کی واپسی تھی۔

(۳)۔ کیسے چھوٹی سی آواز ایک بڑا خواب پیدا کرتی ہے؟

یوسٹیشا گھاس کے اندر کھڑی تھی اور مسز ییوبرائٹ کے گھر اور احاطے کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں پر کسی قسم کی آواز، یا حرکت کا کوئی شائبہ تک نہیں تھا۔ شام کو ٹھنڈ ہو گئی اور جگہ تاریک و تنہا تھی۔ اُس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مہمان اب تک نہیں آئے اور دس پندرہ منٹ پس و پیش کے بعد وہ دوبارہ گھر کی طرف مڑی۔ اُس نے ابھی گھر تک جاتے قدموں کو تلاش نہیں کیا تھا کہ اُس کے سامنے آوازوں نے اُن لوگوں تک رسائی حاصل کر لی جو اُسی رستے پر محو گفتگو تھے۔ جلد ہی آسمان کے مدمقابل اُن پر نظر آ رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ اگرچہ اندھیرا اس قدر زیادہ تھا کہ اُن کو پہچاننا مشکل تھا۔ لیکن اُن کی چال ڈھال گواہی دے رہی تھی کہ وہ اس گھاس پر کام کرنے والے نہیں تھے۔ یوسٹیشا نے پگڈنڈی سے قدم باہر نکالا تاکہ اُنہیں گزرنے دیا جائے۔ وہ دو خواتین اور ایک مرد تھا اور وہ دونوں مسز ییوبرائٹ اور تھامسن تھیں۔ وہ اُس کے پاس سے گزریں اور اُسی لمحے اُنھوں نے اس کا سیاہی مائل وجود پہچان لیا۔ اُس کے کانوں نے ایک زنانہ آواز سُنی۔ "صبح بخیر۔" اُس نے زیر لب جواب دیا خاموشی میں کہہ گئی اور گول مُڑی۔ اُس کی مصروفیت ایسی تھی تاھم ایسا

محسوس ہو تا تھا کہ اُس کے کان دیکھنے اور سننے کے افعال بیک وقت سر انجام دے رہے تھے۔ طاقت کی وسعت ان لمحات میں یقین کیا جاسکتا ہے۔ بہرا ڈاکٹر کٹو بھی اسی طرح کے خیال باطل میں غرق تھا جب اُس نے یہ بیان دیا کہ طویل المعیاد کوشش کے بعد ارتعاش سے اُس کے بدن کی حساسیت میں اس قدر اضافہ ہو گیا تھا کہ وہ کانوں کی طرح اس بدن سے بھی ادراک حاصل کر لیتا تھا۔ وہ آوارہ گردوں کے ادا کردہ ہر لفظ کو سمجھتی تھی۔

وہ کوئی راز دانہ گفتگو نہیں کر رہے تھے صرف رشتہ داروں کے متعلق معمولی پر جوش گفتگو میں مصروف تھے جو اُس سے جسمانی طور پر طویل عرصے قبل جُدا ہو چکے تھے اور کچھ منٹ کے بعد اُن کو دہرا بھی نہ سکتی تھی کہ کیا الفاظ تھے۔ صرف بدلی ہوئی آواز کے باعث اُن کا دسواں حصہ سُن سکی۔ وہی آواز جس نے اُس کو شب بخیر کہا تھا۔ اُس کے گلے سے ہاں کی آواز نکلتی تھی اور کبھی نہیں کی۔ بعض اوقات وہ پرانے باشندوں کے بارے میں دریافت کر رہی تھی۔ ایک دفعہ جب اُس نے پہاڑوں کے چہروں پر لکھی زندہ دلی اور دوستی کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ یہ تینوں آوازیں گزر گئیں، تھم گئیں یا پھر مر گئیں اُس کے کانوں نے اس طرح بہت کچھ اُس کو عطا کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ اس سے زیادہ کوئی واقعہ بھی ہیجان انگیز نہیں تھا۔ دوپہر کے زیادہ حصے میں وہ خود کو اس خیال سے خوش رکھے ہوئی تھی کہ ایک شخص پیرس سے سیدھا آرہا تھا جو اس ملک کی آب وہوا سے واقف ہے اور اس کے حسن بھی آشنا ہے۔ اُن لوگوں کی رُخصتی کے ساتھ ہی عورتوں کی فراواں گروہ بندی اس کی یاد سے محو ہو گئی تھی۔ لیکن دوسرے لوگوں کا لہجہ اُسے یاد تھا۔ مسز ییو برائٹ کے بیٹے کے لہجے میں ایسی کونسی بات تھی؟ کیونکہ وہ کلائم تھا۔ جس کی آواز حیرت انگیز تھی؟ نہیں۔ اب یہ مکمل جامع تھی۔ اُس رات شب بخیر کہنے والے شخص کے بارے میں ساری جذباتی چیزیں ممکن تھیں۔ یوسٹیٹا کے تصورات نے باقی ماندہ تصورات خود مہیا کر دیں سوائے ایک معمہ کے حل کے۔ اُس شخص کی پسند کیا ہو سکتی تھی جن کو ان کھردرے پہاڑوں میں بھی دوستی اور شفقت کا عنصر نظر آرہا تھا۔ اس طرح کے کئی ہزاروں مواقع جہاں اس کا چہرہ اُن تبدیلیوں کا غماز تھا جو اصل تھیں اور نسبتاً کم تھیں۔ یوسٹیٹا کے خدوخال بھی اُن کے موزوں تواتر کو ہر کر رہے تھے۔ اپنے تصورات کی جذب گوئی کو یاد کرتے ہوئے وہ چمک رہی تھی۔ وہ پھر

ٹھہری، اُس نے خود کو تروتازہ کیا اُس کے بعد دوبارہ ٹھنڈی پڑ گئی۔ یہ انداز کا ایک چکر تھا جو بصیرت کے چکر سے پیدا ہوا تھا۔ یوسٹیشا اپنے گھر میں داخل ہوئی تو بہت پرجوش تھی۔ اُس کا نانا آگ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ راکھ کی تلاش میں گھاس پھوس کی سرخ سطح کو بے نقاب کر رہا تھا۔ تاکہ اُن کی دھندلی چمک چمنی کے کونے کو بھٹی کے رنگ سے روشن کر سکے۔ ایسا کیوں ہے کہ ہم کبھی بھی یبو برائٹ سے دوستانہ تعلقات میں نہیں رہ سکتے؟ اُس نے آگے بڑھتے ہوئے اور اپنے ہاتھ حرارت پر پھیلاتے ہوئے اظہار رائے کیا۔

"کاش ہم بھی ایسے ہوتے وہ بہت اچھے لوگ لگتے ہیں۔" کیپٹن نے کہا۔ اگر مجھے علم ہو کہ ایسا کیوں ہوا تو بخدا مجھے زندہ لٹکا دو۔

"میں بوڑھے آدمی کو بہت پسند کرتی تھی اگرچہ وہ باڑ کی طرح کھردرا تھا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر تمھیں جانا بھی پڑتا تو تم کبھی پرواہ نہ کرتے۔"

"مجھے کیوں ایسا نہیں کرنا چاہئیے تھا؟ تمھارا دیہاتی ذوق ان کو پسندیدہ دیہاتی پائے گا۔ وہ باورچی خانے میں بیٹھتے ہیں۔ جو اور دوسری پرانی شرابیں نوش جان کرتے ہیں اور فرش کو صاف رکھنے کیلئے ریت لگا تے ہیں۔ زندگی گزارنے کا ایک باشعور طریقہ لیکن تم کیسے اسے پسند کروگے؟ میرا خیال تھا کہ مسز یبو برائٹ ایک باعصمت خاتون تھیں۔ ایک پادری کی بیٹی کیا وہ نہیں تھی؟"

"ہاں! لیکن اپنے شوہر کا طرز زندگی اختیار کرنے پر مجبور تھی اور میں فرض کرتی ہوں کہ اب تک اُس نے برضا قبول کر لیا تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ میں اُس کے ساتھ اُس بات پر ناراض ہوا تھا اور اُس کے بعد سے میں نے اُس کو نہیں دیکھا تھا۔"

وہ رات یوسٹیشا کے دماغ کیلئے پراز واقعات تھی۔ ایسی رات جس کو وہ کبھی نہ بھلا سکتی تھی۔ اُس نے ایک قابل ذکر خواب دیکھا جو عظیم مفکرین تک نے شاید بھی نہ دیکھا ہو گا۔ ایسا مکمل اور واضح طور پر الجھانے اور جوش دینے والا خواب یوسٹیشا کی صورتحال میں کسی لڑکی نے شاید پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اُس کے اندر اس قدر روشنیاں تھیں جتنی کہ شمال میں ہوتی تھیں اور ایسا رنگین گویا کوئی چمن ہو۔ ملکہ شہزادی کیلئے شاید یہ خواب عام زندگی سے زیادہ دور نہ ہو گا لیکن ایک ایسی لڑکی کے لیے جو ابھی یورپ کی سیر کر کے واپس آئی تھی یہ

دلچسپی سے زیادہ کچھ پہلو نہیں رکھتا تھا۔ لیکن جس طرح یوسٹیٹا کے حالات زندگی حیران کن تھے اسی طرح یہ خواب بھی ہو سکتا تھا۔ وہاں پر بتدریج بڑھتی ہوئی اس کی تبدیلی ایک کم غیر معمولی منظر تھا۔ جہاں پر ہیتھ منظر کے آب و تاب کے پس منظر میں کم چمکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ وہ اس حیران کن موسیقی پر محور قص تھی اور اس کا ساتھی چاندی کی زرہ میں ملبوس تھا۔ جو گزشتہ شاندار تبدیلیوں کے دوران بھی اُس کی مصیت میں تھا۔ اُس کے ہیلمٹ کی لولوہے کی ٹوپی بند ہوئے جاری تھی۔

رقص کا گورکھ دھندا شادی مرگ تھا۔ چمکدار ہیلمٹ کے نیچے سے آہستہ سرگوشی کی آوازیں آرہی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا جنت کی دوشیزہ ہو۔ اچانک وہ دونوں رقاصوں کے مجمع سے باہر نکلے اور ہیتھ کے منیاروں کی طرف غوطہ زن ہوئے اور ایک قوس و قزح کے رنگوں کے ہمراہ نمودار ہوئے۔ اُس کی سمت آتی ہوئی آواز نے کہا۔ "اُسے یہاں ہی ہونا چاہیے۔" اور شرم کے مارے لال ہوتے ہوئے اُس نے دیکھا کہ وہ اپنی فوجی ٹوپی کو اُتار کر اُسے بوسہ دینے جا رہا تھا۔

اُسی لمحے کڑک کی آواز آئی اور اُس کا وجود کارڈ کے ڈبے کی طرح ٹکڑوں میں بکھر گیا۔ وہ اونچی آواز میں چیخی۔ اور میں نے اُس کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔ یوسٹیٹا خواب سے بیدار ہوئی۔ کڑک کی آواز دراصل زیریں منزل میں کھڑکی کے پردے کی تھی جو نوکرانی نے دھوپ کی آمد و رفت کیلئے کھولا تھا۔ "اب آہستہ روی سے فطرت کی مدھم اجازت کے ساتھ سال کے اس وقت آمیز وقت میں بڑھتے ہوئے میں نے اُس کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔" اُس نے دوبارہ کہا۔ میں مسز یبو برائٹ کیلئے ہی بنی تھی۔ جب اُس کے خواہش ٹھنڈے ہوئے / پر سکون تو اُس نے سمجھا کہ بہت سے خواب کے پرت گزشتہ دن میں اُس کے واہموں اور تصورات کا نتیجہ تھے۔ لیکن اس بات نے اُس کی دلچسپی ختم کر دی تھی۔ جو کہ پیار محبت کے جذبات کو سلگانے میں شاندار ایندھن مہیا کرتی تھی۔ وہ اُس مقام پر تھی جہاں پر اور محبت لیے توجہی باہم ملتے تھے۔ ایک ایسا مقام جس کو اُس کیلئے دوا ہم پالنا کہا جاتا ہے۔ یہ لمحہ عظیم جذبات کی تاریخ میں یک بارگی آتا ہے اور یہ وہ عرصہ ہے جب وہ کمزور ترین جذبات کے چنگل پھنس جاتے ہیں۔ پر جوش عورت اس وقت ایک سراب کے زیر اثر آدھے عشق میں گرفتار تھی۔ اُس کے جذبات کی شاندار فطرت، جنہوں نے اس کے عقل و دانش کو زیر کر دیا تھا لیکن اُس کو روحانی

طور پر بلند کیا تھا۔ اگر اُس کو جذبات پر تھوڑا ضبط اور ہو تا تو وہ اپنے جذبات کی تخفیف کر کے اُن کو کچھ نہ ہونے کے برابر اور قابل توجیہ کر کے اس کو ختم کر دیتی۔ اگر اُس کا غرور نسبتاً کم تر درجے کا ہو تا تو وہ چلی جاتی اور ریو برائٹ کے احاطے میں آوارہ پھرتی جو کہ بلوم اینڈ میں تھا اور کسی بھی وفادار قربانی کے بدلے اُس کو ایک نظر دیکھ لیتی۔ لیکن یوسٹیشا کے اندر یہ دونوں چیزیں موجود نہ تھیں۔ اُس نے ایک مثالی کردار ادا کیا تھا اس قدر متاثر ہو کر، وہ دن دو یا تین مرتبہ ایڈگن کے پہاڑوں پر جھانکتی اور اپنی آنکھوں کو مصروف رکھتی۔ پہلا موقع گزر گیا لیکن وہ اُس رستے سے نہیں گزرا۔ دوسری دفعہ چہل قدمی کیلئے نکلی اور دوبارہ تنہا آوارہ گرد تھی۔ تیسری مرتبہ وہاں گہری دھند تھی۔ اُس نے ارد گرد بغیر کسی امید کے دیکھا۔ کیوں کہ اگر وہ یہاں سے ۲۰ گز کے فاصلے پر بھی گشت کر تا تو اس کو نہ دیکھ پاتی۔ چوتھی مرتبہ اُس کے ساتھ ملاقات کی کوشش میں بارش شروع ہو گئی اور وہ واپس مڑی۔

پانچواں ہجوم دوپہر میں تھا۔ موسم اچھا تھا اور وہ کافی دیر تک وادی کی چوٹی سے باہر رہی جہاں بلوم اینڈ تھا۔ اُس نے تقریباً آدھا میل کے فاصلے پر ایک جنگلا دیکھا لیکن وہ نظر نہیں آیا۔ اب وہ گھر لوٹی لیکن اُس کا دل ٹوٹ چکا تھا اور اپنی کمزوریوں پر شرمندگی کا احساس بھی تھا۔ اب اُس نے فیصلہ کیا کہ پیرس سے آنے والے شخص کا مزید انتظار نہیں کرے گی۔ لیکن اگر تم چنچل نہیں ہو تو غاقت اندیش کی اہمیت چنداں نہیں ہے اور جیسے ہی یوسٹیشا نے جو مکمل التوا کا شکار تھی۔

(۴)۔یوسٹیشا کی نئ مہم کی جانب پیش قدمی

یہ فیصلہ کیا تو وہ لمحہ آ گیا جس کو تلاش کیا گیا تھا توقعات کی وہ آخری شام جو کہ بیس دسمبر تھی اور یوسٹیشا گھر میں تنہا تھی۔ اُس نے یہ ساعتیں ایک نئ افواہ پر نوحہ کناں ہو کر گزاریں تھی جو ابھی بھی اُس کے کانوں میں پڑ رہی تھی اور وہ یہ تھی کہ ییو برائٹ اپنی والدہ کے ہاں مختصر عرصے کیلئے قیام کرنے آرہا تھا اور اگلے ہفتے کسی وقت بھی یہ قیام اختتام پذیر ہو جائے گا۔ "قدرتی بات ہے۔" اُس نے خود سے مخاطب ہوئے کہا۔ ایک شخص جو اپنی سر گرمیوں کے جوبن پر خوشگوار شہر میں رہتا ہو وہ ایڈگن ہیتھ میں زیادہ عرصہ نہیں رہ سکتا۔

وہ ان چھٹیوں کے دوران اس چوکس آواز کے مالک سے بالمشافہ ملاقات کرے گی۔ ایسا بالکل غیر معمولی تھا۔ یہاں تک کہ وہ اُس کی ماں کے گھر کی حدود کا محاصرہ ایک آسیب کی طرح کرتی جب کہ ایسا خوش اسلوبی سے انجام دینا مشکل تھا۔ اس صورتحال میں دیہاتی لڑکیوں اور مردوں کی روایتی تدبیر میں چرچ جانا ہی تھا۔ ایک عام گاؤں یا دیہاتی قصبوں میں کوئی بھی بحفاظت اندازہ کر سکتا تھا کہ کرسمس کے دن یا پھر اُس سے متصل اتوار کے دن کوئی بھی مقامی گھر چھٹیوں کیلئے جنہوں نے عمر یا بیزاری کی وجہ سے دیکھنے اور دیکھے جانے کی خواہش کو کھو دیا وہ کبھی کسی نشست میں جائیں گی یا کسی اور جگہ امید سے جگمگاتا ہوا، شعور اور نئے کپڑوں کے ساتھ۔

اس طرح کرسمس کی صبح ہونے والا اجتماع زیادہ تر تسیائو* کے نامور لوگوں کا ہے جو کہ ہمسائے میں پیدا ہوا تھا۔ وہاں خاتون خانہ جن کو سارا سال گھر میں نظر انداز کیا گیا تھا۔ وہ بھی جا سکتی ہے اور مشاہدہ کر سکتی ہے واپس آنے والے عاشق کا جو اُس کو بھول چکا تھا۔ اور سوچتا تھا کہ اپنی دعائوں کی کتاب کی اوٹ سے چھپ کر اُسے دیکھتی ہو گی۔ اور وہ شاید اس نئی وفاداری سے دوبارہ تھرکنے لگے۔ جب افسانہ نگاروں نے اپنی دلکشی کھو دی تھی۔ اور وہاں نسبتاً رہنے والے یوسٹیشا کی طرح خود کو اس مقامی شخص لڑکے کو جانچ سکتی تھی۔ جو اُس کے منظر عام پر آنے سے قبل گھر پر تھا اور سمجھتا تھا کہ اگلی غیر حاضری کے دوران والدین کی دوستی کو سدھارا جائے گا۔ تاکہ اُس کے بارے میں اگلی واپسی سے قبل آگاہی حاصل کی جائے۔ لیکن یہ منصوبہ جات ایڈگن ہیتھ کے منتشر باشندوں کیلئے مناسب نہیں تھے۔ نام سے تو وہ کلیا سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن فی الحقیقت ان کا کسی کلیا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ لوگ جو ان بکھرے ہوئے گھروں میں اپنے دوستوں کے ساتھ کرسمس منانے آئے تھے اپنے دوستوں کی چمنی کے کونے تک محدود تھے اور شراب اور دوسرے سکون آور مشروبات سے لطف اندوز ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ سب ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئے۔ ہر جگہ بارش کے باعث برف اور کیچڑ تھا۔ انھوں نے دو تین میل تک بھاری قدم رکھے اور پھر گیلے پاؤں کے ساتھ بیٹھ کر اپنی گردن کے منکے جھاڑنے لگے جس سے پانی کے چھینٹے ان لوگوں پر پڑ رہے تھے جو ان کے ہمسائے ہی تھے۔ چوں کہ وہ چرچ کے قریب رہتے تھے اور صاف اور خشک حالت میں اندر داخل ہوئے تھے۔ یوسٹیشا جانتی تھی کہ اس میں سے ایک فی صد تک یہ امکان نہیں تھا کہ کلائم یبوبرائٹ اپنی اس چند ایام کی رخصت میں چرچ کا دیدار کرے گا اور

اُس کیلئے یہ فضول میں محنت ہی ہو گی کہ وہ خچر پر جائے اور چھوٹی کشتی کے ساتھ بڑی سڑک پر اُس کو دیکھنے کی امید کرے۔

دھند لکا چھا چکا تھا اور وہ کھانے کے کمرے میں آگ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی کیوں کہ اس وقت تمام لوگ دیوان خانے کی بجائے بیٹھنا پسند کرتے تھے اور وجہ اس کی وسیع آگ تھی جو گھاس کے میدان کیلئے جلائی گئی تھی اس ایندھن سے جو کپتان کو سردیوں میں پسند تھا۔ کمرے میں نظر آنے والی چیزیں صرف وہ تھیں جو کھڑکی پر پڑی ہوئی تھیں اور جن کی اشکال نیچے آسمان کے مقابل نظر آرہی تھیں۔

درمیانی چیزیں جن میں پرانا گھنٹہ شیشہ تھا اور دوسری رو میں پرانے گلدان تھے جو نزدیکی ہیتھ گاڑی سے کھودے گئے تھے اور ویلیڈیو کی شکل کے تھوہر کے پودے ان میں لگائے گئے تھے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نوکر اور نانا باہر تھے، کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اندر آیا، کمرے کے دروازے پر دستک دی، باہر کون ہے؟ یوسٹیشا نے کہا۔

"براہِ مہربانی۔ کیپٹن وائے۔ کیا آپ ہمیں بتلائیں گے؟

"یوسٹیشا اُٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ "میں آپ کو اس قدر دلیرانہ انداز سے اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ آپ کو انتظار کرنا چاہیے۔"

"کپتان نے کہا تھا کہ میں گڑبڑ کیے بغیر اندر آسکتا ہوں۔" لڑکے نے خوشگوار آواز میں کہا۔

"اوہ۔ کیا اس نے کہا تھا؟ یوسٹیشا نے مزید نرمی سے کہا۔ چارلی؟ تمھیں کیا چاہیے؟"

برائے مہربانی۔ کیا آپ کے نانا جان اپنے ایندھن کے ذخیرے میں ہمارے حصے کو آج رات سات بجے ہمارے حوالے کر دیں گے؟"

"کیا تم ایڈگن کے سال کے ناٹک کرنے والے اداکاروں میں سے ہو۔"

"جی ہاں۔ محترم۔ "پرانے فن کاروں کو بھی مشق کرنے کا موقع فراہم کرتے تھے۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔ تم ایندھن کے ذخیرے کو استعمال کر سکتے ہو اگر چاہو تو۔"

یوسٹیشا نے مغموم لہجے میں کہا۔

مشق کیلئے کیپٹن وائے کے ایندھن کے کمرے کے انتخاب کے پیچھے شاید یہ حقیقت کارفرما تھی کہ اُس کی رہائش ہیتھ کے بالکل مرکز میں تھی۔ ایندھن کا ذخیرہ اس قدر کشادہ تھا جس قدر کوئی کھیت ہو سکتا تھا۔ اور یہ اس مقصد کیلئے سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ تھی۔ لڑکے جنھوں نے کھلاڑیوں کا گروہ تشکیل دیا تھا۔ وہ ارد گرد کے منتشر مقامات میں رہتے تھے اور اس جگہ پر پہنچنے کے لیے لڑکوں کو متوازن عرضی سفر کرنا پڑتا تھا۔

ناٹک اور ناٹک کرنے والوں کو یوسٹیتا حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اداکار خود بھی اپنے فن کے متعلق ایسی تکلیف دہ احساسات کا شکار تھے اگرچہ وہ زیادہ اولعزم بھی نہ تھے۔ ایک روایتی مشغلے کی تجدید جو کہ اس سے زیادہ واضح صورتوں میں تھا۔ کیونکہ تجدید میں ہی تمام جوش جذبہ تھا اور بقا کا معمولی احساس اڑیل پن اور تبدیلی کی غیر موجودگی میں تھا کسی کو حیران کر دیتا ہے کہ اس قدر معمولی دلچسپی کے ساتھ کیا گیا کام اس قدر عزت حاصل کر گیا تھا۔ بالام[1] اور ایسے دوسرے ناپسندیدہ پیغمبروں کا رکن جو کسی اندرونی ہیجان کے باعث اپنے دیئے گئے کردار پر مجبور تھے اگر وہ کریں یا نہیں۔ یہ (ان چاہی) کارکردگی کا طریقہ کار ایک حصہ ہے جس میں اس (رنگ زدہ عمر میں دوبارہ رنگ کرنے والی عمر) کھوکھلی عمر میں ایک پتھر میں تبدیل ہونے والی بقا کو شاید مصنوعی پیدائش کا طریقہ کہا جاتا ہے۔

یہ سینٹ جارج کا مشہور کھیل تھا۔ وہ تمام لوگ جو پس منظر میں تھے۔ تیاری میں مدد دے رہے تھے۔ ان میں گھر کی خواتین بھی شامل تھیں۔ بہنوں اور دلرباؤں کے تعاون کے بغیر لباس کی تیاری ایک ناکامی تھی۔ لیکن دوسری طرف مددگاروں کی اس جماعت کی اپنی بھی خامیاں تھیں۔ وہ عورتیں جو زرہ کی تیاری اور سجاوٹ میں شامل تھیں اُن کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ وہ اکثر حلقے اور ٹائیاں لگانے پر اسرار کرتیں تھیں۔ کسی بھی صورتحال میں صرف اپنی پسند کے مطابق جارجٹ، نکتا کپڑا جو کہ مضبوطی کیلئے لگایا جاتا ہے۔ سینہ دستانہ، بازوسب ان کی نظر میں ایک جیسا تھا اور ایسی عملی جگہیں تھیں جن میں پھڑ پھڑانے (شوخ) رنگوں کے ریزے چسپاں کیے جاسکتے تھے۔ یہ بھی تھا کہ (جو) جس نے کی ایک محبوبہ تھی اور جس نے موسلم کی

ا۔ Balaam: ایک غیر اسرائیلی نبی جس کو یہودیوں کی مقدس کتاب کے مطابق بادشاہ نے نبی اسرائیل پر لعن طعن کا حکم دیا تھا لیکن اس نے ان کی ہدایات پر عمل نہیں کیا۔(dddictionary of Biography by George Thomas Karian. 1980

طرف سے جنگ لڑی تھی دونوں علی ھذا اقیاس ایک طرح تھے۔ اس تمام لباس کی تیاری کے دوران یہ بات معشوقہ کے علم میں آئی کہ وہ اپنی محبوبہ کی فوجی ٹوپی کے اندر صرف ریشمی مچھلی رکھ دیتے تھے بالا جوش کے ربن بھی۔ جس کے حلقے مختلف رنگوں کی دھاریوں سے بنے اور آدھا انچ کے قریب چوڑے تھے جو چہرے کے سامنے لٹک رہے تھے جو اسی کپڑے کے بنے ہوئے تھے۔ معشوقہ نے بھی اسی طرح چمکدار ریشمی رین صوفی مچھلی کے آگے لگایا، اور مزید یہ کہ کندھے کے اوپر بھی اس کا ایک ٹکڑا آویزاں کر دیا۔ صرف یہ نہیں اُس نے مصنوعی پھول جو ہر جگہ چسپاں کر دیے تھے۔ اس تمام سب تزئین و آرائش کا نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر عیسائی فوج کا ایک بہادر سپاہی ہتھیار اور وردی کے علاوہ دوسرے سامان کی وجہ سے کسی ترکی سردار سے کم نہ لگ رہا تھا اور جو بات سب سے بدتر تھی بات یہ کہ عام مواقع پر سینٹ جارج اپنے دشمنوں کی شباہت لیے ہو ئے تھا۔

بھیس بدلنے والے خود بھی دل ہی دل میں (سازکان) اس شخصیت کے ابہام پر پشیمان تھے لیکن اس صورتحال میں اُن مددگاروں کی مخالفت مول نہ لے سکتے تھے جن کی مدد سے اُنہیں بہت فائدہ حاصل ہوا اور ایسی تغیرات کو جگہ میسر آگئی تھی۔

یہ سچ تھا کہ اس یک رنگی کی بھی ایک حد تھی۔ ڈاکٹر نے اپنے کردار کو کسی تبدیلی سے محفوظ رکھا تھا اُس کا گہرا لباس مخصوص ٹوپی اور دوائی کی بوتل اس کے بغلوں میں تھی۔ جس وجہ سے غلطی کا امکان نہیں تھا اور اسی طرح کرسمس فادر کا روایتی کردار۔ اپنے عظیم الجبہ جسم ان کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی جس کے ساتھ گروہ کے لوگ لمبی راتوں میں بطور حفاظتی ہوتے جو کلیا سے کلیسا تک سفر کرتے تھے اور خزانچی بھی تھے۔ سات بجے مشق کا وقت آپہنچا تھا۔ اور تھوڑے سے وقت میں یوسٹیٹا کو ایندھن کے کمرے میں اونچی آوازیں سنائی دیں۔ اندھیرے کے احساس کو کسی ادنیٰ طریقے سے تباہ وبرباد کر دیا اور پھر باڑے کی طرف جھکنا۔ جو اُن کی رہائش گاہ کی بنیاد تھی اور ایندھن والے کمرے سے متصل تھی۔

یہاں مٹی کی دیوار کے اندر ایک سوراخ تھا جو بنیادی طور پر کبوتروں کیلئے بنایا گیا تھا جس کے اندر اگلے سوراخ نظر آسکتے تھے۔ اس سوراخ میں روشنی اندر آرہی تھی جس کے ستوں کے اوپر ایندھن کے کمرے کے

چھجے میں گھاس کیتین تیز روشنیاں تھیں جس کی روشنی کے ساتھ چھ یا سات لڑکے ایک دوسرے کو پریشان کرتے مباحثہ کی طرف چل رہے تھے۔ کھیل میں خود کو مکمل پیش کرنے کی کوشش میں ہمپری اور سیم اُدھر دیکھ رہے تھے اور اُن کے ہمراہ ایک شخص بھی تھا جو دیوار کے آگے جھکا تھا اور لڑکوں کو (مستعد) تیار کر رہا تھا۔ ان کے درمیان بکھر رہا تھا طے شدہ اچھے گئے دنوں کے بیانات اور کہانیاں بکھیر رہا تھا جب وہ اور دوسرے ایڈگن کے ناٹک اداکار ہوا کرتے تھے جس طرح اب یہ لڑکے ہیں۔

"اچھا۔ تم اب بھی اتنے اچھے ہو جیسا کہ کبھی ہوا کرتے تھے۔" اُس نے کہا۔ ایسی اداکاری ہمارے ذہنوں میں گھر کر جائے گی۔ ہمپری کو سارا کن کی طرح تھوڑا سا اکڑ کر چلنا چاہیے اور جان کو اندر سے للکارنا چاہیے۔ اُن سے بڑھ کر شاید تم یہ کام کروگے۔"

"کیا تمھارے سارے لباس تیار ہیں؟"

"ہاں پیر تک ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ پہلا ڈرامہ پیر کو ہو گا؟"

"ہاں! مسز بیوبرائٹ۔ ایسا کیا ہوا کہ وہ تمھیں دیکھنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایک ادھیڑ عمر خاتون اس قسم کی ناٹک بازیوں سے اکتا چکی ہو گی۔ وہ تھوڑا بہت پارٹی کے مزاج کا ہے۔ اُس کی وجہ شاید یہ ہے کہ پہلی دفعہ کرسمس میں اُس کا بیٹا اتنے عرصے کے بعد واپس آرہا ہے۔"

"کیا یقیناً اُس کی پارٹی ہے؟ اُس کی پارٹی۔ میں خود بھی جارہی ہوں۔ میں اپنی زندگی کو داؤ پر لگا کر مکمل بھول چکی ہوں۔"

یوسٹیشا کا چہرہ مرجھا گیا۔ بیوبرائٹ کے ہاں پارٹی ہے۔ درحقیقت اُس کا ان سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ وہ ان تمام اجتماعات میں ایک اجنبی تھی اور ہمیشہ ایسے شریک ہوئی گویا اُن سے تعلق نہیں رکھتی تھی۔ لیکن کیا وہ جارہی تھی۔ اُسے کیسا موقع عطا ہوا ہے ایسے شخص کو دیکھنے کا جس کے اثرات اُس کی زندگی میں گرمیوں کے تپتے سورج کی طرح جذب ہو گئے تھے۔ اُس اثر میں اضافہ ایک تمنائی خوشی تھی۔ اور اُس کو ترک کرنا شاید سکون کو دوبارہ حاصل کرنا ہے اور اُسے اسی حالت میں چھوڑ دینا دل کو ہیجانے والی بات تھی۔

لڑکے اور نوجوان احاطے کو چھوڑنے والے تھے جب کہ یوسٹیثا اپنی آگ والے حصے میں واپس آئی۔ وہ خیالوں میں غرق تھی لیکن زیادہ دیر کیلیئے نہیں۔ کچھ ہی دیر میں لڑکا چارلی جو کمرہ استعمال کرنے کی اجازت لینے آیا تھا۔ چابیوں کے ہمراہ باورچی خانے میں داخل ہوا۔

یوسٹیثا نے اُس کی آواز سنی اور رستے میں دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "چارلی ادھر آؤ۔"

لڑکا ششدر رہ گیا۔ وہ سامنے والے کمرے میں شرم کے مارے سرخ ہوتا داخل ہوا کیونکہ باقی ماندہ لوگوں کی طرح اُس کے چہرے اور بدن کی طاقت کو محسوس کیے بنا نہ رہ سکا۔ اُس نے آگ کے قریب ایک نشست کی طرف اشارہ کیا اور خود چمنی کے دوسرے کونے سے اندر داخل ہوئی۔ اُس کے چہرے سے عیاں تھا کہ لڑکے کو اندر بلانے کے محرکات جلد ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ "چارلی! تم کونسا کردار ادا کر رہے ہو؟" ترکش سردار نے حُسن لیے اُس کی سمت میں آگ کے دھوئیں کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی محترمہ! ترکش سردار کا۔" اُس نے بدگمانی کے انداز میں کہا۔ "کیا تمھارا کردار لمبا ہے۔ تقریباً نو تقریریں ہیں"

کیا تم میرے سامنے اُن کو دہرا سکتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو میں سُننا پسند کروں گی۔"

لڑکے نے جھکتے ہوئے سر کنڈوں کی طرف دیکھا اور کہا۔ "یہاں پر میں آتا ہوں ایک ترکی سردار جس نے ترک کی زمینوں میں لڑنا سیکھا۔" اُس نے تقریر جاری رکھی تمام مناظر کے دوران اور آخر میں تباہی کے نتیجے پر وہ سینٹ جارج کے ہاتھوں زوال پذیر ہوتا ہے۔

یوسٹیثا نے اس کردار کو پہلے کبھی نہیں سُنا تھا۔ جب وہ اختتام پذیر ہوا تو وہ گویا ہوئی اور تقریباً انھیں الفاظ میں مختصراً اور اسی طرح بلند آواز میں اداکاری کرتی گئی بنا ٹھہرے یا منتشر ہوئے یہاں تک کہ انجام تک پہنچ گئی۔

یہ وہی چیز تھی لیکن کس قدر مختلف تھا۔ جیسے کہ بظاہر اس نے ریفائل کی لطافت اور نزاکت اپنے اند گھولی ہوئی تھی۔ یہ کہنے کے بعد جس نے کہ اصل مضمون کو دوبارہ نہیں کہا لیکن اس طرح سے کہ مکمل طور پر اصل فن سے آگے نکل جاتا۔

چارلی کی آنکھیں مارے حسرت کے باہر نکل آئیں۔ "اچھا۔ آپ تو ایک ہوشیار خاتون ہیں۔ اُس نے معلمانہ انداز میں کہا۔ میں اس قطعہ کو تین مہینوں سے یاد کر رہا ہوں۔"

"میں نے اسے پہلے سُن رکھا تھا۔ اُس نے خاموشی سے جائزہ لیا۔ چارلی کیا تم ایسا کچھ کرو گے جس سے میں خوش ہو جاؤں۔"

"مس میں اچھا کھانا بنا سکتا ہوں۔"

"کیا تم اپنا کردار ایک رات کے لیے مجھے ادا کرنے دو گے؟"

اور مس، لیکن آپ کا زنانہ برقع۔ آپ ایسا نہیں کر پائیں گی۔ "میں لڑکوں کے کپڑے نہیں لے سکتی ہوں۔ آخر کار وہ سب کچھ جو ناٹک کے لباس کے علاوہ ضروری تھے۔ میں تمہیں کیا دوں کہ تم مجھے اپنی چیزیں اُدھار دے دو۔ اور میں پیر کے دن ایک یا دو گھنٹوں کے لیے تمہاری جگہ لوں گی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کون اور کیا ہوں! یقیناً اُس رات تمہیں اپنا کردار ادا کرنے سے معذرت کرنا ہو گی اور کہو گے کہ کوئی اور۔۔۔ شاید مس بیوبرائٹ کی کزن۔ اکیلے کریں گی۔ دوسرے اداکاروں نے میرے ساتھ کبھی بھی بات نہیں کی ہے تو اس لحاظ سے یہ طریقہ محفوظ تر ہو گا۔

اپنی زندگی میں اور اگر ایسا نہ ہوا تو بھی میں بُرا نہیں مانوں گی۔ اب میں تمہاری رضامندی کے لیے تمہیں کیا پیش کروں۔؟ آدھا سکہ؟ لڑکے نے سر ہلایا۔ ہاں جیسے اُس نے دوبارہ سر ہلایا۔ بیسیا یہ کام نہیں کرے گا۔ اُس نے فائر ڈوگ کے لوہے کے سر کو اپنے کھوکھلے ہاتھوں سے کنگھی کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گا تب چارلی؟ یوسٹیشا نے مایوس کن لہجے میں کہا۔ تم جانتے ہو میں تمہیں میلے کے میں مجھے کس بات سے روکا تھا۔ "اُس کو دیکھے بغیر بڑبڑائی جو ابھی تک کتے کا سر تھپتپا رہا تھا۔

"ہاں!" یوسٹیشا نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔ "کیا تم میرے ساتھ انگوٹھی پہننا چاہو گی اگر دوبارہ ملی؟

"صرف آدھے گھنٹے کے لیے اور پھر میں مان جاؤں تھا مسن۔"

یوسٹیشا نے نوجوان کی بات کا ثابت قدمی سے احترام کیا وہ اس سے صرف تین سال چھوٹا تھا لیکن بظاہر اپنی عمر سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ "کس بات کا آدھا گھنٹا۔ "اُس نے کہا۔ حالانکہ اُس کو اندازہ ہو چکا تھا۔

"تمہارا ہاتھ پکڑنے کا۔"

وہ خاموش تھی۔ "آدھے گھنٹے کا چوتھائی کرلو۔" اُس نے کہا۔

"ہاں میں یوسٹیثا۔ میں کرلوں گا اگر آپ مجھے بوسہ دینے کی اجازت دے دیں تو میں قسم کھاتا ہوں کہ ہر ممکن کوشش کروں گا کہ کسی کو اس بات کی بھنک نہ پڑے۔" کیا تمہارا اپنا خیال ہے کہ اُن کو تمہاری زبان سے اندازہ ہو جائے گا۔ محترم یہ ممکن تو ہے۔"لیکن میں منہ میں ایک پتھر رکھ لوں گی تا کہ کچھ مختلف ہو جائے۔ بہت اچھا۔ تمہیں میرا ہاتھ تھامنے کی اجازت مل جائے گی۔ جس قدر ملا۔ تم اپنا لباس اور تلوار مجھے لا کر دو گے۔ اب میں چاہتی ہوں تم مزید یہاں نہ کھڑے رہو۔"

چارلی رخصت ہو گیا اور یوسٹیثا کو مزید دلچسپی محسوس ہونے لگی۔ یہاں پر کرنے کو کچھ ہے۔ کوئی لکھنے کیلیے اور یہ اُس کو دیکھے گا۔

"دلکش طریقہ تھا" وہ خود سے مخاطب ہوئی۔

مجھے زندہ رہنے کے لیے کچھ مقصد چاہیے۔ میرے ساتھ یہی مسئلہ ہے۔

یوسٹیثا کے انداز میں اب ایک اطمنان تھا۔ اُس کے عزائم زندہ دلی کے بجائے بھاری بھر کم تھے۔ لیکن جب یہ پروان چڑھتے ہیں تو وہ انھیں کچھ دیر کے لیے ملتوی کر دیتی تھی۔

یہ تمام زندہ انسان کی حرکات سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھا۔ پہچان کے سوال پر اس کا جواب تسلی بخش نہ تھا۔ اداکاری کی حد تک تو شاید لڑکے سے بھی نہ پہچانی جاتی۔ مہمانوں کے ساتھ یہ جڑے تھے اور وہ بمشکل ہی بچ پائی۔

اگر چہ برائٹ کے راز کوئی اتنی وحشت ناک صورتحال میں نہ تھے۔ سچائی کی نشاندہی کی جاسکتی تھی لیکن اس کے سچے جذبات کی شدت کو موڑا نہ جاتا۔

یہ سب کچھ وہ ایک شدید تمنا کی بنیاد پر کر رہی تھی۔ جس کو کسی طور پر بھی ٹالا جاسکتا تھا اور یہ ایک راز تھا۔

اگلی شام اینڈ ھن کے کمرے کے دروازے پر یوسٹیٹا باقاعدگی سے کھڑی تھی اور جھٹ پٹے کے انتظار میں تھی۔ وہ اپنے ہمراہ چارلی کو مخصوص وردی میں ملبوس لے کر آئی تھی۔ اُس کے نانا آج گھر پر تھے اور وہ اپنے ساتھی شریک کار کو اندر داخل کرنے سے قاصر تھی۔

وہ پتھر کی زمین کے گہرے کنارے پر نمودار ہوا تھا۔ ایسے جیسے حبشی کے چہرے پر مکھی بیٹھی ہو اور اپنے ساتھ سامان اُٹھائے ہوئے تھا۔ چلنے کے باعث اُس کی سانس اُکھڑ رہی تھی۔

"یہ وہ چیزیں ہیں۔" اُس نے سرگوشی کی اور سامان کو سنگ آستان پر رکھ دیا۔ مس یوسٹیٹا۔ اُس کی ادائیگی اب تیار ہے۔ میں اپنے الفاظ کا سچا ہوں۔ وہ ویلٹر کے آگے جھکی اور اُسے اپنا ہاتھ دیا۔ چارلی نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اس قدر نرمی سے لیا کہ ناقابل بیان تھا۔ گو کہ ایک بچے نے قید پرندے کو ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ کیوں۔ اُس کے اوپر دستانہ ہے۔ اُس نے غصہ نہ کرنے کی التجا کرتے ہوئے کہا۔

اُس نے جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ میں چہل قدمی کرتی رہی تھی۔

"لیکن محترمہ!"

"اچھا! یہ کافی بہتر ہے۔" اُس نے دستانے اتارے اور اُس کو اپنا برہنہ ہاتھ تھمایا۔

کچھ منٹوں کے لیے اکھٹے کھڑے ہوئے اور کچھ نہ بولے اور دونوں گہرے ہوتے ہوئے منظر کو دیکھتے ہوئے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔

"میرا خیال ہے کہ مس آج اس کو استعمال نہیں کروں گا۔ چارلی نے جارحانہ انداز میں کہا۔ جب سات یا آٹھ منٹ گزر گئے اُس کے ہاتھ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔" اگلی دفعہ میں مزید کچھ منٹ زیادہ لے سکتا ہوں۔" اُس نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔" جیسے آپ چاہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ایک ہفتے کے اندر ختم ہونا چاہیے۔ میری تم سے صرف ایک گزارش ہے۔ انتظار کرو جب میں کپڑے بدل دوں اور پھر دیکھتی ہوں اگر میں اپنا کام مناسب طریقے سے سرانجام دے سکوں لیکن مجھے پہلے اندر دیکھنے دو۔"

وہ ایک دومنٹ کے لیے غائب ہوئی اور اندر چلی گئی۔ اُس کے نانا کرسی پر بحفاظت سو رہے تھے۔ اب اور تب اُس سے پڑھتے ہوئے کہا۔ "باغ میں تھوڑا سا راستہ چلو اور جب میں تیار ہو جاؤں گی تو تمہیں آواز دے دوں گی۔"

چارلی نکلا اور انتظار کرنے لگا۔ اُس نے ایک خوشگوار سیٹی کی آواز سنی اور ایندھن کے کمرے سے واپس آگیا۔

"مس وائے۔ کیا آپ نے سیٹی بجائی تھی؟"

"تم اندر آجاؤ۔ "اُسے یوسٹیٹا کی آواز پچھلے صحن سے آئی۔ مجھے روشنی کو نہیں چھیڑنا چاہیے جب تک دروازہ بند نہیں ہوتا کیونکہ روشنی نظر آئے گی۔ انہیں سوراخ کے ذریعے اندر والے کمرے میں دھکیلو۔ اگر تم اُس کے پار اپنا راستہ محسوس کر سکتے ہو۔

چارلی نے حکم پر عمل کیا۔ اُس نے روشنی کو ٹھونکا جس کے نتیجے میں واضح ہوا کہ وہ جنس بدل چکی تھی، شوخ رنگوں میں سر تا پیر ڈھکی ہوئی تھی۔ شاید وہ چارلی کے اس طرح بغور گھورنے کے باعث تھوڑی دب گئی تھی۔ مگر اُس کے مردانہ ملبوس کے ساتھ کسی قسم کی شرمندگی حیا کی جھلک جو اس کے چہرہ پر آئی تھی ربن کی پٹیوں کے باعث نظر نہیں آرہی تھی کہ اس کے لباس میں اس کا چہرہ ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتی تھی اور عہدِ وسطیٰ کے ہیلمٹ کے بند نقاب کو پیش کر رہی تھی۔

"یہ بہت اچھا ہے۔ مجھے پورا آگیا ہے۔ اُس نے سارے حصے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ سوائے اس نیم آستین کے پھر تم اُسے جو بھی کہتے ہو بازوں میں لمبا ہے۔ چغے کے دامن کو میں اندر کی طرف موڑ سکتی ہوں۔ اب ذرا توجہ سے سُنو۔"

یوسٹیٹا اپنی تقریر میں مزید آگے بڑھی۔ تلوار کو نیزے یا ھالے کے ساتھ ٹکڑا کر اور روایتی ادکارانہ انداز میں اسے اوپر نیچے ہلاتے ہوئے۔ چارلی نے تجربہ کار انداز میں اپنی تعریف اور تنقید دونوں ایک شریف آدمی کی طرح بدل لیں اور وجہ یہ تھی کہ یوسٹیٹا کے ہاتھ کا لمس ابھی تک اُس کے ہمراہ تھا۔

"اور اب دوسروں سے معافی کے ساتھ۔ اُس نے کہا۔ مسز ییو برائٹ کے گھر جانے سے پہلے تم سے کیا ملاقات ہو سکتی ہے؟ ہم یہاں ملاقات کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ اگر آپ اس کے خلاف نہیں تو۔ آٹھ بجے تاکہ وہاں نو بجے تک پہنچ سکیں۔"

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تم سامنے نہ آنا میں تقریباً پانچ منٹ بعد نکلوں گا۔ کپڑے تیار کر لو اور اُن کو مطلع کر دو کہ تم نہیں آسکتے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ تمہارے لیے بہترین عمل یہ ہو گا کہ میں تمہیں کہیں اور بھیجوں تاکہ معافی حقیقت پسندانہ محسوس ہو۔ ہمارے دو گھاس کاٹنے والوں کی یہ عادت ہے کہ چراگاہوں میں فضول بھرتے رہتے ہیں اور کل رات کو آپ خود جا کر دیکھ سکتی ہیں کہ وہ وہاں گئے ہیں یا نہیں۔ باقی معاملات میں سنبھال لوں گی۔ اب آپ جا سکتے ہو۔"

"ہاں میڈم لیکن میرا خیال ہے کہ میں مانگے گئے وقت سے مزید ایک منٹ مستعار لوں گا۔ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو۔"

یوسٹیشا نے پہلے کی طرح اس کو اپنا ہاتھ تھما دیا۔

ایک منٹ۔ اُس نے کہا۔ اور گنتی کرتی گئی کہ یہاں تک سات آٹھ منٹ تک پہنچ گی۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے ہاتھ اور وجود کو کچھ وقت بعد کھینچ لیے اور اپنی عظمت رفتہ کو کسی حد تک بحال کیا۔

معائدہ تکمیل پذیر ہوا۔ لیکن اُس نے ان دونوں کے درمیان ایک ناقابل دخول دیوار حائل کر دی تھی۔

"ہاں۔ سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔ اور میں وہ سب کچھ دوبارہ نہیں چاہتی ہوں۔" اُس نے آہ بھر کہا۔

"تم نے اچھا انتظام کیا تھا۔" اُس نے مڑتے ہوئے کہا۔

"جی۔ مس اب سب ختم ہے اور میں گھر جاؤں گا۔"

(۵)۔ چاندنی کے دوران

اگلی صبح ناٹک کرنے والے اُسی مقام پر اکھٹے ہو کر ترکی سردار کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ خاموش عورت کے پاس آٹھ بج کر بیس منٹ تک چارلی نہیں آیا۔

جب کہ گرینڈ فر کی گھڑی میں ابھی دس منٹ ہیں۔

ایڈ گن میں دن کا کوئی بھی غیر مشروط وقت نہ تھا۔ کسی بھی لمحے کا وقت مختلف قسم کے بدلتے ہوئے مذہبی عقائد تھے جو مختلف علاقوں اور گاؤں کے لوگوں کے تبلیغ کردہ تھے۔ اُن میں سے چند ایک مشترکہ شک کی بنیاد پر پھوٹتے تھے اور اس کے بعد منقسم ہو جاتے تھے جبکہ کچھ اپنے ہی اجنبی خمیر میں گُندھے تھے مغربی ایڈ گن والے بلوم اینڈ کے وقت کے ساتھ چلتے تھے اور مشرقی ایڈ گن سے تعلق رکھنے والے خاموش عورت کی سرائے کے طابع تھے۔ گرینڈ فر کنیل کی گھڑی کی پیروکار بھی گزرے وقتوں میں متعدد تھے۔ لیکن جیسے ہی وہ بوڑھا ہوا تو اس کے پیروکاروں میں کمی آ گئی۔

اس لیے تمام ناٹک کرنے والے مختلف علاقوں سے اپنے عقائد کے مطابق جلد جمع ہوئے اور ایک معاشرے کے تحت یہاں تھوڑی دیر انتظار کر رہے تھے۔

"یہاں پر چارلی آ گیا ہے۔ تم کب تک آؤ گے۔ یہ نہیں ہے چارلی، ترکی سردار نے اپنی وردی کے اندر سے کہا۔ یہ مس وائے کا کزن ہے۔ یہ مس وائے کا کزن ہے۔ وہ شوق سے چارلی کی جگہ لینے کے لیے آ گیا ہے۔ وہ بیٹھ کے گھاس کاٹنے والوں کو دیکھنے کے لیے شکر گزار تھا۔ جو چراگاہوں میں چلے گئے تھے۔ اور میں اُس کی جگہ لینے کے لیے رضامند ہوں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہاں دوبارہ نہیں آ سکتا تھا۔ میں اور وہ ہم دونوں ہی کردار کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آج اُس کی باوقار چال اور قابل تعظیم انداز نے ناٹک کرنے والے اداکاروں کو اس بات پر قائل کر لیا تھا جو انہوں نے باہم تبادلہ خیال کے دوران کی تھی یہ ہے۔

"یہ اہم نہیں ہے۔ اگر تم زیادہ نوجوان نہیں ہو۔" سینٹ جارج نے کہا۔ یوسٹیٹا کی آواز چارلی کی نسبت زیادہ نوجوان اور بانسری کی آواز کی مانند صاف اور نرم خو تھی۔ "مجھے اُس کے ہر لفظ کا علم ہے۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ یوسٹیٹا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

وہ سب کچھ جو اُسے فاتحانہ طور پر پورا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ آگے بڑھو لڑکو۔ کوشش کے ساتھ میں تم سب کو للکارتی ہوں کہ اگر تم میں سے کوئی بھی میری غلطی نکال سکے۔ کھیل کی تیاری سے مشق کی گئی جہاں پر نئے ناٹک کرنے والے نئے سردار سے بہت خوش تھے۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب موم بتی بجھا دی گئی اور گھاس پر مسٹر بیوبرائٹ کے گھر کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔"

اُس رات ہلکی بر فباری ہوئی تھی اور چاند اگرچہ مکمل آدھا نہیں تھا مگر ایک رومانی اور ورغلانے والی روشنی ناٹک کرنے والے گروپ کے شاندار اداکاروں کے اوپر پھینک رہا تھا۔ جس کی کلغی اور ربن چال کے دوران خزاں کے پتوں کی مانند پر اسرار تھے۔ اُن کا رستہ اب بارش گاڑی کے اوپر نہیں تھا بلکہ نیچے وادی میں جس نے اُس قدیم عروج کو تھوڑا بہت محدود رکھا تھا۔ وادی کا دامن تقریباً دس گز کے فاصلے تک تھا اور شبنم کے قطرے اس سمت گھاس کے اوپر چلتے ہوئے آتے تھے۔ اُن کے سایوں کے ساتھ جنہوں نے اُنہیں گھیر رکھا تھا۔ دائیں بائیں گھاس اور جھاڑیوں کے جمگھٹے جھنڈ پہلے کی مانند گھنے تھے۔ آدھے چاند کی کمزور چاندنی اس طرح کے ماتمی خدوخال کو روشن کرنے کے لیے بے بس اور کمزور تھی۔

آدھے گھنٹے کی چہل قدمی اور گفتگو اُن کو اس مقام پر لے آئی جہاں پر گھاس اور لکڑی کی ٹہنیاں جو جہاز میں استعمال ہوتی تھیں وسیع تر ہوتی گئیں۔

اس منظر کو دیکھ کر جس کے بارے میں یوسٹیشا کے ذہن میں چہل قدمی کے دوران کچھ شکوک و شبہات ابھرے تھے دوبارہ خوش ہو گیا کہ ایک اہم مہم سر ہو گئی ہے۔ وہ باہر آکر ایک ایسے شخص کو دیکھتی ہے جو اپنے اندر ایسی طاقت رکھتا ہے جو اُس کی روح کو اس مہلک جور و ستم سے بچا سکے۔ ویلڈیو کیا تھا؟ دلچسپ مگر ناکافی۔ شاید آج کی رات وہ ایک مکمل سیر کا نظارہ کر سکے گی۔ اب اداکاروں والے گھر کے سامنے پہنچ گئے تھے اور انہیں خبر ہوئی کہ موسیقی اور رقص اندر پرورش پا رہا تھا۔ بعض اوقات ایک بڑا سر سانپ سے نکلتا ہو جو سب سے اہم ہوائی آلہ جو تھا۔ اس وقت بجایا جاتا تھا۔ ہیتھ کے اندر سے کھلتا ہوا اور اُن کے کانوں تک آواز پہنچاتا اور اُس کے بعد خلاف معمول بلند قدموں کی آواز ایک رقاصہ کی جانب سے آئی۔ پہنچنے پر یہ شکستہ ٹکڑوں میں بٹی ہوئی آوازیں مل گئیں اور لے (نینی فینی) کی نمایاں دھنیں بن گئیں۔ وہ وہاں تھا لیکن وہ کون تھی جس کے ساتھ وہ محو رقص تھا؟ شاید کوئی نامعلوم عورت، اُس کے اس تمدن سے بہت کمتر، دھوکے بازی میں سب سے زیادہ لافانی اس لمحے اس کی قسمت کو چھپا رہی تھی۔

ایک مرد کے ساتھ رقص کرنا گویا بارہ ماہ کی باقاعدگی پر مرتکز رہنا، اس کے اوپر آگ کر رہی تھی۔ اس میں شناسائی کے بنا اور روایت کے بغیر شادی کا مرحلہ طے کرنا دراصل حدود کو پھلانگنے کے مترادف تھا اور

یہ صرف اُن کے لیے محفوظ تر تھا جو اس شاہی سڑک پر چلتے تھے۔ وہ دیکھے گی کیسے اُس کا دل اُن کی باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ مہم جو خاتون ناٹک والی کمپنی کے دروازے سے پیچھے آرہی تھی سفید لکڑیوں کے جنگلے کے ساتھ اور کھمبے کی ڈیوڑھی کے سامنے کھڑا تھا۔ گھر گھاس بھوس سے بھرا پڑا تھا جو اوپر والی کھڑکی سے گر رہا تھا۔ سامنے والا حصہ جہاں پر چاند کی روشنی براہ راست کھیل رہی تھی بنیادی طور پر سفید رنگ کی تھی لیکن ایک لڑی خار دار سدابہار جھاڑی اب اس کے بیشتر حصے کو تاریک کر رہی تھی۔

اچانک یہ واضح ہو گیا تھا کہ رقص فوراً دروازے کی سطح پر بڑھ رہا تھا۔ فراقوں اور کہنیوں کی سرسراہٹ، بعض اوقات کندھوں کا دھکا بھی اس سے سنا جا سکتا تھا۔ یوسٹیٹا اگرچہ دو میل کی مسافت پر رہتی تھی لیکن اس نے کبھی بھی اس انوکھی رہائش گاہ کو نہیں دیکھا تھا۔ کیپٹن ییوبرائٹ مسز ییوبرائٹ دونوں میں انوکھی پہچان یہ تھی پہلے والا ایک اجنبی تھا اور اُس نے کافی عرصے سے خالی گھر مسٹودر میں مسٹر ییوبرائٹ کی وفات سے کچھ زیادہ عرصہ پہلے خریدا تھا۔ پھر اس کے بیٹے کی رخصتی کے بعد یہ دوستی ختم ہو گئی تھی۔ کیا دروازے کے اندر کوئی راستہ نہیں ہے؟ یوسٹیٹا نے ان سے پوچھا وہ برآمدے میں کھڑے تھے۔

"نہیں۔ لڑکے نے کہا جو سارا کان کا کردار ادا کر رہا تھا۔ سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلتا ہے۔ جہاں پر یہ محفل سجائی جا رہی ہیں۔

یعنی کہ رقص کو روکے بنا ہم دروازہ نہیں کھول سکتے ہیں۔ یہی ہے۔ یہاں پر ہمیں ضرور عمل پیرا ہونا ہو گا جب تک وہ جانتے نہیں ہیں کیونکہ اندھیرے کے بعد وہ پچھلے دروازے سے رفو چکر ہو جاتے ہیں۔

"اب تک وہ نہیں ہونگے۔ پادری کرسمس نے کہا۔ دوبارہ آنے والے نے دھن کو ختم کیا انہوں نے اس قدر دلگدازی اور تہش سے اس کی سفارش کی گویا یہ پہلی تان ہو۔ جو سُر بغیر کسی خاص ابتداء وسط اور اختتام کے تھا جو اب تک شاید تمام رقص جو ہجوم کے اک سارنگی نواز کا تصور تھا میں بلاشبہ بہترین جشن منانے والا اور شیطان کا خواب لگ رہا تھا۔

ذاتی حرکات وسکنات کا جوش وجذبہ مزید گرما رہا تھا۔ سُر کے جوش سے وہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ ان باہر کے لوگوں نے جو چاندنی میں تھے اُن کے اتفاقی ٹھوکروں کے دروازے کے ساتھ ایڑیوں اور ٹخنوں کی جب کبھی چکر معمول سے زیادہ رفتار کا ہوتا تھا۔

اداکاروں کے لیے پہلے پانچ منٹ سُننے میں زیادہ دلچسپ تھے۔ اُس کے بعد پانچ منٹ بڑھ کر دس ہو گئے اور پھر دس سے بڑھ کر گھنٹے کا چوتھائی لیکن اس زندہ خواب میں ختم ہونے کے کوئی آثار نہ تھے۔ دروازے پر دستک ، قہقہے اٹھنے لگے جو پہلے کی طرح توانا تھے جبکہ باہر رہنے کی خوشی معقول حد تک کم ہو گئی تھی۔ "یبوبرائٹ اس قسم کی پارٹیاں کیوں دیتی ہے۔ "یوسٹیٹا نے پوچھا جو کسی خوشی کے اس رجحان پر کسی حد تک حیران تھی۔

"یہ اُس خلوت خانہ کی بہترین دعوتوں میں سے ایک نہیں ہے۔ اُس نے تمام مہمانوں اور کام کرنے والوں دونوں کو بغیر کسی تفریق کے بلایا ہے۔ صرف اس اچھے کھانے اہتمام میں اور بس۔ اُس کا بیٹا اور وہ دونوں مل کر لوگوں کا انتظار کرتے ہیں۔"

"میں دیکھتی ہوں۔ "یوسٹیٹا نے کہا۔

"میرا خیال یہ آخری سین ہے۔ "سینٹ جارج نے کہا اور اُس کے کان پینل پر لگے ہوئے تھے۔ ایک مرد وعورت جو ابھی اس کونے کی طرف گئے ہیں اور وہ اس سے کہہ رہا ہے۔ ہم پر رحم ہو اس گھڑی تم میری اپنی ہو۔ خُدا کا شکر۔ "سردار لڑکی نے کہا۔ زمین پر پاؤں مارتے ہوئے اور دیوار سے روایتی انداز میں نکالتے ہوئے کہا۔ جو ہر اداکار نے اٹھایا ہوا تھا۔ اُس کے جوتے نوجوانوں سے بھی پتلے تھے جس کے باعث برف نے اُن کو گیلا اور ٹھنڈا کر دیا تھا۔

میرے گانوں کی وجہ سے دس منٹ مزید مل گئے ہمیں۔ " بہادر سپاہی نے چابی والے سوراخ سے دیکھتے ہوئے کہا جب سُر ایک سے دوسرے کو بغیر روکے علیحدہ کیا گیا تھا۔ گرنیڈ فرکینٹل اس کونے پر کھڑا اپنی باری کے انتظار میں ہو گا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ ہم کیوں نہیں اندر جا سکتے۔ رقص کرنا ہے یا نہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے بھیجا ہے۔ "سارا کان نے کہا۔

"یقیناً نہیں۔ "یوسٹیٹا نے تحکمانہ انداز میں کہا جیسے ہی اُس نے بیرونی دروازے سے اندرونی دروزازے تک اوپر نیچے خود کو گرم رکھنے کے لیے قدم رکھا۔ "ہمیں اُن کے درمیان زبردستی گھس جانا چاہیے۔ اگرچہ یہ بد تہذیبی ہو گی۔"

"وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے کیونکہ اُس کی تعلیم ہم لوگوں سے کچھ زیادہ بہتر ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"تم اُس خباثت کی طرف جا سکتے ہو۔" یوسٹیٹا نے کہا۔

اُن تینوں یا چاروں کے درمیان سرگوشی کی صورت میں گفتگو جاری تھی اور اُن میں سے ایک اُس کی مُڑا۔

"کیا تم ہمیں ایک بات بتاؤ گے؟ اُس نے شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے کہا۔ تم مس وائے ہو ہم سوچتے ہیں کہ تم ہی ہوں گی۔ "تم جیسے چاہو سوچ سکتے ہو۔" یوسٹیٹا نے آہستگی سے کہا۔ لیکن قابل عزت لڑکے اس طرح ایک خاتون کو اپنی کہانیاں نہیں سناتے ہیں۔"

"ہم کچھ بھی نہیں کہیں گے میڈم۔ یہ ہماری عزت کی بات ہے۔"

"آپ کا شکریہ۔" اُس نے جواب دیا۔

اسی لمحے سارنگی کی آواز ایک چیخ کے ساتھ ختم ہو گئ تو سپولیے نے آخری سُر نکالا جس نے تقریباً اُن کو اُٹھا لیا۔ جب اندر سے نسبتاً خاموشی ہو گئی تو اداکاروں نے اندازہ لگایا کہ رقاص اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے ہیں۔ پادری کرسمس آگے بڑھا چٹخنی کو اُٹھایا اور اپنا سر دروازے کے اندر داخل کیا۔ آہ۔ ناٹک باز۔ ناٹک باز۔ کئ مہمانوں نے بیک آواز کہا۔ ناٹک بازوں کے لیے جگہ خالی کرو۔

خمیدہ نشست پادری نے تب مکمل داخلہ دیا اپنا بڑا سا لٹھ لہراتے ہوئے لیکن عام طور پر سٹیج کو اداکاروں کے لیے خالی کرتے ہوئے، اُس نے اداکاروں کو ایک شعر کے ذریعے مطلع کیا کہ وہ آنے والا ہے۔ اُسے خوش آمدید کہو یا نہ کہا اُس کی تقریر کا نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہا:

"کمرے بناؤ، کمرے بناؤ میرے بہادر لڑکو اور ہمیں جگہ دو گانے کے لیے ہم سینٹ جارج کا کھیل دکھانے آئے ہیں۔"

اس کرسمس کے موقع پر مہمان کمرے کے آخری کونے میں اپنے آپ کو تیار کر رہے تھے۔ سارنگی نواز ایک دھاگے کو مرمت کر رہا تھا۔ بانسری نواز اپنا ساز خالی کر رہا تھا اور کھیل شروع ہو گیا۔

پہلے باہر والے بہادر سپاہی اندر داخل ہوئے جو سینٹ جارج کی دلچسپی کا تھا:

"یہاں آتا ہوں میں۔ بہادر سپاہی میرا نام سیلشر ہے۔"

اور اسی طرح یہ تقریر کافر کو ایک مقابلہ کی دعوت تھی جس کے اختتام پر یہ یوسٹیثا کی ترکو سردار کے کردار میں ظاہر کرتی ہے۔ وہ باقی لوگوں کے ہمراہ جن کی ابھی تک باری نہیں آئی تھی چاندنی میں تھی۔ جس ڈیوڑھی پر نور اتر رہا تھا۔

"اب میں آتی ہوں۔ ایک ترکی سردار جس نے ترکی کی زمین پر لڑنا سیکھا۔ میں اس شخص کے ساتھ دلیرانہ لڑوں گا۔ اگر اس کا خون گرم ہے تو میں اس کو ٹھنڈا کر دوں گا"

اپنی اس جذباتی تقریر کے دوران اُس نے اپنا سر سیدھا رکھا اور جس قدر کرختگی سے بول سکتی تھی ،بولی کیونکہ وہ جائزہ سادہ سے اپنے آپ کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔ لیکن اُس پر ارتکاز ضروری تھی کسی دریافت سے بچنے کے لیے، منظر کا نیا پن، موم بتیوں کی چمک دمک اور ان سے مزین زرہ کی بغاوت پر گمراہ کن اثرات نے اس کے خدوخال چھپا دیے تھے اور اُس کے ساتھ اُسے بھی اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ سامعین کی شناخت کر سکتی۔ میز کی اگلی سمت پر جہاں شمعیں روشن تھیں وہاں بھی بمشکل چہروں کی پہچان کر سکتی تھی اور بس۔

اسی دوران جم سکارٹ ایک بہادر فوجی کے روپ میں آگے بڑھا

"اگر اب تمہارا فن اے ترکی سردار اپنی تلوار کو نکالو اور آؤ ہم لڑیں"

اور انہوں نے لڑائی کی۔ جہاں تک مقابلے کا سوال ہے تو بہادر سپاہی کو قتل کیا گیا۔ یوسٹیثا کی طرف سے گزشتہ ناکافی دھکے کے باعث اور جم اپنی گرمجوشی میں ایک اصلی مکے باز کی طرح اور وہ پتھر کے بنے فرش پر ایک لکڑی کی طرح اتنی زور سے آدھمکا کہ اُس کا کندھا اپنی جگہ سے سرک گیا۔ اُس کے بعد ترکی سردار نے

مزید لفظ اگرچہ بہت نقابت میں ادا کیے۔ اور یہ بیان کہ وہ سینٹ جارج اور اُس کے گروہ سے لڑا تھا۔ سینٹ جارج خود شاندار انداز میں اپنی مشہور زمانہ زیبائش کے ساتھ داخل ہوا۔

"سینٹ جارج آتا ہے۔ بہادر شخص اُس کے ہاتھ میں نیزہ اور بھالے ہیں جو اژدھے سے لڑا اور اُس کو ذبح کیا اور یوں اُس نے خوبصورت معرکہ جیت لیا۔ مصر کے بادشاہ کی بیٹی سے کونسا مرد لڑائی کے لیے سامنے کھڑے ہونے کی جرات کر سکتا ہے۔

یہ وہ لڑکا تھا جس نے سب سے پہلے یوسٹیشا کو پہچانا تھا۔ اور جب بحیثیت ترک اُس نے مناسب دماغ سے جواب دیا اور فوراً لڑائی شروع کر دی۔ چھوٹے لڑکے نے تلوار استعمال کرتے ہوئے اس قدر احتیاط کا مظاہرہ کیا جس قدر وہ کر سکتا تھا۔ زخمی سردار کی ہدایت کے مطابق نیچے گر گیا۔ اب ڈاکٹر منظر عام پر اُبھرا۔ سردار کو بوتل سے ایک گھونٹ دے کر حیات بخشی۔ اور لڑائی دوبارہ سے شروع ہو گئی تھی۔ سردار اُٹھ رہا تھا یہاں تک کہ صحت مکمل بحال ہو گئی تھی۔ اس قابل احترام ڈرامہ میں اتنا مشکل سے مزا کہ اُسے ہدایت کی گئی تھی۔

زمین کی طرف بتدریج غرق ہونا شاید ہی ایک ایسی وجہ تھی کہ یوسٹیشا نے اس کردار کے بارے میں سوچا تھا اگرچہ یہ اتنا مختصر نہ تھا لیکن اس کے مزاج کے عین مطابق تھا اور اوپر سے براہ راست وہ عورت جو کنواری لڑکیوں کی دیکھ بھال کرتی ہے اُفقی سمت میں گرتا، جو کہ دوسرے لڑائی کرنے والے کرداروں کا اختتام تھا لڑکی کے شایان شان نہیں تھا۔ لیکن ایک ترک کی طرح مرنا آسان تھا جو کہ زوال پذیر تھا۔

یوسٹیشا اب قتل ہوتے کرداروں میں تھی اگرچہ فرش پر نہیں تھے کیونکہ وہ ڈھلوان پر گری تھی جو گھڑی کے ڈبے میں تھا۔ اُس کا سر اچھی طرح اوپر تھا۔ کھیل آگے بڑھا سینٹ جارج، سارا کین، ڈاکٹر اور پادری کرسمس یوسٹیشا کے ساتھ آگے بڑھا جس کے کرداروں میں مزید کچھ کرنے کو نہیں تھا۔ اُسے پہلی مرتبہ فرصت ملی تھی تاکہ منظر کا جائزہ لے سکے اور اس کی تلاش کرے جس نے اُس کو یہاں تک لایا تھا۔

(۶)۔ دونوں آمنے سامنے

کمرہ رقص کے نقطہ نظر سے تیار کیا گیا تھا۔ بڑا شہتوت سے بنایا گیا میز پیچھے کھڑا کیا گیا تھا تا کہ آگ کی جگہ کے لیے مرکز کا کام دے دسکے۔ اس کے پیچھے ہر کونے پر اور چمنی والے کونے پر مہمانوں کے گروہ تھے۔ اُن میں سے کئی کے چہرے گرم تھے اور رنگ روغن والے تھے جس میں سے یوسٹیٹا نے سرسری طور پر کھانے پینے اور اچھے گھرانوں کے لوگوں کو پہچان لیا تھا۔ تھامسن جیسے کہ اُس کو توقع تھی نمودار نہیں ہوئی تھی اور یوسٹیٹا کو یاد تھا کہ اوپر والی کھڑکی سے ایک روشنی چمکی تھی جب وہ لوگ باہر تھے جو اس کے کمرے کی تھی۔ چمنی کے سوراخ سے ایک ناک ، ٹھوڑی ، ہاتھ ، گھٹنے اور ٹخنے باہر تھے ۔ کون سے لوگ تھے جنہیں اُس نے گرینڈ فرکیٹل کی وجہ سے اکھٹے دیکھا تھا۔

وہ باغ میں مسز ییوبرائٹ کے نائین میں ہے۔ دھواں کوئلے کی دلدل سے نکلتا ہوا چمنی کے دندانے سے ہوتا اس کے سامنے کے ڈبے کو ٹکرا رہا تھا اور اُس کے بعد پھنسے ہوئے گوشت میں جذب ہو گیا۔ کمرے کے دوسرے حصے نے جلد ہی اس کی توجہ کھینچ لی تھی۔ چمنی کے دوسرے کنارے پر ایک بڑی لکڑی کی چوکی تھی جو آگ کا معاون خیمہ تھا اور اس قدر کشادہ تھا کہ تیز ہوا کے علاوہ اس کو کوئی چیز ہلا نہیں سکتی تھی

یہ پُرانے طرز کا آگ کا چولھا تھا جس طرح مشرق کی طرف درختوں کی قطار ملک کی بے نقاب صورتحال کے لیے تھی یا پھر شمالی دیوار باغات کے لیے حیثیت رکھتی تھی۔ باہر کی طرف شمعیں جل رہی تھیں، بالوں کی لِٹیں ہل رہی تھی۔ نوجوان لڑکیاں کانپ رہی تھیں جب کہ بوڑھے چھینکیں مار رہے تھے، اندر تو واقعی جنت ہے۔ ایک گھونٹ کا نشان بھی ہوا کو تنگ نہیں کرتا تھا۔ بیٹھنے والوں کی حیثیت بھی چہرے کی مانند گرم تھی اور آرام دہ آگ کے قابض گانے اور پرانی کہانیاں سنا رہے تھے جیسے کہ جو کھٹے سے خربوزے کے پھل نکل رہے ہوں۔

یوسٹیٹا صرف اُن لوگوں سے منسلک نہیں تھی جو اندر بیٹھے تھے اور اوپر حصے کے گہرے اندھیرے رنگ کے ساتھ ایک شخص امتیاز کے ساتھ ظاہر ہوا۔ مالک جو چوکی کے باہر والے کنارے کے ساتھ جھکا ہوا تھا،

یبو برائٹ تھا۔ یاد کرو تم جیسا اُس کا نام تھا۔ وہ مانتی تھی کہ اُس کے علاوہ یہ کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ منظر دو گز کے علاقے کے اندر تھا جو اس کی دلچسپی تھا اور سحر کی سرائے میں نظارہ ایک عجیب ہی طاقت تھی جس کی وجہ اس حقیقت میں پنہاں تھی کہ اگرچہ اس کا سارا جسم عیاں تھا لیکن دیکھنے والے کی آنکھیں صرف اُس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

ایک درمیانے عمر کے شخص کے لیے جس کی شکل شباہت نوجوان کی تھی اگرچہ جوانی نے ناتجربہ کاری کے عنوان میں بمشکل ہی ایسی ضرورت محسوس کی ہوگی لیکن درحقیقت یہ اُن چہروں میں ایک تھا جو عمر سے زیادہ تجربے کا عکاس تھا۔ اُن کے بالوں کی تعداد شاید کافی طور پر جمع کی گئی تھی اور اُس کے علاوہ باقی باتیں دقیانوسی تھیں۔ کہیں نئے انسان کی عمر اس کی تاریخ کی شدت سے ناپی جا سکتی ہے۔ اُس کا چہرہ اچھا تھا کہ شاندار تھا۔ لیکن دماغ اُس کو ضائع شدہ دوائی کے طور پر استعمال کر رہا تھا جس کے ذریعے اُس کی طبیعت کے خاصہ کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا تھا اُس کا بظاہر حسن کچھ ہی عرصے میں اپنے بے رحم دماغ کے ذریعے نیست و نابود ہو جائے گا۔ خیال جو بخوبی اس بیرونی ساخت کی خوراک تھی جہاں کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو یہ نقصان پہنچا سکتی تھی۔ اگر خدا یبو برائٹ کو غور و فکر کی تباہ کن عادت سے بچا لیتا تو لوگ اُسے ایک خوبصورت نوجوان کہتے۔

اگر اُس کا دماغ تیز ساخت کے اندر اپنے پرت بے نقاب کر سکتا تھا تو وہ ضرور اُسے ایک متفکر شخص کہتے۔ لیکن اُس کی اندرونی بے حد سختی اُس کی باہر کی شخصیت کو مسخ کر رہی تھی اور وہ اُس کو ایک نیا شخص شمار کرتے تھے۔

اس لیے جن لوگوں نے اُس کو دیکھنے سے آغاز کیا تھا اُن کا اختتام اُس کے مطالعہ پر ہوتا تھا۔ اُس کے خدوخال پر ایک واضح مفہوم، خیالوں میں غرق ہوئے بغیر اُس نے اپنے ماحول سے تفہیم کے ذریعے کچھ نکات اخذ کیے تھے۔ ایسے جو کہ اکثر لوگ کی چار یا پانچ سال کی ریاضت کے بعد سنتے تھے جس کے بعد جوانی میں مائل بہ سکون ہو جاتے تھے۔ اُس نے پہلے ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ تصورات گوشت کی ایک بیماری ہے اور براہِ راست نشانی ہے کہ مکمل جمالی، جذباتی، ارتقائی کے خلاف اور چیزوں کے لہجے کی مکمل پہچان بھی ہے۔

الوہی چمک دمک کی زندگی کے تیل سے آبیاری کی جانی چاہیے اگرچہ اس کے لیے جسمانی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اور دو چیزوں کی مانگ اور ایک کی رسد کا قابل رحم منظر اب یہاں پر تھا۔ کچھ لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر فلسفی اس بات پر افسوس ملتا ہے کہ مفکر فنا پذیر ہونے والا ہے۔

فنکار وہ ہے جس کو یہ چیز سوجھتی ہے ہر ایک کو اپنے نقطہ نظر سے ہٹانا، گو روح اور جسم کا تباہ کن باہمی انحصار ییوبرائٹ کے ناقدانہ جائزے کا فطری عنصر ہو گا۔ ییوبرائٹ کے ناقدانہ تجزیہ کے دوران جہاں تک اُس کی ظاہری صورت کا تعلق ہے تو وہ ایک فطری خوشی کا احساس تھا جو پریشانی کے خلاف بر سرِ پیکار لیکن مکمل طور پر کامیاب نہیں تھا۔ اُس کی صورت سے تنہا پسندی عیاں تھی لیکن شاید اس کے علاوہ بھی مزید کچھ اور۔ جیسا کہ شوخ لوگوں کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ اُس کے اندر کا دیوتا رسوائی کے باعث زنجیر زدہ ہے۔ چند روزہ انسانی تلاش کے ساتھ اور اُس کے وجود سے ایک کرن کی مانند نکلتا ہے۔ یوسٹیشا پر اُس کے اثرات چھونے سے تعلق رکھتے تھے۔ گرمجوشی کی وہ غیر معمولی اوج جس پر وہ اُس وقت تھی اُس کے باعث وہ ایک عام سے شخص سے بھی متاثر ہو سکتی تھی۔ تو ییوبرائٹ کی موجودگی سے مزید مشکل میں پھنس گئی تھی۔

باقی ماندہ کھیل اختتام پذیر ہوا۔ سارا کان کا سر کاٹ دیا گیا تھا اور سینٹ جارج فاتح کی حیثیت سے کھڑا تھا۔ کسی نے اتنا بھی اس ڈرامے پر تبصرہ نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ کھیتوں میں خزاں کے آنے یا پھر برف باری کے بہار میں تبدیل ہونے پر تبصرہ کرتے تھے۔ انہوں نے حصے کو اتنا ہی بے پرواہی سے لیا جیسا کہ اکثر اداکار خود لیتے تھے۔ یہ خوشی کی ایک شکل تھی جو کہ دراصل اس کرسمس میں گزری تھی اور اس بارے میں کچھ مزید بھی کہا جا سکتا تھا۔ کھیل کے بعد ایسے افسردہ گانے گائے جا رہا ہے جس کے دوران تمام مردہ اشخاص اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

خاموش اور پریشان کن انداز میں اس کے بعد دروازہ کھلتا ہے اور نپولین کرسمس اور معاشرے کے لوگوں کے ہمراہ دروازے کی دہلیز پر کھڑا تھا۔ اور وہ باہر کھڑے اس کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسا کھلاڑی رقص کے نتیجے کے میں تھے۔

"اندر آؤ۔ اندرآؤ۔ مسز یبوبرائٹ نے کہااور آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ کیا ہے کہ تم اتنے دیر سے آئے ہو؟" گرینڈ فرکنٹیل یہاں پر کافی دیر سے ہے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ تم اُس کے ساتھ آئے ہو گے جیسا کہ تم دونوں قریب ہی رہتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے جلد آ جانا چاہیے تھا۔ مسٹر فیر ولے نے یہ کہا اور کچھ دیر کے لیے چھت کے بالے کو دیکھنے لگا تا کہ کوئی مل جائے جس پر وہ اپنی ٹوپی لٹکا سکے۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اُس میں آکاش بیل لٹک رہی تھی اور دیوار تمام ہولی کے گچھوں سے بھری تھیں۔ آخر کار اُس نے لمبی ٹوپی کو پیچیدگی سے موم بتی کے صندوق اور گھڑی کے سرے کے درمیان لٹکا کر چھٹکارا حاصل کیا۔ اُس نے مختصراً کہا۔ "مجھے جلدی آنا چاہیے تھا۔ میڈم لیکن میں جانتا تھا کہ کون لوگ ہونگے اور اس وقت لوگوں کے گھروں میں اتنے کمرے نہیں ہوتے ہیں پس میں نے سوچا کہ نہیں آؤں گا جب تک تم لوگ یہاں پر عادی نہیں ہو جاتے ہو۔"

"اس نے بھی ایسا ہی سوچا تھا۔ مسٹر یبوبرائٹ "کرسمس فادر نے مستعدی سے کہا لیکن وہ اس قدر شوقین تھے اور ان میں کوئی تہذیب نہیں تھی اور اندھیرے سے قبل ہی گھر چھوڑ گئے تھے۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ شائستہ نہیں لگتا تھا کہ بوڑھے لوگ اس قدر جلدی آئیں لیکن الفاظ ہوا میں اُڑ گئے۔ (words be wind).

"میں انتظار کو برداشت کرنے والا نہیں تھا اب کہ آدھا کھیل ختم ہو چکا تھا جب کام ہو رہا تھا۔ وہ اتنا ہلکا محسوس کر رہا تھا جتنا کہ ایک پتنگ، گرینڈ فرکینٹل کی کرسی سے بولا۔

اسی دوران فیرڈوے نے یبوبرائٹ پر ایک ناقدانہ نظر ڈالی۔ اُس نے باقی کمرے کے لوگوں سے کہا۔" اب ہم اس بات پر یقین نہیں کریں گے لیکن میں اس شریف آدمی کو کبھی نہ جان پاتا اگر میں اس کو پتھر کے علاقے میں دیکھتی کہ وہ اس قدر بدل چکا ہے۔"

"تم بھی بدل چکے ہو۔ تمتھی۔ اور میرا خیال ہے یہ بہتر ہے۔ یبوبرائٹ نے فیرٔوے کی مضبوط شخصیت کو جانچتے ہوئے کہا۔" ماسٹر یبوبرائٹ۔ میرا غور سے جائزہ لو۔ میں بہت تبدیل ہو گیا ہوں۔ کیا میں

نہیں ہوا ہوں؟ گرینڈ فر کینٹل نے۔ خود کلامی کی نظروں سے تقریباً آدھا فٹ اوپر رکھتے ہوئے ٹھٹے۔ شدید متلاشی تنقید کو اپنی طرف مائل کرتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ہم کریں گے۔" فیئر وے نے شمع اُٹھا کر اس کو گرینڈ فر کے جسم کے اوپر رکھتے ہوئے کہا۔ اُس کی ہر تال خود کو منور کر رہی تھی روشنی اور خوشگوار مسکراہٹ سے اور اب یہ اُس کو عفوان شباب جنبش تھی۔ یبو برائٹ نے کہا۔ تم بہت بدل چکے ہو۔

اگر کوئی فرق ہے تو گرینڈ فر زیادہ نوجوان ہے۔ فیئر وے نے فیصلہ کن انداز میں اپنی رائے شامل کی۔ اور اگرچہ میرے اپنے اعمال نہیں ہیں اور نہ ہی میں اس بات میں فخر محسوس کرتا ہوں۔" قدیم شخص نے خوش گوار لہجے میں کہا لیکن میں اپنے وہم کا علاج کرنے سے قاصر ہوں اور مجھے اس پر ملال ہے۔ ہاں مسٹر کینٹل ہمیشہ سے ایسا تھا جیسے اب ہم ہیں۔ لیکن میں تمہارے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوں۔ مسٹر کلائم نہ ہی ہم میں سے کوئی بھی ہمپری نے تقریباً دلفریب دھیمی تعریفانہ انداز میں کہا تاکہ کسی کے کانوں تک نہ پہنچ پائے۔

"یقیناً یہاں پر شاید ہی کوئی شخص ہو گا جو شائستگی میں اس کا ثانی یا ثالث ہو گا اگر میں نے پنگ۔ اپ۔ لوگل میں سپاہی کو نہ دیکھا ہو تا تو جس کو ہم خوبصورتی کہتے تھے۔" گرینڈ فر کینٹل نے کہا۔ اور ہم سب اُس کے سامنے ہیں لیکن چوتھے سال یہ کہا گیا تھا کہ پورے جنوبی و سیکیس میں ایک بھی عمدہ شخصیت نہیں تھی میرے مقابل۔ جیسے ہم گزرے تھے وہ شیخی باز دوکان کے پاس سے گزرا اور اپنے گروہ کے ساتھ بڑ موتھ سے باہر نکلا کیونکہ میں نے سوچا کہ وہ اُس نقطے کے گرد گزرا تھا۔ وہاں پر میں اونچے درخت کی مانند سیدھا کھڑا تھا اپنی آگ کی لکڑیوں۔ اور کیچڑ کے ساتھ، میری لکڑیاں چیر رہی تھیں۔ میرے جبڑے کو اور وردی کے علاوہ میرا دوسرا سازو سامان سات ستاروں کی مانند چمک رہا تھا۔ وہاں میرے ہمسایو! وہ ایک خوبصورت منظر تھا۔ میرے فوج کے دنوں کا تم نے مجھے چار میں دیکھا ہو گا۔ اُس کی ماں کی طرف سے جہاں اس کا سراپا نظر آیا۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے۔ ٹمتھی نے کہا۔ پورے ملک میں اتنے بڑے کفن بھی نہ تھے اور یہ کہا گیا کہ غریب جارج کے گھٹنے پر تابوت، کہاں پر؟ کرسچین نے دریافت کیا۔ کیا کسی کا بھوت سامنے آیا ہے اب تک ماسٹر فیئر وے اور کرسچین اپنے کانوں کو دماغ کے بہکاوے میں مت آنے دو اور مرد بنو"۔ ٹمتھی

نے حقیر آمیز لہجے میں کہا۔ میں کروں گا۔ کرسچین نے کہا۔ لیکن اب میرا خیال ہے کہ گزشتہ رات یہ میرا سایہ ہو گا۔ جس کی شکل ہو بہو تابوت کی مانند تھی۔ جب آپ کا سایہ کفن کی مانند ہو تو یہ کس بات کی علامت ہے؟ میرا خیال ہے کہ ابھی خوفزدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے ب بالکل نہیں۔ گرینڈ فنڑ نے کہا۔ میں کبھی کسی چیز سے خوفزدہ نہیں تھا سوائے بونی کے۔ یا پھر مجھے سپاہی نہیں ہونا چاہیے تھا جو کہ میں تھا۔ ہاں۔ نرس تم نے مجھے چار میں نہیں دیکھا ہے تو میرے اوپر رحم کھاتے اداکار اس وقت رخصت ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ مسٹر ییو برائٹ نے اُن کو بیٹھنے کا کہا اور رات کے کھانے کی بھی دعوت دی۔ اور اس دعوت پر پادری اور کرسچین اُن سب کی طرف سے فوراً رضامند ہو گئے۔

یوسٹیثا کچھ اور دیر رکنے کے موقع پر خوش تھی۔ اُس کے بغیر ٹھنڈی اور برفیلی رات دوگنی سرد تھی۔ لیکن تساہل برتنا بھی مشکلات سے خالی نہ تھا۔ مسٹر ییو برائٹ نے نئے مکان کی خواہش میں نعمت کدہ کے آدھے رستے میں بنچ لگا دیے تھے جو بیٹھنے والے کمرے سے نکلتا تھا۔

یہاں پر وہ لوگ ایک قطار میں بیٹھے تھے۔ گویا دراصل وہ اسی کمرے میں بیٹھے تھے۔ مسز ییو برائٹ نے بیٹے کو زیر لب کچھ الفاظ کہے جو کمرے سے گزرتے ہوئے دیوان خانے کے دروازے سے ٹکرایا اور اُس کا سر آکاس بیل سے جا لگا۔ وہ ناٹک والوں کے لیے گوشت، روٹی، کیک، پیسٹری اور جو کی شراب اور پرانی شراب لے کر آیا تھا۔ وہ اور اُس کی ماں دونوں نے کھانا دیا اور چھوٹی نوکرانی بحیثیت مہمان وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ ناٹک بازوں نے ٹوپیاں اُتار دیں اور کھانا پینا شروع کیا "لیکن آپ ضرور کچھ لیں گے۔" کلائم نے ترکی سردار سے کہا جب وہ اُس جنگجو کے سامنے کھڑا تھا اور اُس کے ہاتھ میں ٹرے تھا۔ اُس نے انکار کر دیا وہ ابھی تک زیر نقاب بیٹھی تھی۔ صرف اُس کی آنکھوں کی چمک عیاں تھی۔ اُن کے بیچ جنہوں نے اُس کے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔

"مس۔ تمہارا شکریہ۔ یوسٹیثا نے جواب دیا۔ وہ بالکل نوجوان ہے۔ ساراکان کے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔ " تمہیں اُس کو معاف کر دینا چاہیے۔ وہ پرانے لوگوں میں سے نہیں ہے لیکن وہ ہمارے ساتھ شامل ہوئی کیونکہ اور لوگ نہ آ سکے تھے۔

لیکن وہ کچھ چیز ضرور لے گا؟ییوبرائٹ مصر تھا۔ ایک گلاس جو کی یا پرانی شراب نوش کریں۔

"ہاں۔ بہتر ہے آپ کو۔ سارا کان نے کہا۔ یہ گھر جانے کے دوران سردی سے محفوظ رکھے گی۔"

اگرچہ یوسٹیٹا اپنے چہرے کو بے نقاب کیے بنا کچھ نہ کھا سکتی تھی لیکن نقاب کے اندر سے باآسانی پانی پی سکتی تھی۔ حسب حال پرانی شراب نوش کی گئی اور ربن کے اندر ہی گلاس غائب ہو گیا تھا۔

اس کارکردگی کے دوران یوسٹیٹا کو آدھا شک گزرتا تھا اپنی حیثیت کی حفاظت کے بارے میں اگرچہ یہ ایک لطف بھرا اندیشہ تھا۔ کئی لوگوں نے اس پر نگاہِ توجہ ڈالی، لیکن یہ اُس پر نہیں بلکہ کسی خیالی چہرہ پر مائل تھی۔ اُس نے اُس کے جذبات کو ناقابل بیان حد تک پیچیدہ کر دیا تھا۔ وہ جزوی طور پر اس کے دامِ محبت میں گرفتار ہو چکا تھا کیونکہ اس پورے سماں میں اُسے استثنا حاصل تھا۔ کسی حد تک اس لیے بھی کہ وہ اُس کے ساتھ محبت کرنے کا ارداہ رکھتی تھی۔ اور زیادہ اس وجہ سے کہ اس کو ویلڈیو کی بے وفائی کے بعد چاہے جانے کی اشد ضرورت تھی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ اُس سے ضرور محبت کرے گا اپنے آپ کے باوجود دوسرے لارڈاولٹین کی وضع قطع سے متاثر تھی۔ جن کا خیال تھا کہ ایک دن انہوں نے اس جہانِ فانی سے کوچ کرنا ہے اور اس فاسد خیال کے دباؤ کے زیر اثر واقعہ وقوع پذیر ہوا تھا۔ اگر ایک دفعہ کوئی عورت اپنے پیار کے جال میں پھنسنے کا اعتراف کرتی ہے اور یہ چیز اتنی ہی اچھی ہے جتنی ہو چکی ہے۔

کسی خاص وقت اور جگہ پر کیا اُس لمحے ییوبرائٹ جیسی مخلوق کی جنس جو اس قدر شاندار لباس میں ملبوس تھی۔ اُس کا دائرہ جذبات اور دوسروں کو جذباتی بناتا اور کسی حد تک وسیع تھا، اپنے ساتھی کے ساتھ؟ جب یہ باحجاب محبت کی ملکہ اس کے سامنے نمودار ہوئی تو اس کی نوجوانی کی اطلاع ایک فطری خوشبو کی طرح اُس کے ہمراہ تھی اور اُس کی خوبیوں کو آشکار کر رہی تھی۔ اگر اس طرح کی پر اسرار اجزاء کبھی بھی کسی زمینی مخلوق عورت کے ذریعے ہوا، تو یہ ضرور یوسٹیٹا کی موجودگی کو ییوبرائٹ پر آشکار کر دیتی۔ اُس نے اُس پر ایک سنجیدہ نظر ڈالی، اُس کے بعد خیالوں میں غرق ہو گیا۔ گویا جو کچھ اُس نے اب دیکھا تھا اُس کو بھلا رہا ہو۔ یہ لمحاتی صورتحال اختتام پذیر ہوئی اور چل دیا اور یوسٹیٹا نا جانے کہاں رہتی ہے۔ اُس نے نئے مشروب کا گھونٹ لیا۔ وہ شخص جس کے واسطے اُس نے جذبات کو پروان چڑھانے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ وہ ایک چھوٹے کمرے میں

چلا گیا تھا اور اس کے پار مزید گہرائی میں اداکار جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا تھا، ایک بینچ پر بیٹھے تھے جس کا ایک کونہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھا۔ یوسٹیثا نے جزوی طور پر لجاحت کے مارے عین وسط کی جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ جس سے اندر کا کمرہ اور مہمان خانہ نظر آتا تھا۔ جب کلائم اُس کے عقب سے گزر کر نعمت خانہ میں نیچے گیا تو اُس کی آنکھیں اُس تاریکی میں اُس کا پیچھا کر رہی تھیں جو وہاں پر چھایا تھا۔ اُس کے دور کنارے پر ایک دروازہ تھا جو اُس کے کھولنے سے قبل ہی اندر سے کسی نے کھول دیا گیا تھا۔ اور روشنی آگے بہہ نکلی۔

وہ شخص تھامسن تھا۔ ہاتھ میں شمع اُٹھائے بے چین اور قدرے دلچسپ لگ رہا تھا۔ یبو برائٹ اُس کو دیکھ کر خوش ہوا اور اُس کا ہاتھ کھینچا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ ٹمتھی۔ اُس نے خوشدلی سے کہا۔ گویا خود کو اُس کی جھلک یاد دلا رہا ہو۔ تم نے نیچے آنے کا فیصلہ کر لیا جب کہ میں اس سے بہت خوش ہوں۔

"نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ اُس نے جلد بازی سے کہا۔ میں صرف آپ سے بات کرنے آیا تھا لیکن آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں آتے ہو؟"

"میں نہیں کر سکتا۔ کم از کم زرا بھی نہیں۔ میں ٹھیک نہیں ہوں اور ہم مل کر کافی وقت گزاریں گے۔ اب تم لمبی چھٹیاں گزار رہے ہو۔ تمہارے لیے کچھ بھی اچھا نہیں ہے۔ کیا تم واقعی بیمار ہو؟ میرے پرانے کزن۔ اُس نے کھلنڈرے انداز میں اپنا ہاتھ اپنے دل کے گرد رگڑا۔"

"آہ۔ شاید والدہ نے کسی اور شخص کو آج رات یہاں رکنے کا کہا ہے؟"

"آہ۔ نہیں۔ میں صرف نیچے تم سے کہنے آئی تھی۔ اب وہ اُس کے پیچھے راہداری سے ہوتا ہوا پچھلے کمرے میں آیا اور دروازہ بند کیا۔ یوسٹیثا اور دوسرے اداکار جو اُس کے آگے بیٹھے تھے۔ اُس کاروائی کے دوسرے گواہان تھے جنہوں ے زیادہ سنا اور دیکھا نہ تھا۔

حرارت یوسٹیثا کے سر اور گالوں تک پہنچ گئی تھی۔ اُس نے فوراً یہ اندازہ لگایا کہ کلائم چونکہ دو یا تین دنوں کے لیے گھر آیا تھا اِس لیے اُس کو تھامسن کی تکلیف دہ صورتحال سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا اور اُس کو یہاں پا کر اُسے واقعی کوئی شک نہیں گزرا تھا۔ کیونکہ وہ اُس کے جانے سے پہلے بھی یہاں پر قیام پذیر تھی۔ اُس

لمحے یوسٹیثا کو تھاسن پر رشک آرہا تھا۔ اس بات کا کسی کو علم نہیں تھا کہ اگرچہ یہ ممکن تھا کہ تھامسن کسی دوسرے آدمی کے لیے نرم گوشہ رکھتی تھی، لیکن وہ کتنا عرصہ متوقع رہ سکتے تھے کہ وہ اپنے اس دلچسپ اور سفر ماندہ کے ساتھ وقت گزار رہی تھی، یہ کوئی نہیں جانتا کہ دونوں کے درمیان کیسی محبت جنم لیتی ہے کیونکہ دونوں مستقل ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور کوئی توجہ ہٹانے والا بھی قریب قریب نظر نہیں آرہا تھا۔ کلائم کا اُس کے لیے بچگانہ پیار شاید کملا گیا تھا لیکن از سرِ نو حیات پا سکتا تھا۔

یوسٹیثا اپنی ہی سازشوں کے جال میں پھنس چکی تھی۔ اُس کا اس طرح تیار ہونے کا سراسر کوئی فائدہ نہیں تھا جب کہ دوسری کے فوائد میں چمک رہی تھی۔ اگر وہ اس ملاقات کے مکمل اثرات سے واقف ہوتی تو یقیناً وہاں عام انداز میں پہنچ جاتی۔ اُس کے چہرے کی تمام طاقت ختم ہو گئی تھی اور جذبات کی دلکشی غائب ہو گئی تھی۔ بازی کی کشش دور سے عدم کی طرف گر گئی تھی۔ کچھ نہ تھا سوائے اُس ایک امیرا کے، اُس کے ذہن میں صدا کی بازگشت تھی۔

"کوئی یہاں میری عزت نہیں کرتا ہے۔ اُس نے کہا۔ اُس نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا تھا کہ دوسرے لڑکوں میں لڑکا بن کر آنے سے وہ اُسے لڑکے جیسا ہی ملبوس کریں گے۔ اگرچہ اُس کی خود ساختہ وضاحت اسے نادانستہ طور پر معطل کرنے کے قابل نہ تھی کیونکہ صورتحال نے کافی حد تک اُسے حساس بنا دیا تھا۔

خواتین نے اداکاری کے لباس میں اپنے لیے بہت کچھ کیا تھا۔ اُن بہترین اداکاروں کی مانند جو کہ پولی پیچین کے گزشتہ صدی کے اوائل میں یا پھر لیڈیا لینگش مین نہ صرف پیار میں بلکہ اس تجارت میں دوسرا تاج جیتا تھا اُن کے اس مچھلیوں کے غول نے ابتدائی کے طور پر نہ صرف اتنا پیار سمیٹا تھا جس قدر وہ سمیٹ سکتے تھے۔ لیکن ترک سردار کو تو یہ موقع بھی نہ مل سکا تھا پھڑ پھڑاتے ہوئے جن کو ہلانے کی وہ جرات بھی نہ کر سکتی تھی۔

یبوبرائٹ اپنے کزن کے کمرے میں واپس آگیا۔ یوسٹیثا نے تقریباً دو یا تین منٹ کی بات وہ رُک گیا گویا خیال نے اُسے جکڑ لیا ہو۔ وہ اُس کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ اُس نے بدحواس ہو کر دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا اور سوچ رہی تھی کہ کتنا وقت باقی کا کام ہو گا۔ کچھ وقت التواء کے بعد وہ دوبارہ آگے چل دیا۔

وہ شخص جس سے آپ نے محبت میں شکست پائی ہو اُس سے دوبارہ پیار محبت کی پینگیں بڑھانا اکثر پر جوش خواتین کا فطری عمل ہوتا تھا۔ محبت، خوف اور شرم وحیا جیسے اُلجھے ہوئے جذبات نے یوسٹیٹا کو انتہائی تکلیف دہ صورتحال سے دوچار کر دیا تھا۔ اور اس سے نجات حاصل کرنا اُس کی سب سے بڑی اور فوری خواہش تھی۔ دوسرے اداکاروں کو جانے کی جلدی نہیں لگتی تھی اور اُس لڑکے کے ساتھ اداکاری کرنا جو اُس کے پہلو میں بیٹھا تھا بہتر تھا کہ وہ گھر کے باہر جا اُن کا انتظار کرے، پس وہ قابل فہم انداز میں دروازے تک پہنچی اسے کھولا اور باہر کھسک گئی۔

پر سکون تنہا منظر اُسے دوبارہ اس کا اعتماد اور یقین بحال کر دلایا۔ وہ لکڑیوں کے پاس گئی اور اُن پر جھکی چاند کو دیکھنے لگی۔ وہاں پر کچھ لمحے رکنے کے بعد دروازہ دوبارہ کھلا۔ باقی اداکاروں کو دیکھنے کی توقع میں پرگیٹری Purgatory [1] یوسٹیٹا پیچھے مڑی لیکن وہاں اُن کی جگہ کلائم ییوبرائٹ تھا۔ جو اُس کی طرح آہستگی سے باہر آیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔ وہ آگے بڑھا اور اُس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ میرے پاس ایک انوکھا مشورہ ہے۔ اُس نے کہا۔ اور میں آپ سے ایک سوال پوچھنے کی جسارت کروں گا۔ کیا آپ ایک عورت ہیں یا پھر میں غلطی پر ہوں؟" میں ایک عورت ہوں۔ "اُس کی آنکھیں نہایت دلچسپی سے اُس کے چہرے پر اٹک گئیں۔ "کیا اب بھی لڑکیاں اداکاری کرتی ہیں؟" وہ تو کبھی نہیں کرتی تھیں۔ "نہیں اب نہیں کرتی ہیں۔ تو آپ کیوں؟ خوش ہونے کے لیے اور اپنی الجھنوں سے نجات پانے کے لیے۔ "اُسنے آہستہ آواز میں کہا۔ کس چیز نے آپ کو پریشان کیا ہے۔ زندگی نے۔ یہ تو اکثر لوگ اس الجھن کے ساتھ گزارا کرتے ہیں۔"

"ہاں۔ اور ایک طویل خاموشی۔ اور کیا آپ کو بہچان ملا۔ اُس نے آخر کار پوچھ ہی لیا اس لمحے۔ شاید ہاں۔ تو کیا آپ چھان بین سے تنگ پڑتی ہیں۔"

"ہاں۔ اگرچہ میں نے سوچا تھا کہ میں ضرور ہوں گی۔ مجھے آپ کو اپنی دعوت میں مدعو کر کے خوشی حاصل ہو گی اگر آپ آنے پر رضامند ہوں تو کیا میں اپنی جوانی میں کبھی آپ سے ملا ہوں؟"

۱۔ (Purgatory): وہ مقام جہاں روحوں کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ہمارے مذہبی نقطہ نظر میں اچھی روحوں کا مقام علیین جب کہ گناہ گار کا مقام سجین ہے۔ (بحوالہ قومی اردو انگریزی لغت،) مقتدرہ قومی زبان

"کبھی نہیں۔"

کیا تم دوبارہ نہیں آؤ گی اور جتنا چاہو اور اتنا لمبا عرصہ رہو گی؟" نہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ مجھے مزید پہچانا جائے۔ اچھا۔ تم میرے ساتھ محفوظ ہو۔ ایک منٹ کے لیے خیالوں میں کھو جانے کے بعد اُس نے آرام سے کہا۔ میں مزید تمہاری بن بلائی مہمان نہیں بنوں گی۔ یہ ملاقات کا انوکھا طریقہ ہے اور میں یہ سوال نہیں کرونگا کہ ایک شریف عورت یہ کھیل کیوں کھیل رہی ہے۔ اُس نے وجہ نہیں بتائی جس کی اُس کو توقع تھی اور اُس نے اُسے شب بخیر کہا۔ اور اُس کے بعد گھر کے پچھلے حصے میں چلی گئی جہاں وہ اوپر نیچے چلتی رہی دوبارہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے، خود کچھ وقت کے لیے یوسٹیثا جو اب اندر کی آگ سے جل رہی تھی اس کے بعد اپنے دوستوں کے باہر آنے کا انتظار نہ کر پائی۔ اُس نے غصے میں تیزی سے چلتے ہوئے ربن چہرے سے ہٹائے، دروازہ کھولا اور فوراً آگ کے پاس جا بیٹھی۔ اُس نے جلد بازی نہیں کی۔ اس وقت اُس کے نانا بستر میں تھے۔ کیونکہ وہ چاندنی راتوں میں بکثرت پہاڑوں پر چلتی تھی لیکن وہ اُس کے آنے اور جانے کا کوئی حساب نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے طریقے سے زندگی گزار رہے تھے۔ اور وہ جیسا چاہتی کرتی پھرتی تھی۔ اب اندر داخل ہونے سے کہیں زیادہ اہم موضوع نے اُس کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی تھی۔ییوبرائٹ کو اگر تجسس ہوتا تو وہ یقیناً اُس کا نام دریافت کر چکا ہوتا؟

"تب کہا تھا۔ اُس کے ایک گرمجوشی محسوس کی گویا یہ مہم اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اگرچہ اُس سرشاری کے بعد بھی وہ سرشار تھی۔ جس کے بعد اِس احساس نے اُس کو مائل بہ سکون کر دیا۔ "اس سے فائدہ اٹھانے کا کیا امکان؟ وہ ییوبرائٹ کے خاندان کے لیے مکمل اجنبی تھی۔"

جس نامناسب رومان کے ساتھ اس نے اُس شخص کو گرفتار کیا تھا وہ اس کے لیے زخم تھا۔ کیونکہ خود کو ایک اجنبی کے دامِ اُلفت میں گرفتار ہونے کی اجازت کیسے دے سکتی تھی؟ اور وہاں اُس دکھ کا پیالہ بھرنے کے لیے تھامسن موجود ہو گی۔ جو دن رات اس آتش گیر قرب میں مبتلا تھی کہ اس کے پہلے خیال کے برعکس وہ گھر میں کافی وقت گزارنے والا تھا۔

وہ مسٹور کینٹ کی کھڑکی کے قریب پہنچ گئی جسے کھولنے سے پہلے اس نے ایک مرتبہ پھر ہیتھ پر نظر ڈالی۔ رین بیر و پہاڑوں سے بلند تھا اور اُس سے بھی بلند تر چاند تھا۔ ہوا خاموش اور انجماد سے لبریز تھی۔

اس منظر نے یوسٹیٹا کی بھولی بسری یادیں تازہ کر دی تھیں۔ اُس نے بیر و کے قریب ویلیڈیو سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا کہ آج رات آٹھ بجے ساتھ بھاگ جانے کے معاملے کی وکالت کا حتمی جواب دے سکے۔ اُس نے خود ہی شام کا وقت منتخب کیا اور غالباً جگہ پر پہنچ گیا تھا اور سردی میں انتظار کرتے ہوئے مایوس لگ رہا تھا۔

"اچھا بہت بہتر یہ بات اُس کو دکھی نہیں کرے گی۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔ اُس لمحے ویلیڈیو سامنے دھواں زدہ شیشے سے سورج کی بے کرن روشنی کو دیکھ رہا تھا۔

وہ کافی دیر یونہی خیالوں میں غرق رہی جس میں تھامسن کا کلائم کے ہمراہ فاتحانہ انداز اُس کو بارہا یاد آ رہا تھا۔

"اوہ۔ تمتھی۔ اس سے قبل کہ وہ اُس کمینے سے شادی کر چکی ہوتی۔ اور وہ ایسا ہی کرتی اگر وہ میرے لیے نہ ہوتا۔ اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا۔ اگر ہوتا تو؟"

یوسٹیٹا نے دوبارہ اپنی گہری طوفان خیز نگاہیں چاندنی کی جانب اٹھائیں، ایک آہ بھری جو کانپنے کے مماثل تھی اور چھت کے سایے میں داخل ہو گی۔ اُس نے اپنی خاص وردی باہر ہی اُتار دی، اُس کو لپیٹا اور اندر کمرے کو چل دی۔

(۷) حُسن اور نرالے پن کے بیچ مفاہمت

بوڑھے کپتان کا نواسی کی حرکات و سکنات سے بظاہر یوں بے سرکاری نے اُس کو کسی پرندے کی مانند راستے پر کھلا چھوڑ دیا تھا (شُتر بے مہار بنا دیا تھا)۔ لیکن کچھ ایسا ہوا کہ اگلی صبح اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اُس قدر تاخیر سے باہر پھرنے کی وجہ یقینی دریافت کرے گا۔

"صرف موقع کی تلاش میں ناناجان" اُس نے کھڑکی سے باہر خوابیدہ پُراسرار پوشیدگی کے انداز میں دیکھتے ہوئے جواب دیا کیونکہ جب بندوق کے گھوڑے کو دبایا جاتا ہے تو یہ انداز اُس کے وجود کو تقویت بخشتا ہے۔

"موقع کی تلاش میں؟ دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ تم قزاق صفت ہو یہ تو میں ہی جانتا ہوں کہ تم اکیس سال کی ہو۔"

"یہاں پر تنہائی کا احساس زیادہ ہے۔ کتنا بہتر ہوتا اگر میں کسی قصبے میں رہتا اور میرا تمام وقت تمھاری حفاظت میں برباد ہو جاتا تھا۔ میں قوی امید رکھتا ہوں کہ جب میں اُس عورت سے ملاقات کے بعد گھر واپس آؤں تو تم گھر پر ہی موجود ہو گی۔"

"میں نے جو کچھ کیا اُس پر پردہ داری نہیں کروں گی۔ میں کوئی کار نمایاں سرانجام دینے کی خواہاں تھی اس لیے اداکاروں کے ساتھ ترکی سردار کا کردار ادا کرنے چلی گئی۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ مجھے تم سے اس کی توقع نہیں تھی۔" یوسٹیٹا۔

"یہ میری پہلی کارکردگی تھی اور یقیناً آخری بھی ہو گی۔ میں نے یہ بات آپ کو بتائی ہے اور یاد رکھیے گا یہ ایک راز ہے"۔

"یقیناً۔ لیکن یوسٹیٹا تم نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ اس بات نے چالیس برس قبل مجھے خوشی عطا کی تھی۔ لیکن یاد رکھو میری بچی اب مزید کچھ نہیں ہو گا۔ تم جیسا چاہو ہیتھ کی سڑکوں میں گھوم سکتی ہو لیکن مجھے تنگ مت کرنا اور دوبارہ ان روزنوں میں تصویریں مت کھینچوانا۔"

"آپ کو میرے لیے فکر مند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ناناجان۔"

اس پر اُن کی گفتگو اختتام پذیر ہو گئی۔ گو کہ اُس کی اخلاقی تربیت نے اُس کو ایسی بحث میں تندہی کے روکا جو اگر اچھے کاموں میں فائدہ مند ہوا تو اُس کے نتائج کی قیمت اچھی ہوتی۔ لیکن جلد ہی اُس کے تصوارت اپنی ہی شخصیت میں بھٹک کر ناقابل بیان جذباتی تفکر میں غرق کر دیا تھا اور وہ بھی اُس شخص کے لیے جس کی نظر میں وہ فقط ایک نام بھی نہ تھی۔ وہ اپنے گرد عزت کے وسیع خول میں مقید تھی۔

وہ اپنی رہائش گاہ سے تقریباً آدھے میل کی مسافرت پر تھی جب اُس نے اُس دغاباز انسان کو اُس پہاڑی نالے سے اترتا دیکھا۔ ایسے بے رونق اور زرد گویا سورج کی روشنی میں شعلہ ہو جو اُس کے انداز میں ڈگری کا پیش خیمہ تھی۔

نئے چارے کے ذخیرے کے خریدار گزشتہ ماہ کے دوران اُس کے متعلق دریافت کر رہے تھے جس پر لوگوں نے جواب دیا۔ ایڈگن ہیتھ پر۔ اور اُن کا یہ جواب کئی دنوں سے تھا۔ اب جبکہ ہیتھ بھیڑیوں اور چرواہوں سے زیادہ گھاس اور جھاڑیاں کاٹنے والوں سے بھرا پڑا تھا۔ جو شمال اور مغرب کی جانب بکثرت پائے جاتے تے۔ اُس کا وہاں ڈیرہ ڈالنے کی وجہ اب تک واضح نہ تھی بالکل ایسے جب اسرائیل[1] کی زن میں اس کی حیثیت مرکزی اور بعض اوقات پسندیدہ تھی۔ لیکن ہیتھ میں رہائش کے لیے ڈگری کا بنیادی مقصد چارے کی خرید و فروخت کبھی نہ رہا تھا۔ بطور خاص سال کے اُس حصے میں جب اُس کے اکثر ساتھی سردیوں کے موسم میں پہنچ چکے تھے۔

یوسٹیشا نے ایک تنہا آدمی کو دیکھا جبکہ ویلڈیو نے اُس کو اپنی آخری ملاقات کے دوران مطلع کیا تھا کہ مسز ییوبرائٹ نے وین کو مسترد کر دیا تھا کیونکہ وہ تھامسن کا منگیتر بننے کے لیے تیار اور بے تاب تھا۔

اُس کا بدن مکمل چہرہ اچھے نقوش لیے نوجوان، روشن آنکھیں تیز ذہن اور اُس کا مقام اگر چاہے تو مزید بہتر کر سکتا تھا۔ لیکن اِن تمام امکانات کے باوجود ایسا لگتا نہیں تھا کہ تھامسن اس اشاعیلی[2] مخلوق کو قبول کرے گی۔ کیونکہ ییوبرائٹ جیسا کزن اُس کے پہلو میں تھا اور بالکل اسی طرح ویلڈیو بھی کچھ غیر معمول نہ تھا۔ اس بات کا اندازہ لگانے میں یوسٹیشا کو زیادہ وقت نہ لگا کہ بیچاری مسز ییوبرائٹ نے اُس کے مسقبل کے بارے میں پریشان وقت میں اُس عاشق کا ذکر بھی کر دیا تھا تاکہ دوسرے لوگوں کی لگن کو بھڑکایا جاسکے۔ اب یوسٹیشا ییوبرائٹ کے ساتھ تھی اور خالہ کی خواہش کی اصلیت کو بھانپ گئی تھی۔

بظاہر گزشتہ ملاقات کی گہری یادوں کا شائبہ تک بھی اُس کے انداز میں نہ تھا۔

۱۔ (Zen): دیوتاؤں کا خدا اور کائنات کا مالک مانا جاتا ہے۔ (بحوالہ اردو انگریزی قومی لغت)

۲۔ (Ismalli): نہر سویز کے قریب مصر میں واقع ایک قصبے کا نام ہے جس کی وجہ شہرت مفیریا کے خلاف کا آغاز تھی وہاں کے باسیوں کو اسماعیلی کہا جاتا تھا۔

"صبح بخیر! ریڈل مین "اُس نے اپنی گہری سایہ دار آنکھوں کو بمشکل اُٹھایا میں نہیں جانتا تھا کہ تم اس قدر نزدیک ہو گی۔ کیا تمہاری گاڑی بھی قریب ہے؟ وین نے اپنا بازو گڑھے کی جانب موڑا جس کے اندر گھنے خار دار پودے اگرچہ بے ہنگم طرح سے اُگا تھا اور چھونے میں قدرے سخت تھا لیکن سردیوں کی صبح میں ایک مہربان سایہ تھا۔ پت جھڑیا پودوں میں موسم سے آخر میں یہ اپنے پتے گراتے تھے۔ وین کی گاڑی کو دیوتاؤں کا خدا اور کائنات کا مالک مانا جاتا ہے۔ چھت اور چمنی جھاری کے الجھاؤ اور نقش و نگار سے نظر آتی تھی۔

"تم اس جگہ کے قریب ہی رہتے ہو؟ "اُس نے مزید انہماک سے دریافت کیا۔

"ہاں۔ میرا کام اپنی جگہ پر ہے۔"

تمھارا کاروبار فقط چارے کی خرید و فروخت نہیں ہے؟

"اِس کا مس بیوبرائٹ سے تعلق ہے؟"

"اُس کا تمھارے ساتھ شادی کرنے کی وجہ سے؟"

"وین اِس بے عزتی پر سرخ ہو گیا۔ میرا مذاق مت اُڑائیں۔ مس وائے۔"

اُس نے کہا۔

"یہ سچ نہیں ہے۔ یقیناً نہیں۔"

اب وہ اس بات کی قائل ہو گئی تھی کہ ریڈل مین فقط مسز بیوبرائٹ کے دماغ کا فتور تھا۔ مزید یہ کہ اُس کو اس عاجز جگہ پر ترقی کے بارے میں بھی مطلع نہیں کیا گیا تھا۔

"یہ صرف میرا خیال تھا۔ "اُس نے خاموشی سے کہا اور مزید کسی تقریر کے لیے آگے بڑھ گیا۔ جب وہ روشنی کی جانب دیکھ رہا تھا تو اُس نے کسی دردناک جانی پہچانی صورت کو پُر پیچ بل کھاتے اور نیچے رستے پر جاتے دیکھا جو اوپر چوٹی تک جاتا تھا۔ جہاں پر وہ کھڑی تھی۔ اُس کے رستے پر ناگزیر خم کے باعث اُس کی کمر اب اُن کی جانب ہی تھی۔ اُس نے اردگرد دیکھا۔

اُس آدمی سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فقط ایک ہی رستہ تھا۔ اُس نے وین سے درخواست کی۔

"کیا تم مجھے اس گاڑی میں کچھ منٹ آرام کرنے کی اجازت دو گے ؟ کنارے گیلے ہیں اس لیے بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں۔"

"یقیناً میڈم اس آپ کے لیے جگہ بنادوں گا"

وہ اُس کے پیچھے جھاڑیوں میں اُس کی رہائش گاہ تک گئی۔ وین گھر کے اندر چلا گیا اور تین ٹانگوں والا سٹول دروزے کے ساتھ رکھ دیا۔

"میں آپ کے لیے کچھ کر سکتا ہوں"؟ اُس نے نیچے اُترتے اور دروازے سے علیحدہ ہوتے کہا اور دوبارہ نیچے چلتے ہوئے سگریٹ پینے لگا۔

یوسٹیٹا گاڑی پر چڑھی اور سٹول پر بیٹھ کر اُس رستے کو دیکھنے لگی۔

جلد ہی اُسے قدموں کی آواز آئی جو دوستانہ ہر گز نہ تھے۔ دونوں آدمیوں نے ریڈل مین کو صبح بخیر کہا۔ جب یوسٹیٹا کو پسپا ہوتی کمر اور کندھے نظر آنے لگے تو اُس نے گردن کو پھیلایا۔ اُس کو منحوس ترتم کو احساس ہوا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ایسا کیونکہ ہے؟ اگر اُس کے بدلے جذبات میں کوئی فیاضی کا عنصر ہوتا تو یہ یقیناً ایک کمزور احساس تھا عاشق کو معشوق کے نظارے کا جو فی الحال معشوق نہ تھا۔

جب یوسٹیٹا نیچے اُتر کر اپنے رستے پر ہوئی تو ریڈل مین اُس کے نزدیک آیا۔ "وہ شخص مسٹر ویلڈیو تھا جو اُس لمحے اس کے قریب سے گزرا تھا"۔ اُس نے آہستگی سے کہا۔ اور اُس کے چہرے سے یہ عیاں تھا کہ وہ اس طرح اُس کے بنا دیکھے گزر جانے پر برانگیختہ ہو گی۔

"ہاں۔ میں نے اُس کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا تھا۔ "یوسٹیٹا نے جواب دیا۔ تم مجھے یہ خبر کیوں دے رہے ہو؟ یہ اک دلیرانہ سوال تھا جس کے اندر ریڈل مین کے گزشتہ محبت کے متعلق علم کی تعبیر تھی۔ لیکن اُس کے ناقابل بیان انداز میں وہ قوت تھی کہ وہ اُن لوگوں کی رائے کو نظر انداز کر سکتی تھی۔ جو اُن سے دور تھے۔

"مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ تم یہ سوال کر سکتی ہو"۔ ریڈل مین نے اکھڑ پن سے کہا۔ اور اب میں اس کے بارے میں جب سوچتا ہوں تو گزشتہ رات کے واقعات اس سب کے موافق نظر آتے ہیں۔"

"آہ۔ وہ کیا تھا۔ یوسٹیشا اُس کو چھوڑنا بھی چاہتی تھی لیکن اس سب کے متعلق جاننے کی بھی خواہاں تھی۔ مسٹر ویلڈیو کافی دیر سے کھڑا ایک عورت کا انتظار کر رہا تھا جو نہ آئی۔ یوں لگتا ہے کہ تم بھی کسی کے انتظار میں ہو؟"

"ہاں۔ میں ہمیشہ کرتا ہوں اور اس مایوسی کے عالم میں دیکھ کر مجھے گویہ مسرت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ آج رات دوبارہ ادھر ہو گی۔"

"دوبارہ سے نااُمید ہونے کے لیے۔ سچ یہ ہے ریڈل مین وہ عورت ویلڈیو اور تھامسن کی شادی کی راہ میں حائل ہونے کی بجائے اس کو سرانجام دینے میں خوش ہو گی۔"

یہ اعتراف وین کے لیے یقیناً باعث حیرت تھا لیکن اُس نے اس بات کا اظہار نہ کیا۔ "میرے آداب و تسلیمات عرض کر دینا جو توقعات سے کافی زیادہ ہیں لیکن عموماً اِن دو ملاقاتوں اور اوپر جانے کے معاملات کے دوران۔ درحقیقت مس۔ اُس نے جواب دیا۔"

"آپ کو کیسے علم ہے کہ مسٹر ویلڈیو آج رات کورین بیرو آئیں گے "؟ اُس نے دریافت کیا۔

میں نے اُسے خود سے کہتے سُنا تھا۔ یوسٹیشا لمحہ بھر گہری کالی آنکھوں کو بے تابی سے اُس پر گاڑھتے ہوئے بڑبڑائی۔ "کاش میں جانتی کہ کیا کرنا چاہیے تھا۔ میں اُس کے ساتھ یوں غیر مہذب نہیں ہونا چاہتی تھی لیکن اب دوبارہ اُس کو دیکھنا نہیں چاہتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے اُس کو کچھ چیزیں واپس کرنا ہیں"۔

اگر آپ اُس کو میری وساطت سے پیغام بجھوانا چاہتی ہیں ایک تحریر کے ذریعے جس میں واضح کر دیں کہ آپ مزید اُس ے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی ہیں۔ میں آپ کا پیغام نہایت رازدارانہ انداز میں لے کر جاؤنگا۔ اور یہ اُس کو تمھارے خیالات سے مطع کرنے کا بہترین انداز ہے۔"

یوسٹیشا وہاں سے رخصت ہوئی۔ رستہ چونکہ مختصر اور گھنا تھا اس لیے ریڈل مین اُس کے عین پیچھے تھا۔ اُس کا نانا کنارے پر کھڑا افق کو اپنی دوربین کی مدد سے سست رفتاری سے دیکھتا۔ وین کو الوداع کہہ رہا تھا۔ اس لیے گھر میں تنہا داخل ہوئی۔

دس منٹ کے بعد وہ ایک تحریر اور پارسل کے ہمراہ واپس آئی ار اُن کو اُس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا۔ "تم اس کے لے جانے میں اس قدر بے تاب کیوں نظر آتے ہو؟"

"کیا تم یہ سوال کرنے کی مجاز ہو؟"

"میرے خیال میں اس طرح تم تھامسن کی مدد کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم اب بھی اُس کی شادی میں مدد کرنے کے لیے بے تاب ہو؟"

"وین کسی حد تک راغب ہوا۔ میں جلد ہی خود اس سے شادی کر لیتا" اُس نے آہستگی سے کہا۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں اگر وہ اُس کے بغیر خوش نہ رہ سکی تو میں اپنا فرض ادا کر کے جو بن سکا جیسا کہ ایک مرد کو کرنا چاہیے۔"

یوسٹیثا نے تجسس بھرے اندا میں اُس شخص کو دیکھا جو اس انداز میں بات کر رہا تھا۔ کیا عجیب محبت ہے؟ خود غرضی کی ہے، عموماً اس جذبے کا اہم جزو ہوتا ہے بعض اوقات تو فقط خود غرضی ہی رہ جاتی ہے۔ ریڈل مین کی بے غرضی قابل عزت تھی۔ اُس نے اکثر اس کو غلط سمجھا تھا۔ پھر تو ہم دونوں کے خیالات کس قدر ملتے ہیں۔" اُس نے کہا۔

"ہاں۔ وین نے غمزدہ انداز میں کہا۔ لیکن اگر آپ یہ واضح کریں گی کہ آپ کو اُس میں کیوں کر اس قدر دلچسپی ہے تو مجھے آسانی ہو جائے گی۔ یہ بہت اچانک اور عجیب تھا۔"

یوسٹیثا پریشان نظر آ رہی تھی۔ "میں تمھیں وہ سب کچھ نہیں بتا سکتی" اُس نے سرد مہری سے جواب دیا۔

وین نے مزید کچھ نہ کہا۔ خط کو جیب میں ڈالا اور یوسٹیثا کی جانب جھکتے ہوئے رخصت ہو گیا۔ ویلڈیو نے تعجب کے ساتھ اُن کو وصول کیا۔ "مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس کا مطلب کیا ہے؟" اُس نے کہا۔

"آپ یہاں پر کیسے آئے ہیں؟ یقیناً غلطی سے۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد آپ کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔ فقط روشنی کی ضرورت ہے۔ ریڈل مین نے روشنی جلائی، موم بتی کو اُس سے سلگایا اور

اپنی ٹوپی میں اس کو چھپایا۔ موم بتی کی روشنی میں اپنے ساتھی کی شخصیت کی مبہم سُرخی کو پہچانتے ہوئے ویلڈیو نے سوال داغا۔

"تم ریڈل مین ہو جس کو میں نے آج صبح پہاڑوں پر دیکھا تھا۔"

"کیوں۔ کیا تم وہ نہیں ہو؟"

برائے مہربانی خط کو پڑھیے۔

اگر تم وہاں سے آئے ہو تو یقیناً مجھے اس بات پر کوئی حیرت نہیں ہے۔ ویلڈیو بڑبڑایا۔ جو نہی اُس نے خط کا لفافہ مسز ویلڈیو کی جانب کھولا اور اُسے پڑھنے لگا۔ اُس کا چہرہ رنجیدہ ہو گیا تھا۔

کافی سوچنے کے بعد میں نے ایک مرتبہ اور ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں تمھارے ساتھ مزید کوئی رابطہ نہیں رکھوں گی۔ میں اس معاملے پر جتنا بھی غور و فکر کرتی ہوں اس نتیجے پر پہنچتی ہوں کہ اب ہماری ملاقاتوں کو اختتام پذیر ہونا چاہیے۔ اگر تم گزشتہ دو سالوں سے مجھ سے وفاداری نبھاتے رہے ہو تو مجھ پر بے وفائی کا الزام دھرنے میں حق بجانب ہو۔ لیکن اگر ٹھنڈے دل سے سوچو تو میں تمھاری بے وفائی کے ایام میں کیا کچھ برداشت نہیں کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تمھارا اوروں سے عشق معاشقہ کا سلسلہ۔ تم یہ بات تسلیم کرو گے کہ مجھے اپنے جذبات پر غور کے لیے وقت درکار رہے ہو گا۔ اب حالات پہلے کی طرح نہیں ہیں۔ لیکن اس میں میرا ہی قصور ہے لیکن یہ ہی واحد وجہ ہے جس کے باعث تم مجھے آڑے ہاتھوں لے سکتے ہو۔ جو چھوٹے موٹے تحائف تم نے مجھے اس تعلق کے آغاز میں دیے تھے۔ وہ میں اس خط کے لے جانے والے کے حوالے کر رہی ہوں۔ اور جب میں تمھاری اُس کے ہمراہ منگنی کی خبر سُنوں گی تو یہ تمام تحائف تم مجھے واپس کرو گے۔

یوسٹیشا۔

جب ویلڈیو اُس کے نام تک پہنچا تو وہ گھبراہٹ جس کے ساتھ اُس نے اوپر والا حصہ پڑھا تھا اب مزید بڑھ کر افسردگی میں بدل گئی تھی۔

"مجھے دونوں طرف سے بے وقوف بنایا گیا ہے۔ اُس نے غصے سے کہا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس خط کے اندر کیا لکھا ہے؟"

ریڈل مین نے زیر لب دُھن گنگنائی۔ "کیا تم مجھے جواب نہیں دے سکتے ہو؟" ویلڈیو نے گرمجوشی سے کہا۔

رِم۔رِم۔رِم۔ ریڈل مین گنگنایا۔ ویلڈیو زمین کو گھورتے ہوئے وین کے قدموں کے قریب کھڑا تھا۔ اور ویلڈیو کو سر تا پیر دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ روشنی میں سر تا پیر منور تھا۔ اچھا میں فرض کرتا ہوں کہ میں اُس کا حقدار ہوں۔ یہ دیکھتے ہوئے کس طرح اُن دونوں سے کھیلنے آیا ہوں۔ اُس نے بالآخر خود ڈگری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن اِن تمام انوکھی چیزوں کو جن کے متعلق مجھے کبھی علم تھا، اُن میں سب سے نرالی چیز یہ تھی کہ تم اپنے مفاد کے لیے بھاگ کر مجھے یہ حوالے کرنے آئے ہو۔"

"میرا مفاد؟ یقیناً یہ بات تمھارے فائدے میں تھی کہ کچھ بھی ایسا نہ ہونے پائے جو دوبارہ تھامسن کو میرے قریب لے آئے، اب تو اس نے تمھیں قبول کر لیا ہے یا پھر ایسی ہی کوی بات ہے تو پھر کیا یہ سچ نہیں ہے؟ مسز ییوبرائٹ کے بقول تم اُس سے شادی کرنے والے ہو۔

"اللہ معاف کرے۔ میں نے پہلے بھی یہ بات سُنی تھی لیکن اس پر یقین نہیں رکھتا ہوں۔ اُس نے بھلا کب ایسا کہا تھا؟"

ویلیڈیو ریڈل مین کے جانے کے بعد بڑبڑانے لگا۔

"میں اب بھی اس بات کا یقین نہیں کرتا ہوں"۔ وین چلایا۔

تم۔ تم ویلڈیو گنگنایا۔

"اوہ میرے خدایا۔ ہم اُس کی نقل اتار سکتے ہیں۔ وین نے نفرت انگیز انداز میں کہا۔

میں یہ بات کروں گا اور براہ راست اُس کے پاس جاؤنگا۔ ڈگری فیصلہ کن قدموں کے ساتھ رخصت ہوا۔ اُس کی نگاہیں وین کی جسامت کو تمسخر سے دیکھ رہی تھیں۔ گویا وہ گھاس کاٹنے والوں سے زیادہ نہ ہو۔ جب ویلڈیو کا سراپا نظروں سے اوجھل ہوا تو ویلڈیو نیچے اُترا اور وادی کی ایک کھائی میں کھو گیا۔

بیک وقت دو خواتین سے ہاتھ دھو بیٹھا، وہ جو اُن دونوں کا محبوب بھی رہ چکا ہو۔ ایک مضحکہ خیز بات تھی اس کے ساتھ ساتھ ناقابل برداشت بھی۔ وہ فقط خود کو معقول طریقے سے تھامسن سے بچا سکا تھا کیونکہ

اگر وہ اُس کا خاوند بن جاتا تو یوسٹیٹا کا پچھتاوا طویل المعیاد اور تلخ تر ہو جاتا۔ ایسا حیران کن ہر گز نہ تھا کہ ویلڈیو پس منظر میں موجود شخص کی موجودگی سے انجان تھا اور اُس کے خیال میں یہ کردار یوسٹیٹا ادا کر رہی تھی۔ یہ یقین کرنا کہ خط کسی لمحاتی ناراضگی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ یہ انبساط کرنا کہ اُس نے واقعی اُس کو تھامسن کے لیے چھوڑا تھا، ضروری تھا اُس شخص کے زیر اثر ہونے والی تبدیلی کا علم ہونا جو یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ اُس نئے جذبے کی لالچ میں سخی ہو گیا تھا۔

ایک کزن کو بچانے کی خاطر وہ دوسرے کے ساتھ بھی آزادانہ کھیل رہی تھی جبکہ اُس کے غائب ہونے کے شوق میں اُس نے اُس کو بھی چھوڑ دیا تھا۔

جلد شادی کر کے اس گتھی کو سلجھانے اور مغرور لڑکی کا دل جیتنے کے لیے ویلڈیو اپنے رستے پر ہو گیا۔ اسی اثناء میں وین اپنی گاؤں میں واپس آ گیا تھا جہاں وہ چولھے کے اندر متفکر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اب تو اُس کے لیے نئے سلسلہ تصورات کا در وا ہو گیا تھا۔ تاہم ہونہار مسز یبوپرائٹ کی اُس کے متعلق رائے اُس کی بھانجی کے لیے بحیثیت امیدوار ایسی صورتحال تو ناگزیر تھی تھامسن کی حمایت میں اور وہ تھی اُس کا موجودہ صورتحال میں الگ تھلک ترک تعلقات کا طرز زندگی۔ اس بارے میں اُس کو مشکلات ہی نظر آ رہی تھیں۔ وہ اگلے دن تک تھامسن سے ملاقات کے اپنے منصوبے کو تکمیل کرنے کا وقت نہیں لے سکتا تھا۔ اِس لیے اُس نے فوراً لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ جس کے لیے تقریباً بیس منٹ وین کی لالٹین کے سامنے کھڑا ہوا۔ ریڈل مین کے پاس صرف ایک چہرہ ہوتا ہے جس کے شنگرفی رنگ ایک دن میں صاف نہیں ہو سکتے تھے۔ دروازے کو قفل سے بند کرتے ہوئے وین بلوم اینڈ کی جانب بڑھ گیا۔ وہ لکڑیوں کے سفید گٹھے کے قریب پہنچ گیا اور اپنا ہاتھ دروازے کے اوپر رکھا جب گھر کے دروازے تیزی سے کھُل اور بند ہوئے۔ ایک خاتون دبے پاؤں اندر آئی اور اُس کے ساتھ ایک مرد برآمدے میں کھڑا نظر آ رہا تھا جو گھر سے باہر نکلا اور وین کے اوپر کھڑا تھا۔

"اوئے۔ تم بہت جلدی میں ہو"۔ ڈگری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور تم سُست رفتار ہو۔ تمھیں یہ علم ہو گا۔ ویلڈیو نے کہا اور اپنی آواز دھیمی کر لی۔ تم بھی اب دوبارہ گھر جا سکتے ہو۔ میں نے دعویٰ کیا اور اُسے حاصل کر لیا۔ شب بخیر ریڈل مین اور ویلڈیو چل دیا۔

وین کا دل اس بات پر افسردہ ہو گیا۔ اگرچہ وہ بے جا طور پر بھرا بھی نہ تھا۔ وہ تقریباً پون گھنٹے تک مذبذب انداز میں لکڑیوں کے اوپر جھکا تھا۔ پھر وہ باغ کے رستے چل دیا، دروازہ کھٹکھٹایا اور مسز ییوبرائٹ کے متعلق دریافت کیا۔ اُس کو اندر مدعو کرنے کے بجائے وہ برآمدے میں گئی۔ اُن دونوں کے بیچ دس منٹ کے لیے مدھم آواز میں مذاکرات چلتے رہے جس کے اختتام پر مسز ییوبرائٹ اندر آگئی اور وین افسردہ اُسکے قدموں کا کھوج لگانے لگا۔ جب وہ دوبارہ اپنی وین تک پہنچا، لالٹین کو روش کیا اور لاپرواہی کے ساتھ فوراً اپنا بہترین لباس نکالنے لگا تاکہ چند منٹوں میں وہ دوبارہ سے ایسا ہی مکمل اور ناقابل تبدیل ریڈل مین نظر آنے لگا تھا جو اِس سے قبل تھا۔

(۸)۔ ایک نرم دِل میں مضبوطی

اُس شام بلوم اینڈ کی فضا گرم اور آرام دہ لیکن قدرے خاموش تھی۔ کلائم گھر پر نہ تھا۔ وہ اپنے دوست سے ملنے کرسمس سے لے کر اب تک چند ایام کے لیے جو میلوں کی مسافت پر رہتا تھا۔ وہ سایہ جو وین نے ویلڈیو سے جُدا ہوتے دیکھا تھا، جلدی سے اندر داخل ہو گیا تھا۔ اور وہ تھامسن کا سایہ تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اُس نے چغہ اُتار پھینکا جو لاپرواہی سے اُس کے گرد لپٹا تھا اور مسز ییوبرائٹ کے کام والے میز پر گئی تاکہ وہ چمنی سے باہر نکل آئے۔

"مجھے تمھارا اس طرح ہنسنا اور باہر پھرنا پسند نہیں ہے" اُس کی خالہ نے آہستگی سے کام پر نظر اُٹھائے بنا کہا۔ "میں صرف گھر سے باہر گئی تھی"۔

"اچھا؟" مسز ییوبرائٹ نے اُس کے لہجے میں بدلاؤ دیکھ کر ٹھٹھک کر دریافت کیا اور اسے بغور دیکھا۔ تھامسن کی ٹھوڑی اب ایسی صاف شفاف تھی جیسی مصائب سے دوچار ہونے سے قبل ہوا کرتی تھی اور آنکھیں ویسی روشن تھیں۔

"یہ وہی تھی جس نے دروازہ پر ستک دی تھی۔" اُس نے کہا۔ ' میرا بھی یہی خیال ہے۔

اُس کی خواہش ہے کہ شادی فوراً ہو جائے۔

"سچ۔ وہ کس لیے بے تاب ہے؟ مسز ییوبرائٹ نے اپنی بھانجی کو متلاشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ مسٹر ویلیڈیو گھر کیوں نہیں آیا؟

وہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ آپ کا اُس کے ساتھ رویہ دوستانہ نہیں ہے۔ یہ اُس کا کہنا ہے وہ کل ہی رازدارانہ انداز میں اپنے کلیسا کے چرچ میں ہو گا۔

"آہ۔ اور تم نے پھر کیا کہا؟"

"میں اُس کی اِس بات سے متفق ہوں۔" تھامسن نے مضبوطی سے جواب دیا۔

"میں ایک عمل پسند خاتون ہوں جو دل کی بات پر دھیان نہیں دیتی۔ کلائم کے خط کے باوجود میں ہر حال میں اُس کے ساتھ شادی کروں گی۔"

مسز ییوبرائٹ کی کام والی ٹوکری میں ایک خط پڑا تھا اور بقول تھامسن۔ خالہ نے اُسے دوبارہ کھولا تھا اور تقریباً دسویں مرتبہ خاموشی سے اُس کو پڑھ رہی تھی۔

"اِس بیہودہ کہانی کا آخر کیا مطلب ہے جو لوگ تھامسن اور ویلڈیو کے متعلق پھیلا رہے ہیں میں تو اُس رسوائی کو ذلت آمیز کہوں گی اگر اس میں ذرا برابر صداقت ہوئی تو۔ کیسے اتنی بڑی بے وقوفی ہو سکتی ہے؟"

"کہتے ہیں کہ اگر گھر باتیں کی سُننا چاہتے ہو تو باہر جا کر سُنیں اور میرے ساتھ بالکل ایسا ہی ہوا ہے۔ بے شک میں اس حقیقت کو ہر موڑ پر جھٹلاتی آئی ہوں لیکن یہ بات مجھے زچ کرتی ہے اور حیران ہوں کہ یہ سچ کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ انتہائی مضحکہ خیز بات ہے کہ تھامسن جیسی لڑکی شادی کے دن اقرار محبت سے مکر کر ہمیں نیچا دکھا سکتی ہے۔"

"اُس نے کیا کیا ہے؟"

ہاں۔ مسز ییوبرائٹ افسردگی سے خط کو نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ تم سمجھتی ہو کہ تم اُس سے شادی کر سکتی ہو تو کر لو۔ اور مسٹر ویلڈیو کی خواہش کے مطابق شادی بالکل غیر رسمی ہو تو اُسی طرح ہونے دو۔ میں بے بس ہوں۔ اب سب کچھ تمھارے اختیار میں ہے۔ جب تم اس گھر کو چھوڑ کر اینچل بری چلی گئی تھیں تو میری ہمت جواب دے چکی تھی۔ اُس نے تلخ لہجے میں کہا۔ میں بھی سوال کر سکتی ہوں؟ تم آخر کیونکر اس معاملے میں مجھ

سے مشورہ مانگتی ہو۔ اگر تم نے یہاں سے جاکر بنا پوچھے اُس سے شادی کرلی تو بھی یں تم سے ناراض نہیں ہوسکتی۔ صاف ظاہر ہے کہ تم سے بہتر کام کی توقع مجھے ہرگز نہیں تھی۔"

"ایسا بول کر مجھے مایوس نہ کریں۔" تھامسن نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں نہیں کروں گی۔"

"میں اُس کے لیے گزارش نہیں کرتی خالہ جان۔ انسانی فطرت کمزور ہے اور میں اندھی ہرگز نہیں کہ اِس بات پر اسرار کروں کہ وہ مکمل ہے۔ میں ایسا سوچتی تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ مجھے اپنا راستہ معلوم ہے اور ہم دونوں ایسے ہی رہیں گے"۔ مسز ییوبرائٹ نے اُٹھتے ہوئے اُس کو بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ تو پھر شادی اُسی دن کی صبح کو ہو گی جب کلائم گھر پہنچے گا۔"

"ہاں۔ میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اُس کے آنے سے پہلے سب کام مکمل ہونے چاہییں۔ اس کے بعد ہی ہم دونوں اُس کا سامنا کرسکیں گے۔ رازداری کا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔"

مسز ییوبرائٹ نے اپنا سر متفکر رضامندی کی صورت میں ہلایا اور فی الحال یہ کہا۔ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں تمھیں رخصت کردوں؟ میں ایسا کرنے کو فوراً تیار ہوں۔ اگر تم چاہو تو؟ جیسا میں پچھلی مرتبہ رضامند تھی۔ یک بارگی تمام پابندیاں توڑ کر میں اس سے کم کچھ کرسکتی ہوں۔ میرا نہیں خیال کہ میں آپ کو مدعو کرسکوں گی"۔ تھامسن نے ہچکچاہٹ سے فیصلہ کُن انداز میں کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنا ناخوشگوار ہو گا۔ لیکن وہاں پر صرف اجنبی لوگ ہونے چاہییں اور رشتہ داروں میں سے کوئی نہیں ہونا چاہیے"۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔ ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی ہوں جس کے باعث آپ کی ساکھ خراب ہو اور میں محسوس کرتی ہوں کہ آپ کی موجودگی میں مجھے گزشتہ واقعات بے چین کردیں گے۔ فقط آپ کی بھانجی ہوں اور آپ کو میرے متعلق فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے"

"اچھا۔ تو وہ اب بھی ہم پر غالب ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ تمھارے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے اور اِس طرح میری کی ہوئی بے عزتی کا بدلہ لے رہا تھا جو میں نے اُس کے ساتھ پہلی ملاقات میں کی تھی"۔

"اوہ۔ نہیں۔ خالہ۔ وہ بڑبڑائی" اِس کے بعد انہوں نے مزید اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پرہیز کیا۔

اُس کے فوراً بعد ہی ڈگری نے دستک دی اور مسز بیوبرائٹ جو اُس کے ساتھ گفتگو کر کے برآمدے میں آرہی تھیں نے لاپرواہی کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمھارا دوسرا عاشق پوچھنے کے لیے آگیا ہے"

"نہیں۔ ہاں وہ خبطی نوجوان وین"

تمھارا پتہ مانگ رہا ہے؟ اُس نے بتایا کہ وہ کافی دیر سے آیا تھا"

تھامسن نے شمع کے شعلے کو خاموشی سے دیکھا۔ "بیچارا ڈگری" اُس نے کہا اور پھر دوسرے کاموں میں منہمک ہو گئی۔ دوسرا دن تیاری کے کاموں میں گزر گیا۔ اور دونوں خواتین سر تا پیر خود کو ان میں غرق کرنے کو بے تاب تھیں تاکہ صورتحال کے جذباتی پہلوؤں سے فرار حاصل کر سکیں۔ پہننے کے لیے مذہبی پوشاکیں اور ایسی دوسری اشیائ جمع کی جارہی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گھریلو تفصیلات پر بھی بکثرت رائے زنی ہورہی تھی تاکہ کسی بھی اندرونی وسوسے کو دھندلا کر سکیں۔

بالآخر وہ مقررہ صبح آن پہنچی جب اُس کو ویلڈیو کی مستقبل کی بیوی بننا تھا۔ انتظامات میں طے شدہ پروگرام کے مطابق ویلڈیو کو اُسے چرچ میں ملنا تھا تاکہ کسی بھی قسم کے ناخوشگوار تجسس کو ختم کیا جاسکے جو اُن دونوں کو متاثر کر سکتا تھا اگر وہ عام حالات میں باہم چلتے ہوئے پائے گئے۔ دونوں سونے کے کمرے میں کھڑی تھیں جہاں دلہن تیار ہو رہی تھی۔ سورج کی دھوپ کی رسائی جہاں تک تھی وہاں پر اُس نے تھامسن کے بالوں کا عکس بنایا تھا۔ جن کو وہ ہمیشہ گھوندھے رکھتی تھی۔

جبکہ بالوں کو وہ تاریخ کے حساب سے باندھتی تھی جس قدر اہمیت کا حامل دن ہوتا تھا اُس کی چٹیا میں اتنے ہی بل ہوتے تھے۔ عام دنوں میں اس کے تین بل ہوتے جبکہ اتوار کے دن چار ہو جاتے۔ موسم بہار کے آغاز، خانہ بدوشانہ اور اس طرح کے اہم مواقع پر اس کو پانچ بل دیتی تھی۔ کئی برس قبل اُس نے کہا تھا کہ شادی کے دن وہ سات بل دے گی اسی لیے آج اس نے اپنی چٹیا کو سات بل دے تھے۔

"میں سوچ رہی تھی کہ بالآخر میں اپنا نیلے رنگ کا ریشمی جوڑا زیب تن کرونگی"۔ آج میری شادی کا دن ہے اگرچہ یہ ایک افسردہ لمحہ ہے۔"اُس نے کہا۔ میں کسی غلط تاثر کو درست کرنے کو بے چین ہوں۔ آج میں افسردہ نہیں ہوں لیکن قبل ازیں عظیم مایوسیاں اور مصائب غم زدہ تھے"۔ مسز بیو برائٹ نے اس انداز میں سانس لی جس کو آہ بھرنا کہا جاسکتا ہے۔

"یہ میری خواہش تھی کہ کلائم اس وقت گھر پر موجود ہوتا"۔ اُس نے کہا۔ یقیناً تم نے اُس کی غیر حاضری کا وقت منتخب کیا ہے۔ جزوی طور پر اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے محسوس کیا تھا کہ اُس سے سب کچھ چھپا کر میں نے اُس کے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ لیکن میں نے اُس کو دکھ دینے کے لیے ایسا نہیں کیا تھا۔ سوچا کہ اُس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں گی اور اُس کو تمام کہانی مطلع صاف ہونے کے بعد سناؤں گی۔

"تم ایک مشتاق خاتون ہو" مسز بیو برائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری خواہش تھی کہ تم اور وہ، نہیں میری ایسی کوئی خواہش نہیں تھی۔ اب تو نو بج چکے ہیں"۔ نیچے گھنٹی کی آواز سُن کر اُس نے دخل اندازی کی۔

"میں نے اُس کو خبردار کیا تھا کہ نو بجے روانہ ہونگی"۔ تھامسن نے جلد بازی میں کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔ اُس کی خالہ پیچھے تھی جب تھامسن اوپر جارہی تھی۔ دروازے سے وکٹ گیٹ تک تھوڑا فاصلہ تھا۔ مسز بیو برائٹ نے ہچکچاتے ہوئے اُس کو دیکھا اور کہا۔ "ایسے تنہا جانے کی اجازت دینا مناسب نہیں ہے۔"

"یہ ناگزیر ہے" تھامسن نے کہا۔

"کسی قیمت پر بھی" اُس کی خالہ نے پرزور تاکید سے کہا۔ میں آج دوپہر کو تمہیں بلاؤں گی اور تمھارے لیے کیک لے کر آؤں گی۔ اگر کلائم اس وقت تک لوٹ آیا تو ہوسکتا ہے وہ بھی میرے ہمراہ ہوگا۔ میں ویلڈیو کو باور کرانا چاہتی ہوں کہ میری اُس کے ساتھ کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ ماضی کو بھول جاؤ۔ اچھا۔ خدا تمھارا نگہبان ہو۔ میں توہمات پر یقین رکھنے والی خاتون نہیں ہوں۔ لیکن ایسا ضرور کروں گی اور اُس کے ساتھ ہی اُس نے واپس جانے والی لڑکی پر جوتا پھینکا، وہ مڑی، مسکرائی اور چل دی۔

مزید کچھ قدم آگے چلی اور دوبارہ مڑ کر دیکھا۔ "کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟ خالہ جان اُس نے کانپتے ہوئے دریافت کیا۔

ایک ناقابل گرفت احساس کے زیر اثر جب اُس کی نظر مسز بیوبرائٹ کے خستہ حال گیلے پاؤں پر پڑی تو وہ واپس مڑی، جبکہ خالہ آگے بڑھی اور وہ دونوں دوبارہ گلے ملیں۔ اوہ ٹاسی! خالہ نے روتے ہوئے کہا" میں نہیں چاہتی کہ تم جاؤ"

اُس کو راستہ دیتے ہوئے اور اپنے کرب کو شکست دیتے کے عمل سے گزرتے ہوئے اُس نے خدا حافظ کہا اور دوبارہ چل دی۔ بعد ازیں مسز بیوبرائٹ کی ملاقات پستہ قد عورت سے ہوئی وہ جو دور گم شدہ وادی اور کھرچتے خار دار جھاڑیوں کے بیچ قدم اُٹھا رہی تھی اور ہلکے بھورے رنگ کے وسیع میدان میں زرد نیلا نقطہ تنہا اور غیر مسلح صرف امید کی طاقت لیے تھا۔ لیکن اس تمام صورتحال میں اب تک اُس کی بدترین شہ نہیں اُبھری تھی۔ رسم کے لیے منتخب شدہ وقت ایسے مقرر کیا گیا تھا کہ کلائم کی بے تکی ملاقات سے تھامسن اور بیوبرائٹ کو فرار حاصل ہو سکے۔ جو آج شام ہی واپس آرہا تھا۔ اس جزوی سچ کو قبول کرنا جو اُس نے سُنا تھا یقیناً عاجز کر دینے والا تھا۔ اور اسی طرح اس واقعے کے نتیجے میں ہونے والی ذلت آمیز صورتحال بھی ناقابل اصلاح تھی۔ ایسا فقط دوسرے کم یاب سفر کے بعد تھا کہ وہ تبدیل ہو گئی تھی اور اب اپنا سر فخر سے بلند کر کے اُس نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ پہلی کوشش کی ناکافی محض ایک حادثہ تھا۔ ابھی اُس کو بلوم اینڈ روانہ ہوئے آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ بیوبرائٹ دوسرے جانب سے گھر میں داخل ہوا۔ "میں نے آج صبح ہی ناشتہ کر لیا تھا" اُس ماں سے ملاقات کے دوران کہا۔ "اب میں مزید کچھ نہیں کھا سکتا ہوں"۔

وہ دوبارہ کھانے کے لیے بیٹھ گیا اور مدھم آواز میں بظاہر یہ تصور کرتے ہوئے کہ تھامسن اب تک نیچے نہیں پہنچی ماں سے سوال کیا۔ "وہ کیا ہے جو میں نے تھامسن اور ویلڈیو کے متعلق سُن رکھا ہے؟"

" یہ بات کئی لحاظ سے سچ ہے"۔ مسز بیوبرائٹ نے خاموشی سے کہا لیکن اب میں امید کرتی ہوں حالات بہتر ہونگے۔ اس نے گھڑی کو دیکھا۔

کلائم نے ناشتہ پرے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تو پھر کسی قسم کا معاشقہ ہے۔ اچھا تو اُس کے ساتھ یہ مسئلہ درپیش ہے۔ اسی وجہ سے وہ بیمار تھی"؟

"ہاں! معاشقہ نہیں اسکو بد نصیبی کہہ سکتے ہیں۔ میں تمھیں تمام تفصیلات سے آگاہ کرونگی۔ ناراض ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میری بات بغور سُنو گے اور دیکھو گے جو کچھ ہم نے کہا، بہتری کے لیے کہا تھا۔ اُس کے بعد اُسے تمام صورتحال بتائی گئی۔"

پیرس واپسی سے قبل وہ یہ بات جانتا تھا کہ اُن دونوں کے بیچ جذباتی لگاؤ تھا جس کی تائید کرنے میں پہلے پہل تو اُس کی والدہ نے تحمل سے کام لیا لیکن اب تھامسن کے دلائل سے متفق ہو کر اُس نے اس معاملے پر رضامندی سے غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس لیے جب اُس نے وضاحت دینے کا طرزِ عمل اپنایا تو وہ حیرت اور مشکل میں گرفتار لگ رہا تھا۔

"اُس کا ارادہ تھا کہ شادی کے معاملہ میں تمھاری ملاقات کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ یہ سب بڑا تکلیف دہ ہے اسی وجہ سے وہ اُس کے پاس چلی گئی ہے اور آج صبح انہوں نے شادی کا انتظام بھی کر لیا ہے۔"

"لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے" کلائم نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ "کہ یہ اُس سے لگاؤ نہیں رکھتی۔ اب مجھے سمجھ میں آرہا ہے کہ آپ نے مجھے اِس کی بدنصب واپسی کے بارے میں مطلع کیوں نہیں کیا تھا جب پہلی بار اُس کا شادی کرنے کا منصوبہ تھا"؟

"اُس وقت اُس نے مجھے زچ کر دیا تھا۔ میں اُس کو سرکش سمجھتی تھی اور میرے خیال میں تم اُس کے لیے قطعاً اہم نہ رہے تھے اس لیے میں نے دعا کی کہ وہ بھی تمھارے لیے اہم نہ رہے۔ پھر میں نے سوچا کہ آخر کار وہ میری بھانجی تھی اور اُس کو نصیحت کی کہ اب شادی کرے۔ اب مجھے مزید اس معاملے میں دلچسپی نہیں لینی چاہیے اور نہ ہی تمھیں اس سلسلے میں تنگ کرنا چاہیے۔"

"مجھے اِس بات سے ہرگز زحمت نہیں ہے ماں۔ آپ نے غلط کیا"

"میرے خیال میں ایسا کرنے سے تمھارا کاروبار متاثر ہوتا اور تم ایسی ترقی کے مواقع ضائع کر دیتے اس وجہ سے تمھیں مطلع نہیں کیا۔ اگر صحیح وقت میں اُن دونوں کی شادی ہو جاتی تو میں فوراً تم کو مطلع کر دیتی۔"

"ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور تھامسن بیاہے جا رہی ہے۔"

"ہاں۔ بالکل۔ اگر مزید کوئی حادثہ درپیش نہیں ہوتا اور کیا یہ وہی شخص ہے؟"

"ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔ اُس کو جانے کی اجازت دینا ایک درست عمل تھا۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ویلیڈ یو واقعی بُرا انسان ہے؟"

"پھر تو وہ نہیں آئے گا اور یہ دوبارہ گھر واپس آجائے گی"۔

"آپ کو اس معاملے میں مزید تحقیق کرنا ہو گی"۔

"ایسا کہنا فضول ہے"۔ اُس کی ماں نے بے صبری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمھیں علم نہیں ہے کس قدر مایوسی کا سامنا تھا اُس کو۔ کتنی بے خواب راتیں گزاری ہیں ہم نے اس گھر میں اور پانچ نومبر سے لے کر اب تک ہمارے درمیان کس قدر تلخ کلامی ہو چکی ہے اور دعا گو ہوں کہ ایسا وقت دوبارہ کبھی نہ آئے۔ تھامس نے ابھی دروازے سے باہر بھی قدم نہ رکھا تھا اور میں لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہی اور اب تم بھی مجھے اُس واحد امر کے لیے موردالزام ٹھہراتے ہو جو شاید اُس کے مصائب کا واحد حل تھا۔

"نہیں" اُس نے آہستہ سے کہا۔ "اس تمام معاملے میں میں آپ کو ہرگز موردالزام نہیں ٹھہراؤں گا لیکن صرف یہ سوچیں کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ کس قدر اچانک ہوا ہے۔ کہاں تو میں بے خبر تھا اور اب اچانک خبر دی جا رہی ہے کہ ٹامسی کی شادی ہونیوالی ہے۔ چلیں۔ فرض کر لیتے ہیں کہ اس کا کوئی بہتر حل موجود نہ تھا۔ لیکن کیا آپ کو خبر ہے امی جان؟ اُس نے ایک یا دو منٹ کے بعد اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے ماضی کی تاریخ میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "میں کبھی اُس کو اپنی محبوبہ گردانتا تھا۔ ہاں میں تھا۔ ہم لڑکے بھی کس قدر عجیب ہوتے ہیں اور اب جب کہ میں گھر لوٹا اور اُس کو دیکھا تو وہ مجھے پہلے سے کہیں زیادہ دلکش نظر آئی اور گئے دنوں کی یاد میرے دل میں از سرِ نو تازہ ہو گئی۔ بطور خاص دعوت کی رات جب اُس کی طبیعت بہتر

نہ تھی تو کیا یہ اُس کے ساتھ زیادتی نہ تھی کہ ہم نے اُسی دن دعوت رکھ لی؟ گو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے ہی تمام انتظامات کیے تھے اور ضرورت سے زیادہ افسردہ ہونے کی اب ضرورت نہیں ہے۔"

"اب خاموش ہو جاؤ اور از سر نو اُس کی بد نصیبیوں کا تذکرہ خود کو مفلسانہ غمزدہ خوش آمدید کہنے کے مترادف ہو گا"

کلائم سوچ میں گم تھا پھر یوں گویا ہوا "میری خواہش تھی کہ آپ لوگ وہ دعوت نہ رکھتے جس کی کچھ اور وجوہات بھی ہیں جن کے بارے میں آپ کو بعد میں بتلا دونگا فی الحال تو ہمیں تھامسن کے بارے میں سوچنا چاہیے۔"

وہ خاموش ہو گئے پھر اس نے دوبارہ کہا کہ میں آپ کو بتادونگا کہ کیا وجوہات ہیں؟

اُس کے انداز میں نیند کا غلبہ تھا۔ "میرے خیال میں اسی طرح شادی کی اجازت دے کر ہم اس کے ساتھ کوئی اچھا برتاؤ نہیں کر رہے ہیں۔ ہم نہ اُس کا خیال رکھ رہے ہیں اور نہ حوصلہ بڑھا رہے ہیں۔ اُس نے ایسا کچھ نہیں کیا جس کی وجہ سے اُس کی قدر و منزلت میں کمی آجائے۔ اس قدر ہنگامی حالات میں اور رسم و رواج کے بغیر شادی کا انعقاد کرنا زیادتی ہے۔ اور مزید یہ کہ ہم لوگ بھی شریک نہیں ہو رہے ہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ صورتحال میرے لیے باعث شرم ہے اِس لیے میں یقیناً شرکت کروں گا"

"یہ وقت اِن باتوں کا نہیں ہے" اُس کی ماں نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔ جب تک وہ دیر سے نہ ہوں۔" تو پھر میں اُس کو ملنے جاؤنگا۔ لیکن آپ کا اس طرح مجھے بے خبر رکھنا مجھے ہر گز پسند نہیں آیا۔ والدہ۔ اور مجھے نصف اُمید یہی ہے کہ اُس کو ملنے میں ناکام رہی ہو گی۔ اُس نے ٹامسی کے کردار کو داغدار کر دیا ہے۔"

"بے وقوف۔۔۔ یہ بات اُس کو تباہ نہیں کرے گی کیا؟"

اُس نے ٹوپی پہنی اور سرعت کے ساتھ گھر سے نکل گیا۔ مسز یبو برائٹ ناخوش تھیں اور خاموش سوچوں میں غرق بیٹھی تھیں۔ لیکن اب وہ تنہا نہیں تھیں۔ کچھ منٹ بعد کلائم دوبارہ واپس آگیا اور اس مرتبہ اُس کے ہمراہ ڈگری وین بھی تھا۔

"میرے خیال میں اب میرے پاس وہاں جانے کا وقت نہیں ہو گا۔" کلائم نے کہا۔

"کیا وہ شادی شدہ ہے" مسز ییو برائٹ نے ریڈل مین کی جانب مڑتے ہوئے دریافت کیا جس کے چہرے پر خواہشات کا جنگ و جدل جاری تھا، اُس کے خلاف یا حق میں، یہ صاف ظاہر تھا۔

وین جھکا، "وہ ایک عورت ہے"

"کس قدر عجیب بات ہے" کلائم بڑبڑایا۔

"لیکن اس مرتبہ اُس نے اُس کو مایوس نہیں کیا"؟ مسز ییو برائٹ نے کہا۔

"اُس نے نہیں کیا، اب اُس کے نام پر حرف نہیں آئے گا۔ تم وہاں پر موجود نہ تھے اور مجھے تم کو یہ بات بتانے کی جلدی تھی"۔

مجھے اُس سے یہ توقع ہرگز نہیں تھی۔ اُس نے حسب عادت مزید کچھ نہ کہا کہ وہ کن حالات میں ہمسایے میں آیا اور یہ بالکل حادثاتی نہ تھا۔ جب سے ویلڈیو تھامسن سے اپنے حقوق کی بازیابی کا تقاضا کر رہا تھا اور وین جو کہ سراسر اُس کے کردار کا حصہ تھا نے اِس قسط کا انجام دیکھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

"وہاں کون تھا؟" مسز ییو برائٹ نے سوال کیا۔

"کوئی نہیں۔ میں بمشکل راستے سے باہر کھڑا تھا اِس لیے لوگوں کی نظروں سے بچ گیا۔"

ریڈل مین نے تھرائی آواز میں یہ معلومات فراہم کیں اور باغ کی جانب دیکھنے لگا۔

"کِس نے اُس کو عطا کیا تھا؟"

"مس وائے"

"کس قدر نمایاں۔ میرے خیال میں تو یہ ایک اعزاز ہے"۔

"مس وائے کون ہیں"؟ کلائم نے پوچھا۔

"کیپٹن وائے کی نواسی۔ مسٹوو گیٹ والی۔"

"بڑ موٹھ کی ایک مغرور لڑکی۔ مسز ییو برائٹ نے کہا۔ جسے میں پسند نہیں کرتا۔ لوگ اُس کو بدروح سمجھتے ہیں لیکن بے شک یہ سروپا بات ہے۔"

ریڈل مین نے یوسٹیٹا کی موجودگی کے باعث اُس اچھے شخص سے اپنی شناسائی برقرار رکھی کیونکہ وہ خود اُس کو اپنے ہمراہ لایا تھا اُس وعدے کے مطابق جو اُس نے کیا تھا کہ جونہی اُس کو علم ہو گا کہ شادی سرانجام پانے والی ہے "اُس نے کہانی کے تواتر میں فقط یہی کچھ کہا تھا۔

میں اُس وقت چرچ کے برآمدے میں بیٹھا تھا جب وہ لوگ آئے، ایک جانب اور دوسری جانب سے جبکہ مس وائے وہاں پر ہی چہل قدمی کر رہی تھیں اور پتھروں کو دیکھ رہی تھیں۔ جونہی وہ اندر داخل ہوئے میں دروازے کے قریب پہنچا، یہ محسوس کرتے ہوئے کہ میں اُن کو دیکھنا چاہتا تھا۔ میں اُس کو اچھے سے جانتا تھا۔ میں نے اپنے جوتے اُتارے کیونکہ بہت شور کر رہے تھے اس لیے اوپر والی گیلری میں گیا۔ وہاں دیکھتا ہوں تو پادری اور کلرک دونوں ہی موجود تھے۔

"مس وائے کیسے آئیں؟ ضروری کام کی غرض سے یا پھر اُس رستے پر محض چہل قدمی کی غرض سے۔"

"کیونکہ یہاں اور کوئی نہ تھا۔ وہ میرے سے کچھ دیر قبل ہی چرچ میں داخل ہوئی تھیں مگر گیلری کی جانب سے۔" پادری نے کارروائی شروع کرنے سے پہلے دائیں بائیں نظر دوڑائی اور چونکہ نزدیک صرف وہی نظر آئیں اس لیے اُس نے اشارے سے اپنی جانب متوجہ کیا اور وہ اوپر چڑھ گئی۔ جب کتاب کو دستخط کیے۔ ایسے لگتا تھا کہ تھامسن اس مہربانی پر اُس کی شکر گزار تھی"۔ ریڈل مین کہانی کو متفکر انداز میں سُنا رہا تھا۔ کیونکہ اُس کی بصارت پر ویلڈیو کے بدلتے رنگ رقصاں تھے۔

جب یوسٹیٹا نے اپنا گہرا نقاب اُٹھایا جس نے اُس کو چھپا رکھا تھا اور سکون سے اُس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔ اس کے بعد ڈگری وین نے حزن و ملال میں کہا۔ "میں آ گیا کیونکہ بطور ٹامسن یبوبرائٹ اُس کی تاریخ آج مکمل ہو گئی تھی"۔

"میں نے اُس کو جانے کی اجازت دے دی" مسز یبوبرائٹ نے پشیمانہ انداز میں کہا لیکن بقول اُس کے یہ ناگزیر نہ تھا۔

"اچھا۔ خیر ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے"۔ ریڈل مین نے کہا۔ تمام معاملات قبل از وقت سوچے گئے نہج میں ہی طے پا گئے تھے۔ اب میں آپ کو صبح بخیر کہوں گی۔"

اُس نے سر پر ٹوپی رکھی اور باہر نکل آئی۔

مسز ییوبرائٹ کے در سے رخصت ہونے کے لمحے کئی مہینوں کے وقفے تک ریڈل مین ایڈگن ہیتھ میں یا اُس کے قریب بھی بھٹکتا نہیں پایا گیا۔ خاردار جھاڑیوں کے قریب وہ کونہ جہاں اُس کی گاڑی ہوتی تھی اگلی صبح سے ایسے خالی تھا گویا ہمیشہ سے ایسا ہی تھا کوئی نشان باقی نہ تھا جو اگلے بارش کے طوفان نے دھو دیے تھے۔

اس خبر میں مکمل صداقت تھی کہ ڈگری نے شادی کی تکمیل کی لیکن اس میں ایک کمی رہ گئی تھی جس نے اُس کو بچایا تھا اور وہ تھی اُس کی چرچ میں فاصلے پر رہائش، جب تھامسن کپکپاتے ہوئے دستخط کرتے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو رہی تھی۔ ویلڈیو نے ایک نگاہ یوسٹیشا پر ڈالی جس کے انداز سے عیاں تھا کہ کہہ رہی ہو۔ "اس نے تم کو سزا دے دی ہے "اُس نے سوچا کہ یہ کس قدر سچ ہے۔ تم غلط تھے۔ مجھے اِس کو آج تمھاری زوجہ کے روپ میں دیکھ کر نہایت مخلصانہ خوشی محسوس ہو رہی ہے"۔

تیسری کتاب

تخیل

(ا)۔ میں ایک بادشاہ کی طرح ہوں

کلائم ییوبرائٹ کے چہرے پر مستقبل کے مخصوص خدوخال کا دھندلا عکس جھلملا رہا تھا۔ اگر اُس کے بعد فن و ادب کا عظیم دور آتا تو شاید وہ اس جیسا چہرہ تخلیق کرنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ ایک ایسا چہرہ جس کی بناوٹ میں زندگی کا منظر شامل ہو، وجود کے اُس لگن کی جگہ لے رہا تھا جو قدیم تہذیبوں میں شدت سے پایا جاتا تھا اور بالآخر یقیناً نئی نسلوں کے قوانین میں نفوذ پذیر ہو گیا تھا اور یوں اُس کے چہرے کے جذبات فنی الوداع کے طور پر قابل قبول ہوں گے۔ لوگ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ایسا شخص جو شخصیت کے وضع قطع کے بل کو خراب کیے بنا اور ذہنی تشویش کی کسی بھی علامت کو ظاہر کیے بنا خود پر جدید دور کے جدید ظاہری تناسب کے اثرات سے بہت دور تھا۔

جسمانی لحاظ سے ایک وجیہہ مرد، جوانی میں اپنی نسل کی عظمت کا نشان تھا۔ لیکن اب تاریخ کے حساب کتاب میں غلطی کا شکار ہے۔ اور اس بات کی بھی حیرت ہے کہ شاید کسی لمحے حسن و دلکشی کا شاہکار یہ خاتون بھی ایسی کسی غلطی کا نشان نہ بن جائے۔

سچ تو یہ ہے کہ صدیوں کے ازالہ سحر کی ایک طویل فہرست نے زندگی کے متعلق ہیلن[1] کے نظریات کی جگہ لے لی ہے یا اُسے اب جو بھی نام دے دیا جائے۔ جو بات یونانیوں کے گمان میں بھی نہ تھی، وہ آج ہمارے علم کی حدود میں شامل ہے اور جس کا تصور السیکانیلس[2] نے دیا تھا اُس علم سے آج ہماری نرسری جماعت کا بچہ بھی واقف ہے۔ پرانے زمانے کے عیش و عشرت کے سامان آج ناممکنات میں شامل نہیں اور اس

۱۔ Hellan: ہیلن آف ٹرائے کے نام سے مشہور تھی۔ جس کے لیے مشہور زمانہ ٹروجن کی جنگ لڑی گئی جو تین سو سال تک جاری رہی۔ اپنے حسن و جمال کے باعث شہرت رکھتی ہے۔

۲۔ Acschylus: یونانی رزمیہ ڈراموں کا مصف تھا۔ جس نے پرشیاء کی جنگ میں حصہ لیا اور میراتھن کے مقام پر زخمی ہوا۔ ایتھنز میں منعقد سالانہ مقابلوں میں ۱۳ تمغے جیتے اور بالآخر سوموکلیز نے اس کو شکست دی۔ ۹۰ کے قریب ڈرامے لکھے۔ ایتھنز سے سسلی چلا گیا جہاں وفات پائی۔ بحوالہ (Encyclopedia Britanica of world redigreligions Pg. 20)

کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قوانین قدرت کے عیوب کا راز فاش کر دیا ہے اور آج اُس تذبذب کا مشاہدہ کر سکتے ہیں جو انسان اُن کے اثرات میں دیکھ سکتا ہے۔

وہ خاندانی خصوصیات جو اس نئی شناخت کی بنیاد پر ایک مثالی شخصیت کا جزو بن سکتی ہیں وہ یقیناً بیوبرائٹ کے وجود سے قریب تر ہیں۔ دیکھنے والے کی نظریں اُس کے چہرہ کو ایک تصویر نہیں بلکہ صفحہ ہستی کی حیثیت سے جانچتی ہیں۔ یہ اہم نہ تھا کہ وہ کیا تھا بلکہ یہ بات اہمیت کی حامل تھی کہ اُس نے کیا معیارات قائم کیے تھے۔ اور اُس کا ناک نقشہ ان علامات کی روشنی میں پر کشش نظر آتا تھا۔ جس طرح مختلف آوازیں جزو لاینفک کی حیثیت سے واحد آواز میں پر کشش لگتی ہیں اور بالکل اسی طرح سے سادہ اشکال ضبط تحریر میں ڈھل کر دلچسپ بن جاتی ہیں۔

وہ اُن لوگوں کی فہرست میں شامل تھا جن سے آپ کچھ توقع کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں باقی سب تو ایک بے ترتیب مجموعہ تھا۔ آیا وہ اس طریقے سے کامیاب ہو سکتا ہے یا پھر حقیقت میں برباد ہو گا ایسا بھی سراسر ممکن ہے۔ اس کے بارے میں یہ بات قطعی یقین سے کہی جاسکتی تھی کہ وہ جن حالات میں پیدا ہوا تھا، اُن میں خاموش نہیں کھڑا رہے گا۔

لیکن جب اُس کا نام بوجہ علت پر آتا ہے تو سننے والے کے تاثرات کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ آہ۔ کلائم بیوبرائٹ! وہ کیا کر رہا ہے ؟ جب کسی بھی شخص کے متعلق فطری سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے تو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ یا تو وہ ہم سب کی طرح سے کچھ نہیں کر رہا ہے اور یا پھر فارغ ہے۔ ایک مبہم سوال اُس کے متعلق یہ ہو گا کہ شاید کسی اچھے یا نرالے علاقے پر چڑھائی کر رہا ہو جب کہ ایک خدا پرست شخص کی امید واثق یہ ہو گی کہ کچھ اچھا ہی کر رہا ہو گا۔ اور خفیہ ایمان کا تقاضا ہو گا کہ وہ سب کچھ برباد کر رہا ہو گا۔ آدھے درجن کے قریب خاموش لوگ جو اُس خاتون سے اچھے تعلقات میں تھے وہ بھی اُس موضوع کے متعلق زیادہ پابند نہ تھے۔

اُن کا تعلق اگرچہ ایڈگن سے نہ تھا لیکن جب وہ اپنی کھڑکیوں سے ہیتھ کو ستائشی نظروں سے دیکھتے تھے۔ کلائم اپنے بچپن میں ہیتھ کے ساتھ کچھ اس طرح سے منسلک تھا کہ کوئی بھی شخص اس کے تصور کے بنا

ہیتھ کو دیکھنے کے قابل نہ تھا۔ (دونوں لازم ملزوم ہیں) اس لیے اگر زیر موضوع بحث کا دوبارہ خیال آیا، اگر تو وہ اپنی قسمت اور نام بنا رہا تھا تو اُس کے لیے یہی بہتر تھا لیکن اگر وہ غمزدہ شخصیت بن گیا تھا تو یہ بات بیان کرنے والے کے لیے بھی اسی حد تک بہتر تھا۔

"حقیقت یہ ہے کہ گھر چھوڑنے سے قبل اُس کی شہرت عجیب حد تک پھیل گئی تھی لیکن یہ بات بھی شاید خوشگوار نہ تھی کہ آپ کی وجہ شہرت چاہت سے تجاوز کر جائے۔"

جیسٹ کریشٹن نے یہ کہا تھا۔

چھ سال کی عمر میں اُس نے الہامی کتابوں کے متعلق سوال کیا تھا۔ وہ شخص کون تھا جو شگافوں کی مرمت کے بارے میں مشہور تھا جس کے بعد تالیوں کی گونج ہیتھ کے طول و عرض میں سُنی گئی تھی۔ سات برس کی عمر میں اُس نے پانی پت کی لڑائی کا منظر پھولوں کے زردانوں اور کالے منقوں کی مدد سے تصویر میں پیش کیا تھا۔ اس وجہ سے کہ پانی کے رنگ ناپید تھے۔ بارہ برس تک فنکار اور ادیب کی حیثیت سے اُس کا نام تارہ میل کے علاقے میں مشہور ہو گیا تھا۔ ایسا فرد جس کی شہرت تین چار ہزار گز تک پھیل گئی تھی اور ایسے ہی دوسرے لوگ جو اس جگہ سے تعلق رکھتے تھے جن کی شہرت ۶ یا ۷ میل تک تھی تو یقیناً اُس شخص میں ایسی کوئی بات تو یقیناً ہو گی۔ یا شاید ہومر کی وجہ سے جس کی وجہ شہرت حادثاتی صورتحال تھی۔ لیکن اس شُہرت کے باوجود قسمت کی دیوی اُس پر مہربان نہ ہوئی۔ قسمت کی وہی تمسخر بازیاں جنھوں نے لارڈ کلائیو کو ایک کلرک بنا دیا تھا۔ جہنوں نے کیپٹن کو ایک سرجن اور ایسے ہزاروں ان مشکل رستوں سے گزرے تھے۔ اسی طرح جنگی اور حسین ہیتھ سے شہر بدر ہو کر وہ ایسی تجارت کی جانب چل دیا جس کا بنیادی مقصد دل جوئی اور لد زنی کی مخصوص علامات تھی۔

گو کہ اُس کے پسندیدہ شعبہ جات کی تفصیل دینا چنداں ضروری نہیں تھی۔ والد کی وفات کے بعد مہربان پڑوسی لڑکے نے عملی زندگی کے آغاز میں مدد فراہم کرنے کا بیڑہ اُٹھایا۔ اس صورتحال میں یہی واحد معقول آغاز تھا۔ وہاں سے اُس نے لندن کے لیے رختِ سفر باندھا جہاں سے پیرس آ گیا اور اب تک وہیں پر مقیم تھا۔

اُس کے بارے میں متوقع تبصرہ جاری تھا۔ عموماً لوگ اس دن کے اس مخصوص گھنٹے میں حجامت بنواتے تھے جس کے بعد غسل کیا جاتا تھا اور اتوار کے مقدس دن کو مخصوص گھنٹے میں خاص لباس زیبِ تن کرتے تھے۔ ہیتھ میں مخصوص اتوار کے دن کی رسومات کھانے سے پہلے شروع نہ ہوتیں تھیں اور اس وقت کے دوران وہ اُن کا تشدد زدہ شخص لگ رہا تھا۔

اتوار کی صبح فیئر وے رضاکارانہ طور پر حجامت بناتا تھا اس لیے اُس کا شکار اُس کے سامنے قیمہ کرنے والے ڈبے پر بیٹھا تھا۔ ہمسایوں کے بیچ گپ شپ کا روایتی سلسلہ بھی جاری و ساری تھا۔ اُس کے ساتھ وہ لوگ بالوں کی لٹوں کو کٹتا اور ہوا میں اڑتا دیکھ رہے تھے۔ گرمی ہو یا سردی لیکن یہ منظر ناقابل تفسیر تھا اگر ہوا خلاف معمول زیادہ چکر دارانہ ہو تو کرسی کے کنارے کو کچھ گز اندر منتقل کیا جاتا تھا۔ بنا سردی کے لباس زیب تن کئے باہر بیٹھے لوگوں کی شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے فیئر وے نے بال کترنے کے درمیانی وقفے میں انہیں سچی کہانیاں بھی سنایا کرتا تھا۔

چھوٹے کے زیر اثر سکڑنا، چیخنا چہرے کے کسی عضو کا متحرک ہو جانا یا کنگھی کے دوران زخمی ہونے پر چوں حیراں کرنا شائستہ اخلاق کی خلاف ورزی تصور کی جاتی تھی اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ وہ بنا کسی لالچ کے ایسا کر رہا تھا۔ اتوار کی شام اگر ستون کے ارد گرد کوئی خون کا چھینٹا نظر آجاتا تو فیئرے اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے کرتا نظر آتا تھا۔

"تم تو جانتے ہو کہ مین خود اپنے بال کاٹتا تھا"۔ جبکہ ییوبرائٹ کے متعلق گفتگو کا آغاز فاصلے سے ایک نوجوان شخص کو بے ربط انداز میں ٹہلتے دیکھ کر ہوا تھا۔

"ایک ایسا شخص جس کی وہاں پر کافی اچھی مصروفیت ہے وہ کیونکر بے مقصد یہاں ہر دو تین ماہ کے لیے پابند ہو سکتا ہے؟" فیئر وے نے رائے دی۔ یقیناً اُس کے ذہن میں کچھ منصوبے ہوں گے۔ اِس بات پر منحصر ہے۔

"لیکن یہاں پر ہیروں کا کاروبار کرنے سے تو رہا:"

"یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اُس نے گھر پر دو بھاری بھر کم صندوق کیوں رکھے ہیں۔ اگر یہاں پابند نہیں رہنے والا تو آخر کیا کرے گا خدا بہتر جانتا ہے۔"

اس سے قبل کہ اُس کے حوالے سے مزید وہم و گمان سر اُٹھاتے، یبو برائٹ قریب پہنچ گیا اور اس گروہ کو دیکھ کر مُڑا تاکہ اُن کے ساتھ مل بیٹھے۔ وہ بلندی پر چڑھنے اور اُن پر ناقدانہ نگاہ ڈالتے ہوئے نیا تعارف کراتے مخاطب ہوا۔ "آپ "لوگ مجھے اندازہ لگانے دیں کہ کس کے متعلق بحث کر رہے ہیں"؟

"ہاں۔ بالکل۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو"

"میرے متعلق"

"یہ کام تو شاید میں سوتے ہوئے بھی نہ کر سکوں" فیئر وے نے مضبوط لہجے میں کہا۔ لیکن چونکہ اب آپ نے نام لے لیا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ آپ کے متعلق محو گفتگو تھے۔ ہم سب حیران تھے کہ نہ جانے وہ کیا تھا جس نے تمھیں یہاں پر زنانہ صفات اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے جب کہ دنیا میں تمھاری وجہ شہرت تو نشانہ بازی تھی اور یہی سچ ہے۔

"میں آپ کو اس کی وضاحت دیتا ہوں۔" یبو برائٹ نے غیر متوقع گرمجوشی سے کہا۔ میں اب غمزدہ نہیں ہوں۔ میں لوٹ تو آیا ہوں لیکن ان تمام باتوں کو زیر غور لاتے ہوئے سوچتا ہوں کہ یہاں پر بے کار ثابت ہو سکتا ہوں۔ لیکن اس کا انکشاف بعد ازاں ہوا۔ جب میں پہلی مرتبہ گھر سے دور گیا تو میرے خیال میں یہ جگہ پریشان کن نہ تھی۔ میرے خیال میں ہماری زندگی قابل نفرت تھی۔ جوتوں کو پالش کی بجائے تیل اور کوٹ گو برش کے بجائے سوئچ سے صاف کرنا۔ کیا مزید کوئی صورتحال مضحکہ خیز ہو سکتی ہے؟" میں نے کہا۔

"اچھا۔ یہ تو ہے"

"نہیں۔ نہیں۔ تم غلط ہو اایسا ہرگز نہیں ہے۔"

"معاف کرنا۔ ہم نے سوچا تھا"

"اچھا۔ خیالات میں تبدیلی نے رستوں کو مزید پریشان کُن بنا دیا۔ میں اب اُن لوگوں کو پسند کرنے لگا تھا جو میرے ساتھ کسی طرح مماثل نہ تھے۔ ایک طرز زندگی کو ترک کر کے دوسری کے لیے کوشاں تھا۔ جو اُس زندگی سے قطعاً بہتر نہ تھی جس سے میں قبل ازیں واقف تھا جو فقط ایک اختلاف تھا۔"

"سچ۔ ذرا مختلف ہے" فیٹروے نے کہا۔

"ہاں پیرس یقیناً ایک گرفتار کرنے والے جگہ ہے۔" ہمپری نے کہا۔ بڑی بڑی دکانیں، شہنائیاں، ڈرم، اور یہاں پر صرف ہوائیں اور شدید موسم۔ مگر تم لوگوں نے مجھے غلط سمجھ رکھا ہے۔" کلائم نے التجا کی۔ یہ صورتحال پریشان کن ہے مگر اس قدر نہیں جس سے میرا واسطہ پڑا۔ یہ کہ مرا کاروبار سست بے بنیاد اور سب سے بزدلانہ تھا جسے کوئی بھی اختیار کر سکتا تھا۔ اس لیے میں نے اُسے ترک کرنے اور معقول ذریعہ روزگار تلاش کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ بھی اُن لوگوں کی مدد سے جن سے بہتر واقف ہوں اور فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہوں۔ اب میں گھر لوٹ چکا ہوں اس لیے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہوں۔"

"میں ایڈگن کے قریب ہی مدرسہ کا افتتاح کروں گا اور وہاں پیدل جاؤں گا جب کہ رات کو والدہ کے گھر مدرسہ کھولوں گا لیکن میرے خیال میں مجھے اُس کے متعلق کچھ پڑھنا چاہیے تا کہ مناسب طریقے سے خود کو ثابت کر سکوں۔ اب مجھے پڑوسیوں میں چلنا چاہیے۔

اُس نے ہیتھ کے گرد اپنی چہل قدمی جاری رکھی۔

"وہ اس منصوبے پر کبھی عمل نہین کر پائے گا" فیٹروے نے رائے دی کیونکہ چند دنوں بعد اُس کا نقطہ نظر تبدیل ہو جائے گا۔"

"یہ نوجوان کی اچھائی ہے۔ دوسرے نے کہا لیکن میرے خیال کے مطابق اُس کو اپنی توجہ کاروبار پر مرکوز کرنی چاہیے۔"

(۲)۔ دقیانوسی پن میں نیا عمل

کلائم نے والدہ کے سامنے کیپٹن وائے کے گھر جانے کی خواہش کا اظہار کیا جسے اس کو کم و کاست ماننا پڑا۔ اب وہ گھاس کے کنارے کے قریب پہنچ چکے تھے جو کپتان کی رہائش گاہ کا حصار تھا اور اندر سے آنے والی آوازوں کو بخوبی سن سکتا تھا۔

فیئر ولے اور ییو برائٹ مل کر رسی کو اوپر لانے کی کوشش میں مصروف تھے کہ عقب سے یوسٹیشا کی آواز آئی جو انہیں پانی سے ٹوکری نکالنے کے بارے میں ہدایات دے رہی تھی لیکن غروب آفتاب تک اس کے اوپر آنے کے آثار نظر نہ آئے تو کلائم نے یوسٹیشا کو بلوم اینڈ سے پانی لانے کا کہا جس کو اس نے اظہار تشکر کے ساتھ قبول کر لیا۔

اس دوران یوسٹیشا نے اس سے دن کے واقعے کا ذکر کیا جس پر کلائم نے اظہار ہمدردی کی اور یہ کہا

"میں یہاں اُن مکڑی کے جالوں کو صاف کرنے آیا ہوں۔"

کیا آپ اعلیٰ تدریس کے سلسلے میں میری مدد کریں گی۔

یوسٹیشا میں اس سلسلے میں زیادہ پر جوش نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے ان لوگوں سے نفرت ہے۔

"اگر آپ کو کسی چیز سے نفرت ہے تو آپ اس کے پیدا کرنے والے سے نفرت کریں۔"

"تمھارا مطلب فطرت سے ہے۔ مجھے اس قدرتی ماحول سے نفرت ہے۔"

گھر کی طرف چلتے ہوئے قابل فہم اثرات یہ تھے کہ اس کا منصوبہ منور ہو چکا تھا جس کے اندر ایک خوبصورت ہلول ہو چکی تھی۔

اگلی صبح وہ جلدی بیدار ہوا اور ناشتے کے بعد تمام دوپہر اور شام پڑھائی میں مصروف رہا۔ اس کی ماں کھانے پر اس کا انتظار کرنے کے بعد مایوس ہو گئی اور اس سے یوں گویا ہوئی۔

"میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں ناراض ہوں۔ لیکن جب اس کشش کی عمومی فطرت کے بارے میں سوچتی ہوں جو ایفائے عہد کرنے والے نوجوانوں کو مایوسی کے کنارے تک پہنچا دیتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

"آپ کے ان جذبات کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں آپ کو میری وجہ سے پریشانی نہیں اٹھانا پڑے گی۔"

دونوں ماں بیٹے کے درمیان محبت اب عجیب طریقے سے مخفی ہو رہی تھی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جس قدر خاوند ہو گئی اتنی ہی غیر مدلل۔ کلائم کی زندگی متفرق لحاظ سے مکمل تھی۔ اس کی عادات، فطرت کا فلسفہ اور حالات کے مطابق اس کی محدودیت بھی اس کی حرکات و سکنات سے عیاں تھی۔ اس کی بنیاد پر شکوہ یقین پر ایستادہ تھی۔ اگلے چند دنوں میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی اس کی قسمت تشکیل دینے والی تھی۔

سال کے ابتدائیہ ہفتے تھے۔ یو برایٹ مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ چہل قدمی کرتا جس کی سمت ہمیشہ مسٹوور اور رین بیروکا مرکزی مقام تھا۔ مارچ کے آغاز کے ساتھ ہی موسم سرما کی بے خودی سے بیدار ہونے کی پہلی علامت ظاہر ہوئی۔ ایسی ہی ایک شام یو برایٹ نے اس تالاب کے نزدیک قدم رکھا۔ جہاں وہ شخص کے ہمراہ اس تمام احیائے فطرت کے عمل کا مشاہدہ کر رہی تھی۔

گھر داخل ہونے پر اس کو مکمل خاموشی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ دونوں ماں بیٹا کے درمیان گفتگو کا سلسلہ منقطع تھا۔ اور اگر کبھی بات ہوتی بھی تو یوسٹیشا سے ملاقات کے متعلق ہی ہوتی۔

"اگر میں مدرسہ شروع کرتا ہوں تو ایک تعلیم یافتہ خاتون میرے لیے مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔"

کیا تم واقعی اس سے شادی کرو گے۔"

"دوٹوک الفاظ میں ایسا کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔"

کلائم غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ ماں کے کندھے پر اس انداز سے رکھا جو حکم اور التجاء کے بین تھا۔

(۳)۔ نیا راستہ، مایوسی کا پیش خیمہ

یو برائٹ اپنے مزاج کے لوگوں کو پسند کرتا تھا۔ اُس کے خیال میں اکثر لوگ ایسے علم کے خواہاں نظر آتے ہیں جو اُن کو عقل کو عطا کرتا ہے مگر تونگری نہیں۔ ایک ایسے طبقے کا متمنی تھا جو طبقے کے بجائے فرد کو اہمیت دے نہ کہ فرد کے بدلے طبقے کو۔ مزید اس مقصد کے لیے وہ پہلی اکائی کی قربانی دینے کو تیار تھا۔ شعوری زندگی کی کم از کم دو درمیانی حالتیں اور زیادہ سے زیادہ کئی ہیں اور ان میں سے ایک حالت یقیناً دنیاوی

ترقی کی ہے۔ ہم بمشکل یہ تصور کر سکتے ہیں کہ تحمل شعوری ارادوں میں بدل سکتا ہے جب تک کہ معاشرتی عزائم عارضی حالت میں نہ ہوں۔

یبوبرائٹ کی مقامی مخصوصیت یہ تھی کہ بلند خیالی کی تگ و دو میں وہ اب تک سادہ طرز زندگی سے کوسوں دور تھا جو اُس کے نقطہ نظر سے وحشیانہ اور حقیر تھی۔ وہ زندگی کی کرنے والا تھا جو پچھتاوے کے بجائے نوابانہ رہن سہن کو اپنا نصب العین گردانتے تھے۔ دینی لحاظ سے صوفیائی مبلغین میں تھا اور کئی لحاظ سے قصبے کے مرکزی مفکرین کے دوش بدوش تھا۔

اُس کی ترقی پیرس میں جدوجہدانہ طرز زندگی کا پھل تھا جہاں پر وہ اُس وقت کے مشہور اخلاقی نظام سے وابستہ تھا۔ اُس اعلیٰ مقام کی وجہ سے یبوبرائٹ کو بدقسمت گردانا جاتا تھا کیونکہ دیہاتی زندگی اُس کے لیے سازگار نہ تھی۔ آدمی کو جزوی طور پر وقت سے آگے ہونا چاہیے۔ مکمل طور پر میں رہنا ایسی تمنا بھی کرنا شہرت کے لیے مہلک تھا۔ اگر فلپ کا جنگجو ذہنی لحاظ سے اس قدر ارفع ہوتا کہ خون ریزی کے بنا ہی تہذیب کی نوک پلک سنوار لیتا تو خدائی پیر کا مقام پا سکتا تھا لیکن پھر کسی نے اُس کے بارے میں نہ سُنا ہوتا۔ بعض اوقات شہرت کے لیے تلخ رویہ چیزوں کو صحیح مقام پر لانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کامیاب ہتھکنڈوں کے لیے رویہ کا راز امر میں پنہاں ہے کہ سُننے والوں نے اُن کو محسوس کیا ہے۔

ایک ایسا شخص جو جمالیاتی کوششوں کی وکالت میں معاشرتی حقائق کو حقیر سمجھتا ہے اُس کو فقط وہی طبقہ صحیح سمجھ سکتا ہے جس کے لیے ممکنات کے متعلق بحث کرنا صرف بحث اور کوشش ہے ایک تعلق کو قطع کرنے کی۔

یبوبرائٹ ایڈگن کے گوشہ نشینوں کو تبلیغ کر رہا تھا خود کو ترقی کے عمل سے گزارنے کی تب ہی وہ ایک پرسکون جامعے تک پہنچ سکتے ہیں۔

یہ اُس صورتحال سے زیادہ مختلف نہ تھا کہ قدیم چیلڈین اگر زمین سے آسمان کی جانب بڑھتے ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جنت کے بیچ میں نہ گزریں۔

تو کیا بیو برائٹ کا دماغ متناسب تھا؟ نہیں ایک صحت مند متناسب دماغ والا انسان متعصب نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی دیوانے پن کا شکار ہوتا ہے اور نہ مذہبی دشمنی کی بنا پر تشدد کا نشانہ بن سکتا ہے۔ اور نہ ہی لادینیت کی بنیاد پر تختہ دار پر لٹکایا جاتا ہے۔ اور وہ دوسری انتہا کی جانب بھی نہیں بڑھتا جہاں پر اُس کو ایک پیغمبر کی طرح پوجا جاتا ہے اور پادری کی مانند عزت و تکریم سے نوازا جاتا ہے اور نہ تو بادشاہ کی طرح ممتاز مقام بخشا جاتا ہے۔ اُس کی معمولی نعمتیں اور مسرتیں دراصل اُس کے عامیانہ پن میں پنہاں ہیں۔

اُس نے راجبرز کی شاعری، مغرب کی مصوری اور شمال میں نئے آئین حکومت تو مبلغین کی روحانی رہنمائی کے ذریعے دولت کمانے، اچھا طرز زندگی اختیار کرنے اور تخت سے عظمت کے ساتھ نیچے قدم رکھنے کے قابل بنایا تھا کہ وہ سکون سے اپنے بستروں میں مر سکیں اور ایسے اچھے مقبرے حاصل کر سکیں جن کے وہ بہت زیادہ حقدار تھے۔ لیکن کبھی اُس کو یہ اجازت نہ دیتا کہ اپنا چلتا ہوا کاروبار چھوڑ کر فقط ساتھیوں کے فائدے کے لیے ایسی فضول حرکات کرتا پھرے۔

وہ رشتوں پر توجہ دیے بنا گھر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ اُس کے مناظر میں سرایت کر چکا تھا۔ اُس کی خوشبوؤں میں رچ بس گیا تھا۔ اس لیے اُس کو ہیتھ کی پیداوار کہنا بجا ہو گا۔ اُس نے یہاں آنکھ کھولی تھی۔ اس کے ظاہری نقوش کے ساتھ اُس کا لبادہ تک اس کی یادداشت میں نقش ہو چکا تھا۔ زندگی کے متعلق اُس کے نظریات اس کے رنگ میں رنگے تھے۔ گارے کے پتھر اور تیتر کے سرے اُس کے کھلونے تھے جو اُس کو وہاں پر ملے تھے۔ پتھروں کی اشکال کو دیکھ کر وہ اکثر حیران ہو جاتا تھا۔ جھاڑیوں کے پیلے اور کاسنی پھل اُس کی ملکیت تھے۔ سانپ اور بڑے پروں والے پرندے اس کے پسندیدہ جانور تھے۔ شکاری اُس کے دوست تھے۔ اگر آپ یوسٹیشا کی ہیتھ سے تمام نفرت کو محبت میں بدل دیں تو یوسٹیشا کا دل اس کا مسکن ہو گا۔

وہ چلتے ہوئے اس وسیع منظر کو بغور دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ کئی لوگوں کی نظر میں ایڈگن صدیوں پرانی نسلوں کے ہاتھوں سے نکلتی ایسی جگہ تھی جس کے اندر کسی بے ہنگم وجود کو زبردستی داخل کیا گیا ہو۔ ایسی متروک جگہ جس کا مطالعہ چند لوگوں نے شروع کر دیا تھا۔ مربع کھیتوں کے بیچ، پانی میں چھپ چھپ کرتی باڑیں، پانی سے لبریز چراگاہیں، میدانوں میں چاندی کے شیروں کی مانند تھی۔ ایک کسان سفر کے دوران اگر

مصنوعی گھاس کو دیکھ کر مسکراتا تو ساتھ ہی مکئی کے کھیتوں کو متفکر انداز میں دیکھتا ہیتھ کے دور دراز پتوں میں مکھیوں کے کالے شلجم پر چین بچپن بھی ہوتا۔ لیکن بیوبرائٹ اونچائی سے گرتے رستے پر نظر ڈالتے ہوئے ایک "وحشیانہ تشفی سے اُن کا مشاہدہ کرتا تھا۔ بے کار چیزوں سے باریابی اور ہر ایک دو سالوں میں دوبارہ مایوسی میں پسپائی۔

(۴)۔ گھنٹے کی مسرت کے بعد کئی گھنٹوں کی اداسی

آنے والا دن بلوم اینڈ میں معمول سے زیادہ غمگین تھا جو اس نے کمرے میں مقید رہ کر گزارا۔ اس نے خود سے عہد کیا کہ اب کوئی ایسا کام نہ کرے گا جو والدہ کی ناراضگی کا باعث بنے۔ مذاکرات میں ظاہر داری قائم رکھنے کے ارادے سے اس نے کہا" آج رات ساڑھے سات بجے چاند گرہن ہے جو میں دیکھنے جارہاہوں۔"

گھر کے عین سامنے مدھم چاند نظر نہیں آیا جس کی وجہ سے وہ وادی کے اپر چڑھ گیا جہاں روشنیوں کے سیلاب میں گھرا تھا۔ اس کی شدید خواہش تھی کہ اسی دنیا میں کوچ کر جائے جہاں پر ذاتی مقاصد ترقی کی جانی مانی صورت تھی جو شاید اس چاندنی کی طرح چمکتے گلوب کے اندر ہو سکتا ہے۔ دس منٹ بعد یوسٹیٹا کا سراپا منظر پر ابھرا اور اب وہ اس کی باہوں میں تھی۔

"تمھاری آنکھیں بوجھل لگ رہی ہیں۔"

"نہیں یہ تو میرا دیکھنے کا انداز ہے۔ اور یہ میرے احساسات سے اُبھرتی ہیں۔ پیدائش سے لے کر اب تک میرے لیے ایک تلملاتا ترحم ہے۔"

"پیار کے علاوہ اس ملاقات کی ایک اور وجہ ہے۔ میں سمجھتاہوں کہ ہمارا پیار لافانی ہے۔"

"لیکن تمھاری والدہ ایسا نہ چاہیں گی۔"

"نہیں میں ان کو رضامند کرلوں گا۔ اس بے چینی کا علاج ہے کہ تم میری بیوی بن جاؤ۔"

"مجھے تمھارے ساتھ پیرس میں رہنا پسند ہے۔ اب مجھے پیرس کے مزید مانوس چہروں کے متعلق بتاؤ مجھے انگریزوں کے اتوار ناپسند ہیں۔ کیونکر ان کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کر سکوں گی۔"

"میں نے دوبارہ پیرس نہ جانے کی قسم کھائی ہے۔"

"نہیں تم کسی اور جگہ بھی کام کر سکتے ہو۔"

"تم غمگین لگ رہی ہو۔"

"نہیں خوف زدہ ہوں کے اس کے بعد کیا ہو گا؟ کاش ایسا نہ ہوتا۔ میں ضرورت سے زیادہ حساس واقع ہوئی ہوں۔"

"براہ مہربانی ایسی ناعاقبت اندیشانہ گفتگو سے پرہیز کریں۔ خدانخواستہ اگر ایسا وقت آیا تو ہم کہیں گے کہ ہم نے ایمان اور مقصد کے تحت زندگی گزاری۔"

جونہی وہ اور تمہیں[1] پہاڑوں سے تعلق رکھنے والی محبوبہ کی مسحور کن فضا سے دور جارہا تھا۔ تو اس کے چہرے پر ایک گونہ اداسی پھیل رہی تھی۔

یوسٹیٹا اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ خوش رنگ دنیا سے تعلق رکھنے والے شخص سے محبت کرتی ہے یا پھر اس شخص سے جو اس کے ماضی قریب سے تعلق رکھتا ہے جو اسے سخت نہ پسند تھی۔

اگر مسز ییوبرائٹ یہ بات سمجھ سکتیں کہ اس مقصد کے درپردہ کس قدر شاندار عزائم ہیں اور مزید یہ کے یوسٹیٹا کے ساتھ اس کی عقیدت اس سے کس قدر متاثر ہو سکتی ہے تو اس کا رویہ قدرے مختلف ہوتا۔ Olympus[1]

(۵)۔ تیز و تند الفاظ مسائل کا باعث بنے

ییوبرایٹ یا تو یوسٹیٹا کے ہمراہ پایا جاتا ہے یا پھر اپنی کتابوں میں غلامانہ انداز سے بیٹھے رہتا۔ ایسی ہی ایک دوپہر اس کی والدہ نے بتایا۔

"آج ایک ناقابل فہم بات کا انکشاف ہوا ہے۔" اس نے غمناک انداز میں کہا۔

"جس عورت سے تم منگنی کرنے جارہے ہو کپتان نے اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔

"لیکن یہ سب اب نہیں بلکہ کچھ عرصے کے بعد ہو گا۔"

"س کو پیرس لے کر جاؤ گے؟"

"نہیں میں یہاں رہ کر مدرسہ بناؤں گا۔"

"لیکن یہ جگہ تو پہلے ہی معلمین سے پُر ہے۔"

"میں ایک نظامِ تعلیم متعارف کراؤں گا۔"

ا۔ یونانی پہاڑی سلسلہ جس کی بلندی ۲۹۱۳ میٹر ہے جو سیکنڈ دنیا اور سسلی کی سرحد پر واقع ہے۔ ملک کی بلند ترین چوٹی جو سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس کو دیوتاؤں کا مقام ہی سمجھا جاتا ہے۔

The Peaguine Encyclopedion of Places W.G Moore, 2nd Edition 1978, Pg 200.

"یہ عورت اگر چھی ہوتی۔"

"وہ ایک اچھی عورت ہے کپیٹین وائے کی نواسی۔"

"ووہ دراصل شاہی فوج کا ملازم تھا۔" اس کے اور تھامسی کے شوہر کے بیچ کچھ تھا۔ میر ایقین کریں ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ غصے ہو رہی ہیں۔"

"میں اس غلط جگہ پر تمھاری شادی کو ناپسند کرتی ہوں۔"

"امی جان" کلائم نے کہا۔

"تم فقط اس کی پرواہ کرتے ہو۔"

"میں آپ کی پرواہ بھی کرتا ہوں۔ لیکن جب ایک عورت دوسری عورت کو ناپسند کرتی ہے تو وہ بے رحم ہو جاتی ہے۔"

"تم نے پیرس میں یہ کام کیوں کر نہ کیا جہاں یہ عام تھا؟"

کلائم نے روکھے پن سے کہا۔ "مزید کچھ نہیں کہوں گا کیوں کہ آپ میری والدہ ہیں؟"

گرمیوں کے آغاز کی ایک گرم دوپہر تھی۔ جب ہیتھ کے مترنم سوراخ بھورے سے سبز رنگ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ہوا مرطوب بخارات کے باعث گرم تھی اور یہ جمود ٹوٹا تھا۔

اسی منظر میں اچانک اس کو یوسٹیشا کا سراپا جھاڑیوں میں نظر آیا جس نے اس کی خوشی کو دوبالا کر دیا۔

"تم !ادھر ہو۔" اس نے حیرت اور مایوسی سے کہا۔

"کاش مجھے علم ہوتا کہ تم یہاں پر اکیلے ہو اور ہمیں ایسے اضافی خوشگوار جذبات میسر آنے کو ہیں۔

"واقعی یہی بات ہے۔"

اس دوپہر کو دونوں پیار میں جوبن کی مکمل تصویر پیش کر رہے تھے۔ یوسٹیشا کی آنکھوں سے تمانت اور شہوت پرستی چھلک رہی تھی جب کہ یبوبرائٹ کے چہرے کی زردی جو وہ پیرس سے ہمراہ لے کر آیا تھا۔ اب کم نمایا تھی۔ وہ گھومتے ہوئے ہیتھ کے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے تھے اور اب بے حس و حرکت کھرے ایک دوسرے کو الوداع کہنے کو تیار تھے۔

یوسٹیشا روانہ ہو گئی جب کہ کلائم اس کو جاتا دیکھ رہا تھا۔ چمکتی کرنوں نے بڑھتے فاصلے کے ساتھ اس کو پلیٹ لیا تھا جب کہ سر نکالتے گھاس میں اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ دم توڑ رہی تھی۔

وہ اب اس کے لیے دیوی سمان نہ تھی بلکہ ایک ایسی عورت تھی جس کی خاطر لڑا جا سکے۔ اب اس کا فیصلہ وقت کے ہاتھوں میں تھا۔

(۶)ییوبرائٹ کی رخصتی سے التواء ختم ہوتا ہے

ساری رات کھٹ پٹ کی آوازیں اس کی ماں کے کانوں میں پڑ رہی تھیں جو اس بات کی علامت تھیں کہ وہ سامان باندھ رہا تھا۔ اگلی صبح گھر سے روانہ ہوا اس کے سامنے دن کی طویل مسافت تھی اور مقصد ایسی رہائش گاہ کا حصول تھا جس میں یوسٹیشا کو بیوی کی حیثیت سے رکھ سکے۔

اس کے قدم اسی جانب گامزن تھے۔ پچھلی شام کی نسبت موسم قدرے مختلف تھا۔ زرد بھاپ زدہ سورج نے یوسٹیشا کے لیے معشوق سے ملاقات کی پیشن گوئی کر دی تھی۔ مختصر یہ کہ کلائم صنوبر کے درختوں اور ساحل کے پودوں کے کنارے تک پہنچ گیا تھا جس کا رابطہ اس کی پیدائش کے برسوں میں ہی ہیتھ سے منقطع ہو گیا تھا۔ جب مرطوب شاخیں طوفان سے جنگ و جدل میں مصروف تھیں اور چھوٹے سفیدے کے درخت قطع و برید کے عمل سے گزر رہے تھے۔

ییوبرائٹ تنہا گھر میں آدھے دن کے قریب پہنچا۔ جب کہ واپسی پر بارش شروع ہو گئی تھی۔

وہ جلد از جلد یہاں سے رخصت ہونا چاہتا تھا کیوں کہ ایک پل کی تاخیر بھی والدہ کو نئے درد سے دوچار کرنا تھا۔ تمام سامان تیار تھا فقط والدہ کو خدا حافظ کہنا باقی تھا۔

"میں ۲۵ تاریخ کو شادی کرنے جا رہا ہوں؟

میرا ابھی یہی خیال تھا۔"

ہم آپ سے ملاقات کرنے ضرور آئیں گے۔ اس نے گالوں کو بوسہ لیا اور کرب سے جدا کیا۔

عقبی دروازے سے آنے والی خم دار کرن اب ایک نوجوان بیوی کا روپ دھار چکی تھی جو تھامسن تھی۔ جس کی تمام حرکات و سکنات پرندوں سے شروع ہو کر ان تک اختتام پذیر ہوتی تھیں۔

ا۔ سوچ میں ڈوبی وہ بالکل عقاب کی مانند لگ رہی تھی۔ خوفزدہ حالت میں کسی کنگ فشر کی مانند شور مچاتی تھی۔ جب کہ تیز ہوا میں اس کا وجود بگلے کی مانند تھا۔

"ٹاسی تم آج بہت خوش لگ رہی ہو، تمھارا خاوند کیسا ہے؟"

"بہت اچھا ہے۔"

"تمھارے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا ہے؟"

"کافی حد تک اچھا ہے۔"

"مجھے تمھارے حصے کے شیلنگ تمھارے حوالے کرنا ہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔"

"لیکن مناسب ہو گا کہ اپنے خاوند کو اس بارے میں مطلع کرو۔"

"ٹاسی: کلائم مجھے چھوڑ گیا ہے۔ وہ اس سے شادی کرے گا۔ میں اس کو اپنی زندگی کے بہترین سال دیے اور اس کے بدلے میں فقط نفرت اور حقارت ملی۔

"ایسا نہ کہیں۔ آپ واقعی دکھی ہیں لیکن اس بات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں؟

"تم مجھے نہ پڑھاؤ۔ میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی کیوں کہ بہتان ہے۔ مجھے غلط تخلیق کیا گیا ہے۔ تھامسن! اس نے غمزدہ مسکراہٹ کے ساتھ اضافہ کیا۔

پیاری خالہ جان میں آپ کو کبھی تنہا نہ چھوڑوں گی۔

تقریباً ایک ہفتہ تھامسن کے اپنے وعدے کا پاس رکھا۔ اگلے ہفتے بیماری کے باعث نہ آ سکی۔ طلائی سکوں کی بابت مزید پیش رفت نہ ہوئی کیوں کہ وہ اس موضوع پر خاوند سے بات کرنے سے گھبراتی تھی جب کہ مسز ییوبرائٹ اس بات پر مصر تھیں۔

ویلیڈیو کو مس وائے کی شادی کی خبر چارلی کے ذریعے ملی جس نے اس کو حیرت زدہ کر دیا۔ وہ سخت پریشان تھا اگرچہ اس کے ضعیف جذبات کو شاعرانہ وسعت سے بیان نہیں کیا گیا تھا لیکن فقط ایک رسمی نقطہ نظر تھا اس لیے اس کو یقیناً ایڈگن کا دوست کہا جا سکتا تھا۔

(۱) Kingfisher

(۷)۔ اس دن کی صبح و شام

بالآخر شادی کی صبح آن پہنچی۔ بظاہر یوں لگتا تھا کہ بلوم اینڈ کو مسٹوور سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ کیوں کہ مسز ییوبرائٹ کے گھر کے اردگرد متبرک خاموشی کا راج تھا۔ سوائے ایک چڑیا کے ادھر ادھر پھڑ پھڑانے کے، کمرے میں زندگی کے مزید آثار نظر نہ آتے تھے۔

وہ تھامسن کا انتظار کر رہی تھی جس نے پیغام بھجوایا تھا کہ وہ رقم کی وصولی کے لیے جلد آنے والی ہے۔

ا۔ ماہی خور نسل کے شوخ رنگ اور چوٹی دار پرندوں کی مختلف اقسام میں سے ایک ہے۔ دنیا بھر میں چھوٹی دم اور لمبی مضبوط چونچ کے ساتھ پائے جانے والا کرم خور پرندہ جو موسم بہار میں انگلستان کا رخ کرتا ہے۔

مسز ییو برائٹ بظاہر تو بیرونی منظر کو دیکھ رہی تھیں لیکن چشم تصور سے ییو برائٹ کی شادی کا منظر ان کے سامنے تھا۔ جب وہ اپنی دلہن کے ساتھ ٹانگے میں آئے گا۔ کیوں کہ اسی لمحے گھڑیال کی گھڑی نے بارہ بجائے اور چرچ کی گھنٹیاں شادی کا اعلان کر رہی تھیں۔

شام کو ویلیڈیو اپنی بیوی کے حصے کی رقم کا مطالبہ کرنے آیا لیکن مسز ییو برائٹ کو چوں کہ وہ ناپسند تھا۔ اس لیے انھوں نے اس کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ تھامسن کے حصے کی رقم وہ خود اس کے حوالے کریں گے۔

ویلیڈیو کو ان کا یہ جواب ناگوار گزرا اور اس نے تھامسن کے نہ آنے کا عندیہ دے دیا۔ کیوں کہ اسے ناقابل اعتبار گردانا جارہا تھا۔ زود رنجی کے باعث اس کا رنگ مزید گہرا ہو گیا۔

اس کے جانے کے بعد مسز ییو برائٹ اس سوچ بچار میں پڑ گئی کہ تھامسن کو کیوں کر رقم پہنچائی جائے کیوں کہ ویلیڈیو کی باتوں سے یہ بات عیاں تھی کہ اس کو رقم کی ضرورت تھی۔ بالآخر اس نے سوچا کہ چوں کہ آج شادی ہے اور وہ یقیناً اس میں شرکت کرنے جارہی ہو گی۔ اس لیے رقم اس کے پاس پہنچانے کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا تھا۔

اس لیے اس نے گرینڈ فرکینتل کو بلایا اور اسے عندیہ دیا کہ آرام سے جائے کیوں کہ سر شام پہنچنا بہتر رہے گا تاکہ رقم پر کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔ گینڈ فرکینٹل مسٹودر جانے والے رستے پر ہو لیا۔ اس نے اشرفیوں کو جوتوں کے تلوے کے اندر رکھا تھا تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے۔

رستے میں اس کی ملاقات ہیتھ کے پرانے باسیوں سے ہوئی جو قرعہ اندازی کے سلسلے میں جارہے تھے اور بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

سرائے کے اندر داخل ہونے پر اسے انکشاف ہوا کہ مزید لوگ بھی اس کے جاننے والے موجود تھے۔ انہوں نے اس کو بھی قرعہ اندازی میں حصہ لینے کی ترغیب دی جس کو اس نے پہلے تو منع کر دیا لیکن پھر ان کے اکسانے اور اشرفیوں کی موجودگی کے باعث وہ بھی اس کھیل میں شامل ہو گیا کیوں کہ ان کے بقول جیتنے والا تو بالآخر وہی ہو گا۔

کھیل کے دوران ہی دوین بھی وہاں آن پہنچا اور کچھ ثانیے بعد ویلیڈیو کرسچین کے ساتھ نظر آیا۔ یہ ایک منجمد نرم اور دھندلی رات تھی۔ تمام تر نئے پودوں کی خوشبوؤں سے معطر دن کو ابھی تک سورج کی حدت نے خشک نہیں کیا تھا جن میں خصوصاً فرن کی خوشبو شامل تھی۔

"تمھارے پاس مسز ویلیڈیو کے لیے رقم ہے؟ کریسچن کے دوستوں نے خاموشی کے بعد کہا۔ اور کیا یہ مسٹر ویلیڈیو کو نہیں ملنی چاہیے۔

"میاں بیوی دونوں برابر ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے سختی سے یہ حکم ملا ہے کہ یہ میں مسز ویلیڈیو کے حوالے کروں۔"

اب ویلیڈیو کے مکار ذہن نے منصوبہ بندی شروع جس کے ذریعے وہ کریسچن کو اپنے جال میں پھنسا کر اس سے ساری رقم ہتھیا لے گا۔ اور اس کی چال کامیاب ہوگئی جس کے نتیجے میں کریسچن قرعہ اندازی میں تمام رقم سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

وہ ناکام و نامراد سرائے سے باہر نکلا۔ اسے سمجھ نہ آرہا تھا کہ مالکن کو کیا جواب دے گا۔

ڈگری وین اس تمام منظر کو گواہ تھا۔ اور ویلیڈیو کی مکاری کا پول اس کے سامنے کھل گیا تھا۔ اس لیے اس نے اس کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

ویلیڈیو جیت کی سرشاری میں تھا اس لیے فوراً مزید رقم کے حصوں کی خاطر رضامند ہو گیا۔ وہ چوں کہ اس کھیل میں مہارت رکھتا تھا اس لیے اس نے اپنی چالوں سے اس کو چاروں شانے چت کر دیا۔

(۸)۔ ایک نئی طاقت موجود حالات کو متاثر کرتی ہے

نئی فتح نے وین کو یک گونہ خوشی عطا کی تھی۔ لیکن ویلیڈیو فی الحال اپنی شکست ماننے کو رضامند نہ تھا۔ اس لیے اس نے دوبارہ سے کھیل شروع کرنے کو کہا۔

اب چھکہ گم گیا۔ تھامسن جس کو بڑی کوشش کے بعد تلاش کیا گیا۔ چھکے کے ملنے کے بعد موم بتی کا شعلہ بجھ گیا جس وجہ سے انھیں جنگوؤں کی روشنی میں اپنا کھیل جاری رکھنا پڑا۔ سال کے اس وقت جگنوؤں کی روشنی اس قدر تیز تھی کہ اس میں خط بھی پڑھا جا سکتا تھا۔

چوتھی کتاب

بند دروازے

(۱)۔وہ مصائب میں گھرا لیکن گانا گا رہا ہے۔

اس ناساز گار انٹرویو کا نتیجہ یہ نکلا کہ یوسٹیشا دوپہر کا وقت اپنے نانا کے ہمراہ گزارنے کے بجائے تیزی سے کلائم کی طرف واپس آ گئی جہاں ہر وہ متوقع وقت سے تقریباً تین گھنٹے پہلے پہنچ گئی تھی۔

"اندر داخل ہوئی تو اس کا چہرہ سرخ تھا، آنکھیں موجودہ جھڑپ کی غمازی کر رہی تھیں۔ بیو برائٹ نے نظریں اٹھا کر تضحیک سے اس کو دیکھا کیوں کہ اس نے کبھی اس کو ایسے حال میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کے غضب میں سے گزرتے ہوئے بنا دیکھے بالائی منزل میں چلی گئی لیکن چونکہ کلائم بہت پریشان تھا اس لیے فوراً اس کے پیچھے ہو لیا۔ "کیا معاملہ ہے ؟ یوسٹیشا؟" وہ سونے کے کمرے میں چولھے کے قالین کے پاس کھڑی فرش کو گھور رہی تھی اور اس کے ہاتھ اس کے سامنے بغل گیر تھے اور اس کی لال ٹوپی سر پر تھی۔ کچھ لمحے تو خاموش رہی لیکن اس کے بعد آہستہ آواز میں جواب دیا۔

"میں تمھاری والدہ سے ملاقات کر کے آ رہی ہوں اور س کے بعد اس سے کبھی نہیں ملوں گی۔"

کوئی چیز پتھر کی طرح کلائم پر گری۔ اسی صبح جب یوسٹیشا نے اپنے نانا سے ملاقات کا انتظار کیا تھا تو کلائم ہی نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ بلوم اینڈ جا کر ساس کی خبر گیری کرے یا پھر کوئی اور طریقہ تلاش کرے جس سے مصالحت کا راستہ نکل آئے اور وہ شگفتہ مزاجی اور بلند توقعات سے نکلیں۔

"ایسا کیوں ہے ؟" اس نے سوال کیا۔

"میں نہ بتا سکتی ہوں اور نہ ہی یاد کر سکتی ہوں۔ آپ کی والدہ سے ملی تھی اور اب دوبارہ کبھی اس سے نہیں ملوں گی۔"

"کیوں ؟"

"میں مسٹر ویلڑیو کے متعلق کیا جانتی ہوں ؟ کسی بھی شخص کی بری رائے برداشت نہیں کروں گی۔ یہ کس قدر تذلیل کی بات ہے کہ مجھ سے سوال کیا جائے کہ میں نے اس سے کوئی رقم لی ہے یا اس کی حوصلہ افزائی کی ہے یا پھر ایسی کوئی حرکت کی ہے۔"

"در حقیقت علم نہیں ہے کہ کیا ہے ؟"

"وہ تمھیں ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں؟"

"اس نے کہا تھا۔"

"تو پھر اس بات کا یقیناً کوئی مطلب ہو گا۔ اس کے علاوہ والدہ نے مزید کیا کہا تھا؟"

"مجھے علم نہیں کہ انھوں نے اس کے علاوہ کیا کہا تھا۔ ہم دونوں نے ہی ایسے الفاظ ادا کیے جن کی معافی تلافی ناممکن ہے۔"

"اوہ! یقیناً کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو گی جس کا نقصان یہ ہوا کہ ان کے بھائی واضح نہیں تھے"

"میں مزید کچھ کہوں گی۔ شاید یہ حالات کا قصور تھا جو کافی عجیب سے ناخوشگوار دوراہے پر تھے۔

کلائم: میں اظہار میں بے بس ہوں۔ تم نے مجھے واقعی ایک ناخوشگوار پر لا کھڑا کیا ہے۔ لیکن تمھیں اب اس کو بہتر کرنا ہو گا۔ ہاں کہوں کہ تم ایسا کرو گے یا پھر مجھے اس سب سے نفرت ہے۔ ہاں یا تو مجھے پیرس لے جاؤ اور اپنے پرانے روزگار سے منسلک آ جاؤ۔ مجھے بالکل پروا نہیں ہے کہ ہم وہاں پر کس قدر عاجزانہ زندگی گزاریں گے اگر یہ صرف پیرس ہو گا ایڈگن پیتھ نہیں۔"

"لیکن میں نے تو اس خیال کو مکمل طور پر ترک کر دیا ہے۔ یبو برائٹ نے حیرت سے کہا اور یقیناً تم سے بھی ایسی باتوں کی توقع نہیں کرتا ہوں؟"

"میں تسلیم کرتی ہوں لیکن کچھ خیالات ایسے ہیں جن کو دین سے نکال نہیں سکتی۔ اس معاملے میں مجھے نہیں بولنا چاہیے لیکن اب میں تمھاری بیوی ہوں اور تمھارے خوابوں میں شریک بھی۔ اچھا کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم محبت کی حدود سے باہر رکھیں گے اور میرے خیال میں یہ خاص انہی میں سے ہے اور یہ بات باہمی رضامندی سے طے ہو گئی تھی"

"کلائم: میں نے جو کچھ سنا اس کے بعد میں ناخوش ہوں۔" اس نے دھیمی آواز میں کہا، اس کی آنکھیں ڈوب گئیں اور وہ مڑ گئی۔

غیر متوقع مدد کی نشاندہی نے اس کے خاوند کو بدحواس کر دیا تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسے عورت کی حرکات و سکنات کی چکر بازیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن اس کے ارادے غیر متزلزل تھے اگرچہ وہ یوسٹیشا سے بے پناہ محبت رکھتا تھا۔ اس کے نقطہ نظر کا مکمل اثر اس پر یہ ہوا کہ پہلے سے بھی زیادہ اپنے آپ کو کتابوں میں مقید کر لیا تھا تاکہ جلد ہی معقول نتائج اور اس کی موج کے خلاف دلائل کے قابل بن سکے۔

اگلے دن سکون کے راز کو بے نقاب کیا گیا تھا سن نے جلدی میں دورہ کیا اور اپنے ہاتھوں سے کلائم کو اس کا حصہ سپرد کیا گیا۔ یوسٹیثا اس وقت گھر پر موجود تھی۔

"اچھا تو ان کا یہ مطلب تھا۔ کلائم نے حیرت سے کہا۔ تھامسن کیا تم جانتی ہو کہ ان دونوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی تھی۔"

اب تھامسن کے انداز میں اپنے کزن کے لیے پہلے سے زیادہ سکوت تھا۔ یہ شاید اس کا اثر تھا جو مختلف سمتوں سے آرہا تھا اور اس کا اثر منہدم کرنا تھا۔ "تمھاری والدہ نے مجھے بتایا تھا۔" اس نے خاموشی سے کہا۔ وہ میرے گھر یوسٹیثا سے ملاقات کے بعد آئی تھی۔"

"جس چیز کا مجھے سب سے زیادہ خوب تھا وہ اب ہونے والی ہے۔ جب آپ کے پاس آئیں تو وہ پریشان تھیں۔ تھامسن؟"

"ہاں؟ کلائم نے اپنی کہنی باغ کے چھجے پر لگائی اور آنکھوں کو ہاتھوں سے چھپالیا۔

"اس بارے میں غمزدہ نہ ہو کلائم۔ شاید وہ تمھارے ساتھ دوستانہ ہوں۔"

اس نے سر ہلایا۔ ان کی طرح کے دو تند مزاج۔ "اچھا کیا ضرور ہو گا؟ ایک بات خوش گوار ہے۔ سکے گم نہیں ہوئے۔"

"میں ان کو دو مرتبہ کھو چکا ہوں۔"

ان تلخ واقعات کے درمیان ایک بات ناگزیر تھی وہ یہ کہ اسے اپنے اس عالمانہ منصوبے میں تیز رفتار ترقی کرنی ہو گی۔ اس نظریے کے تحت اس نے راتوں کو کئی گھنٹے مزید دیر تک پڑھائی جاری رکھی۔ ایک صبح خلاف معمول سے شدید دباؤ محسوس ہوا اور آنکھوں میں عجیب تکلیف کے ساتھ بیدار ہوا۔ سورج کھڑکی کے پردے پر براہ راست پڑ رہا تھا اور اس کی ہتھیلی میں شدید درد محسوس ہوا جس نے اسے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ روشنی کی طرف دیکھنے کی اس کوشش کے نتیجے میں روشنی سے شدید حساسیت ظاہر ہوئی اور جلد ہی آنسو اس کی آنکھوں سے گرے۔ وہ مرہم کے طور پر ایک پٹی باندھنے پر مجبور ہو گیا جس سے دن کے وقت چھٹکارا بھی ناممکن تھا۔ یوسٹیثا مکمل طور پر خطرے سے باخبر تھی۔ اگلی صبح تک بھی معاملات بہتر نہ ہوئے تو انھوں نے اینجل بری کے سرجن کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا۔

شام تک وہ پہنچ گئے اور معالج نے بتایا کہ یہ بیماری شدید جلن کے باعث ہے جو رات کو پڑھنے کے باعث شروع ہوئی۔ جو اس نے ٹھنڈ کے باوجود جاری رکھی جس نے وقتی طور پر اس کی آنکھوں کو کمزور کر دیا۔

اپنے مقصد کے حصول میں اس دخل اندازی کے باعث وہ سرعت کے لیے بے تاب تھا اور اب بے کار بن گیا تھا۔ اسے ایک ایسے کمرے میں بند کر دیا گیا تھا جس کی تمام روشنیاں گل تھیں اور اگر یوسٹیٹا اس کے چہرے کو کیمپ کی روشنی میں نہ پڑھ سکتی تو اس کی کیفیت مکمل طور پر قابل رحم تھی۔ اسے امید تھی کہ یہ بدترین حالات عنقریب اختتام پذیر ہو جائیں گے لیکن سرجن کے تیسرے دورے کے موقع پر اس کے انکشاف نے اسے مایوس کر دیا کہ اگرچہ ایک مہینے کے اندر اس کا دروازوں سے باہر آنکھوں پر پردہ ڈال کر جانا مشکل نظر آتا ہے اس لیے اپنے کام کو جاری رکھنے اور چھپی ہوئی کسی بھی چیز کو پڑھنے کی خواہش کو مستقبل میں ترک کر دینا چاہیے۔

ہفتے کے بعد دوسرا ہفتہ آ گیا لیکن جوڑے کے غم کو کم کرنے کی کوئی کرن نظر نہ آئی۔ یوسٹیٹا خوفناک خیالوں میں گھری تھی لیکن وہ محتاط انداز میں ان کا ذکر اپنے خاوند سے کرنے سے باز رہی۔ فرض کرو کہ وہ اپنی بصارت کھو دیتا ہے یا پھر نظر اس قدر بحال نہیں ہو پاتی کہ وہ ایسا پیشہ اختیار کر سکے جو اس کے جذبات کے لیے خوش گوار ہو اور اس کو ان پہاڑوں سے چھٹکارا دلانے میں مددگار ہو۔ اسے نہیں لگتا تھا کہ خوب صورت پیرس کا خواب حقیقت کا روپ دھار لے گا۔ اس موجودہ بدنصیبی کے باعث یونہی دن گزرتے گئے لیکن طبیعت میں کوئی بہتری نہ آئی۔ اس کا دماغ اس ماتم کناں نالی میں دوڑتا رہا اور وہ اس سے دور باغ میں جا کر مایوسی کے آنسو رویا کرتی تھی۔

یبو برائیٹ نے پہلے سوچا کہ وہ اپنی والدہ کو بلائے گا لیکن کچھ دیر بعد خود ہی یہ ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس کی صورت حال کے بارے میں آگاہی اسے مزید پریشان کرے گی اور ان کی زندگی کی گوشہ نشینی ایسی کہ وہ بہ مشکل ہی یہ خبر جان سکتی سوائے کسی خاص پیغام رساں کے فلسفیانہ انداز میں جس قدر ممکن ہو سکے مصیبت برداشت کرتا۔ کلائم تین ہفتے تک انتظار کرتا رہا اور پھر حملے کے بعد پہلی دفع کھلی فضا میں آیا۔ اس مرحلے پر سرجن دوبارہ اس سے ملنے کو آیا جب کلائم نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسے واضح بات بتا دے۔ نوجوان نے یہ بات نہایت حیرت سے سنی کہ اس بات کا تعین کرنا کہ اسے کب اس مشقت سے چھٹکارا ہو گا نہایت مشکل کام ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھیں اس خاص حالت سے دوچار ہیں جس میں وہ شاید چلتے پھرنے کے قابل تو ہو سکے لیکن کسی خاص چیز پر توجہ مرکوز کرنا غیر متوقع آنکھوں کی شدید بیماری کا خطرہ بن سکتی ہے۔

کلائم ذہنی لحاظ سے متحمل مزاج لیکن مایوس کن ہرگز نہیں تھا۔ اس کے اندر ایک مضبوطی بلکہ خوشی کی لہر قابض ہو گئی۔ یہ ہی کافی تھا کہ وہ اب اندھا نہیں ہو گا۔ دنیا کو ایک دھندلے عدسے سے غیر معینہ مدت

کے لیے دیکھنا کافی حد تک برا اور کسی پیش رفت کے لیے زہر قاتل بھی تھا لیکن بیوبرائٹ جوزینو[1] کے فلسفے کا پیروکار تھا بدنصیبی کا سامنا کرنے کے لیے جو فقط اس کی معاشرتی حیثیت کو متاثر کر سکتی تھی اور یوسٹیٹا کے برعکس زندگی کی عاجز ترین صورت حال بھی اس کے لیے تسلی بخش تھی۔ اگر اسے ایسے ثقافتی طریقے سے رہنے دیا جائے۔ جھونپڑے کے اندر مدرسے کا تصور بھی کچھ ایسا ہی تھا اور اس کے درد والم نے اس کی روح کو متاثر کر دیا تھا جیسا کہ اس کو کرنا چاہیے۔

(۲)۔ وہ پریشانی سے نبرد آزما ہے

وہ گرم سورج کے نیچے ایڈگن کے کچھ رستوں پر جا رہا تھا جن سے وہ بخوبی آشنا تھا اور جو اس کے پرانے گھر کے قریب تھے۔ اسے سامنے وادی میں چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا اور آگے بڑھتے ہوئے اس نے یہ جانا کہ یہ چمک کسی آدمی کے اوزار سے نکل رہی تھی جو گھاس کاٹ رہا تھا۔ اس نے پہچان لیا کہ وہ شخص کلائم تھا اور بیوبرائٹ نے آواز سے اندازہ لگایا کہ وہ ہمیری تھا۔ ہمیری نے کلائم کی صورتحال پر تاسف کا اظہار کیا اور کہا۔ "اگر تم میری طرح ایک کم درجے کے مزدور ہو تو اسی طرح گزارا ہو سکتا ہے۔"

"ہاں۔ میں کر سکتا تھا۔" بیوبرائٹ نے محویت سے کہا۔ تم ان ایندھن کے گٹھوں کو اکٹھا کر کے کتنا کچھ کما لیتے ہو؟"

"تقریباً نصف سو سکے اور ان لمبے دنوں میں اس اجرت پر میری اچھی گزر بسر ہو جاتی ہے۔" گھر سے اینجل ورتھ کے رستے میں وہ اکثر ناخوشگوار یادوں میں کھویا رہتا تھا۔ گھر پہنچنے پر یوسٹیٹا کھلی کھڑکی سے ہی اس سے مخاطب ہوتی اور وہ اس کے پاس چلا جاتا۔

"میری پیاری! میں آج بہت خوش ہوں اور اگر میری ماں مجھ سے اور تم سے رضامند ہو جاتی ہیں تو مزید خوشی محسوس کروں گا۔"

"مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا کبھی نہ ہو گا۔" اس نے اپنی خوب صورت اور طوفان خیز آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کس طرح یہ بات کر سکتے ہو کہ تم خوش ہو اور کچھ بھی نہیں بدلا؟"

"کیونکہ بالآخر میں اس قابل ہوں کہ کچھ تو کر سکتا ہوں اور اس بُرے وقت میں بھی اپنی زندگی گزار سکتا ہوں۔

---

[1] زینو ایک فلسفی جس کے مطابق زندگی میں مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ زین چین اور جاپان میں موجود جہان کی ایک شکل ہے۔

ہاں!"" میں گھاس اور جھاڑیاں کاٹنے کا کام کرنے جا رہا ہوں۔"

نہیں کلائم! اس نے کہا اور اس کے چہرے پر جو موہوم سی امید نظر آ رہی تھی یکسر غائب ہو گئی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ بد تر حال میں نظر آ رہی تھی۔ یقیناً میں کروں گا۔ یہ کوئی دانش مندانہ رویہ نہیں ہے کہ جو تھوڑی بہت جمع پونجی آپ کے پاس ہو اس کو بے دریغ لٹاتے جاؤ جب تک آپ ایک دیانت دارانہ پیشے کے ذریعے اپنے اخراجات کم کر سکتے ہو؟ باہر کی ورزش میرے لیے بہتر ہو گی اور کسے خبر ہے کہ کچھ ہی مہینوں میں مَیں اپنی پڑھائی دوبارہ سے شروع کر دوں گا۔ "لیکن میرے نانا ہماری مدد کو تیار ہیں اگر ہمیں ان کی مدد کی ضرورت ہوئی تو ہمیں اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم اس پیشے پر انحصار کریں تو دولت مند ہو جائیں گے۔"

"ہاں! غلاموں اور مصر کے اسرائیلیوں کی نسبت ہم امیر ہو جائیں گے۔" یوسٹیشا کے چہرے پر تلخ آنسو گرا جو اس نے نہیں دیکھا۔ اس کے لہجے میں ایسا تاثر اس بات کا مظہر تھا کہ اسے اس انجام سے کوئی خطرہ نہیں تھا جو یوسٹیشا کے لیے خطرے کی گھنٹی تھا۔

اگلے ہی دن ییوبرائٹ ہمیری کے جھونپڑے کی طرف گیا اور اس سے دستانے، پائجامہ اوزار تیز کرنے کا پتھر لیے جب تک کہ اپنی خریدنے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں اور شناساؤں کی معصیت میں کام کے لیے نکل کھڑا ہوا اور ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں پر گھاس سب سے زیادہ گھنی تھی اب منتخب شدہ پیشے میں پہلا تیر چلایا۔ اگرچہ اس کی بصارت اس کے بلند مقصد کی یاوری کے لیے ناکافی تھی لیکن اس چاک و چوبند کام کے لیے ٹھیک تھی اور اس نے محسوس کیا کہ جب تھوڑی سی مشقت نے اس کے ہاتھوں کو سخت کر دیا تو شاید وہ آسانی سے کام کر سکے گا۔

دن گزرتے گئے، وہ تڑکے بیدار ہوتا، اپنے پاجامے کو آنکڑا لگاتا اور مقررہ مقام تک ہمیری کے ہمراہ چلا جاتا۔ اس کا معمول تھا کہ صبح چار بجے سے دوپہر تک کام کرتا جب دن کی حدت اپنے بلند ترین مقام پر ہوتی تو گھر جا کر ایک یا دو گھنٹے کے لیے آرام کرتا اور اس کے بعد دوبارہ کام پر جاتا یہاں تک کہ دھند لکا چھا جاتا تھا۔

پیرس سے تعلق رکھنے والا یہ شخص اب اپنے چمڑے کے سازوسامان کے ساتھ آراستہ و پیراستہ تھا اور آنکھوں میں چشمے لگانے پر بھی مجبور تھا کہ اس کے قریب ترین ساتھی بھی بنا پہچانے قریب سے گزر جائیں۔ خاردار سبزے کے درمیان وہ ایک بھورے نقطہ سے زیادہ کچھ بھی نہ تھا۔ جب وہ کام پر نہیں ہوتا تو یوسٹیشا کی

صورتِ حال اور والدہ کی بے گانگی اس کو تذبذب میں مبتلا رکھتی لیکن جب کام کے جنون میں ہوتا تو خوشگوار انداز میں مرتب اور پر سکون نظر آتا۔

اس کی دن کی زندگی متجسس خورد بینی طرز کی تھی اور پوری دنیا ایک سرکٹ پر مشتمل تھی جو اس سے چند قدموں کی مسافت پر ہی واقع تھی۔ اس کے مانوس لوگوں میں رینگنے والے اور اڑنے والی چیزیں تھیں جو اسے اپنے حسار میں جکڑے ہوئے تھیں۔ مکھیاں اس کے کانوں کے گرد مانوس انداز سے بھنبھناتی تھیں اور گھاس کے پھولوں کو رگڑتیں گویا کوئی لونڈے باز ہو۔ ایڈ گن کی عجیب سبز رنگ کی تتلیاں اتنی مرتبہ کہیں اور نظر نہ آتیں تھی۔ اس کے ہونٹوں کی سان سے ترکش تھیں اور اس کی خمیدہ کمر پر چڑھتیں تھیں۔ اس کی کنڈے کے چمکدار نقطے کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو جاتی تھیں جب وہ اسے متحرک کرتا تھا۔ سبز رنگ کے گھاس کے ٹڈے اس کے پاؤں پر جھکتے اور ان کے آگے پیچھے کسی ناتجربہ کار قلاباز کی مانند گرتے پڑتے جیسے موقع ملتا یا پھر شوریدہ سر اچھل کود میں مصروف رہتے فرن کے نیچے ایک مانوس رنگ جھلکتا تھا۔ بڑی مکھیاں نعمت خانے اور جالوں کے خوف سے آزادنہ اور بالکل وحشیانہ انداز میں اس کے گرد بھنبھناتی تھیں یہ جانے بغیر کہ وہ ایک انسان تھا۔ فرن کی کھائی کے اندر اور باہر سانپ سرخ، نیلی اور پیلی وضع قطع کے ساتھ آہستہ روی سے حرکت کر رہے تھے کیونکہ اس موسم میں انھوں نے اپنی کیچیلیاں اتار پھینکی تھیں اور ان کے رنگ تیز ترین تھے۔ چھوٹے خرگوشوں کے گروہ اپنے گھروں سے باہر نکل کر پہاڑوں میں دھوپ لگوا رہے تھے اور گرم شعائیں ان کے کانوں کی پتلی گویا چھوتے گوشت کی جھلی پر شعلہ زن تھیں اور اس کو سرخ رنگ کی شناخت عطا کر دی تھی جس میں ایک ایک رگ نظر آ رہی تھی۔ کوئی ابھی اس سے خوفزدہ نہیں تھا۔

اس روز گار کی یکسانیت نے اسے تسکین دی تھی اور بذات خود اس کے لیے باعث انبساط تھا۔ تگ و دو کی ایک پابند محدودیت نے گھریلو چال کی جیسے غیر آرزو مندانہ شخص کو انصاف لواتی تھی۔ اس لیے بعض اوقات وہ خود ہی گانا گانا شروع کر دیتا اور جب کبھی ہمیری کے ساتھ پودوں کی تلاش میں جاتا تو اپنے ساتھیوں کو پیرس کی زندگی کے افسانے سنا کر محزوز کرتا اور یوں اپنا وقت بتاتا۔

ان ہی گرم دوپہروں میں ایک دن یوسٹیٹا تنہا بیوبرائٹ کے کام کی جگہ پر پہنچی وہ گھاس میں مصروف تھا اور اس کے قریب پڑا ایندھن کا گٹھا دن بھر کی محنت کا عکاس تھا اس نے اس کے گانوں کی موج کو سنا جس نے اس کو رنجیدہ کر دیا تھا۔ اسے وہاں ایک غریب متاثر شخص کے روپ میں دیکھ کر جو اپنے خون پسینے کی کمائی کر رہا تھا نے یوسٹیٹا کو رُلا ڈالا لیکن پھر اس کو گاتا سن کر اور اس پیشے سے جو اس کے لیے اطمینان کا باعث تھا

اگرچہ اس کے واسطے بحیثیت ایک تعلیم یافتہ خاتون کے باعث تذلیل تھا اور اسے زخمی کر دیا تھا۔ اس کی موجودگی سے بے خبر وہ اپنے گانے میں مصروف تھا۔

یہ بات یوسٹیٹا کے لیے تسلی بخش تھی کہ وہ ان معاشرتی ناکامیوں کی پروا نہیں کر رہا تھا لیکن مغرور عورت نے اپنا سر جھکایا اور مایوسی میں آنسو بہائے ان اثرات پر جو مزاج اور صورت حال اس پر مرتب کرنے والے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھی۔ "ایسا کرنے سے بہتر ہے کہ میں بھوکوں مر جاؤں۔" وہ زور دار آواز میں چیخی اور تم گا سکتے ہو۔ میں دوبارہ اپنے نانا کے پاس جا کر رہوں گی۔"

"یوسٹیٹا میں نے تمھیں نہیں دیکھا تھا اگرچہ کچھ متحرک مجھے نظر آرہا تھا۔" اس نے نرم آواز میں کہا۔ وہ آگے بڑھا، اپنے چمڑے کے بڑے دستانے اُتار کر اس کا ہاتھ تھاما۔ تم اس طرح عجیب بات کیوں کرتی ہوں۔ یہ چھوٹا سا پُرانا گانا تھا۔ جس نے مجھے متاثر کیا تھا۔ جب میں پیرس میں تھا اور اب تمھارے ساتھ کی زندگی پر لاگو ہوتا ہے۔ اگرچہ تمھارا پیار ختم ہو چکا ہے کیوں کہ میری ظاہری شخصیت اب اچھے شخص کی نہیں رہی ہے۔"

"تمھیں مجھ سے ناخوشگوار انداز میں سوال نہیں کرنا چاہیے۔ یہ سب تمھارے پیار کو فنا کر دے گا۔"

"کیا تم ایسا سوچتی ہو کہ میں یہ خطرہ مول لے سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم اپنے خیالات کے مطابق زندگی بسر کرو اور مزاحمت نہ کرو۔ میری خواش ہے کہ تم اپنی شرمناک مشقت چھوڑ دو۔ کیا میرے اندر کوئی ایسی خوبی ہے کہ تم میری خواہشات کے برعکس کام کر رہے ہو۔ میں تمھاری بیوی ہوں اور تم کیوں نہ سنو گے؟ ہاں میں واقعی تمھاری شریکِ زندگی ہوں۔"

"مجھے علم ہے اس انداز کا کیا مطلب ہے؟"

"کیسا انداز؟"

جس انداز میں تم نے کہا ہے؟ واقعی تمہاری بیوی۔ اس کا مطلب ہے تمھاری بیوی تنہا بدنصیب ہوئی۔"

"یوں کھوج لگانا مشکل کام ہے۔ عورت کے پاس شاید عقل ہو اگرچہ وہ دل کے بغیر کبھی نہیں ہو گی۔ اور اگر میں خود کو بدنصیب محسوس کرتی ہوں تو کوئی کم ظرف احساس نہ ہو گا بلکہ قدرتی تھا۔ تم دیکھتے ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولتی ہوں۔ کیا تمھیں یاد ہے تمھاری شادی سے قبل میں نے تمھیں خبردار کیا تھا کہ مجھ میں اچھی

بیوی بننے کی خوبیاں نہیں ہیں۔ اب تم ایسا کہ کر میرا منہ چڑا رہے ہو۔ اس وقت سب سے اچھا کام تمھاری زبان کو لگام دینا ہے۔ کیوں کہ اب تک تم میری ملکہ ہو اگرچہ میں اب مزید تمھارا بادشاہ نہیں رہا۔"

"تم میرے شوہر ہو اور یہ بات تمھارے اطمینان کے لیے کافی نہیں ہے۔"

"نہیں جب تک تمہارے اندر میری بیوی بننے کا پچھتاوا نہ ہو گا۔"

"میں تمھیں اس بات کا جواب نہیں دے سکتی۔ صرف اتنا یاد رہے کہ میں تمہارے ہاتھوں میں ایک سنجیدہ معاملہ ہوں گی۔"

"ہاں میں نے کہا تھا۔"

"تو تم دیکھنے کے معاملے میں کافی تیز ہو۔ کوئی بھی سچا عاشق ایسی چیزوں کو نہیں دیکھتا۔ تم میرے ساتھ بہت بے رحم ہو۔ کلائم۔ میں تم سے بات کرنا بھی پسند نہیں کروں گی۔"

"اچھا بجائے اس کے کہ میں نے تم سے شادی کی اور اس حرکت پر پچھتا نہیں رہا ہوں۔ آج دوپہر کو تم کیسے لگ رہے ہو اور میں سوچا کرتی تھی کہ تم سے زیادہ کوئی نرم دل نہیں ہو گا۔"

"ہاں! مجھے ڈر ہے کہ ہمارے جذبات سر پڑ رہے ہیں۔ میں بھی اور تم بھی۔" اس نے غمناک انداز میں کہا۔" اور آج سے دو ماہ قبل ہم لوگ کس قدر والہانہ محبت کیا کرتے تھے۔ تم مجھے فکر مند کرنے میں کبھی نہ تھکتی تھی اور نہ ہی میں ایسا تھا۔ کون سوچ سکتا تھا کہ اس وقت میری آنکھیں بھی تمہاری آنکھوں کی مانند روشن نہ ہوں گی اور نہ ہی تمہارے ہونٹ میرے ہونٹوں کی مانند میٹھے؟ دو مہینے۔ کیا یہ ممکن ہے؟ ہاں یہ سچ ہے؟"

اس وجہ سے " تم سسکی لے رہے ہو۔ گویا تمھیں اس بات کا دکھ ہے۔ اور یہ ایک پُر امید علامت ہے۔"

نہیں میں نہیں آہ بھر رہا بلکہ میرے پاس آہیں بھرنے کی اور بھی وجوہات ہیں۔ یا پھر میری جگہ کوئی اور عورت ہو گی۔"

"تم مجھے تلخ باتیں کہنے پر کیوں مجبور کرو گے۔ بد نصیب شخص کو؟ میں بھی تمھاری طرح قابل رحم ہوں بلکہ میں رحم کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ ایک عجیب لمحہ ہو گا جو مجھے بادلوں کے نیچے گانا گاتا پائے گا۔ میرا یقین کرو۔ پیاری۔" "میں اتنا روؤں گی کہ تم جیسے جست دماغ کو حیران و پریشان کر دوں گی۔ اگر تم اپنے دکھوں کے متعلق بے پرواہ ہو گے تو پھر بھی میرے اوپر ترس کھانے کے باعث گانے سے باز رہو گے۔ خدا کی پناہ اگر میں اس حالت سے دوچار ہوتی تو گانے کی بجائے لعنت بھیجتی۔"

بیو برائٹ نے اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "میری ناتجربہ کار لڑکی، اب تم یہ نہ فرض کر لینا کہ میں بغاوت نہیں کر سکتا۔"

"اعلیٰ مطمئن رواج کے مطابق دیوتاؤں، قسمت اور تمھارے خلاف، میں نے اس دھوئیں اور بھاپ کو محسوس کیا ہے۔ جس کے بارے میں تم نے شاید سُن بھی نہ رکھا ہو لیکن میں زندگی کو جس قدر پرکھتا ہوں تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس کے عظیم شعبوں میں کوئی عظمت نہیں ہے بلکل اسی طرح میرا گھاس کاٹنا بھی کوئی کم تر فعل نہیں ہے۔ اگر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عظیم نعمتیں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں وہ قابل قدر نہیں تو پھر میں کسی قسم کی کمی بھی محسوس نہیں کروں گا جب یہ ہم سے چھین لی جائیں گی۔ اس لیے وقت گزاری کے لیے گاتا ہوں۔ کیا واقعی تم میرے لیے ہر قسم کے نرم گوشے ختم کر چکی ہو کہ تم مجھے کچھ خوشگوار لمحات دان نہیں سکتی ہو؟"

"میرے دل میں ابھی بھی تمھارے واسطے نرم جذبات ہیں۔"

"تمھارے الفاظ میں اب پہلے جیسی چاشنی نہیں رہی ہے اور گویا محبت بھی خوش نصیبی کے ساتھ دم توڑ گئی ہے۔"

"میں یہ سب کچھ نہیں سُن سکتی ہوں۔ کلائم: اس کا انجام تلخ ہو گا۔ اس نے بکھری آواز میں کہا۔ میں اب گھر جاؤں گی۔"

مایوسی کے خلاف جنگ لڑ رہی ہوں۔

کچھ دن بعد اگست کے ماہ کو گزرنے سے پہلے یوسٹیثا اور بیو برائٹ کھانے کے لیے بیٹھے تھے۔ یوسٹیثا کے انداز میں ایک بے حسی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں مایوسی تھی گویا وہ اس کے قابل تھی یا نہیں لیکن ہر اس شخص کے اور جس نے اس کو کلائم کے ساتھ محبت کے جوبن میں دیکھا تھا ایک رحم کا احساس جگاتی تھی۔ کلائم جو ایک دکھی انسان تھا اب خوش رہتا تھا جس نے جسمانی اذیت کا لمحہ بھی اپنی ساری زندگی میں محسوس نہیں کیا تھا۔

"میں تم سے باضابطہ وعدہ کرتا ہوں کہ جب کوئی متبادل کام کرنے کی سکت میرے اندر آئی تو میں اس کام کو خیر آباد کہہ دوں گا۔ میرے سارا دن گھر میں بے کار بیٹھنے سے بھی تو تم خوش نہیں ہو گی نا؟"

"لیکن گھاس کاٹنا بھی تو بہت ناگوار ہے مجھے۔ اور تم جس نے ساری دنیا دیکھ رکھی ہو، جرمن اور فرانسیسی زبانوں پر عبور حاصل ہو تو اس سے کہیں زیادہ کے حقدار ہو۔ میرا خیال ہے کہ جب تم نے پہلی بار

مجھے سنایا دیکھا تو شاید طلائی ہالے میں مقید تھا۔ ایک ایسا شخص کو جس کو شاندار چیزوں کا علم ہو اور اعلیٰ مناظر میں رہا ہو۔ مختصراً قابل پرستش، خوشگوار اور الجھن مین ڈالنے والا پیرو؟"

"ہاں!" اس نے سسکی لیتے ہوئے کہا۔

"اور اب میں بھورے چمڑے میں ملبوس ایک غریب شخص ہوں۔"

ان کی حالت کے برعکس میاں بیوی کے جذبات کافی حد تک بدل گئے تھے۔

"مجھ پر طنز کے تیر مت چلاؤ۔ اب کافی ہو گیا ہے۔ مزید پریشان نہیں ہوں گی۔"

آج گھر سے جا رہی ہوں۔ اگر تمھیں زیادہ اعتراض نہ ہو تو، گاؤں میں ایک تفریح ہونے جا رہی ہوں۔ ایک خانہ بدوستانہ۔ وہ لوگ گھر میں رہتے تھے اور میں وہاں پر جاؤں گی۔"

"رقص کرنے؟"

"کیوں نہیں، تم گا بھی سکتی ہو۔"

اچھا ٹھیک ہے، کیا مجھے تمھیں لینے کے لیے آنا چاہیے؟"

"اگر تم جلد ہی اپنے کام سے واپس آجاتے ہو تو۔ لیکن اپنے آپ کو اس معاملے میں بے آرام نہ کرو۔ مجھے گھر کا راستہ پتا ہے اور پھر میرے لیے یہ خوف کی علامت نہیں ہے اور کیا تم اس دل لگی سے چمٹے رہو گے یا گاؤں کے میلے میں اس کی تلاش کو جاؤ گے؟"

"نہیں! لیکن میں تمھارے ساتھ آنا چاہوں گا اگر تم خوش ہو تو؟ اگرچہ جس طرح کے حالات ہیں تم میرے ساتھ بہت زیادہ ہو۔ پھر بھی میری خواہش ہو گی کہ تم جانا نہ چاہو۔ ہاں! شاید میں حاسد ہوں اور کون حاسد نہ ہو گا۔ اس سے زیادہ وجہ کے ساتھ، ایک نیم نابینا شخص تم جیسی عورت کے ساتھ؟

"ایسا مت سوچو۔ مجھے جانے دو اور میری ساری سانسیں نہ کھینچو، جاؤ۔"

"میں تو انہیں بھی کھو دوں گا۔ میری پیاری بیوی۔ جاؤ اور جو چاہو کرو۔ کون تمھیں اس ترنگ میں تمھاری لگن کو منع کر سکتا ہے؟ لیکن پھر بھی تم میرے دل میں ہو۔" "میں تمھاری شکر گزار ہوں۔ ہاں! تنہا جاؤ تو اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنے زوال کے ساتھ چپکا رہوں گا۔ لوگ مجھے اس قسم کی ملاقات سے منع کریں گے۔ میری کنڈی اور دستانے (ا) ایس۔ ٹی۔ اوز اس کے ہیں۔ جو دنیا کو اس رستے سے باز رکھتا ہے اور اس کو پریشان کرتی ہے۔" اس نے اس کا بوسہ لیا، اپنا پاجامہ چڑھایا اور باہر نکل گیا۔

وہ باہر نکلا، اپنا سر ہاتھوں پر رکھا اور خود سے مخاطب ہوا۔"دو ضائع شدہ زندگیاں، اس کی اور میری۔"

ا۔ عیسائی پیشوا جس کو شہید کر دیا گیا تھا اور اس کی دینی خدمات میں اس حد تک پہنچ گئی ہوں۔ کیا یہ میرے دماغ سے اس خناس کو نکال سکے گی؟اس نے ممکنہ حل کے بارے میں سوچا تو موجودہ صورتِ حال میں کچھ بہتری لا سکتی لیکن سنیں گے تو کیا کہیں گے۔"اس لڑکی کو دیکھو جس کے واسطے کوئی بھی اچھا نہیں ہے۔ یوسٹیٹا کے لیے صورتِ حال امیدوں کا ایسا مقتل ثابت ہوئی کہ صرف موت ہی اس کا چھٹکارا تھی۔ اگر خدا کی تعریف آگے جاتی ہے تو۔"

اچانک وہ اٹھی اور کہا۔"میں بری طرح خوش ہوں گی، طنزیہ ہنسوں گی اور رقص کرنا شروع کر دوں گی۔"

وہ کمرے سے اتری اور خود کو تنقیدی نگاہوں سے ملبوس کیا۔ دیکھنے والوں کے لیے اس کے حسن نے احساسات کو معقول بنا دیا تھا۔ اس غمگین گوشے میں اس عورت کو حادثات اور غلط فہمیوں نے لا کھڑا کر دیا تھا اور ایک عام ساتھی بھی یہ محسوس کر سکتا تھا کہ اس کے پاس معقول وجہ ضرور ہے خدائے تعالیٰ سے یہ سوال کرنے کی کہ اس نے کیوں اس قدر عمدہ شخصیت کو ایسے حالات کے حوالے کر دیا۔ اس کی دلکشی کو نعمت کی بجائے قہر میں بدل رہے تھے۔

دوپہر کے پانچ بجے وہ گھر سے چہل قدمی کے لیے نکلی۔ اس کی باغیانہ اداسی اندر بیٹھے ہوئے زیادہ نمایاں تھی لیکن باہر کے لباس سے کچھ حد تک چھپ گئی تھی جس کے اندر ایک طرح کا دھندلا پن تھا۔ جو سخت کونوں سے محروم تھا۔ اس وجہ سے اس کا چہرہ اس ماحول میں تھا۔ اس کے بدن اور کٹہروں کے درمیان کوئی حد بندی نہیں تھی۔ دِن کی حدت ابھی تک ماند نہیں پڑی تھی اور وہ ان پہاڑوں پر آرام سے چل رہی تھی کیوں کہ اس کی بے کار مہم جوئی کے لیے ابھی کافی وقت پڑا تھا۔ لمبے فرن کے درختوں نے اپنے پتوں کے اندر اسے چھپا لیا تھا۔ جواب تصویری جنگل کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

گاؤں کے میلے کے لیے منتخب شدہ جگہ ایک قسم کا نخلستان تھا جو بعض مقامات پر ہیتھ ضلع کے مرتفع سے جا ملتی تھی۔ گھاس اور فرن کا وقفہ کنارے پر اچانک ختم ہو جاتا تھا اور گھاس بھی بغیر قطع و برید کے تھی۔ مویشیوں کا راستہ اس کے کنارے پر تھا لیکن فرن کے منظر سے ابھرا ہوا نہ تھا اور یوسٹیٹا نے اسی رستے کا انتخاب کیا تھا تا کہ گروہ کو ملنے سے قبل ابتدائی دیکھ بھال کر سکے۔ مشرقی ایڈگن کے رستوں نے اسے محراب تھا۔

گندے رستوں نے اس کی بے خطار ہنمائی کی اور اب وہ بذاتِ خود گلو کاروں کو ایک نیلے رنگ کی ویگن میں بیٹھا دیکھ سکتی تھی۔ جس کو مانجھ کر بالکل نئی بناری گئی تھی اور ایک محراب جس کے ساتھ شاخیں اور پھول باندھے گئے تھے۔ ان کے سامنے پندرہ یا بیس کے قریب جوڑے بڑے مرکزی رقص میں محو تھے جو کم تر افراد کے چھوٹے رقص سے تتر بتر ہو جاتے تھے جن کی گردش دھن کے بالکل مطابق نہ تھی۔

نوجوان لوگوں نے نیلے اور سفید رنگ کے فیتے سے بنے پھول پہن رکھتے تھے اور چہروں پر ایک سرخی کے ساتھ اس کو لڑکیوں کی طرف اچھال دیتے تھے جو اچھل کود کے ساتھ اپنے گلابی ربنوں سے بھی زیادہ گلابی ہو جاتیں تھں سفید رنگوں والے لمبے گھنگریالے بالوں کے ساتھ، چھوٹے گھنگریالے بالوں والی چٹیاں اور جوڑے کے ساتھ گول دائرے میں اڑتی پھر رہی تھیں اور دیکھنے والے شاید حیران ہو رہے تھے کہ کس طرح دلکش نوجوان عورتوں کا یہ گروہ جو ایک جسامت، عمر اور وضع قطع کا ہے، اکٹھا ہو گیا ہے۔ جہاں صرف ایک یا دو لوگ ہی ہو سکتے تھے۔ پس منظر میں ایک آدمی خود محوِ رقص تھا آنکھیں بند کیے۔ باقی ہر چیز سے غافل من موجی۔ چند قدموں کے فاصلے پر ایک ستون کے نیچے آگ فروزاں تھی جس کے اوپر تین چٹائیاں ایک قطار میں لٹکی تھیں۔ اس کے قریب ایک میز پر بزرگ خواتین چائے تیار کر رہی تھی۔ لیکن یوسٹیٹا ان کے درمیان بالکل اضافی لگ رہی تھی۔ کیوں کہ مویشیوں کے تاجر کی بیوی نے مشورہ دیا تھا کہ اس کو ضرور آنا چاہیے اور وعدہ کیا تھا کہ اس کے لیے ایک شاندار استقبال تیار کیا جائے گا۔

اس واحد مقامی خاتون کی غیر متوقع غیر حاضری جس کو یوسٹیٹا جانتی تھی نے اس کے شوہر کے لیے بے پناہ بناؤ سنگھار کے منصوبے کو برباد کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ شامل ہونا بھی مشکل تھا اور اس کا خیال تھا کہ جونہی وہ اندر قدم رکھے گی تو خوش مزاج بیگمات چائے کے کپ ہاتھوں میں لیے اس کا استقبال کریں گی اور اسے علم و مرتبے کے لحاظ سے بہتر خاندان کا فرد جان کر اعلیٰ مقام دیں گی۔ دور قص کی محفلوں کو دیکھنے کے بعد اس نے مزید آگے جھونپڑی تک جانے کا فیصلہ کیا جہاں پر کچھ کھانے پینے کے بعد شام کے سائے کے ساتھ گھروں کو لوت جائیں گی۔

اس نے بالکل ایسا ہی کیا اور جس وقت وہ خانہ بدوشوں کی طرف واپس جا رہی تھی تو سورج ڈوب رہا تھا۔ ہوا اس قدر ساکت تھی کہ وہ دور گانے والوں کی آواز سن سکتی تھی اور اب وہ لوگ گویا مزید جذبے کے ساتھ گا رہے تھے۔ جب وہ ان سے دور آ گئی تو یہ ممکن تھا۔ پہاڑوں تک پہنچنے تک سورج مکمل طور پر غائب ہو گیا تھا۔ لیکن اس سے یوسٹیٹا یا دوسرے عیاشوں کو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا کیوں کہ اب چاند اس کے

سامنے ابھر رہا تھا۔ اگرچہ اس کی کرنیں مغرب سے زیادہ نہیں نکلی تھیں۔ رقص اسی طرح جاری وساری تھا اور اس کے گرد ایک دائرہ بنا چکے تھے تاکہ یوسٹیٹا اس کے درمیان بنا پہچانے کھڑی ہو سکے۔

سارا گاؤں ایسی حسیات کے جذبات سے بھرپور تھا جو تمام سال بکھرے رہتے ہیں اور اب ایک گھنٹے کے لیے موجزن تھے۔ ان ملتے ہوئے چالیس جوڑوں کے دل اس طرح دھڑک رہے تھے گویا پہلے بارہ ماہ تک کبھی نہ تھے۔ وہ سب مل کر موج میلا کر رہے تھے۔ کچھ وقت کے لیے ان کے دلوں میں بت پرستی دوبارہ سے جنم لے چکی تھی اور زندگی کا فخر ہی سب کچھ یاد تھا۔ وہ اپنے سوا کسی کو گردانتے ہی نہ تھے۔

ان کے مستقل مگر عارضی معانقوں میں سے کتنے ہی تھے جن کے مقدر میں دوام تھا۔ اس بارے میں ان سے گہرا تعلق رکھنے والے لوگ حیرت کا شکار تھے اور اسی طرح یوسٹیٹا بھی یہی سوچ رہی تھی۔ وہ ان انگوٹھے کے بل ناچنے والوں پر رشک کر رہی تھی۔

امید اور خوشی اس کے لیے فاقہ کش تھی۔ وہ خود بھی رقص کی شیدائی تھی اور پیرس جانے کی خواہش کی وجہ بھی شاید یہی تھی کہ وہ وہاں جا کر اپنے اس پسندیدہ شغل میں ڈوب جاتے اور پریشانی کی بات یہ ہے کہ اب یہ توقع دم توڑ چکی تھی۔

جب وہ ان کو اس طرح گھومتے اور اتار چڑھاؤ کرتے بڑھتی چاندنی میں دیکھنے میں محو تھی۔ اچانک اس نے اپنے کندھے کے قریب سرگوشی کی آواز سُنی، حیرت سے مڑتے ہوئے اس نے اپنی کہنی کے پاس اس شخص کو دیکھا جس کی موجودگی اسے اچانک مندروں کی جانب بھگا دیتی تھی۔

وہ ویلیڈیو تھا۔ شادی سے لے کر اس لمحے تک اس نے اس سے آنکھیں چار نہیں کی تھیں۔ جب وہ چرچ میں کاہلی سے گھوم پھر رہی تھی اور اس نے اسے نقاب اُٹھا کر حیران کر دیا اور بحیثیت گواہ کے گھوم کر رجسٹر پر دستخط کرنے کو آگے بڑھا۔ اگرچہ اس کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سرخی امڈ آئی وہ اظہار نہ کر پائی۔ اس سے پہلے کہ وہ لب کھول سکتی اس نے سرگوشی کی "کیا تم اب بھی ہمیشہ کی طرح رقص کی شیدائی ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہے۔" اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم میرے ساتھ رقص کرو گی؟"

یہ میرے لیے بڑی تبدیلی ہو گی لیکن کیا ایسا کرنا عجیب نہ ہو گا۔"

"اکھٹے رقص کرنے میں کیا عجیب بات ہو سکتی ہے؟"

"ہاں! شاید تعلق، یا کچھ بھی نہیں۔"

"اگر اب تک تم نظروں سے اوجھل رہنا چاہتی ہو تو اپنا نقاب اُٹھا لو اگرچہ اس روشنی میں پہچانے جانے کا امکان بظاہر تو نظر نہیں آتا ہے۔ یہاں پر کافی زیادہ اجنبی لوگ ہیں۔"

اس نے مشورہ پر عمل کیا اور اس کا عمل اس بات کا خاموش اقرار نامہ تھا کہ اس نے اس کی پیشکش کو قبول کر لیا تھا۔

ویلڈیو نے اس کا بازو پکڑا اور اس کو دائرے سے باہر رقص کے دامن میں لے گیا۔ جہاں سے وہ لوگ داخل ہوئے تھے۔ دو فٹ بعد وہ اس تصویر کا حصہ بن گئے تھے اور اوپر کی جانب رقص کرنا شروع ہو گئے۔ جب تک وہ آدھا رستہ آگے نہیں آئے تھے یوسٹیٹا اسے ایک بار یہ احساس دلا چکی تھی کہ اس نے اس کی درخواست پر غور نہیں کیا مرکز سے لے کر اوپر تک۔ اس نے محسوس کیا۔ کیونکہ وہ یہاں پر خوشی حاصل کرنے کو باہر آئی تھی۔ اس لیے قدرتی طور پر اس کو حاصل کرنے کو آئی ہے۔

اس نے ایک نہ ختم ہونے والے بے آواز گھومنے اور چلنے کے سفر کا آغاز کر دیا تھا اور اب رقص میں سب سے اوپر والے جوڑے کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ یوسٹیٹا کی نبض کسی بھی طرح کے گھومنے کے لیے خوب تیزی سے چل رہی تھیں۔

پچیس جوڑوں کے درمیان ان کا سر چکرا دینے والا چکر تھا اور اس کے سراپے میں ایک نئی زندگی کی لہر اب دوڑ آئی تھی۔ شام کی زرد کرنوں نے ان کے تجربے میں ایک دلکشی کا اضافہ کر دیا تھا۔ روشنی کی رفتار اور لے حیات کے توازن کو خراب کر رہے تھے اور نرم جذبات کو بڑھاوا دے رہے تھے۔۔ حرکات کو بڑھا اور جذبات کو ترتیب دینے کا کام کر رہے تھے اور اس کی وجہ ان کا متضاد، متناسب، متعین تذبذب اور نا سمجھی کا عالم تھا۔ یہ روشنی چاند کے جھروکے سے ان دونوں پر پڑ رہی تھی۔ تمام رقاصاؤں میں یوسٹیٹا نے سب سے زیادہ اس علامت کو سمجھا۔ ان کے پاؤں کے نیچے گھاس مسل چکا تھا اور س کی سمت چاندنی کی جانب سے دیکھنے پر پالش شدہ چیز کی مانند لگ رہی تھی۔ ہوا ساکت تھی اور اس کی بیرونی دیوار نظر آ رہے تھے۔ سوائے اس وقت جب تمام بجانے والے اور دوسرے دوستاروں کے گول منہ ان کے اجسام سے باہر چمکتے ہوئے آنکھوں کی طرح نکلتے تھے۔ خواتین کے خوب صورت لباس دن کے تمام رنگ کھو کر اب صرف دھندلے سفید رنگ میں نظر آ رہے تھے۔ یوسٹیٹا بے خودی میں گول گھوم رہی تھی اس کا چہرہ بے خود تھا۔ ویلیڈیو کے بازوں کے پالے میں اس کی روح جسم سے پرواز کر چکی تھی اور اس کے جسم کو بھول گئی تھی جو خالی اور ساکن تھا اور ایسا ہمیشہ سے ہوتا ہے۔ جب جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں۔ وہ ویلیڈیو کے کس قدر قریب تھی ایسا سوچنا بھی خطرناک

تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی سانسوں کو محسوس کر سکتے تھے۔ کس بُری طرح اس کا برتاؤ تھا اس کے ساتھ اگرچہ دونوں ایک پیمانے پر چل رہے تھے رقص کے سحر نے انہیں حیران کر دیا تھا۔ فرق کی ایک واضح لکیر نے اس کے تجربات کو جذبات کے بنا اور جذبات کے ساتھ ایک چھو جانے والی باڑ میں تقسیم کر دیا تھا۔ رقص کا آغاز گویا ماحول کی تبدیلی تھی۔ بیرونی طور پر اس کی سرد مہری قطب شمالی تک جا پہنچی تھی اور اب منطقہ حارہ کے جنگلات کی مانند تھی۔ وہ زندگی کے مشکل ترین لمحات میں رقص میں شامل ہوئی تھی گویا کوئی رات کی سیر کے بعد ایک روشن قطعے میں داخل ہوتا ہے۔ ویلیڈیو بذات خود ایک ہل چل کا نام ہے۔ ویلیڈیو رقص میں شامل ہوا تو چاندنی اور منظر بھی خوشگوار ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس کی شخصیت نے اس تیکھے احساس کا ایک بڑا حصہ شامل کیا تھا یا پھر رقص اور منظر کی اہمیت زیادہ تھی یہ ایک ایسا نقطہ تھا جس پر یوسٹیٹا خود بھی مخمصے کا شکار تھی۔

لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ آپ کون ہیں؟ لیکن کوئی ناگوار سوال جواب نہیں ہوئے تھے۔ اگر یوسٹیٹا عام حالات میں بھی ان کے ساتھ گھل مل جایا کرتی تو معاملہ یکسر مختلف ہوتا۔ اب وہ اس قدر نگرانی میں آرام دہ نہیں محسوس کر رہی تھی۔ کیوں کہ سب لوگ اس بڑے موقع پر خوش تھے جیسے مشتری کا ستارہ سورج کی روشنی میں گھرا ہو۔ اس کی مستقل چمک دمک بغیر مشاہدہ کیے صورتِ حال کے عارضی عروج میں گزر گئی۔

جہاں تک ویلیڈیو کا معاملہ ہے تو اس کے احساسات کا اندازہ لگانا آسان ہے۔ یہ مشکلات اس کی محبت کے لیے ایک ایسا سورج تھیں اور اس وقت وہ عمدہ ترین مدہوشی میں مبتلا تھا۔ پانچ منٹ کے لیے اس کی طرح بغل گیر ہونا گویا تمام سال کے لیے ایسا کرنے کے مساوی تھا اور ایسے کام کو تمام لوگ سراہیں گے۔ اس نے طویل مددت سے پھر یوسٹیٹا کے لیے تمنا شروع کر دی تھی بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ شادی کے رجسٹر پر بطور گواہ دستخط کرنا دل کے جذبات کا دوبارہ سے جنم لینا ہے اور یوسٹیٹا کی شادی کی مزید پیچیدگیاں اس واپسی کو ناگزیر بنانے کے لیے ضروری تھیں۔

اس لیے مختلف وجوہات کی بنا پر جو دوسروں کے لیے ایک پُرجوش لمحہ تھی ان دونوں کے لیے گویا ہوا کی چکی پر چلنے کا مقام تھا۔ رقص گویا ایک ناقابل مزاحمت جملہ تھا جو معاشرتی قانون ان لوگوں کے ذہنوں میں موجود تھا اور ان دونوں کو اس پرانے رستے پر دوبارہ واپس لے جا رہا تھا۔ وہ بالکل بے قاعدہ تھا۔

یکے بعد دیگرے رقص کی وجہ سے وہ اپنے رسے میں گھومے اور اس کے بعد مسلسل حرکت کے باعث جھک گئے تھے اس لیے یوسٹیٹا اب اس دائرے سے باہر نکلنے کا سوچ رہی تھی جس میں وہ کافی عرصے سے رہی تھی۔ ویلیڈیو نے اس کی گھاس کے ڈھیلے کی طرف رہنمائی کی جو چند گز کے فاصلے پر تھا جہاں پر وہ اپنے

ساتھی کے ہمراہ بیٹھ گئی تھی۔ رقص کے آغاز میں جب وہ اس سے مخاطب تھا سے لے کر اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے سے ایک لفظ نہیں بولا تھا۔

"رقص چہل پہل اور سیر نے تمھیں تھکا ہی دیا تھا؟" اس نے نرمی سے کہا۔

"نہیں، کچھ زیادہ تو نہیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ ہماری ملاقات یہاں پر ہوتی ہے ایک دوسرے کو کافی عرصے تک یاد کرنے کے بعد۔"

"ہم نے اس لیے موقع کھو دیا کیوں کہ ایسا کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرا خیال ہے۔" لیکن اس طریقہ کار کا آغاز تمھاری جانب سے ہوا تھا۔ اس وعدے کو توڑ کر اب اس کے بارے میں گفتگو کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے اور رشتے بنا لیے تھے۔ تم مجھ سے کم نہیں ہو؟"

"مجھے یہ سن کر واقعی افسوس ہوا تھا کہ تمھارے خاوند بیمار ہیں۔"

"اوہ! بیمار نہیں۔ صرف بے کار ہو گیا ہے۔"

"ہاں! میرا بھی یہی مطلب تھا۔ میں تمھاری اس تکلیف میں تمھارے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں۔ قسمت نے تمھارے ساتھ واقعی ظلم کیا ہے۔"

وہ کچھ لمحے کو خاموش تھی "کیا تم نے یہ خبر سُنی ہے کہ اس نے گھاس کاٹنے کو بطور پیشہ منتخب کیا ہے؟ اس نے آہستہ اور غمزدہ آواز میں کہا۔

"میرے آگے ذکر ہوا تھا۔ ویلیڈیو نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا لیکن مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا۔"

"یہ سچ ہے۔ اب تم مجھے ایک گھاس کاٹنے والے کی بیوی کی حیثیت سے کس طرح دیکھتے ہو؟"

"میں بالکل ہمیشہ کی طرح ہی تمھارے بارے میں سوچتا ہوں۔ یوسٹیٹا۔ اس طرح کی باتیں تمھیں حقیر نہیں کر سکتیں۔ تم اپنے خاوند کے پیشے کو عزت دو۔"

"کاش میں ایسا محسوس کر سکتی۔"

"کیا مسٹر ییوبرائٹ کے بہتر ہونے کے کوئی امکانات ہیں؟

"وہ ایسا سوچتا ہے لیکن مجھے اس بارے میں شک ہے۔"

"مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ اس نے ایک جھونپڑی لے لی ہے۔ میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح یہ سوچتا تھا کہ وہ تمھیں شادی کے فوراً بعد پیرس لے جائے گا۔" اس کے سامنے کتنا تابناک اور بے فکر مستقبل

تھا۔ میں نے سوچا تھا۔ میرا خیال یہ تھا کہ وہ تمھارے ساتھ یہاں واپس لوٹے گا اگر اس کی بصارت دوبارہ بحال ہو جاتی ہے تو؟"

یہ دیکھتے ہوئے کہ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اس نے اسے گھورنا شروع کر دیا۔ وہ تقریباً رونے والی تھی۔ مستقبل کے سہانے تصورات سے لطف اندوز نہ ہو سکی اور مایوسی کا خیال دوبارہ عود آیا۔ پڑوسیوں کے ملتوی تنزل کی تصویر جو ویلیڈیو نے کھینچی تھی۔ مغرور یوسٹیثا کے صبر کا امتحان تھی۔

ویلیڈیو اپنی آمادہ جذبات کو بہ مشکل ضبط کر سکا تھا جب اس نے اس کی خاموش آشفتگی کا نظارہ کیا لیکن اس نے ایسا نہ کرنے کی اداکاری کی اور جلد ہی اپنا سکون بحال کر لیا۔

"کیا تم خود نہیں جانے کا ارادہ رکھتی ہو؟" اس نے سوال کیا۔ "کیا، ہاں! اچھا! یوسٹیثا نے کہا۔ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اس کو ہیتھ میں کیا چیز تکلیف نہیں دے سکتی ہے؟"

"تھوڑے سے انتشار کے بعد میں تمھارے ساتھ گھر جا سکتا ہوں۔ میں دنیا کے کنارے تک تمھارے ہمراہ رہنا چاہوں گا۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ یوسٹیثا تذبذب کا شکار ہے اس نے مزید کہا۔ شاید پچھلی گرمیوں کے واقعے کے بعد تم اس سڑک پر میرے ہمراہ چلنا غیر دانشمندانہ تصور کرتی ہو؟"

"نہیں! در حقیقت میرے ذہن میں ایسا کوئی خیال نہیں ہے۔ اس نے شوخی سے جواب دیا۔ میں جس کو چاہوں گی اس کا انتخاب کروں گی کیوں کہ یہ سب کچھ ایڈگن کے قابل ترس باشندے میرے بارے میں کہتے ہوں گے۔"

"چلو بھر چلتے ہیں۔ اگر تم تیار ہو تو۔ ہمارا نزدیک ترین راستہ اس مقدس جھاری کی جانب ہے جس کا سایہ گہرا ہے جو تمھیں یہاں سے نیچے نظر آرہا ہے۔"

یوسٹیثا اٹھی اور اس کے ساتھ نشان زدہ سمت کی جانب چل دی، اپنا راستہ فرن اور مرطوب ہیتھ کے بیچوں بیچ ہموار کرتی ہوئی وہ شادی والوں کے تان پر چلتی ہوئی جو اب تک محو رقص تھے۔ چاند اب روشن اور چمپیلا ہو گیا تھا لیکن ہیتھ اس روشنی کے خلاف ایک ثبوت اور اندھیرے کا واضح منظر قابل مشاہدہ تھا۔ اس ماحول کے زیر اثر بے کرن ملک کا راستہ جو اوج کمال سے براق سفید روشنی کے ساتھ شدت کی جانب گامزن تھا۔ اوپر سے مشاہدہ کرنے والی آنکھوں کے لیے ان دونوں کے چہرے اس وقت کے درمیان قابلِ تسخیر آبنوس میں دو موتیوں کی مانند تھے۔

اس وجہ سے بھی رستے کی بے قاعدگیاں زیادہ واضح نظر آ نہیں رہی تھیں اور ویلیڈیو بار بار لڑکھڑا سا جاتا تھا جب کہ یوسٹیٹا نے یہ ناگزیر جانا کہ کچھ باوقار کرتب کی مدد سے گھاس یا جھاڑیوں کے جڑوں کے گچھے اس تنگ رستے کے گھاس سے نکل کر اس کے پاؤں میں الجھ جاتے تھے۔

سفر کا بیشتر حصہ انہوں نے خاموشی سے گزارا اور اب تھروپ کے قریب پہنچ گئے تھے جہاں سے چند سو گز کی مصافت پر یوسٹیٹا کے گھر کا راستہ نکلتا تھا۔ کچھ دور سے آنے والے دو انسانوں کو انہوں نے پہچان لیا تھا جو بظاہر مرد حضرات تھے۔

جب وہ ان کے قریب پہنچے یوسٹیٹا نے سکوت کو یہ کہتے ہوئے توڑا۔ "ان میں سے ایک میرا شوہر ہے۔ اس نے مجھے ملنے کو آنے کا وعدہ کیا تھا۔"

"اور دوسرا میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔" ویلیڈیو نے بولا۔

"یہ توڈگری وین لگتا ہے۔"

"ہاں وہی ہے۔"

"یہ ایک عجیب ملاقات ہے۔ اس نے کہا لیکن میری قسمت ہے۔ وہ میرے متعلق بہت کچھ جانتا ہے اور اس لیے کہ وہ مزید جان سکے۔ اور یہ ثابت کرے کہ اب تک وہ جو کچھ جانتا تھا وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اچھا چلو یہ بھی ہونے دو۔ تم مجھے ان تک پہنچا دو۔"

"مجھے یہ سب کچھ کہنے سے پہلے تم دو مرتبہ سوچو گے۔ یہ وہ شخص ہے جو رین بیرو میں ہونے والی ہماری ملاقاتوں کی ایک قسط تک بھی نہیں بھولا اور تمھارے شوہر کے ہمراہ ہے۔ ان دونوں میں سے کون ہمیں باہم دیکھ کر یہ یقین کرے گا کہ خانہ بدوشوں کے پاس ہماری ملاقات اور رقص و سرور کی محفل محض ایک اتفاق تھا؟"

"بہت اچھا! اس نے غمزدہ انداز میں سرگوشی کی۔ ان کے آنے سے قبل مجھے چھوڑ دو۔"

ویلیڈیو نے اسے الوداع کیا اور خود گھاس اور فرن کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا۔ جب کہ یوسٹیٹا آہستہ سے چل رہی تھی۔ دو تین منٹ کے بعد وہ اپنے شوہر اور اس کے دوست سے ملی۔

"آج کے لیے میرا سفر بس یہاں تک ہی تھا۔ ریڈل مین۔ بیوبرائٹ نے جونہی اس کو پہچانا تو ریڈل مین سے مخاطب ہوا۔ میں اس خاتون کے ساتھ واپس جاؤں گا۔"

"شب بخیر۔ شب بخیر۔ مسٹر بیوبرائٹ اس امید کے ساتھ کہ جلد ہی ہماری اگلی ملاقات میں تمھیں دیکھوں گا۔

چاندنی براہ راست اس کے چہرے پر تیر رہی تھی۔ جب وہ بول رہا تھا اور اس کی تمام لکیروں کو ظاہر کر رہی تھی۔ وہ مشکوک نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ یعنی کہ وین کی تیز نگاہی نے وہ سب کچھ بھانپ لیا تھا جو بیوبرائٹ کی کمزور بصارت نہ دیکھ سکتی تھی۔ ایک شخص جس نے یوسٹیشا کو چھوڑ دیا تھا اب دوبارہ سے قابل قبول حدود کے اندر تھا۔ اگر یوسٹیشا ریڈل مین کی پیروی کر سکتی تو جلد ہی اپنے خیالات کی تائید پا لیتی۔ جونہی کلائم نے اسے اپنے بازوؤں کے پہلو میں لے کر منظر سے غائب کیا تو ریڈل میں اس پامال رستے کے ذریعے مشرقی ایڈگن کی جانب ہو لیا جہاں پر وہ بمشکل لڑکھڑا کر کلائم کے ہمراہ چل رہا تھا اور ڈگری کی گاڑی اسکے قریب ہی کھڑی تھی۔ اپنی لمبی ٹانگوں کو پھیلاتے ہوئے اس نے ہیتھ کا راستہ اس سمت پار کیا جس کا انتخاب ویلیڈیو نے کیا تھا۔ صرف ایک ایسا شخص جو راتوں کو آوارہ گردی کرنے کا عادی ہو وہی ان ساعتوں میں ان گچھے دار ڈھلوانوں پر وین کی رفتار سے گڑھوں میں گرے بنا اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے۔ لیکن وین بغیر کسی مشکل کے گیا اور اس کے بے تحاشہ دوڑ کا راستہ خاموش عورت کی سرائے کی جانب تھا۔ وہ آدھے گھنٹے میں اس مقام پر پہنچ گیا اور اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ کوئی بھی شخص جو تھرپ کارنر کے قریب تھا اس سے پہلے پہنچ سکتا تھا۔

تنہا سرائے ابھی بند نہیں ہوئی تھی اگرچہ ایک آدھ شخص ہی اب وہاں پر تھا اور کاروبار بیشتر مسافروں کے ذریعے ہوتا تھا جو اس سرائے پر لمبے فاصلوں سے گزرتے تھے اور اب یہ لوگ اپنے رستوں پر چل دیے تھے۔ وین لوگوں کے کمرے میں گیا، ایک جو کی شراب کے گلاس کا حکم دیا اس نے خاتون کے بارے میں مختلف انداز سے دریافت کیا اگر مسٹر ویلیڈیو گھر پر تھا تو۔

تھامسن اندر کمرے میں بیٹھی تھی اور اس نے وین کی آواز سن لی تھی۔ گاہکوں کی موجودگی میں اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا کیوں کہ وہ اس کاروبار کو پسند نہیں کرتی تھی لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ کوئی اور اوپر موجود نہ تھا وہ باہر نکل آئی۔

"ابھی تک تو وہ گھر پر موجود نہیں ہیں۔" اس نے خوشی سے کیا لیکن امید ہے کہ وہ جلد ہی آجائیں گے۔ کیا اس نے جبہ پہن رکھا تھا؟

"ہاں! جناب"

"تو پھر میں نے اس کو تھروپ کے کنارے پر دیکھا تھا جو ایک گھر کے سامنے تھا۔ وین نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ سفید رنگ کے چہرے والا حسن اور گھوڑے کے گرد کے بال اس قدر سیاہ گویا رات ہو۔ اس میں مشکل نہیں کہ وہ جلد ہی یہاں پر ہو گا۔" اس نے اٹھتے ہوئے تھامسن کے صاف اور پیارے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر اداسی کا سایہ چھایا ہوا تھا۔

"جب سے اس نے اس کو آخری بار دیکھا تھا وہ بہ مشکل بات کر سکا۔ اس وقت مسٹر ویلیڈیو اکثر باہر ہوتے ہیں۔" ہاں بالکل۔ تھامسن چلائی جو خوشی کا ایک انداز تھا۔ شوہر یونہی بھگوڑے بن جاتے ہیں۔ آپ تو یہ سب جانتے ہو نا۔ میری خواہش تھی کہ آپ مجھے کوئی عقل مندانہ منصوبہ بتاتے جو میری مرضی کے مطابق اس کو گھر میں مقید کر دیتا۔"

"اگر مجھے کوئی ایک بھی ترکیب آتی تو میں آپ کو ضرور بتلاتا۔ وین نے اسی ہلکے انداز میں اسے جواب دیا جس کا مطلب ہر گز نہ تھا۔ اور پھر اس اپنے انداز میں سر جھکایا اور باہر نکلنے کے لیے چلا۔ تھامسن نے اس کو اپنا ہاتھ دیا اور بنا کسی آہ کے اگرچہ بہت سے لوگوں کی چہ مگوئیاں کا باعث تھی۔ ریڈل مین باہر نکل گیا جب ویلیڈیو ایک گھنٹہ بعد واپس آیا تو تھامسن نے سادگی سے مخل انداز میں کہا جواب اس کا معمول بن چکا تھا۔

"گھوڑا کہاں پر ہے؟"

"میں نہیں لایا کیونکہ وہ شخص بہت سوال کرتا ہے۔"

"لیکن کسی نے تمھیں تھروپ کے کنارے پر دیکھا تھا اس کے ساتھ گھر جاتے ہوئے۔ ایک حسن، سفید چہرے والا اور ایک آدمی رات کی مانند سیاہ۔"

"آہ! ویلیڈیو۔ نے کہا اپنی آنکھیں اس پر گاڑھتے ہوئے کہا۔ تمھیں یہ سب کس نے بتلایا ہے؟"

"وین۔ ریڈل مین نے۔"

اس کے چہرے کے تاثرات کافی حد تک گہرے تھے۔ "اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ یقیناً کوئی اور ہو گا" اس نے آہستہ انداز میں کیا کیونکہ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وین کی مخالفانہ حرکات آغاز ہو چکا تھا۔

(۳)۔ تلخ چیز کا آغاز ہو گیا تھا

تھامسن کے وہ الفاظ جو اگرچہ بہت مختصر تھے لیکن ان کا مطلب بہت کچھ تھا۔ ڈگری وین کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ "اسے شام کو گھر پر رکھنے میں میری مدد کرو۔"

اس موقع پر وین ایڈ گن ہیتھ میں پہنچ چکا تھا۔ صرف دوسری طرف یاد کرنے کے لیے اب اس کا بیو برائٹ کے خاندان سے کوئی سروکار نہیں تھا اور اپنا کاروبار تھا۔ لیکن پھر بھی اچانک اس نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ تھامسن کے پاس وہ ان پرانے میلہ بازیوں کی طرف دوبارہ متوجہ کر دیا تھا۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ تھامسن کے انداز و آواز سے اس نے واضح اندازہ لگایا کہ ویلیڈیو نے اس کو نظر انداز کیا ہے۔ اگر یہ یوسینانہ تھی تو اس نے کس وجہ سے اسے نظر انداز کیا تھا؟ لیکن قابل یقین تھا کہ چیزیں اس نہج پر پہنچ گئی ہیں کہ اس بات کی غمازی کر رہی تھیں کہ یوسٹیٹا اس سلسلے میں اس کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی۔ وہ ویلیڈیو کی رہائش گاہ سے ایلڈ ورتھ میں کلائم کے گھر کی جانب جاتی تھی۔

اس وقت جیسا کہ دیکھا گیا تھا ویلیڈیو کسی بھی قسم کی سازش کی منصوبہ بندی کرنے کے لیے بالکل معصوم تھا۔ سوائے اس سنہرے اقرص کے شادی کے بعد وہ ایک مرتبہ ویلیڈیو سے نہیں ملا تھا۔ لیکن چونکہ گٹھ جوڑ کی عادت اس کی گھٹی میں تھی اس لیے اس کی حالیہ رومانوی عادت نے اسے آشکار کر دیا تھا۔ باہر اندھیرے میں جانا اور ایلڈ ورتھ کی جانب ہوا خوری کرنا، وہاں پر چاند کو تکتے رہنا یوسٹیٹا کے گھر کو تاڑنا اور پھر فرصت سے گھر واپس آنا۔

اسی طرح میلے کے بعد جب وہ رات کو دیکھ رہا تھا تو ریڈل مین نے اسے چھوٹے رستے پر چڑھتے ہوئے اور کلائم کے باغ کے سامنے والے دروازے پر جھکتے ہوئے آہ بھری اور دوبارہ جانے کے لیے واپس مڑا۔ یہ تھا کہ ویلیڈیو کی سازش حقیقت سے زیادہ تصورات پر مبنی تھی۔ وین نے اس کے سامنے پہاڑوں کی طرف پسپائی اختیار کی لی جہاں ہر رستہ گھاس کے بیچوں بیچ صرف ایک گہری کھائی تھی اور وہاں پر وہ رازدارانہ انداز سے زمین پر کچھ منٹ کے لیے بیٹھ کر آرام کر رہا تھا۔ جب ویلیڈیو اس مقام پر پہنچا تو اس کا تختہ کسی چیز میں پھنس گیا اور وہ سر کے بل گر گیا۔

جونہی اس کا سانس بحال ہوا اوپر بیٹھا اور سننے لگا۔ اس جھری میں کوئی آواز نہ تھی۔ گرمیوں کی کم حوصلہ سرسراہٹ کے علاوہ اس رکاوٹ کے بارے میں سوچتے ہوئے جس نے اسے نیچے گرا دیا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ گھاس کے دو گچھے اس میں بندھے تھے۔ جنہوں نے ایک پھندا تشکیل دیا تھا جس سے مسافر واقعی منہ کے بل جا گرتے ویلیڈیو نے اس ڈوری کو کھینچا جو اس نے دیکھا کہ اسی سرخ رنگ کی تھی۔ یہ بالکل ایسا تھا جس کی اس کو توقع تھی۔

اگرچہ اس کی کمزوری جسمانی خوف سے مشابہ نہ تھی لیکن وہ اس سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے ویلیڈیو کے ذہن کو بڑی تکلیف دے رکھی تھی لیکن اس کی حرکات غیر معتدل تھیں۔ ایک یا دو رات کے بعد وہ دوبارہ وادی میں ہوتے ہوئے ایلڈ ورتھ کی جانب گیا اس احتیاط کے ساتھ کہ اس سے باہر رہے۔

یہ احساس کہ اس کو دیکھا جا رہا تھا اس سب نے اس سفر کے اندر ایک چٹخارے کا اضافہ کیا جو مکمل طور پر جذباتی تھا جب تک کہ کسی خوفناک صورتِ حال کا خطرہ نہ تھا۔ اس نے چشم تصور سے دیکھا کہ وین اور بیوبرائٹ ایک جماعت کے اندر تھے اور محسوس کیا کہ اس اتحاد سے لڑنا یقیناً جائز تھا۔ آج رات میتھ مکمل طور پر ویران نظر آتا تھا اور ویلیڈیو سگار اپنے منہ میں لیے کچھ دیر کے لیے یوٹیشا کے پانچ کو دیکھ کر اس خیال سے رغبت محسوس کر رہا تھا کہ جذبات کی غیر قانونی آمد و رفت نے اسے کھڑکی کی طرف پیش قدمی پر مجبور کر دیا جو مکمل طور پر بند نہ تھی اور اس کا پردہ صرف کچھ حد تک گرایا گیا تھا۔ وہ کمرے میں جھانک سکتا تھا جب کہ یوسٹیشا وہاں پر تنہا بیٹھی تھی۔ ویلیڈیو نے ایک منٹ کے لیے اسے دیکھا اور پھر دوبارہ ہیتھ کی جانب واپس آتے ہوئے گھاس کو آہستگی سے پھینکا جہاں پتنگے خطرہ محسوس کرتے ہوئے اُڑ گئے۔ ایک پتنگے کو پکڑے وہ کھڑکی کی جانب واپس آیا اور اس کو ہاتھ کے رخنے میں مضبوطی سے مقید کرتے ہوئے۔ اپنا ہاتھ کھولا جو یوسٹیشا کی میز پر پڑی شمع کے گرد دو سے تین منٹ تک اُڑا اور پھر شعلے کی جانب گیا۔

یوسٹیشا اٹھی۔ یہ پرانے وقتوں میں ایک جانی پہچانی علامت تھی جب ویلیڈیو اس سے شادی کا طالب تھا۔ وہ فوراً بھانپ لیا کرتی تھی کہ ویلیڈیو باہر تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سوچتی کہ اب کیا کرنا تھا اس کا خاوند اندر داخل ہوا۔ یوسٹیشا کا چہرہ۔ واقعات کے ان غیر متوقع تصادم کے باعث سرخ ہو گیا اور اسے ایک ایسی رونق سے بھر دیا جو اکثر اس کے پاس نہیں ہوتی تھی۔

"تمھارا رنگ روپ بہت نکھر گیا ہے۔ میری محبوبہ "بیوبرائٹ نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اگر تم ایسے ہی ہمیشہ رہو تو کتنا اچھا ہو۔"

"مجھے حرارت محسوس ہو رہی ہے۔ یوسٹیشا نے کہا اور مجھے تازہ ہوا میں جانا چاہیے۔"

"کیا میں تمھارے ساتھ جاؤں؟"

"اوہ! نہیں، میں تو صرف دروازے تک جا رہی ہوں۔"

وہ اٹھی لیکن اس سے قبل کہ وہ کمرے سے باہر نکلتی سامنے والے دروازے پر دستک شروع ہو گئی۔

"میں جاؤں گی۔ میں جاؤں گی"۔ یوسٹیثا نے غیر معمولی سرعت سے کہا اور تجس سے کھڑکی کی جانب نظر دوڑائی کہ پتنگا کدھر کو اڑ گیا تھا لیکن وہاں کچھ بھی نظر نہ آیا۔

"بہتر ہے تم شام کے اس وقت نہ آیا کرو۔" اس نے کہا کلائم اس سے پہلے ہی رستے میں داخل ہوا اور اس کے نیم خوابیدہ انداز اندرونی ہیجان کو چھپا رہے تھے۔

اس نے سنا اور کلائم نے ددروازہ کھولو۔ الفاظ کا تبادلہ کیے بغیر دروازہ مقفل ہوا اور وہ واپس یہ کہتے ہوئے وارد ہوا۔ "یہ تو کوئی نہ تھا۔ نہ جانے اس دستک کا کیا مطلب تھا؟"

بقیہ شام وہ اس بات پر سوچ بچار کرتا رہا لیکن اسے کچھ وضاحت نہ ملی اور یوسینا نے بھی کچھ نہ کہا سوائے اس اضافی حقیقت کے کہ وہ اس کارروائی میں تجس کا تڑکا لگانا چاہتی تھی۔

اس اثنا میں باہر ایک ڈرامہ رچایا جا رہا تھا جس نے یوسینا کو اس شام مصلحت پسندی کے تمام ممکنہ امکانات سے بچا لیا تھا۔ جب کہ ویلیڈیو اپنے پتنگے کے نشان کی تیاری کر رہا تھا تو دوسرا شخص اس کے پیچھے دروازے تک آ گیا تھا۔ اس شخص نے ہاتھ میں بندوق اُٹھائی تھی اور دوسرے عمل کے لیے ایک لمحہ کو کھڑکی میں جھانک کر اندر کارروائی کا جائزہ لے کر گھر گیا پھر دروازے پر دستک دی اور پھر کونے اور باڑ کے باہر کی طرف غائب ہو گیا تھا۔

"اس پر لعنت بھیجو۔ ویلیڈیو نے کہا۔ وہ دوبارہ مجھ کو دیکھ رہا تھا۔"

جونہی اس کی اشارے بازی اس بلند آہنگ دستک کے باعث عبث ہو گئی تو ویلیڈیو اس سے علیحدہ ہو گیا۔ اور تیزی سے اس اندیشہ سے باہر نکل گیا۔ کہ کسی کی نظروں میں نہ آ جائے۔ آدھا راستہ درختوں کے بچھاڑیوں کے عقب سے گزر رہا تھا جو بالعموم اس منظر کی سیاہی میں آنکھوں کی پتلی کی مانند لگ رہا تھا۔ جونہی ویلیڈیو اس مقام پر پہنچا تو ایک بیان نے اس کو چونکا دیا اور گویا پتے پر اس کے گرد گریں۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ بذات خود اس گولہ باری کا پیش خیمہ تھی وہ ہولیز کے جھنڈی کی طرف لپکا جھاڑیوں کو آشفتہ سری سے اپنے چھڑی کے ساتھ زدو کوب کرتا ہوا لیکن وہاں پر کوئی نہ تھا۔ یہ حملہ گزشتہ سے زیادہ سنجیدہ تھا اور اس سے کچھ لمحہ قبل ہی ویلیڈیو نے اپنی سلامت طبع کو بحال کیا تھا۔ تہدید کا نیا اور نہایت ناخوشگوار عمل شروع ہو چکا تھا۔ اور اس کا مقصد اس عزم کو سنگین جسمانی نقصان سے دوچار کرنا تھا۔ ویلیڈیو کی نظر میں وین کی پہلی کوشش صرف بچوں کا کھیل تھا جو کہ ریڈل مین صرف بہتر جانکاری کے لیے کر رہا تھا لیکن اب حد پار ہو چکی تھی جو ناراض کو خوفناک سے تقسیم کرتی ہے۔ اگر ویلیڈیو یہ جانتا کہ شوق میں وین

کس قدر بدل چکا ہے تو وہ شاید زیادہ چو کس ہو تا ریڈل مین اس کو کلائم کے گھر کے باہر دیکھ کر سخت برانگیختہ ہوا اور وہ اس اشتعال میں اس کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی حد بھی پار کر سکتا تھا تا کہ نوجوان سرائے باز کو اس کے منحرف ہیجان سے باز رکھ سکے۔ اس طرح کے ظالمانہ استبداد کی مشکوک جائز پن نے وین کے دماغ کو متاثر نہ کیا۔ یہ بات کچھ معاملات میں چند ذہنوں کو ضرور متاثر کر سکتی تھی لیکن بعض اوقات یہ پشیمانی کا باعث قطعاً نہ تھی۔ سٹیفورڈ کے قانون کے نفاذ کے مختصر راستے سے گزرتے ہوئے ورجینا کے طلائی پروں تک انصاف کی بہت سی فتوحات رہی ہیں جو سب قانون کی تضحیک ہیں۔

کلائم کی علیحیدہ رہائش گاہ سے تقریباً آدھے میل کی مسافت پر ایک قریہ تھا جس میں دو پولیس والے رہتے تھے جو ایلڈورتھ کے کلب میں امن قائم رکھنے کے ضامن تھے اور ویلیڈیو سیدھا ان کے جھونپڑے میں گیا تھا۔ تقریباً پہلی چیز جن پر داخل ہوتے ہی نظر پری وہ سپاہی کی وردی تھی جو کھونٹے سے لٹکی تھی اور اس بات کا یقین دلا رہی تھی کہ یہ اس کے مقصد تک پہنچنے کا راستہ تھا۔ بحر کیف اس کی زوجہ سے دریافت کرنے پر اسے علم ہوا کہ وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔ ویلیڈیو نے کہا کہ وہ انتظار کرے گا۔ منٹ کی سوئی ٹک ٹک کر رہی تھی لیکن سپاہی نہ پہنچا۔ ویلیڈیو طیش کی بلند صورتِ حال سے نکل کر ایک بے چین اضطراب میں آ گیا۔ اس منظر میں سپاہی کی بیوی اور پوری صورتِ حال کا منظر۔ وہ اٹھا اور گھر سے نکلا۔ مجموعی طور پر یہ اس شام کے تجربہ کا سرد اثر تھا۔ اگرچہ پُر سکون نہیں تھا اب ویلیڈیو اس کی گمراہ نرم مزاجی پر مزید آوارہ گردی کے ارادے میں ۔ایڈورتھ کی جانب نہیں جا رہا تھا۔ جہاں پر اسے رات کے بعد یوسٹیٹا کی ایک جھلک نظر آ جائے گی۔

گویا ریڈل میں کسی حد تک کامیاب رہا تھا اپنی گستاخانہ تدبیروں میں تا کہ ویلیڈیو کو شام کے اوقات آوارہ گردی سے باز رکھ سکے۔ اس برائی کو جڑ سے ختم کر دیا تھا۔ یہ خیال نہ آیا تھا کہ اس حرکت کی وجہ سے ویلیدیو کی حرکات ختم ہونے کی بجائے منحرف ہو جائیں گی۔ سکون کے ساتھ جوئے بازی نے اسے کلائم کے ایک من چاہا مہمان ہونے کا شرف چھین لیا تھا لیکن اپنی بیوی کے رشتہ داروں سے میل ملاقات رکھتا تو ایک فطری عمل ہے۔ اور وہ یوسٹیٹا کو دیکھنے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔ یہ ضروری تھا کہ کچھ غیر مصروف اوقات کا تعین کر لیا جائے کیوں کہ اب شام کو باہر نکلنا غیر محفوظ تھا۔ اس نے کہا میں دن کو نکلوں گا۔"

اسی دوران وین ہیتھ چھوڑ کر معزز بیوبرائٹ کو بلانے کے لیے نکلا جس کے ساتھ اس کے اب تک دوستانہ مراسم رہے تھے۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے خاندان نے طلائی سِکوں کی برآمدگی کے لیے کس طرح بر محل جوابی کارروائی کی تھی۔ وہ اس کے دیر سے بلاوے پر حیران تھی لیکن اس سے ملاقات پر کوئی

اعتراض نہیں تھا۔ اس نے کلائم کے دردوالم کی مکمل تفصیلات اسے بتلائیں اور اس صورتِ حال کی بھی جس میں وہ زندگی گزار رہا تھا۔ اس کے بعد تھامسن کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے روز وشب کی افسردگی کا نرمی سے ذکر کیا۔ محترمہ!" اب یہ اس بات پر منحصر ہے۔ اس نے کہا۔ تم ان دونوں کے لیے اس سے بہتر اور کچھ نہیں کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ خود ان کے گھروں میں مقید رہو اگرچہ آغاز میں کچھ جھڑکیاں بھی تم نے برداشت کیں تھیں۔"

"ان دونوں نے شادی کر کے میری نافرمانی کی تھی اس لیے مجھے ان کے گھریلو معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کے مسائل خود ساختہ نوعیت کے ہیں۔" مسٹر بیوبرائٹ نے ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

تمھارے دورے ویلیڈیو کی سیر کو مزید سیدھا کر دیں گے جتنا کہ وہ مائل تھا۔ اور یوں ہیتھ میں ناخوشگواری کے تاثر کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔"

"آپ کا کیا مطلب ہے؟"

"میں نے آج وہاں پر جو کچھ دیکھا تھا اس کو بالکل پسند نہیں کرتا ہوں۔ کاش تمھارے بیٹے اور مسٹر ویلیڈیو کے گھروں کے بیچ چار پانچ میل کے بجائے سینکڑوں میلوں کا فاصلہ ہوتا۔ پھر اس کے اور کلائم کی زوجہ کے درمیان ایک مفاہمت کی فضا تھی جب ان دونوں نے تھامسن کو پاگل بنایا تھا۔"

"اب ہم امید کریں گے کہ ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔"

"اور ہماری امیدیں بے کار جائیں گی اور کلائم اور تھامسن"

"ابھی تک کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ در حقیقت میں نے ویلیڈیو کو اپنے کام تک محدود رہنے پر قائل کر لیا ہے۔"

"کیسے؟"

"اوہ! بولتے ہیں نہیں۔ میرا منصوبہ جسے خاموش نظام کہتا ہوں۔"

"میں امید کرتا ہوں کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔"

میں ایسا ضرور کروں گا اگر تم اپنے بیٹے کے ساتھ میری دوستی کروادو گی تو۔ تب تو تمھیں اپنی آنکھیں استعمال کرنے کا موقع ملے گا۔"

"اچھا۔ اب ایسا ہو گیا ہے۔" مسز ریو برائٹ نے اداسی سے کہا۔ میں تمھارا ساتھ دوں گی ریڈل مین میں نے جانے کا سوچا تھا۔ اگر ہمارے درمیان تصفیہ ہو جائے تو میں بہت خوش ہوں گی۔ شادی کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ شاید میری زندگی مختصر ہو جائے اور اب مجھے سکون سے مرنے کی تمنا کرنی چاہیے۔ وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اور چوں کہ بیٹے کچھ اس طرح کی مخلوق ہوتے ہیں اس سے میں اس بات پر افسوس نہیں کرتی کہ میرا کوئی اور بیٹا کیوں نہیں ہے۔ جہاں تک تھامسن کا تعلق ہے تو مجھے اس سے کچھ زیادہ کی توقع بھی نہیں ہے اور اس نے مجھے مایوس بھی نہیں کیا ہے۔ لیکن میں نے اس کو پہلے بھی معاف کر دیا تھا اور اب بھی معاف کرتی ہوں۔ اب میں جاؤں گی۔"

جب ریڈل مین مسز ریو برائٹ سے محو گفتگو تھا بالکل اسی وقت اسی موضوع پر دوسری بحث ایلڈورتھ میں جاری و ساری تھی۔

تمام دن کلائم نے خود کو ایسے پیش کیا گویا اس کا دماغ اپنے معاملات میں اس قدر پھنسا ہوا تھا کہ اس بیرونی چیزوں کی قطعاً پروانہ تھی اور اب اس کے الفاظ خیالات کی عکاسی کر رہے تھے۔ یہ سب کچھ اس پر اسرار دستک کے بعد شروع ہوا تھا جو اس نے اس موضوع پر سوچنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ آج میں باہر تھا یوسٹیشا۔ تو میں نے سوچا کہ میری پیاری والدہ اور میرے درمیان اس خلیج کو پاٹنے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔ یہ میرے لیے باعثِ تکلیف ہے۔"

"پھر تم نے کیا کرنے کا سوچا ہے؟" یوسٹیشا نے محویت سے سوال داغا۔ کیونکہ وہ فی الحال اس شوق کو ختم نہ کر سکی تھی جو ویلیڈیو نے انٹرویو کے لیے کیا تھا۔

"لگتا ہے تمھیں میری تجویز سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ میں زیادہ یا کم جو کروں۔"

کلائم نے اچھی خاصی گرمی دکھاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے غلط لے رہے ہو۔ اس نے سرزنش کے جواب میں کہا۔ میں صرف سوچ رہی ہوں۔"

"کیا؟"

"کچھ تو اس پتنگے کے متعلق جس کا ڈھانچہ موم بتی کے فتیلے میں جل رہا ہے۔ اس نے آہستگی سے کہا۔ لیکن تم یہ تو جانتے ہو نا کہ کہ میں ہمیشہ تمھاری باتوں میں دلچسپی لیتی ہوں۔"

"بہت اچھا پیاری! پھر تو مجھے جا کر اسے بلانا چاہیے۔" وہ اچھے احساس کے ساتھ روانہ ہوا۔ ایک ایسا کام جس کو سر انجام دیتے ہوئے مجھے قطعاً فخر نہیں محسوس ہو رہا۔ اور ایک خوف کا احساس کہ میں ان کو تنگ نہ کر روں میرے اندر سرائیت کر گیا ہے۔ جس کے باعث میں یہ کام نہیں کر رہا تھا۔"

"لیکن مجھے کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا ہو گا۔ یہ سب جو ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔"

تم کب سے خود کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہو؟"

"وہ بوڑھی سوز میں ہیں۔ ان کی زندگی تنہا گزر رہی ہے۔ اور میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔"

"اس کے پاس تھامسن ہے۔"

"تھامسن ان کی بیٹی تو نہیں ہے نا اور اگر ہوتی تو مجھے کبھی معاف نہ کرتی لیکن یہ بات غیر متعلقہ ہے۔"

میں نے وہاں جانے کا ارادہ کر لیا ہے اور تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمھیں پر ممکن اس سلسلے میں میری مدد کرنا ہو گا۔ اب ماضی کو بھول جاؤ اور اگر وہ مصالحت پر رضامند نظر آتی ہیں تو ان سے مل کر گھر آنے کی دعوت دے ڈالو یا پھر ان کا استقبالیہ قبول کر لو۔"

پہلے تو یوسٹیثا نے اپنے لب سی لیے گویا وہ دنیا میں جو اس کا خاوند کہے گا کرنے کو تیار تھی لیکن اس خیال کے ساتھ ہی اس کے چہرے کی لکیریں نرم پڑ گئیں اگرچہ اس قدر نہیں جیسی عام حالات میں ہوا کرتی تھیں۔ اور اس نے کہا۔ "میں تمھارے رستے میں حائل نہیں ہوں گی لیکن اس سب کے ہونے کے بعد بھی تمھارا یہ حکم دنیا کو دے جاؤں اور پوچھ کر آؤں۔" تم نے مجھے کبھی واضح طور پر نہیں بتلایا ہے کہ تم دونوں کے بیچ کیا ہو چکا ہے۔؟"

"نہ میں تب تمھیں بتلا سکی اور نہ ہی اب بتا سکوں گی۔ بعض اوقات پانچ منٹ آپ کی زندگی میں ایسی تلخی بھر دیتے ہیں کہ چاہتے ہوئے بھی تمام عمر ان سے نجات نہیں حاصل کر سکتے ہیں اور یہاں پر بھر کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ اس نے لمحہ بھر کے لیے وقف کیا اور پھر شروع ہو گئی۔ کلائم اگر تم اپنے آبائی علاقے میں واپس نہ آئے ہوتے تو یہ تمھارے لیے باعث رحمت ہوتا۔ اس نے تین لوگوں کی قسمتیں بدل دی ہیں۔"

یوسٹیثا نے سوچا، پانچ لیکن یہ بات اس نے اپنے ذہن میں ہی رکھی۔

(۴)۔ ہیتھ میں سفر

جمعرات، ۳۱/ اگست کا دن ان دنوں میں سے ایک تھا جب اوسط درجے کے گھر اپنا سانس روکے ہوئے تھے اور ٹھنڈے ہوا کے جھونکے نعمت سے کم نہیں تھے۔ جب مٹی کے باغوں کے اندر دراڑیں ابھر آئیں تھیں جنھیں صاحب فراست بچوں نے زلزلے کی نشانیاں قرار دیا تھا۔ اور جب گاڑیوں کے پہیوں میں ڈھیلے ڈانڈے دریافت ہوئے تھے۔ جب کانٹے والے حشرات ہوا اور زمین اور پانی کے ہر قطرے کو جو وہاں پر موجود تھا، ڈرا رہے تھے۔

مسٹر ویلیڈیو کے باغ میں بڑے پتوں والے نرم پودے صبح کے دس بجے لہراتے تھے۔

ریوندچی تقریباً گیارہ بجے اور سخت گوبھی کے پھول دوپہر کے وقت جھکتے تھے۔

اس دن تقریباً گیارہ بجے مسز بیوبرائٹ اپنے بیٹے کے گھر کی طرف روانہ ہوئیں تاکہ اس کے اور یوسٹیتا کے ساتھ مصالحت ہو سکے۔ ریڈل میں کے الفاظ سے موافقت کرتے ہوئے۔ اسے امید تھی کہ دن چڑھنے سے قبل وہ اپنا زیادہ سفر طے کر چکی ہوں گی لیکن باہر نکلنے کے بعد اندازہ ہوا کہ ایسا ناممکن ہے۔ سورج نے تمام ہیتھ کو اپنے نشانات سے داغدار کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ کاسنی رنگ کے پھول بھی سخت دھوپ کے باعث گزشتہ دنوں میں بھورے ہو گئے۔

مگر وادی ہوا سے اس طرح بھرپور تھی گویا کہ گلخن ہو اور سردی میں پانی کے راستوں کے صاف ستھرے قطعے جنہوں نے گرمی کے راستے تشکیل دیے تھے بھی خشک سالی کے باعث جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ ٹھنڈے تازہ موسم میں تو مسز بیوبرائٹ کو ایلڈورتھ تک جانے میں چنداں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑتا تھا لیکن موجودہ گرمی کے حملے نے اس سفر کو ادھیڑ عمر عورت کے لیے خاصا مشکل بنا دیا تھا۔ اور تیسرے میل کے اختتام پر تو اس نے چاہا کہ کاش وہ فیئر وے کو بلا لیتی تاکہ اس فاصلے کا کچھ حصہ گاڑی کے ذریعے طے ہو جاتا لیکن اب وہ جس مقام پر پہنچ چکی تھی وہاں سے گھر اور بیٹے کے گھر کا فاصلہ تقریباً برابر تھا۔ اس لیے چلتی گئی ارد گرد کی ہوا خاموش تھی اور زمین کو بے کیفی سے دبا رہی تھی۔ اس نے آسمان کی جانب دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ موسم بہار اور گرمی میں جنت کا یاقوتی رنگ اب بنفشی میں تبدیل ہو گیا تھا۔

بعض اوقات وہ ایسی جگہ پر آجاتی جہاں پر لوگوں کی دنیا بدمستی کے ساتھ دیوانہ وار گزر رہی تھی۔ کچھ نیم گرم اور ریشہ دار پانی قریب کے خشک شدہ تالاب میں تھا۔ تمام کم گہرے تالاب اب صرف بخارات

میں تبدیل شدہ کیچڑ بن چکے تھے۔ جن کے اندر ابھی مبہم چیزیں نظر آ رہی تھیں جو غلاظت سے بھر پور تھیں۔ بحیثیت ایک خاتون وہ چوں کہ ان تمام چیزوں کو فلسفیانہ رنگ دینے سے قاصر تھی۔ بعض اوقات وہ اپنی چھتری تلے ان کی رنگ رلیاں دیکھنے کے لیے بیٹھ جاتی تھی کیونکہ امید کی ایک کرن اس دورے کے نتیجے میں پھوٹتی تھی جس نے اس کے دماغ کو پر سکون کر دیا تھا۔ اور اہم خیالات کے بیچ اسے آزاد چھوڑ دیا تاکہ کسی حقیقی معاملے پر سوچ بچار کرے جو اس کے آنکھوں کے سامنے تھا۔

مسز بیوبرائٹ پہلے چوں کہ اپنے بیٹے کے گھر نہیں گئی تھیں اس لیے اس کے صحیح مقام کا علم نہ تھا۔ پہلے وہ ایک رستے پر گئی پھر دوسرے رستے پر اور دیکھا کہ وہ رستہ کھو گئی ہے۔ دوبارہ اپنے قدموں پر واپس آتے ہوئے کھلے میدان میں پہنچ گئی تھی جہاں پر کچھ فاصلے پر ایک شخص کام میں مصروف تھا۔ وہ اس کے پاس گئی اور اس سے رستہ دریافت کیا۔

مزدور نے اس سمت کی جانب اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی بولا۔ "کیا آپ اس رستے پر جاتے ہوئے گھاس کاٹنے والے کو دیکھ سکتی ہیں؟"

مسز بیوبرائٹ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے بالآخر کہا کہ اس نے اسے پہچان لیا تھا۔

"اگر آپ اس کے پیچھے چلیں گی تو کوئی غلطی نہ ہو گی۔ وہ بھی بالکل اسی جگہ پر جا رہا ہے۔" محترمہ نے نشان زدہ شخص کی پیروی کی۔ وہ سرخ رنگ کا لگ رہا تھا اور اس منظر سے گھاس کے ٹڈے سے زیادہ جو پتے پر خوراک کے لیے منحصر تھا کچھ زیادہ قابل شناخت نہیں تھا۔

اس کی رفتار گو مسز بیوبرائٹ سے تیز تر تھی لیکن چوں کہ جہاں کہیں جھاڑیاں یا بیریاں نظر آتی تھیں تو رکنے کی عادت تھی اس لیے مسز بیوبرائٹ اس سے برابر فاصلے پر تھیں۔ ان مقامات پر جب اس کی باری آتی تھی تو اس نے آدھا درجن جھاڑیوں کا گھٹا دیکھا جو اس نے جھاڑیوں سے اپنے رکنے کے دوران کاٹی تھیں اور اسے رستے سے سیدھا کر کے رکھ دیے تھے۔ وہ یقیناً گھاس کے گھٹے کے لیے رکھے گئے تھے جو اس نے واپسی پر جمع کرنے تھے۔

وہ خاموشی جس نے اس کو مقبوض کر رکھا تھا وہ ایک کیڑے سے زیادہ اس کی زندگی میں نہیں تھی۔ وہ ہیتھ کا ایک طفیلیہ لگ رہا تھا جو اپنے روزانہ کی مزدوری میں اس سطح کو کتر رہا تھا۔ جیسے پتنگا کیڑے کو روزانہ کترتا ہے اور اپنی پیداوار میں مکمل طور پر منہمک تھا جس کو دنیا میں ہونے والی کس بھی چیز کے بارے میں علم نہیں تھا سوائے گھاس، فرن، ہیتھ اور کائی گھاس کاٹنے والا پنے کام میں اس قدر غرق تھا کہ اس نے اپنے سر کو

ہلایا تک نہیں اور اس کے آہنی چمڑے کی ٹانگیں دستانے والا ہاتھ اس کے لیے صرف جلنے والی مشعل بن گئے تھے۔

اچانک وہ اس کی مخصوص چال سے متاثر ہو کر اس کی ذاتیات پر سوچنے لگی۔ یہ چال اس نے پہلے بھی دیکھی تھی اور اس کے باعث ہی اس نے پہچان لیا تھا۔ جیسے کہ اہیماز کی چال ڈھال نے دور کے میدانوں میں بادشاہ کے پہرے دار کو پہچان لیا تھا۔ اس کی چال تو ہو بہو میرے مرحوم شوہر کی مانند تھی۔ اس نے کہا اور ساتھ ہی یہ خیال اس کے ذہن میں بجلی کی طرح لپکا کہ یہ شخص ہو نہ ہو میرا بیٹا ہی ہو گا۔

وہ بڑی ہی دقت سے خود کو اس عجیب حقیقت سے مانوس کرنے کو تیار ہوئی تھی۔ اس کو یہ خبر ضرور تھی کہ کلائم کو گھاس کاٹنے کی عادت تھی لیکن اس کا خیال تھا کہ وہ فارغ اوقت میں یہ مزدوری کرتا ہو گا تاکہ وقت کو مفید طرح سے گزارا جائے۔ لیکن اب وہ صرف اور صرف ایک گھاس کاٹنے والا لگ رہا تھا۔ اپنے پیشے کے متعلق لباس زیب تن کیے ہوئے اس کو باقاعدگی کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کی حرکات سے اس نے فیصلہ کیا تھا۔

اسے اور یوسٹیشا دونوں کو اس طرز زندگی سے بچانے کے لیے اس کے دماغ میں درجنوں ترکیبیں آئیں اور وہ اس رستے پر چلتی ہوئی اسے اپنے گھر میں داخل ہوتا دیکھ رہی تھی۔

کلائم کے گھر کی ایک جانب ایک پہاری ٹیلا تھا جس کی چوٹی پر فر کے درختوں کا جھنڈ تھا جو گویا آسمان سے گرا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور اس کا فضلہ کچھ فاصلے سے یوں محسوس ہوتے تھے گویا کہ پہاڑ کے تاج پر کسی نے کالا نقطہ لگا دیا ہو۔ اس مقام پر پہنچ کر مسز بیوبرائٹ کو سخت تشویش لاحق ہوئی اور وہ غمزدہ وا بیمار پڑ گئی۔ وہ نیچے اتر کر سائے میں گھڑی بھر کو بیٹھ گئی تاکہ اپنی طبیعت بحال کر سکے اور کوئی طریقہ سوچا جائے جس کے ذریعے یوسٹیشا کے ساتھ تعلقات کو بحال کرنے کے ساتھ اس عورت کو مستقل نہ کیا جائے جس کی بظاہر کاہلی جذبات کو مزید تقویت دیتی تھی۔ جن درختوں کے سائے میں وہ بیٹھی تھی ان کی صورت ہر بار شدید وحشیانہ تھی کہ کچھ لمحے کو مسز بیوبرائٹ نے اپنی طوفان زدہ اور تھکی ماندہ صورت حال کو ان کے بارے میں تصور کرنے سے بھی گریز کیا۔ کچھ تو اس طرح بکھرے اور تباہ شدہ تھے گویا ان کالے دھبوں کے نشان گویا آگ جلائی گئی ہو اور نیچے زمین بھی فر کی بے چین تتلیوں اور کون کے ڈھیروں سے بھری پڑی تھی جنہیں ہوا کے پاؤں کے جھونکوں نے سردی میں بچھایا تھا۔

اس مقام کو شیطان کی آماجگاہ کہا جاتا تھا اور مارچ یا نومبر کے مہینوں میں یہاں آنا بہتر تھا تا کہ اس کی وجہ تسمیہ دریافت ہو سکے۔ موجودہ گرم دوپہر کے دوران جب کوئی خاص سوا بھی نہیں چل رہی تھی۔ درخت مستقل آہ و زاری میں لگے تھے جو بہ مشکل ہی قابل یقین بات تھی کہ ایسا ہوا کے باعث تھا۔ یہاں پر وہ بہ مشکل بیس منٹ یا کچھ زیادہ بیٹھی تا کہ دروازے پر جانے کے ارادے کو پکا کر سکے۔ کیونکہ اب تک جسمانی سستی کے باعث اس کی ہمت صفر ہو گئی تھی۔ اگر وہ کلائم کی ماں نہ ہوتی تو ان دونوں (یوسٹیشا اور اس) کے درمیان یہ واقعی بے عزتی کی بات تھی کہ وہ بڑی ہونے کے باوجود پہل کرنے جا رہی تھی۔ لیکن مسز ییوبرائٹ نے اس ساری صورتِ حال کو بخوبی سمجھ لیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ کسی بھی طرح اس دورے کو بہترین اور عقلمندانہ بنایا جائے۔

اپنی سرفراز حیثیت کی بنا پر مضمحل عورت بخوبی سمجھ سکتی تھی کہ چھت، باغ اور تمام چھوٹے علاقوں کی آب و ہوا کس قدر پست تھی۔ اور اب اٹھنے کے وقت اسے ایک اور آدمی دروازے کے پاس نظر آیا۔ اس کے انداز مخصوص اور ہچکچاہٹ والے تھے اور ایسا نہیں لگتا تھا کہ یہاں پر وہ کسی جائز کام کے سلسلے میں آیا ہو۔ اس نے نہایت دلچسپی کے ساتھ گھر کا جائزہ لیا اس کے اور باغ کی طرف چلا گیا جہاں پر چکر پہ چکر لگانے کے بعد وہ بغور دیکھ رہا تھا گویا یہ یا تو کی جنم بھومی ہو یا پھر میری کی قید خانہ ہو اور دوبارہ گھر کا چکر لگانے کے بعد وہ اندر داخل ہو گیا۔

مسز ییوبرائٹ اس بات پر آزردہ ہو گی۔ "جب کہ اس نے اپنے بیٹے کی دیہاتی رہائش گاہ اور اس کی بیوی کی سیرت جانچنے کے لیے یہ سب کچھ کیا۔ لیکن ایک لمحے کے توقف نے اس پر بات آشکار کر دی کہ کسی ساتھی کی موجودگی اس گھر میں اس کی آمد کی غیر موزونیت کو کسی حد تک زائل کر دے گی۔ پہلے گفتگو کو عام موضوعات سے محدود کر کے وہ اس کے ساتھ سہولت اپنے مدعا پر آ سکے گی۔

ایک بلی ریت کے ننگے فرش پر سو رہی تھی گویا بستر قالین اور چادریں اس کے لیے ناقابل برداشت ہوں۔ ہولی کے پتے گویا آدھ کھلی چھتری کی مانند تھے جن کا عرق مکمل طور پر تنے میں جذب ہو رہا تھا اور ان کے پتے ہموار سطح پر شیشے کی مانند چمک رہے تھے۔ ایک چھوٹا سا درخت دروازے کی اندرونی جانب تھا کیونکہ اندر کی زمین قدرے نرم بھی تھی اور گرے ہوئے سیبوں کے ساتھ بھری تھیں۔ جو ان کے اس کے نشے میں مدہوش تھیں یا پھر ان غاروں کے اندر باہر گھوم رہی تھیں جو انہوں نے خود ہی بنائے تھے اور اس کی مٹھاس

سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ دروازے کے ساتھ ہی کلائم کی کنڈی لٹکی ہوئی تھی اور ان لکڑیوں کا مٹھی بھر گٹھا بھی تھا جو اس نے حال ہی میں جمع کیں تھیں۔

(۵)۔ نازک حالت کے پیدل چلنے والوں پر اثرات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے ویلیڈیو سٹیٹا سے دن کے وقت سرِ عام ملنا چاہتا تھا وہ بھی شرائط پر کیوں کہ ریڈل مین کے آنے سے اس کی سیر خراب ہوئی تھی۔ وہ جادو جو اس نے چاندنی رات میں اس پر چلایا تھا جس کے باعث ایک غیر روایتی شخص کو اس سے رقص کے دوران دور رکھنا بالکل ناممکن تھا۔ وہ صرف اس کے اور خاوند کے ساتھ عام انداز میں ملاقات کرنے کا متمنی تھا۔ ہر بیرونی اشارہ روایتی تھا لیکن ایک اہم حقیقت اس کو مطمئن کرنا تھا وہ اس دیکھے گا۔ وہ تو کلائم کی غیر موجودگی کا خواہاں تھا اگرچہ ایسا بالکل ممکن تھا کہ کسی بھی ایسی صورتِ حال پر پچھتاتی جو بحیثیت بیوی اس کی عظمت کو داغدار کرتی اگرچہ اس کی دلی کیفیات اس کے بارے میں جیسی بھی تھیں۔ عورتیں اکثر ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔

وہ وہاں منصوبے کے مطابق گیا اور ایسا ہوا کہ اس کی آمد کا وقت مسز بیوبرائٹ کے گھر کے قریب میں پہاڑی پر قیام سے منطبق تھا۔ پہلے وہ گھر کا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے اندر آکر دستک دی تو وہ یہ سب کچھ بغور دیکھ رہی تھی۔ کچھ لمحوں کی بات تھی اور پھر چابی تالے کے اندر گھومی، دروازہ کھلا اور بذات خود یو سٹیٹا ہی اس کے سامنے تھی۔

کوئی اس کے رویے سے تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ وہ عورت تھی جو اس کے ساتھ پر جوش رقص میں ایک ہفتہ قبل شریک تھی۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر گڑھ کر جذب ہو جاتا اور اس ساکت ندی کی اصل گہرائی کو ناپ سکتا۔

"میں امید کرتا ہوں کہ تم بحفاظت گھر پہنچ گئی ہو گی۔" ویلیڈیو نے کہا۔

ہاں! وہ لاپرواہی سے مڑی۔

"اور کیا اگلے دن تم تو نہ تھی؟ مجھے خوف تھا کہ تم ایسی ہو گی۔"

"میں کچھ خوفزدہ تھی۔ تمھیں آہستہ بولنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کوئی بھی ہماری باتیں نہیں سن سکے گا۔ میرا چھوٹا نوکر گاؤں اکھاڑے میں گیا ہے۔"

"تو پھر کلائم گھر پر نہیں ہے؟"

"ہاں! وہ ہے۔"

"اوہ! میں نے سوچا تم نے دروازے پر تالا لگا دیا ہے۔ کیوں کہ تم تنہا اور خوفزدہ بھی تھیں۔"

"نہیں۔ یہاں پر میرا شوہر ہے۔"

وہ داخلے پر ہی کھڑے تھے۔ بیرونی دروازہ بند کر کے چابی گھمائی جیسا وہ پہلے بھی کیا کرتا تھا۔ اس نے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھولا اور اسے اندر آنے کو کہا۔ ویلیڈیو اندر داخل ہوا۔ کمرہ بالکل خالی تھا لیکن جونہی وہ چند قدم آگے بڑھا تو حیران رہ گیا۔ چولھے کے قالین پر کلائم سو رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا پاجامہ جوتے، چمڑے کے دستانے اور بازوؤں والی واسکٹ تھی جس میں وہ کام کیا کرتا تھا۔

"تم اندر جاسکتے ہو اور اسے تنگ نہیں کرو گے۔ اس نے پیچھے آتے ہوئے اس کو مخاطب کیا۔ دروازہ بند کرنے سے میرا ارادہ یہ تھا کہ وہاں لیٹے ہوئے وہ زبردستی یہاں نہ گھس آئے اگر میں باغ یا اوپر والی منزل میں موجود ہوں گی تو۔"

"وہ وہاں پر کیوں سو رہا ہے؟" ویلیڈیو نے آہستہ آواز سے کہا۔

"بہت غمزدہ ہے۔ آج صبح ساڑے چار بجے باہر نکلا اور اس وقت سے کام میں لگا ہوا ہے۔ وہ صرف گھاس کاٹ سکتا ہے کیونکہ اس کام سے اس کی آنکھوں میں کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ اس لمحے ویلیڈیو اور سونے والے کی ظاہر داری میں موجود تضاد یوسٹیشا کے لیے تکلیف کا باعث تھا کیوں کہ ویلیڈیو ایک باوقار لباس اور ٹوپی میں ملبوس تھا اور وہ مزید بولی۔ "تم نہیں جانتے کہ جب میری اس کے ساتھ پہلی ملاقات تھی تو وہ کس قدر مختلف لگتا تھا اگرچہ کچھ عرصہ قبل کا ہی قصہ ہے۔ اس کے ہاتھ میری طرح نرم اور سفید تھے اور اب دیکھو کس قدر کھردرے اور کالے ہو گئے ہیں۔ اس کا رنگ قدرتی سفید ہے اور اب اس کی گندمی شخصیت ہے۔ وہ سب چمڑے کے رنگ اور تپتے سورج کے باعث ہے۔"

"وہ آخر باہر جاتا ہی کیوں کر ہے۔" ویلیڈیو نے سرگوشی کی۔

"کیونکہ اسے فارغ بیٹھنے سے نفرت ہے۔ اگرچہ اس کی کمائی سے ہمارے خزانہ عامرہ میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ہے لیکن وہ کیا ہے کہ اگر لوگ اعلیٰ زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے موجودہ اخراجات کم کرنے چاہئیں اس کے لیے چاہیے کہ کچھ بھی کرنا پڑے۔"

"قسمت تم لوگوں کے ساتھ کچھ زیادہ مہربان نہیں ہے۔" یوسٹیتا بیو برائٹ۔

"میں آن کو کس چیز کا شکریہ ادا کروں۔"

"اور وہ کیا ہے؟" ویلیڈیو نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

اور اس دن پہلی مرتبہ یوسٹیتا شرم سے گلابی ہو گئی۔ اچھا! میں ایک سوالیہ تحفہ ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میرا خیال تھا تمھارا مطلب صبر کا تحفہ ہے۔ جو اس کے پاس ہے جب کہ میرے پاس اس کا فقدان ہے۔"

"میں ان معاملات میں صبر کو سمجھ سکتا ہوں۔ اگرچہ کوئی بھی بیرونی صورتِ حال جو اس کو دلکش لگتی ہے مجھے پریشان کر سکتی ہے۔"

"یہ اس وجہ سے ہے کہ تم اس کو جانتی نہیں ہو۔ وہ تصورات کے معاملے میں جذباتی اور دوسری چیزوں کے بارے میں لاپرواہ ثابات ہوا ہے۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ وہ کردار میں بھی اس کی طرح عظیم ہے۔"

"ہاں! مگر اس کی بدترین بات یہ ہے کہ بائبل کے مطابق تو وہ عمدہ شخص تھا لیکن عملی زندگی میں اس نے کوئی کارہائے نمایاں سرانجام نہیں دیا تھا۔ ان کی آوازیں غیر ارادی طور پر آہستہ ہو گئی تھیں اگرچہ انہوں نے کلائم کو جگانے کی کوئی خاص کوشش نہ کی تھی۔"

"اچھا تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ شادی تمھارے لیے بدنصیبی ثابت ہوئی نا۔ کیا تم جانتی ہوں کہ اس کا قصوروار تم کس کو ٹھہراتی ہو۔"

"یہ شادی بذاتِ خود کوئی شومئ قسمت نہ تھی۔ اس نے کچھ جھنجھلاہٹ کے ساتھ الٹ کر جواب دیا۔ یہ فقط ایک حادثہ تھا جو میرے ساتھ ہوا اور میری بربادی کا باعث بنا۔ اگر دیکھا جائے تو دنیا کی زبان میں میں نے انجیروں کے بدلے خاردار جھاڑیاں لیں ہیں لیکن میں یہ کیسے بتا سکتی ہوں کہ آنے والا وقت میرے لیے کیا لائے گا؟"

"بعض اوقات میں یہ سوچتی ہوں کہ یہ تمھارے لیے بصیرت ہے۔ تم واقعی میرے لیے ہی ہو۔ تم جانتی ہو اور میں تمھیں کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"نہیں یہ میرا قصور نہیں تھا۔ ہم دونوں کس طرح سے تمھاری ہو سکتی تھیں۔ اور یہ یاد رکھو کہ مجھے خبر ہونے سے قبل تم دوسری عورت کی طرف راغب ہو گئے تھے۔ یہ واقعی تمھاری خفیف الحرکاتی تھی کہ تم نے ایسا کیا تھا۔ میں نے کبھی بھی تمھارے ساتھ ایسا کرنے کا نہ سوچا تھا لیکن تم نے کر دکھایا تھا۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ ویلیڈیو نے جواب دیا۔ یہ صرف ایک وقفہ تھا۔ مردوں کو یہ چال چلنے کی آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے لافانی پیار کے درمیان کچھ عرصے کے لیے کسی دوسرے کے ساتھ پینگیں بڑھاسکتے ہیں اور پھر دوبارہ پہلی محبت کو رجوع کر لیتے ہیں۔ تمھارا میرے ساتھ باغیانہ سلوک میری پیش قدمی کا باعث بنا جو مجھے کرنا چاہیے تھا اور پھر جب تم صرف مجھے کلپانے کا کھیل کھیل رہی تھی تو میں مزید آگے بڑھا اور اُس سے شادی کر لی۔" دوبارہ مڑ کر کلائم کے بے ہوش وجود پر نظر ڈالتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ مجھے ڈر ہے کہ کلائم تم نے اپنے انعام کی قدر نہیں کی ہے کم از کم ایک وجہ سے اُسے مجھ سے زیادہ خوش ہونا چاہیے وہ شاید جانتا ہو کہ اُس کی دنیا میں کیا ہونے جا رہا ہے اور وہ کس اذیت سے دوچار ہونے والا ہے لیکن غالباً وہ یہ نہیں جانتا کہ جس عورت سے آپ محبت کرتے ہو اُس کو کھونے کا عذاب کیسا ہوتا ہے؟"

"وہ ناشکر گزار نہیں ہے۔ یوسٹیٹا نے سرگوشی کی اور یوں وہ ایک اچھا شخص ہے۔ کئی عورتیں ایسے خاوند کی متمنی ہوں گی لیکن میری غیر معقول خواہش زندگی میں اور بہت کچھ مانگتی ہے اور یہی زندگی ہے موسیقی، شاعری، جذبہ، جنگ و جدل اور وہ سب کشت و خون جو آج دنیا کے مختلف حصوں میں برپا ہے۔ یہ میری جوانی کے خواب تھے لیکن مجھے اُن کی تعبیر نہ مل سکی اور مجھے کلائم کی صورت میں ایک رشتہ نظر آیا تھا۔"

"اور تم نے صرف اُسی وجہ سے اُس سے شادی کی تھی"

"اب تم مجھے غلط لے رہے ہو میں نے اُس سے شادی محبت کے باعث کی تھی لیکن میں یہ نہیں کہوں گی کہ میں نے اُس طرز زندگی کے حصول کے لیے کی تھی۔"

اب تم اپنے پرانے غم زدہ روپ میں چلی گئی ہو۔"

"لیکن میں پریشان نہیں ہونے والی ہوں۔ وہ بری طرح چیخی۔ میں نے رقص میں جانے کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے اور اس بات پر قائم رہوں گی۔ کلائم بخوشی گا سکتا ہے۔ تو میں کیوں نہیں کر سکتی؟"

ویلیڈیو نے متفکر انداز سے اس کو دیکھا ایسا کہنا آسان مگر کرنا قدرِ مشکل ہے۔ اگرچہ میں ایسا کر سکا تو تمھاری کوشش میں حوصلہ افزائی کروں گا۔ لیکن جیسا کہ ایک چیز کی کمی کے باعث زندگی میرے لیے بے معنی ہے تو تم مجھے معاف کرنا اگر میں تمھاری حوصلہ افزای نہ کر سکا۔"

"کمینے! تمھیں کیا مسئلہ ہے کہ تم یوں بول رہے ہو؟" اُس نے اپنی گہری سایہ دار آنکھیں اٹھاتے ہوئے سوال داغا۔

"یہ ایسی بات ہے جو میں تمھیں کبھی بھی واضح طور پر نہیں بتا سکتا ہوں اور شاید اگر میں پہیلیوں میں تمھیں بتاؤں تو تم بوجھ نہ پاؤ گی۔"

یوسٹیشا ایک منٹ کو خاموش ہوئی اور پھر بولی۔ آج ہم ایک عجیب ناطے میں بندھے ہیں۔"

"تم معاملات کی تفتیش نہایت غیر معمولی طریقے سے کرتے ہو۔ تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ تم ابھی بھی مجھ سے محبت کرتے ہو۔ اچھا یہ بات مجھے دکھی کرتی ہے کیوں کہ میں مکمل طور پر شادی سے بھی ناخوش نہیں ہوں کہ تمھیں معلومات کے حصول کے لیے رد کردوں جیسے کے مجھے کرنا چاہیے۔ لیکن اس موضوع پر ہم دونوں بہت بحث کر چکے ہیں۔ کیا تم میرے خاوند کے جاگنے کا انتظار کر رہے ہو؟"

"میں اُس سے بات کرنے کا سوچا تھا لیکن یہ غیر ضروری ہے۔ اگر میں تمھیں نہ بھول کر ناراض کروں تو تم ایسا بولنے میں حق بجانب ہو۔ لیکن مجھے چھوڑنے کی باتیں مت کرو۔ اُس نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ دونوں مخروز انداز میں کلائم کو گہری نیند سوتا دیکھ رہے تھے۔ جو اُس جسمانی مشقت کا پیش خیمہ تھی جس نے اُس کے تمام اعصابی اندیشے سلادیے تھے۔

"اللہ! مجھے اس کو ایسی نیند سوتا دیکھ کر رشک آتا ہے۔ ویلیڈیو نے کہا کہ میں لڑکپن میں بھی شاید ایسی گہری نیند کبھی نہ سویا تھا۔ کتنے سال پہلے بھی۔"

"وہ اس کو ایسا سوتا دیکھنے میں منہمک تھے کہ دروازے پر آہٹ سنائی دی جو کچھ دیر بعد دستک میں تبدیل ہو گئی۔ "یوسٹیشا کھڑکی کی جانب لپکی اور باہر دیکھا۔

اس کے خدوخال میں واضح تبدیلی آگئی تھی۔ پہلے وہ سرخ ہو گئی، اُس کے بعد سرخ رنگ مدھم ہو کر فقط لبوں تک سمٹ گیا تھا۔

"کیا میں چلا جاؤں؟" ویلیڈیو نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں علم ہے۔ وہ کون ہے؟"

"مسز ییوبرایٹ۔ اُس نے اس دن مجھ سے کیا کہا تھا؟ میں اس آمد کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔ اُس کا کیا مطلب ہے؟ اور اسے ہماری ماضی پر شک ہے۔"

"میں تمھارے رحم و کرم پر ہوں اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ اُس نے مجھے نہیں دیکھا تو میں اگلے کمرے میں چلا جاتا ہوں۔ اچھا! ٹھیک ہے تم جاؤ۔ وَیلیڈیو فوراً چلا گیا لیکن ابھی اُسے متصل کمرے میں آدھا منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ یوسٹیشا اُس کے پیچھے آگئی۔

"نہیں ہم ایسا بالکل نہیں کریں گے اگر وہ آ رہی ہیں تو اُسے تم کو ضرور دیکھنا چاہیے۔ اور سوچو اگر اُس کو کچھ غلط پسند ہے۔ لیکن میں کیسے اُن کے لیے دروازہ کھولوں کیوں کہ وہ تو مجھے ناپسند کرتی ہیں۔ میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔ وہ مجھے نہیں بلکہ اپنے بیٹے کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔"

مسز بیو برایٹ نے دوبارہ زور سے دستک دی۔ ہو نہ ہو اس کی دستک کلائم کو جگا دے گی۔ یوسٹیشا بولتی گئی۔ اور پھر وہ خود اسے اندر لائے گا۔" آہ سنو۔"

دوسرے کمرے سے کلائم کی حرکت کی آواز آئی جو اس دستک سے پریشان ہو گیا تھا اور یہ لفظ اُس کے منہ سے نکلا۔" جاں۔"

"ہاں وہ جاگ چکا ہے اور وہ دروازے تک جائے گا۔" اُس نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ادھر آؤ۔ میری اُس کے ساتھ نہیں بنتی ہے اور بہتر ہے کہ وہ تمھیں نہ دیکھیں۔ اِس طرح میں چوری کرنے پر مجبور ہوں اِس لیے میں نہیں کہہ رہی کہ غلط کرتی ہوں بلکہ اس لیے کہ دوسرے ایسا کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔

اس وقت تک وہ اسے عقبیٰ دروازے تک لے گئی تھی جو کھلا تھا جس سے رستہ نیچے باغ کی جانب جاتا تھا۔ "اب ایک لفظ سنو۔ جونہی وہ آگے بڑھا تو اس نے کہا۔ یہ تمھاری یہاں پر پہلی تشریف آوری ہے اور اسے تمھاری آخری آمد ہونا چاہیے۔ ہم اپنے وقت میں گرم مزاج عاشق رہے ہیں لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔۔ خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔ میں جس کام کے لیے آیا تھا وہ حاصل کر چکا ہوں اور اب میں مطمئن ہوں۔" ویلیڈیو نے کہا۔

صرف تمھاری ایک جھلک۔ میری ابدی عزت کے لیے اس سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں۔ ویلیڈیو نے اپنے ہاتھ سے خوب صورت لڑکی کا بوسہ لیا اور باغ میں چلا گیا جہاں وہ اس کو نیچے رستے میں جاتا دیکھ رہی تھی۔ باہر جھاڑیوں کے اندر جو اس کی کمرے میں جھاڑو لگا رہی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کی گنجانی میں کھو گیا۔ جب وہ نظروں سے بالکل اوجھل ہو گیا تو وہ آہستگی سے مڑی اور اپنی توجہ گھر کے اندر منتقل کر لی۔

لیکن یہ عین ممکن تھا کہ اس کی موجودگی کلائم اور اس کی والدہ کو ناپسند ہو اس لمحے پہلی ملاقات کے موقع پر یا پھر وہ ان کے درمیان فاضل محسوس ہو۔ اس تمام صورتِ حال میں اسے مسز بیو برائٹ کے ساتھ ملاقات کی قطعاً کوئی جلد بازی نہ تھی۔ اس نے عزم کیا کہ جب تک کلائم اس کو لینے نہیں آئے گا وہ نہیں جائے گی اس لیے بے آواز قدموں کے ساتھ پچھلے باغ میں چلی گئی۔ وہاں پر کچھ لمحے کے لیے بے کار گھومتی رہی اور

جب اس نے دیکھا کہ کسی نے اس کا خیال نہیں کیا تو کھوج لگانے والے قدموں کے ساتھ گھر کی طرف چل دی جہاں پر خلوت خانہ سے آنے والی آوازوں پر کان دھر سکے۔ لیکن جب کوئی آواز کان نہ پڑی تو اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کلائم بالکل ایسی حالت میں لیٹے پڑا تھا جس میں وہ اس کو چھوڑ گئی تھی اور یہ نیند بظاہر موت تھی۔ وہ اس دستک سے مضمحل ہوا تھا اور خواب میں بُڑبُڑانے لگا تھا لیکن نیند سے بیدار قطعی نہ ہوا تھا۔ یوسٹیشا دروازے کی جانب لپکی اور اس حقیقت کے باوجود کہ وہ اس عورت کے لیے دروازہ کھولنے جا رہی تھی۔ جس نے اس کے ساتھ تلخ کلامی کی تھی اس نے اس کے لیے دروازے کو غیر مقفل کیا اور باہر جھانکا۔ باہر کوئی نہ تھا۔ گھر کے پاس کلائم کی ایک اور مٹھی بھر لکڑیاں تھیں جو وہ گھر لایا تھا ۔اس کے بالکل سامنے خالی رستہ تھا۔ باغ کا دروازہ کچھ فاصلے پر تھا اور وہ کاسنی رنگ کی وادی سورج کی دھوپ میں تڑپ رہی تھی۔ مسز ییوبرائٹ جا چکی تھی۔

کلائم کی والدہ اس وقت اس رستے پر گامزن تھیں جو پہاڑی کی وجہ سے یوسٹیشا کی نظروں سے اوجھل تھا۔ باغ کے دروازے سے وہاں تک اس کی چال تیز اور پر عزم تھی گویا ایک ایسی عورت کی ہو جو اب اس منظر سے فرار کے لیے زیادہ بے تاب نہ تھی۔ جس قدر وہ اس میں داخل ہونے کو بے چین تھی۔ اس کی نگاہیں زمین پر گڑھی ہوئی تھیں۔ اور کھڑکی کے پیچھے اس عورت کا چہرہ تھا۔ اس کے ہونٹ لرزے اور مصنوعی طور پر اس قدر باریک ہو گئے جیسے کہ وہ بُڑبڑائی ہو۔ "یہ بہت زیادہ ہے کلائم۔ وہ کیسے یہ سب کچھ کرتے سن سکتا ہے۔ وہ گھر پر موجود ہے اا اور اس کی بیوی مجھ پر دروازہ بند کرتی ہے۔"

اس گھر کے براہِ راست نظارے سے نکلنے کے لیے وہ سیدھے ترین رستے سے ہٹ کر چل رہی تھی اور دوبارہ اس راستے کو ڈھونڈنے کے لیے ایک لڑکے کے پاس جا نکلی جو غار میں لکڑیاں جمع کر رہا تھا۔ لڑکے کا نام جونی نچ تھا جو یوسٹیشا کے گھر آگ جلایا کرتا تھا اور چونکہ چھوٹے جسم کا مالک تھا اس لیے زیادہ کھینچ لیا کرتا تھا اس نے جونہی ییوبرائٹ کو دیکھا تو اس کے گرد گھومنے لگا۔ مسز ییوبرائٹ سامنے آئیں اور اس عمل کے قابل ادراک شعور کے بنا جیسے ہی دیر چلنے لگی۔ مسز ییوبرائٹ اس سے گویا نیند کی مدہوشی میں مخاطب ہوئیں۔ "ابھی گھر کافی دور ہے میرے بچے اور ہم شام سے پہلے وہاں پر نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"میں پہنچ جاؤں گا۔ اس کے چھوٹے ساتھی نے کہا۔ میں کھانے کے بعد قینچے کھیلنے جا رہا ہوں۔ اور چھ بجے ہم لوگ کھانا کھائیں گے کیوں کہ اس وقت ابو جان گھر واپس آتے ہیں۔ کیا تمھارے والد بھی چھ بجے گھر واپس آتے ہیں۔"

نہیں۔ وہ کبھی نہیں آتے اور نہ ہی میر بیٹا نہ کوئی اور۔"

"کس وجہ سے آپ اس قدر پشیمان ہیں۔ کیا آپ نے کسی چڑیل کو دیکھا ہے؟"

"میں نے اس سے بھی بدتر چیز دیکھی ہے۔ کھڑکی کے پیچھے ایک عورت کا چہرہ۔"

کیا وہ بھیانک منظر تھا؟"

"ہاں! کسی عورت کا ایک بیزار مسافر کو دیکھنا اور پھر اس کو اندر آنے کی جازت بھی نہ دینا۔

ایک مرتبہ میں تھروب کے بڑے تالاب میں گئی تو اپنا عکس پانی کے اندر دیکھا اور گھبرا کر بھاگ اُٹھی۔"

"اگر انہوں نے میری پیش قدمی کے آثار آدھے رستے تک دیکھے ہوں تو کس قدر اچھا ہوتا۔ لیکن اب ایسا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ یقیناً اس کو میرے خلاف بھڑکا چکی ہو گی۔ کیا اس خوب صورت بدن کے میں دل نام کی چیز نہیں ہو سکتی ہے۔"

میں ایسا سوچتی ہوں۔ ایسا رویہ تو میں نے ہمسائے کی بلی کے ساتھ بھی نہیں روا رکھا تھا۔ کسی مستقل دن کے موقع پر۔"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"دوبارہ کبھی نہیں۔ کبھی نہیں اگر وہ ایسا کہیں گے بھی تو؟"

"آپ یقیناً اس معاملے میں پر تجسس ہیں۔"

"اوہ! نہیں۔ بالکل نہیں۔" اس نے لڑکے کی لغویات کی طرف مُڑتے ہوئے کہا۔

اکثر لوگ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں اور ان کے بچے جوان ہو جاتے ہیں تو وہ بالکل اسی طرح باتیں کرتے ہیں۔ جب تم بڑے ہو جاؤ گے تو تمھاری والدہ بھی میری طرح ہی باتیں کیا کرے گی۔"

"میں امید کرتا ہوں کہ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی کیوں کہ لغویات بکنا بری غلط بات ہے۔"

"ہاں! بچے یہ فضول بات ہے۔ میں فرض کرتی ہوں۔ کیا تمھیں واقعی حرارت نے کمزور کر دیا ہے؟"

"ہاں! مگر اتنا نہیں جتنا کہ آپ ہو گئیں ہیں۔"

"اب تم کیسے ہو؟"

"تمھارا چہرہ سفید اور غم زدہ ہے اور سر نیچے لٹک رہا ہے۔"

"میں اندر سے تھکا ہوں۔"

کیوں تم ہر بار ایک قدم اُٹھاتے ہو۔ اور اس طرح ہو جاتے ہو؟ لڑکے نے بولتے وقت حرکت کو ایک جھٹکا دیا۔

"کیونکہ میرے سر پر ایسا بوجھ ہے جو ناقابل برداشت ہے۔"

چھوٹا لڑکا خاموشی سے غور کرتا رہا اور وہ یونہی ایک دوسرے کے پہلو میں ڈگمگاتے رہے۔ یہاں تک کہ پونے گھنٹے سے بھی زیادہ کا وقت گزر گیا جب مسز یبو برائٹ کی کمزوری اب تدریج بڑھ گئی تھی نے اس سے کہا تھا۔ تمھیں یہاں آرام کی خاطر بیٹھ جانا چاہیے۔ جب وہ بیٹھ گئی تو اس نے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔ "تم کتنے مزاحیہ انداز میں سانس لیتے ہون۔ ایک میمنے کی مانند جب تم اس کو کھینچتے ہو۔ کیا تم ہمیشہ سے اسی طرح سانس لیتے آئے ہو۔

"نہیں ہمیشہ سے نہیں۔" اس کی آواز اب سرگوشی کی سے کچھ زیادہ ہو گئی تھی۔

آپ وہاں سونے جا رہی ہو۔ میر اخیال ہے تم نہیں جاؤ گی آپ نے تو پہلے ہی اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔

"نہیں میں کل تک زیادہ نہیں سوؤں گی اور اس کے بعد طویل نیند میں کھو جاؤں گی۔"

"اب تم کیا مجھے بتلا سکتے ہو کہ رمسمور پونڈ(۱) ان گرمیوں میں خشک ہو گیا ہے؟"

رمسمور پونڈ ہے لیکن اور کوئی تالاب نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ زیادہ گہرا ہے اور کبھی خشک نہیں ہوتا ہے۔ وہاں تک

"کیا اس کا پانی صاف ہے؟"

"ہاں! معتدل صرف اس جگہ پر نہیں جہاں سے گھاس کاٹنے والے گزرتے ہیں۔"

"پھر اس کو لو اور اتنا تیز چلو جتنا تم چل سکتے ہو اور مجھے صاف ترین جگہ پر گزار دو۔ میں بالکل تھک چکی ہوں۔" وہ چھوٹی کھڑکی کی جالی سے نکلی جو اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور پرانے زمانے کا چائنا کا کپ بغیر دستانے کے یہ ان آدھا درجن میں سے ایک تھا جو اس جالی کے اندر دھرے تھے جو اس نے بچپن سے بچا کر رکھے تھے اور آج کلائم اور یوسٹیشا کے لیے بطور تحفہ لے کر آئی تھی۔

لڑکے نے پیغام پر عمل کیا اور جلد ہی پانی لے کر واپس آ گیا۔

ا۔ Rims moor: انگلینڈ کا علاقہ جو پانی کے جوہڑوں کی بہتات کے باعث مشہور ہے۔

مسز بیوبرائٹ نے پانی پینے کی کوشش کی لیکن یہ اس قدر گرم تھا کہ اسے قے آ گئی۔ اس نے پانی پھینک دیا۔ اس کے بعد وہ کافی دیر تک آنکھیں موندے وہیں بیٹھی رہی۔

لڑکا اس کا انتظار کرتے ہوئے قریب ہی کھیلتا رہا۔ اس دوران اس نے کئی بھورے رنگ کی تتلیاں بھی پکڑیں جن کی وہاں پر بہتات تھی اور جب دوبارہ انتظار کرنے لگا تو بولا۔

"میں یہاں پر پابند رہنے سے زیادہ جانا پسند کروں گا۔ کیا آپ دوبارہ آغاز کریں گی؟"

"میں نہیں جانتی۔"

"کاش میں خود ہی چلا جاتا۔ اس نے مختصراً اپنی بات سمیٹتے اور بظاہر ڈرتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ اسے ناخوشگوار خدمت سرانجام دینی تھی۔ کیا آپ کو مزید میری ضرورت ہو گی؟"

مسز بیوبرائٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔

"میں والدہ کو کیا بتاؤں گا؟" لڑکے نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

اس کو بتانا کہ ایک دل گرفتہ عورت سے ملاقات ہوئی تھی جس کو اس کے بیٹے نے چھوڑ دیا تھا۔ جدا ہونے سے قبل اس نے اس کے چہرے پر ایک متفکرانہ نظر ڈالی۔ گویا اسے اس کے اس طرح کہنے پر کوئی گمان ہو۔

وہ اس کے چہرے کو مبہم اور حیران کن انداز سے تک رہا تھا۔

گویا کسی پرانے مسودے کا مطالعہ کرتا ہے جس کے کردار کی چابی ناقابل دریافت ہے۔ وہ اتنا معصوم بھی نہ تھا کہ اس کو اندازہ نہ ہو سکے کہ اسے ہمدردی کی تمنا تھی اور نہ ہی اس قدر بالغ النظر تھا کہ اس خوف کے تاثر سے آزاد ہو سکے اور اب رحم کو ناقابل تسخیر قیاس کرے اور نہ ہی وہ ایسی صورتِ حال میں تھی کہ اسے نقصان پہنچا سکے یا خود برداشت کر سکے۔ اگرچہ اس کے حزن و ملال ایسے تھے کہ ان پر رحم کھایا جائے یا پھر ان سے خوف زدہ ہوا جائے۔ یہ اس کے فیصلے سے باہر تھا۔ اس نے آنکھیں نیچی کیں اور بنا ایک لفظ کہے چل دیا۔ ابھی وہ آدھا میل بھی نہیں گیا ہو گا کہ اس کے بارے میں سب کچھ بھول گیا سوائے یہ کہ وہ ایک عورت تھی جو یہاں پر گھڑی بھر سستانے کو رکی تھی۔

مسز بیوبرائٹ کی جسمانی اور جذباتی تھکاوٹ نے اس کو کافی حد تک سجدہ ریز کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ طویل وقفوں کے ساتھ تھوڑا تھوڑا رینگتے ہوئے جا رہی تھی۔ اب سورج جنوب مغرب کی جانب کافی دور تک چلا گیا تھا اور عین اس کے چہرے پر پڑ رہا تھا۔ اور کسی بے رحم استقبالیہ کی طرح ہاتھوں میں داغ لیے اسے ختم

کرنے پر تلا ہوا تھا۔ لڑکے کے جانے کے ساتھ ہی منظر سے تمام نظر آنے والے جان دار غائب ہو گئے تھے اگرچہ گھاس کے ٹڈے کی وقفے وقفے سے آنے والی آوازیں گھاس کے ہر حصے سے یہ ظاہر کرنے کو کافی تھیں کہ بڑے جانوروں کی پژمردگی کے درمیان یہ نہ نظر آنے والا حقیر کیڑا اپنی زندگی کی گہما گہمی میں مصروف تھا۔

تقریباً دو گھنٹوں کے اندر وہ اس ڈھلوان کے قریب پہنچ گئی جو ایلڈورتھ سے مکمل فاصلے کا تقریباً تین چوتھائی تھی۔ جہاں رستے پر چرواہوں کی اُگائی گئی خوشبودار گھاس اس کے گھر تک ایک قطعہ زمین تھا۔ وہ اس خوشبودار قالین پر بیٹھ گئی۔

اس کے بالکل سامنے چونٹیوں کی ایک کالونی نے رستے کے پار گزر گاہ بنا رکھی تھی جہاں پر ان کا بھاری بھر کم نہ ختم ہونے والا ہجوم تھا۔ اوپر سے ان کا مشاہدہ کرنا گویا کسی اونچے برج سے شہر کی گلیوں کا مشاہدہ تھا۔ اسے یاد تھا کہ چونٹیوں کی یہ گہما گہمی پچھلے سال بھی اس وقت جاری و ساری تھی۔ بے شک وہ لوگ ان کے آباؤاجداد میں سے ہوں گے جو اب تک چل رہے ہیں۔ وہ پیچھے جھک گئی تا کہ گہرا آرام کر سکے کیوں کہ آسمان کا نرم مشرقی کونہ اس کے لیے باعثِ سکون تھا۔ جس طرح سے یہ خوشبو اس کے سر کو سکون دے رہی تھی۔ وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی کہ اسی اثنا میں ایک بگلہ آسمان سے اس طرف سے اُبھر اور سورج کی جانب اُڑان بھری۔ وہ کسی وادی سے پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ جیسے ہی اپنے پروں کے کنارے سے اُڑ رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں اور سینہ بھی سورج کی تیز روشنی میں چمک رہے تھے گویا چمکتی چاندنی سے بنے ہوں۔ آسمان کے بلند ترین مقام پر وہ ایک آزاد اور خوش گوار جگہ تھی۔ زمین کے تمام رابطوں سے منقطع اس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنی سطح سے بنا تو لے اُٹھے اور اس کی طرح اُڑان بھرے۔

لیکن ایک ماں ہونے کے ناطے یہ ناگزیر تھا کہ وہ اپنی صورتِ حال پر غور کرنا بند کر لے۔ اگر اس کی نئی سوچ کے راستہ کو ہوا میں لکیر سے نشاندہی کی جا سکتی جیسے کہ شہاب ثاقب کا راستہ تو یہ اس بگلے کی پرواز کے مخالف سمت میں ہوتی اور مشرق کی جانب کلائم کے چھت پر جا کر اُترتا۔

(۶)۔ دو پرانے دوستوں کی ملاقات

اسی دوران وہ نیند سے بیدار ہو کر اُٹھ کر بیٹھا اور ارد گرد دیکھنے لگا۔ یوسٹیٹا اس کے قریب کرسی پر نیم دراز تھی اگرچہ اس نے ہاتھ میں ایک کتاب بھی پکڑ رکھی تھی لیکن اس کو دیکھ نہیں رہی تھی۔

"اچھا! واقعی۔ کلائم نے۔ اپنی آنکھوں کو ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے کہا۔ آج میں کس قدر گہری نیند سویا ہوں۔ اور مجھے بہت اچھے خواب آئے ہیں۔ ایسے جس کو کبھی نہیں بھولوں گا۔"

"میں نے سوچا کہ تم خواب میں ہو۔" اس نے کہا

ہاں! یہ میری والدہ کے متعلق تھا۔ میں نے دیکھا کہ تمھیں اس کے پاس لے کر گیا تا کہ تمھارے بیچ اختلاف ختم کیے جا سکیں لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو اندر نہ جا سکے اگرچہ وہ بیچاری ہم لوگوں کو مدد کے لیے پکارتی رہی۔ تاہم خواب تو خواب ہوتے ہیں۔ اب کیا وقت ہو گیا ہے؟" یوسٹیٹا

"ڈھائی بج چکے ہیں۔"

کتنی دیر ہو گئی ہے۔ زیادہ لمبا سونے کا ارادہ نہیں تھا۔ جب تک میں کچھ کھالوں گا تو تین بج چکے ہوں گے۔"

وین ابھی تک گاؤں سے واپس نہیں آئی ہے اور میرا خیال ہے کہ جب تک وہ واپس نہیں آتی تب تک تم سو جاؤ۔

کلائم کھڑکی کے پاس گیا اور باہر دیکھا۔ اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کتنے ہفتے گزر چکے ہیں اور میری ماں واپس نہیں آئی ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے بارے میں پتہ چلے گا۔ مجھے اب ضرور بلوم اینڈ جلد ہی جانا چاہیے۔ اس نے جاری رکھتے ہوئے کہا اور میرا خیال ہے کہ میں اکیلا ہی وہاں جاؤں۔ اس نے اپنا پاجامہ اور دستانے اُٹھائے، ان کو نیچے پھینک دیا اور پھر کہا۔ "جیسا کہ کھانا آج دیر سے ہو گا اور اس لیے دوبارہ ہیتھ نہیں جاؤں گا بلکہ باغ میں کام کروں گا۔ جب ٹھنڈ ہو جائے گی تو میں بلوم اینڈ کو چلا جاؤں گا۔ مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ میں ذرا بھی آگے بڑھوں گا تو میری ماں سب کچھ بھولنے کو تیار ہو جائیں گی۔ بلکہ زیادہ دیر ہو جائے گی اس سے پہلے کہ میں گھر پہنچ سکوں کیوں کہ طرفین کا فاصلہ ڈیڑھ گھنٹے میں طے کرنے کے قابل نہیں ہوں گا۔ لیکن ایک شام کے کھانے کی وجہ سے تم بُرا تو نہیں مناؤ گی نا؟ سوچ نے تمھیں اس قدر غافل کر دیا ہے؟"

میں تمھیں نہیں بتا سکتی" اس نے بھاری آواز سے کہا۔ کاش! ہم یہاں پر نہ رہتے۔ کلائم! دنیا اس جگہ پر کس قدر غلط گئی ہے۔"

"اچھا! اگر ہم اس کو ایسا بناتے ہیں تو مجھے شک ہے کہ اگر تھامسن بلوم اینڈ میں ٹھہرے ہوئی میں ایسی امید کرتا ہوں لیکن غالباً ایسا نہیں ہو گا کیوں کہ وہ ایک آدھ مہینے میں محدود ہو جائے گی۔ کاش میں نے اس بارے میں پہلے سوچا ہوتا۔ میری بیچاری ماں واقعی تنہا ہو جائے گی۔"

"نہیں میں تمھیں آج نہیں جانے دوں گی۔"

"کیوں آج نہیں؟"

"کچھ کیا جائے گا جو مجھے نقصان دے گا۔"

"ایسا۔"

"میری ماں ایسی کینہ پرور بالکل نہیں ہیں۔" کلائم نے کہا اور اس کا رنگ سرخ ہو گیا۔

لیکن میری خواہش ہے کہ تم نہ جاؤ۔" یوسٹیشا نے آہستگی سے جواب دیا۔ اگر تم آج نہ جانے کے لیے رضا مند ہو جاتے ہو تو میں کل خود ان کے ہاں جانے کا وعدہ کرتی ہوں اور تعلقات استوار کرنے کی کوشش کروں گی یہاں تک کہ تم مجھے لینے نہیں آجاتے۔"

"تم اس خاص موقع پر ایسا کیوں کرنا چاہتی ہو؟ جب کہ اس سے قبل میں نے جب بھی تم سے یہ ذکر کیا تو تم نے صاف ٹال دیا تھا۔"

"میں اس سے زیادہ وضاحت نہیں کر سکتی ہوں کہ میں تم سے پہلے ان کے ساتھ تنہائی میں ملاقات چاہتی ہوں۔" اس نے سر کو بے صبری سے ہلاتے ہوئے اور اس کو بے چینی سے دیکھتے ہوئے کہا جو اس جیسے جوشیلے مزاج کے لوگوں کے ساتھ اس کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

"اچھا! لیکن یہ واقعی عجیب بات ہے کہ جب میں نے خود جانے کا فیصلہ کیا تو تم جانے کی خواہش کا اظہار کر رہی ہو جس کی تجویز میں تمھیں بہت عرصہ پہلے دی تھی۔ اگر میں کل تک تمھارے جانے کا انتظار کروں گا تو ایک دن مزید تاخیر ہو جائے گی اور مجھے علم ہے کہ میں ایک اور رات بھی آرام نہ کر سکوں گا۔ میں اس معاملے کا تصفیہ چاہتا ہوں اور کروں گا بھی تم بعد میں ضرور اس سے ملاقات کر لینا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

"میں اب بھی تمھارے ساتھ جا سکتی ہوں؟"

"تم وہاں اتنے لمبے وقفے کے لیے نہیں رہ سکتے ہو۔ آج رات بالکل نہیں میری طرح۔"

"چلو جیسے تم کہتی ہو۔ پھر سہی۔ اس نے ایسے لہجے میں جواب دیا گویا کہ اپنی موہوم کوششوں سے برے نتائج کو روکنے کی خواہاں ہو لیکن اب ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی بجائے ان کو جلد پورا ہونے دے۔

اس کے بعد کلائم باغ میں گیا اور بقیہ دوپہر ایک متفکر بے کیفی کا تاثر یوسٹیثا کے دل و دماغ پر طاری رہا جس کا اضافہ موسم کی گرمی کے ساتھ اس کے خاوند کی جانب سے کیا گیا تھا۔

شام کو وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا۔ اگرچہ دن کافی حد تک مختصر ہو گئے تھے لیکن گرمی کی شدت ہنوز برقرار تھی اور وہ اب تک اپنے رستے میں میل بھر بھی آگے نہیں بڑھا تھا کہ تمام کاسنی، بھورے اور سبز رنگ ایک باقاعدہ لباس میں تبدیل ہو گئے تھے اور بنا درجہ بندی یا خوش ادائی کے ساتھ سفید رنگ کی اس تسلسل کو کہیں کہیں توڑے دے رہی تھی جہاں پر صاف شفاف ریت کے پتھر ایک خوشگوار ہم آہنگی سے گھر کے داخلے کو ظاہر کر رہے تھے یا پھر پگڈنڈی کے سفید نشان ڈھلوان کے اوپر کسی دھاگے کی مانند لگتے تھے۔ تنہا کانٹے کے اوپر ادھر ادھر شکرے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہے تھے جیسے پرندہ زور سے پر مارتا ہو جتنی دیر اس نے سانس کھینچی ہو اور اس کے بعد دوبارہ سے پروں کو پھڑ پھڑانے کا عمل تھا وہ جھاڑی کے گرد پھرتے ہوئے نیچے اترتا اور کچھ وقفہ خاموش رہنے کے بعد دوبارہ پھڑ پھڑانا شروع کر دیتا تھا۔ جونہی کلائم کا پیر زمین کو لگتا سفید بھنورے ہوا میں اُڑتے ہوئے اسے گرد آلود پروں سے مغرب کی جانب آنے والی ملائم روشنی کو ٹکراتے جواب اس زمیں کے نشیب پر بنا اس کو روشن کیے چمک رہی تھی۔ ویلیڈیو اس خاموش منظر کے بیچ اس امید سے چل رہا تھا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تین میل کی مسافت کے بعد رستے میں ایک بھینی خوشبو پھیل گئی تھی اور وہ کچھ دیر اس مانوس خوشبو کو اپنے اندر سمونے کے لیے ٹھہر گیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں پر اس کی والدہ ٹھیک چار گھنٹے قبل ایک ٹیلے پر جو چرواہوں کی گھاس سے ڈھکا تھا۔ کچھ دیر کے لیے مضمحل آرام کے لیے بیٹھی تھی۔ جونہی وہ کھڑا ہوا تو سانس اور نوحے کے درمیان کی ایک آواز اچانک اس کے کانوں تک پہنچ گئی۔

اس نے آواز کی سمت دیکھنے کی کوشش کی لیکن تاحد نگاہ فقط ٹیلے کی چٹانیں تھیں جو آسمان تک بلا توقف پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ اس سمت میں کچھ قدم آگے بڑھا اور اب اسے ایک جھکا ہوا سراپا نظر آیا جو اس کے پاؤں کے قریب ہی تھا۔

مختلف امکانات کے درمیان جو ذاتی انفرادیت کا پیش خیمہ ہوتی ہیں ان میں سے ایک لمحے کو بھی یوبرائٹ کو یہ محسوس نہیں ہوا کہ یہ اس کے خاندان کا ہی فرد ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات گھاس کاٹنے والے

بھی ان اوقات میں کھلی ہوا میں نیند پوری کرتے ہیں تاکہ گھر جانے اور واپس آنے کی کوفت سے بچا جاسکے۔ لیکن کلائم کو وہ جگہ یاد تھی اس لیے مزید قریب آیا تو دیکھتا ہے کہ وہ ایک خاتون تھی۔ ایک مایوسی اس پر چھاگئی گویا کسی غار سے یخ بستہ ہوا کا جھونکا وارد ہوا۔ لیکن پھر بھی اسے یقین نہ تھا کہ وہ عورت اس کی ماں ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ مزید آگے کو جھکا اور اس کے چہرے کو دیکھا جو بے رونق دو آنکھیں ہی تھیں۔

اس کی سانس یوں چل رہی تھی گویا جس سے بے تعلق ہوں اور غم و غصہ کی ایک چیخ جو اس کے اندر سے نکلی اس کے لبوں پر دم توڑ رہی تھی۔ اس لمحاتی وقفے کے دوران جو اس سے قبل گزرا تھا وہ خبر دار ہو گیا تھا کہ کچھ ضرور کرنا چاہیے کیوں کہ زمان و مکان کا احساس اب مٹ چکا تھا اور اسے یوں محسوس ہوا کہ وہ دونوں ماں بیٹا ایسے تھے گویا آج سے کتنے برس قبل بچپن میں تھے۔ اس کے بعد وہ اٹھا، سرگرم ہوا اور آگے جھکا۔ وہ اب تک سانس لے رہی تھی اور اس کی نبض اگرچہ ناتواں تھیں لیکن چل رہی تھیں سوائے دفعتاً کسی واقعاتی سانس سے متاثر ہو جاتی تھیں۔ اس نے اپنے ہونٹ اس کے چہرے پر بچھا دیئے۔ "میں تمھارا کلائم ہوں آپ یہاں پر کیسے آئی ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس لمحے کو وہ جو یوسٹیٹا کا پروانہ تھا جس نے ان کی زندگی کو جکڑ رکھتا تھا۔ اب اسے بالکل یاد نہیں تھا اور اس کا حال اس دوستانہ ماضی سے متصل ہو چکا تھا جو جدا ہونے سے قبل ان کا تجربہ رہا تھا۔

اس نے ہونٹوں کو جنبش دی اسے پہچانا، لیکن بات نہ کر سکی اور اس کے بعد کلائم اس تگ و دو میں لگ گیا کہ کس طرح بہترین طریقے سے اس کو منتقل کیا جاسکتے کیوں کہ اس کو جگہ سے منتقل کرنا اشد ضروری تھا۔ اس کا جسم مضبوط تھا اور اس کی ماں کمزور تھی۔ اس نے بازو ان کے گرد حائل کیے انہیں تھوڑا سا اوپر اٹھایا اور پوچھا۔ "کیا اس سے آپ کو تکلیف تو نہیں ہو رہی؟"

اس نے اپنا سر ہلایا، پھر اُوپر اُٹھالیا اور آہستہ قدموں کے ساتھ اس بوجھ کے ہمراہ چل دیا۔ اب ہوا مکمل سرد ہو چکی تھی لیکن جب وہ اکیلے حصے سے گزرتا تھا جس کے اوپر سبزہ نہ تھا تو اس سطح سے حرارت جذب ہو کر اس کے چہرے سے منعکس ہو جاتی تھی۔ اس کام کے آغاز میں اس نے سوچا تھا کہ اس کا طے کرنے والا فاصلہ ابھی کم ہے اور بلوم اینڈ جلد ہی آجائے گا اور اگرچہ وہ دوپہر میں آرام کر چکا تھا لیکن اس کے باوجود بوجھ محسوس ہونے لگا۔ اس طرح وہ آگے بڑھا جیسے اپنے باپ کے ہمراہ آگے بڑھتا تھا۔ چمگادڑ اس کے سر کے گرد چکر لگا رہی تھیں۔ رات کے پتنگے اس کے چہرے کے قریب اپنے پروں کو پھڑ پھڑا رہے تھے لیکن کوئی بھی انسان قریب نہیں تھا۔

اگرچہ اب وہ گھر سے فقط ایک میل کی مسافت پر تھا لیکن اس کی ماں نے اس قید کے باعث بے چینی کا اظہار کیا گویا اس کے بازو اس کے لیے تکلیف دہ تھے۔ اس نے انہیں اپنے گھنٹوں تک نیچے کیا اور ارد گرد دیکھنے لگا تھا۔ اب وہ لوگ جس مقام پر پہنچ چکے تھے وہ بلوم اینڈ کے جھونپڑے سے تقریباً ایک میل کی مسافت پر تھا جو سج، ہیمری اور کنیٹل کی ملکیت تھا۔ مزید پچاس گز کے فاصلے پر ایک جھونپڑا تھا جو مٹی کے ڈھیلوں کا بنا ہوا تھا اور چھت پر سبزے سے ڈھکا تھا لیکن اب زیر استعمال نہیں تھا۔ صرف تنہا جھونپڑے کی بیرونی دیوار پر نظر آرہی تھی اور اس نے اس جانب اپنے قدم بڑھائے۔ جونہی وہ وہاں تک پہنچا تو اس نے فوراً ہی اسے داخلی جگہ پر لٹایا اور خشک ترین گھاس کو چاقو کی مدد سے کاٹنے کے لیے دوڑا۔ اس کو زمین کے اوپر جھونپڑے کے اندر بچھا دیا جو ایک جانب سے کھلا تھا۔ اپنی والدہ کو وہاں پر لٹایا فیئر وے کی رہائش گاہ کی جانب پوری قوت سے دوڑ لگا دی۔

تقریباً پونا گھنٹہ تک بیمار کی اکھڑی سانس اسی طرح سے تھیں جب لوگوں نے ہیتھ اور آسمان کے بیچ کنارے کو زندہ کرنا شروع کیا۔ کچھ لمحات کے اندر کلائم، فیئر وے، ہیمری اور سوسن نچ کے ہمراہ پہنچ گیا اور ان کے پیچھے اولی ڈووَن تھا۔ وہ لوگ ایک لالٹین، ماچس یا پانی، تکیہ اور کچھ دوسرا سامان جو ان لوگوں کو لانا یاد رہا تھا۔ لے کر آئے تھے سیم کو دوبارہ دیسی شراب لانے کے لیے بھیج دیا گیا تھا اور لڑکا فیئر وے خچر لے کر آیا جس پر وہ قریبی خوکٹ کے پاس گیا اور اس کے ساتھ ساتھ راستے میں ویلیڈیو کو سونے اور تھامسن کو مطلع کرنے کی کہ اس کی خالہ بیمار ہیں کی ہدایات بھی اس کو ساتھ ہی ملی تھیں۔

سیم اور شراب لالٹین کی روشنی میں جلد ہی پہنچ گئیں جس کے بعد وہ اس قدر ہوش میں آچکی تھی کہ اشاروں سے بتا سکتی تھی کہ اس کے پاؤں کے ساتھ کچھ مسئلہ ہو گیا تھا۔ اولی نے اس کا مطلب سمجھ لیا اور نشان زدہ پاؤں کا معائنہ شروع کر دیا تھا۔ جو سرخ اور سُوجا ہوا تھا۔ جونہی وہ اس کو دوران معائنہ بغور دیکھ رہا تھا اس کی سرخی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا جس کے درمیان میں گہرے سرخ رنگ کا نشان نظر آرہا تھا جو مٹر کے دانے سے ذرا چھوٹا تھا جس کے اندر خون کا ایک قطرہ تھا۔ جو اس کے گھٹنے کے نرم گوشت کے اوپر گول دائرے میں تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟ سیم چچا۔ اسے بگلے نے ڈسا ہے۔"

"ہاں! نشان میں نے دیکھا تھا۔ اوہ! میری غریب والدہ۔"

"میرے باپ کو ایسے نشان سے تھے۔ سیم نے کہا اور اس کا صرف ایک ہی علاج ہے۔ آپ کو اس جگہ کو دوسرے افقی کے گوشت سے رگڑنا ہو گا اور اس کا صرف ایک حل ہے اس کو بھون کر۔"

انہوں نے اس کا اسی طرح سے علاج کیا تھا۔

"یہ تو ایک پرانا علاج ہے۔ کلائم نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔ اور مجھے اس بارے میں شک ہے لیکن ڈاکٹر کی آمد سے قبل ہم لوگ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔"

"یہ ایک یقینی علاج ہے۔ اولی ڈارون نے زور دے کر کہا۔ میں جب علاج معالجے کے پیشے میں تھا تو یہ طریقہ علاج استعمال کیا کرتا تھا۔"

"تو پھر ہمیں دن کی روشنی کے لیے دعا کرنا ہو گی تاکہ ان کو پکڑ سکیں۔" کلائم نے غمناک انداز میں کہا۔

"میں دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں۔" سیم نے کہا

اس نے سبز رنگ کی لکڑی کی چھڑی جس کو وہ چلنے والی لاٹھی کے طور پر استعمال کرتا تھا لی اور کنارے سے توڑا۔ اس کے اندر چھوٹا سا پتھر ڈالا اور ہاتھ میں لالٹین تھامے ہیتھ کی جانب چل دیا۔ اس وقت تک کلائم نے کچھ آگ جلالی تھی اور سوزن نیچ کو تلنے کا برتن لانے کے لیے بھیجا تھا۔ اس کے واپس آنے سے پہلے سیم تین افقی سانپوں کے ساتھ آیا۔ ایک تیزی سے چھڑی کے اندر لپٹا ہوا اور دوسرا چھڑی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ دوسرے دو اس کے ساتھ مردہ حالت میں لٹکے ہوئے تھے۔ مجھے صرف ایک ہی تازہ اور زندہ حالت میں مل سکا ہے۔" سیم نے کہا۔ یہ دونوں مڑتے ہوئے آج کام کے دوران میں مارے ہیں۔ لیکن جب تک سورج غروب نہیں ہوتا مردہ حالت میں نہیں جائیں گے کیونکہ یہ سدھائے ہوئے جانور نہیں ہیں۔ زندہ سانپ دوسرے گروہ کو مجرمانہ نظروں سے اپنی کالی آنکھوں سے تک رہا تھا۔ اور اس کے اوپر خوب صورت بھورے رنگ کے نشانات گویا اس کے غیض و غضب کو مزید شدید کر رہے تھے۔ مسز یبو برائٹ نے جاندا کو اور جاندار نے اس کو دیکھا۔ وہ اندر تک کانپ گئی اور آنکھوں کو ہٹا لیا۔

"اس کو دیکھو، کریسچن بڑبڑایا۔ ہمیں کیسے علم ہوا لیکن یہ اس پرانے سانپ کے متعلق ہے خدا کے باغ میں جس نے بے لباس نوجوان عورت کو دھوکا دیا آج بھی ان سانپوں کے اندر وہی چیز موجود ہے۔ اس کی آنکھوں کو زرا غور سے دیکھو ساری دنیا کے لیے غندہ گرد بڑے کالے منقوں کی مانند۔ امید کرو کہ وہ ابھی تک

ہمارے ساتھ ایسا ہو گا۔ ہیتھ میں ان کی ایک قسم بھی جس کو نظر انداز کیا گیا تھا میں اس کے بعد کسی اور سانپ کو عمر بھر نہیں ماروں گا۔

"اچھا! ایسی چیزوں سے خوفزدہ ہونا ہی بہت ہے۔ اگر لوگ ہماری مدد نہیں کریں گے۔ گرینڈ فرکٹیل نے کہا۔ اس کے باعث میں اپنے وقتوں میں کئی خطرات سے بچ گیا تھا۔"

"مجھے ڈر ہے کہ باہر کوئی آواز ہے۔ کریسچین نے کہا۔ کاش! یہ خطرات دن کے وقت آتے تا کہ ہم اپنی جوانمردی کا مظاہر کر سکتے اور بمشکل جھاڑی کے تنکوں کی مدد مانگ سکتے اسے دیکھنا چاہیے گویا وہ ایک بہادر آدمی تھا اور اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔"

"ایسے غافل انسان، اس سے بہتر کیا کر سکتا تھا۔" سیم نے کہا۔

اچھا! ایسی ناگہانی آفت کے درمیان ہمیں اس کی کم ہمتی کی توقع ہوتی ہے ہو یا نہ ہو یہ ہے۔ اگر خدانخواستہ مسز ییوبرائٹ زندگی کی بازی ہار جاتی ہیں تو کیا تمھارا خیال ہے کہ ہم ان کو کسی زنانہ ذبح خانہ میں لے جائیں گے۔"

"نہیں وہ اس کے اندر نہیں لا سکے تھے۔ سیم نے کہا۔ جب تک وہ یہ ثابت کر سکیں کہ ہم کبھی انڈہ پکانے والے پر تھے۔ لیکن وہ لے کر آئے گی۔"

"اگر مجھے دس سانپوں نے ڈس لیا ہوتا تو میں پھر بھی ایک دن کا کام نہ چھوڑتا۔" گرینڈ فرکیٹل نے کہا۔ جب مجھ میں دم خم تھا تو میرا جذبہ اس قدر شدید تھا۔ لیکن شاید یہ اس شخص کے لیے فطری امر تھا جو جنگ کے لیے تربیت یافتہ تھا۔ ہاں میں نے بھی بہت کام کیا ہے لیکن جب میں مقامی لوگوں کے ساتھ ملا۔ اس نے اپنا سر ہلایا اور یونیفارم میں اپنی تصویر دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں اپنی جوانی کے ایام میں جوانمردی کے مقابلوں میں ہمیشہ پہلے نمبر پر آتا تھا۔"

"سر میرے خیال میں یہ اس لیے تھا کہ وہ بے وقوف ترین لوگوں کو سر فہرست رکھا کرتے تھے۔" فیئر وے نے آگ کے عقب سے کہا جس کے ساتھ وہ جھکا ہوا اپنے پھونکوں سے اسے جلا رہا تھا۔

"کیا تم بھی ایسا سوچتے ہو ٹمتھی؟ گرنیڈ فرکٹیل نے فیئر وے کی جانب بڑھتے ہوئے اچانک پریشانی کے عالم میں کہا۔ "اگر کوئی شخص برسوں اپنے بارے میں یہ کہے کہ وہ ٹھوس شخصیت کا مالک ہے اور بالآخر اس کے بارے میں یہ بات غلط ثابت ہو جائے۔"

"میں اس سوال کا بُرا نہیں مانوں گا۔ اپنے بیگار اور کچھ اور لکڑیاں لے کر آؤں۔ کہ بہت بے وقوفی کی بات ہے ایک بوڑھے شخص کا یقین کامل ہونا۔ جب زندگی اور جوت باہم اس کی ذات کی دھجیاں بکھیر رہے ہوں۔"

"ہاں ہاں۔ گرنیڈ فرکٹیل نے"

اداس یقین کامل سے کہا۔

"یہ ان تمام لوگوں کے لیے بُرا ہے جنہوں نے اپنے وقت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے۔ اگر میں بانسری یا الغوزے پر دھن بجارہا ہوتا تو اب تو میرا حوصلہ بالکل نہ ہوتا کہ یہ دھنیں بجاؤں۔"

جب تینوں سانپوں کو مار کر ان کے سر توڑے جا چکے تھے تو سوزن بھی برتن لے کر پہنچ گیا تھا۔ ان کے بقایاجات کو درمیان سے لمبائی کے رخ کاٹ کر کھولا گیا اور پھر برتن میں پھینک دیے گئے جو آگ کے اوپر سوں سوں کی آواز کے ساتھ چیخ رہے تھے۔ جلد ہی لاش میں سے شفاف تیل کی ایک نہر رسنا شروع ہوگئی جہاں سے کلائم نے اپنے رومال کا کونا ڈبویا اور زخم پر بطور مرہم لگایا۔

(۷)۔ یوسٹیثا خوش خبری سنتی ہے لیکن پرانی کو بھی نظر میں رکھتی ہے

اسی دوران یوسٹیثا ایلیڈ ورتھ میں جھونپڑے کے اندر بیٹھی حالات کے دھارے پر کافی پریشان لگ رہی تھی۔ کلائم کو اس بات کی خبر ہو جاتی ہے کہ اس کی والدہ کو اس روز کس طرح گھر کے دروازے سے واپس بھیج دیا گیا تھا تو اس کے نتائج کس قدر خطرناک ہوسکتے ہیں اور یہ ان واقعات کی خوبی تھی جن سے اس کو نفرت تھی اور ناگوار بھی تھے۔

اکیلے شام کے لمحات گزرنا اس کے لیے مشکل تھے اور یہ شام تو پچھلی یادوں کے باعث کچھ زیادہ ہی ناگوار تھی۔ ان دونوں دوروں نے تو اسے بے چین کر دیا تھا۔ وہ اس بات کی وجہ سے بے چین نہ تھی کہ رات کے اندھیرے میں اس کے خاوند اور ماں کے بیچ کیا بحث ہوئی تھی بلکہ بیزارگی کے ہاتھوں نالاں تھی اور اس کی خواب آور مصروفیات اس نہج تک پہنچ گئی تھیں کہ وہ کاش دروازہ کھول ہی دیتی کاش۔ اسے واقعی یقین تھا کہ کلائم جاگ چکا تھا۔ اور اس کا بہانہ یقیناً دیانت دارانہ تھا لیکن پہلی دستک کا جواب دینے سے انکار پر اس کی سرزنش تو بنتی تھی۔ لیکن اس نے معاملے کی ذمہ داری خود پر لینے کی بجائے کسی ناواقف خوشنما شہزادے کے کندھوں پر ڈال دی جس نے اس کو اس صورتِ حال میں ڈالا تھا اور اس کا تب تقدیر پر تھا۔

سال کے اس حصے میں دن کی بجائے رات کو چہل قدمی کرنا اسے مرغوب تر تھا اور جب کلائم تقریباً ایک گھنٹے کے لیے غیر حاضر رہا تو وہ اچانک ملوم اینڈ کی جانب چل دی تا کہ واپسی پر اس سے ملاقات ہو سکے۔ جب باغ کے دروازے پر پہنچی تو اس نے فوراً بلوم اینڈ کی جانب چلنے کا فیصلہ کیا تا کہ واپسی پر اس سے ملاقات ہو سکے۔" ابھی وہ باغ کے دروازے پر پہنچی تھی کہ اسے پہیوں کی آواز سنائی دی، کیا دیکھتی ہے کہ اس کے نانا جان اپنی گاڑی میں آ رہے تھے۔

" میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں رک سکتا ہوں۔" اس نے سلام کے جواب میں کہا۔ میں ویسٹ ایڈگن کی جانب جا رہا ہوں اور یہاں پر تمھیں ایک خبر دینے آیا ہوں۔ شاید تم نے سن لیا ہو۔ مسز ویلیڈیو کی قسمت کے بارے میں؟"

"نہیں۔" یوسٹیشا نے حواس باختہ انداز میں کہا۔

"اچھا! اس کو خوش قسمتی سے گیارہ ہزار پاؤنڈ ملے ہیں۔ جو اس کے چچا کی طرف سے جو کینیڈا میں وفات پا گیا تھا۔ جب اس نے سنا کہ اس کا پورا خاندان جن کو وہ گھر بھیج رہا تھا کیٹو میں کھائی میں گر گئے ہیں۔ اس لیے ویلیڈیو اب ہر چیز کا وارث بن گیا ہے اور اس کو ذرا بھی توقع نہ تھی اس بات کی۔

یوسٹیشا کچھ لمحات کو بے حس و حرکت کھڑی رہی۔" آپ کو یہ خبر کب ملی ہے؟" اس نے پوچھا۔

"اچھا! آج علی الصبح مجھے چارلی نے یہ خبر دی تھی لیکن وہ میرے پاس دس بجے واپس آیا تو مجھے علم ہوا۔ اب میں اس کو خوش قسمت آدمی پکاروں گا۔ تم کس قدر بے وقوف تھیں یوسٹیشا!"

"کس لحاظ سے۔" اس نے بظاہر سکون کے ساتھ اپنی آنکھیں اوپر اٹھائیں۔

"کیوں کہ جب وہ تمھیں میسر تھا تو تم اس کے ساتھ منسلک کیوں نہ ہوئیں۔"

"میسر تھا واقعی؟"

"میں نہیں جانتا لیکن تم دونوں کے بیچ ہر چیز تھی اور اعتماد بھی۔ اگر میں یہ جانتا تو اس کے خلاف ہوتا لیکن چونکہ ایسا لگتا ہے کہ تم دونوں کے بیچ لڑائی جھگڑا ہوا ہے۔ کتنی بدنصیبی ہے کہ تم اس کے ساتھ نہیں رہی؟"

یوسٹیشا نے کوئی جواب نہ دیا لیکن ایسا لگتا تھا اگر وہ چاہتی تو اس موضوع پر بہت کچھ کہہ سکتی تھی۔

"اور تمھارا غریب کوتاہ نظر خاوند اب کیسا ہے۔؟" بوڑھے آدمی نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ وہ بھی کوئی ایسا بُرا شخص نہیں ہے۔ اگر چل جاتا ہے تو۔

"وہ بہت اچھا ہے۔"

یہ اپنے کزن کے لیے تو تھا۔ تم اس کو کیا بلاتی ہو؟ جارج کی قسم تمھیں اس بڑی گنتی میں ہونا چاہیے تھا۔ میری بیٹی! اب مجھے چلنا چاہیے۔ کیا تمھیں میری مدد کی ضرورت ہے۔ جو کچھ میرا ہے اب سے تمھارا ہے۔ تم یہ جانتی ہو نا۔"

"آپ کا شکریہ نانان جان لیکن فی الحال ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے سرد مہری سے جواب دیا۔ کلائم گھاس کاٹتا ہے لیکن وہ ایسا صرف فارغ وقت گزارنے کے لیے کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں کر سکتا ہے۔"

لیکن اسے اس وقت کی اُجرت ملتی ہے۔ سو کوڑیوں کے تین شلنگ۔ میں نے تو یہی سن رکھا ہے۔

"کلائم کے پاس پیسے تو ہیں لیکن وہ زیادہ کمانا چاہتا ہے۔"

"بہت اچھا! شب بخیر۔ اور وہ چلا گیا۔

جب اس کے نانا چلے گئے تو یوسٹیثا بھی اپنے رستے پر میکانکی انداز میں چل دی لیکن اس کے خیالات کا محور اب اس کا خاوند اور ساس نہ تھے۔ ویلیڈیو باوجود قسمت کے خلاف اس کی شکایات نہ سن رہا تھا اب دوبارہ قسمت نے اس کو مفتوح بنا رکھتا تھا اور ایک بار پھر سورج کی روشنی میں لا کھڑا کیا تھا۔ گیارہ ہزار پاؤنڈ۔ ایڈگن کے نقطہ نظر سے وہ ایک امیر شخص تھا۔ یوسٹیثا کی نظروں میں بھی یہ کافی رقم تھی۔ اس قدر کہ اس کی ان خواہشات کو پورا کر سکے جو کلائم کی سادگی پسندی کے باعث فالتو اور آسائشوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کو رقم سے محبت نہیں تھی لیکن پیسہ جو سہولیتیں دیتا تھا ان سے اس کو پیار تھا اور نئی سہولیات جو وہ اپنے گرد دیکھنے کی خواہاں تھی نے ویلیڈیو کے اندر دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ اب اسے یاد آرہا تھا کہ اس صبح وہ کس قدر خوب صورت لباس میں ملبوس تھا۔ غالباً اس نے اپنا نیا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس بات سے بھی بے خبر تھا کہ اسے کانٹے اور خار دار چیزیں نہ چبھیں اور اس کے بعد اس نے اس کے رویہ کے بارے میں سوچا۔

"اوہ! میں دیکھتی ہوں۔ میں اس کو دیکھتی ہوں۔ اس کی کس قدر شدید خواہش تھی۔ وہ مجھے اپنی زندگی میں چاہتا اور میری تمام خواہشات پوری کر دیتا۔ اپنے الفاظ اور مناظر کو یاد کرتے ہوئے۔ اس وقت جو اس کو عزت سے ملا۔ اب اسے صاف نظر آرہا تھا کہ کس طرح موجودہ صورتِ حال سے متعلق تھا۔ اگر وہ ہر جائی کو برداشت کر سکتا تو وہ کوے کی آواز میں مجھے اپنی خوش قسمتی کے متعلق بتاتا۔ ایسا کرنے کے بجائے وہ

میری بد قسمتی کے خلاف ایک لفظ تک نہ بولا اور صرف یہ باور کرانے کی کوشش میں لگا رہا کہ وہ اب تک مجھ سے محبت کرتا ہے گویا وہ کلائم سے بہتر تھا۔"

ویلیڈیو کا اس دن کے حالات و واقعات پر ایسا رویہ اس قسم کی عورتوں کو متاثر کرنے کی ایک کوشش تھی۔ اس قسم کے اچھے رجحانات دراصل اس کے برتاؤ کا اہم حصہ تھے عورتوں کو متاثر کرنے کے لیے۔ ویلیڈیو کی خصوصیت تھی کہ کبھی وہ عورت کے ساتھ سرزنش کا برتاؤ اس کے ساتھ کرتا تھا کہ گزشتہ نظر اندازی میں نہ کوئی اکھڑپن نظر آتا اور نہ ہی اس کا گھاؤ دینا بے عزتی محسوس ہوتا اور دخل اندازی گویا نرم و نازک توجہ اور بے عزتی گویا توجہ کی زیادتی۔

یہ وہ شخص تھا جس کی تعریف کو آج تک یوسٹیشا نے درخور اعتنا نہ جانا تھا جس کی نیک خواہشات کو اس نے کبھی قبول کرنے کی زحمت گوارا نہ کی تھی جس کو اس نے دروازے سے گھر کے باہر دھکیل دیا تھا۔ وہ آج گیارہ ہزار پونڈ کا مالک تھا۔ اچھی پیشہ ورانہ تعلیم کا مالک جس نے بطور سول انجینئر اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ یوسٹیشا ویلیڈیو کی خوش قسمتی کے متعلق اس قدر مشتاق تھی کہ وہ یہ بات بھول ہی گئی تھی کہ اس کے رستے کلائم سے کس قدر قریب تھے اور بجائے اس کہ کہ فوراً اس سے ملاقات کرتی وہ ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔

ایک آواز نے اس کے تصورت کے تسلسل کو معطل کر دیا تھا اور جب اس نے سر گھما کر دیکھا تو اس کا پرانا عاشق اور دولت کا خوش نصیب وارث اس کے بالکل پیچھے کھڑا تھا۔ وہ بظاہر تو اسی حالت میں رہی لیکن اس کے انداز کا اتار چڑھاؤ جس کو وہ شخص بخوبی جانتا تھا۔ صاف آگاہ کر رہا تھا کہ وہ اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"تم کیسے آئے، یہاں؟" اس نے واضح اور آہستہ آواز میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ تم گھر پر ہو گی۔"

"میں تمھارے باغ سے نکل کر گاؤں گیا تھا اور اب دوبارہ واپس آ گیا ہوں۔ بس یہی کچھ ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کِس رستے پر جا رہی ہو؟"

اس نے اپنا ہاتھ بلوم اینڈ کی جانب ہلایا۔ "میں اپنے خاوند سے ملاقات کرنے جا رہی ہوں۔ سمجھتی ہوں کہ آج تمھارے ساتھ مجھے آتا دیکھ کر یقیناً مصیبت میں پھنس جاؤں گی۔"

"یہ کیسے ہو سکتا تھا؟"

مسز ییوبرائٹ کو اندر نہ آنے کی اجازت دے کر؟"

"میں امید کرتا ہوں کہ میرے آنے سے تمھیں کسی پریشانی کا سامنانہ کرنا پڑے گا۔ نہیں یہ تمھارا قصور نہیں تھا۔" اس نے خاموشی سے کہا۔

اس لمحہ وہ اٹھی اور دونوں دو یا تین منٹ تک بنا بولے غیر ارادی طور پر اکٹھے چل دیے۔ جب یوسٹیٹا نے یہ کہ کر سکوت توڑ ڈالا۔ "میرا خیال ہے کہ مجھے تمھیں مبارک باد ضرور دینی چاہیے۔"

"کس بات پر۔ اوہ! اچھا۔ تمھارا مطلب ہے گیارہ ہزار پاؤنڈ پر۔ اچھا ابھی تک مجھے کچھ نہیں ملا۔ اس لیے اس پر صابر شاکر ہونا پڑے گا۔"

"لگتا ہے تمھیں اس سے کوئی خاص غرض نہیں ہے۔ جب تم آئے تھے تو تم نے یہ بات مجھے کیوں نہیں بتلائی تھی؟" اس نے نظر انداز کیے جانے والے انداز میں کہا۔ "میں نے حادثاتی طور پر یہ خبر سنی ہے۔"

"میں تمھیں بتانا چاہتا تھا۔ ویلیڈیو نے کہا۔ لیکن تمھیں سچ بتاؤں گا۔ جب میں نے دیکھ کہ تمھارے ستارے ڈوب رہے ہیں تو یہ پسند نہ کیا۔ تمھارے خاوند کو مضمحل دیکھ کر مجھے اپنی خوش نصیبی کے بارے میں لاف زنی کرنا نامناسب لگا۔ اگرچہ تمھیں اس کے پہلو میں کھڑا پا کر میں نے محسوس کیا کہ وہ کئی لحاظ سے مجھ سے امیر تر ہے۔

اس پر یوسٹیٹا نے کپکپاتی اذیت رسائی کے ساتھ کہا۔ "تم اس سے کیا بدلہ لو گے۔ میرے لیے اپنی قسمت؟"

"میں یقیناً کروں گا۔"

"ایسا!"

"جیسا کہ ہم لوگ ناممکن اور فضول چیز کے بارے میں تصور کر رہے ہیں۔ اس لیے موضوع کو بدل دیں۔"

"بہت اچھا! اور میں تمھیں اپنے مستقبل کے منصوبوں کے بارے میں بتلاؤں گا اگر تم سن سکتی ہو۔ میں تقریباً ۹ ہزار پاؤنڈ بچا لوں گا اور ایک ہزار کی رقم میرے پاس ہو گی اور بقیہ ہزار ایک سال کے سفر کے لیے۔"

"سفر؟ کتنا دلکش خیال ہے۔ تم کہاں جاؤ گے۔"

"یہاں سے پیرس جہاں سردی اور بہار کا موسم گزاروں گا۔ اس کے بعد اٹلی، یونان اور فلسطین جاؤں گا گرمی کے موسم شروع ہونے سے قبل گرمیوں کے موسم میں امریکہ جاؤں گا اور اس کے بعد منصوبے کے

مطابق جو ابھی نہیں پتا میں آسٹریلیا اور پھر انڈیا کا دورہ کروں گا۔ اور اس وقت تک میں کافی سیر کر چکا ہوں گا۔"

"پھر غالباً میں دوبارہ پیرس واپس آجاؤں گا اور وہاں پر جتنا رہ سکا رہوں گا۔"

دوبارہ پیرس واپس جاؤ گے۔ وہ آہ کے انداز میں بڑبڑائی۔ اس نے ایک بار بھی ویلیڈیو کو پیرس کی خواہشات کے بارے میں نہیں بتلایا تھا جو جن کا بیج کلائم کے بیانات نے اس کے اندر بویا تھا اگرچہ وہ سب رضاکارانہ طور پر اس کے خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے کی حالت میں تھا۔ تم پیرس کے بارے میں بہت سوچتے ہو؟" اس نے اضافہ کیا۔

"ہاں! میرے خیال کے مطابق یہ دنیا کا خوبصورت مرکزی مقام ہے۔"

"اور میرے خیال کے مطابق بھی، اور تھامسن تمھارے ساتھ ہو گی؟"

"ہاں! اگر وہ جانا چاہے تو۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ قصور کس کا ہے۔"

"میں تمھیں الزام نہیں دے رہا ہوں۔" اُس نے فوراً کہا

اوہ! میں نے سوچا کہ تم تھے۔ اگر کبھی تم مجھے موردالزام ٹھہراو تو اُس شام رین بیرو کے قریب ضرور سوچنا۔ جب تم نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا لیکن نہیں آئی۔ تم نے ایک خط بھیجا اور میرا دل یہ پڑھ کر دکھی ہو گیا کہ میری اُمیدوں کے برعکس ہوا ہے۔

"اوہ اس انتشار کی وجہ تھی۔ اس لیے میں نے جلد بازی میں کچھ کیا۔ لیکن وہ ایک اچھی عورت ہے۔ اور میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔"

"میں جانتی ہوں کہ اُس وقت مجھ پر الزام لگایا گیا تھا۔ یوسٹیشا نے کہا لیکن ایسا ہمیشہ سے نہیں ہوا ہے۔ لیکن میری بدقسمتی ہے کہ میں اچانک جذباتی ہو جاتی ہوں۔ اوہ کمینے! مجھے مزید سرزنش نہ کرو۔ میں یہ سب برداشت نہیں کر پاؤں گی۔"

وہ دونوں دو تین میل تک خاموشی سے چلتے گئے۔ پھر یوسٹیشا نے اچانک کہا۔ "کیا تم اپنے راستے سے باہر نہیں آگئے ہو۔ ویلیڈیو؟"

"میرا راستہ آج رات کہیں پر ہو سکتا ہے۔ میں تمھارے ساتھ اُس پہاڑ تک جاؤں گا جہاں پر ہم بلوم اینڈ کو دیکھ سکتے ہیں کیوں کہ اب دیر ہو گئی ہے اور تم اکیلی نہیں رہ سکتی ہو۔"

"پریشان مت ہو۔ میرا باہر نکلنا ضروری نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب تم مزید میرے ساتھ مت چلو۔ اگر کسی کو علم ہو گیا تو لوگ عجیب سمجھیں گے۔"

"بہت اچھا! میں تمھیں چھوڑ دوں گا۔ اُس نے غیر متوقع طور پر اُس کا ہاتھ پکڑا اور بوسہ دیا۔ اُس کی شادی سے پہلی مرتبہ۔ اُن پہاڑوں پر کیا چیز ہے؟"

اُس نے اپنی ملاطفت چھپانے کے لیے گویا ایسا کیا تھا۔

اُس نے اوپر دیکھا اور ٹمٹماتی ہوئی آگ کی روشنی اُس چھپر کے اوپر آتے ہوئے نظر آئی۔ وہ چھپر جس کو آج تک اُس نے خالی پایا تھا۔ اب لگتا تھا کے اُس کے اندر کوئی ہے۔

"جب سے تم آئے ہو، یوسٹیشا نے کہا۔ کیا تم مجھے اُس جھونپڑے کے قریب سے بحفاظت گزرتا دیکھو گے؟ میرا خیال ہے کہ مجھے یہاں کہیں کلائم سے ملاقات کرنی چاہیے۔ لیکن جیسا کے وہ نظر نہیں آرہا ہے۔ تو میں جلدی سے بلوم اینڈ کی جانب جاؤں گی۔ اس سے قبل کہ وہ وہاں سے بھی چلا جائے۔"

وہ لوگ گھاس کی چھت کی جانب بڑھے اور جب اس کے قریب پہنچ گئے تو آگ اور لالٹین کی روشنی میں ایک عورت گھاس کے بستر پر ٹیک لگائے ہوئے پائی گئی تھی اور ہیتھ کے لوگوں کا ایک گروہ اس کے اردو گرد کھڑا تھا۔ یوسٹیشا نے گوایا اسے لیٹے ہوئے پہنچانا نہ تھا اور نہ ہی کلائم کو کھڑے ہوئے لوگوں کے بیچ پہچان سکی تھی۔ یہاں تک کہ وہ مزید قریب آئی۔ اس کے بعد اس نے ویلیڈیو کے بازو پر اپنا ہاتھ دبایا اور سے دوسری طرف سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔

"یہ میرا شوہر اور اس کی والدہ ہیں۔ اس نے ہیجان انگیز آواز میں کہا۔ "اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا تم آگے بڑھ کر مجھے بتاؤ گی؟"

ویلیڈیو اپنی جگہ سے ہٹ کر جھونپڑے کے پچھلی جانب کو گیا۔ فی الحال یوسٹیشا نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ اس کو اطلاع دے رہا ہے اس لیے وہ آگے اس کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔" ویلیڈیو نے کہا۔

"ان کی صورتِ حال سے وہ لوگ اندازہ کر سکتے تھے کہ اندر کیا ہونے جا رہا تھا۔"

"مجھے نہیں علم کہ وہ کہاں جا رہی تھیں۔ کلائم کسی سے مخاطب تھا۔ انھوں نے صریحاً اپنا راستہ بدلا ہو گا لیکن ابھی تک جب وہ بولنے کے قابل تھیں تو پھر بھی مجھے یہ نہ بتلا سکیں کہ کہاں تھیں۔ تم واقعی اس کے بارے میں کیا سوچتے ہو؟

کافی پریشانی کی بات ہے۔" متحمل آواز میں جواب دیا گیا تھا اور وہ آواز ضلع کے واحد سرجن کی تھی جس کو وہ پہچان چکی تھی۔ اسے افقی نے ڈسا ہے لیکن ناتوانی کے باعث وہ مغلوب نظر آتی تھی۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس نے لمبی چہل قدمی کی ہو گی۔

"میں انھیں کہا کرتا تھا کہ اس موسم میں زیادہ نہ چلا کریں؟" کلائم نے تشویش سے کہا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم نے سانپ کی چربی استعمال کر کے اچھا کیا ہے؟

ہاں! یہ بڑے سپیروں کا طریقہ علاج ہے۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

ہاں میں نے بھی اسے ایک معتبر تیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور میرا ایک اور بھی فارمولا ہے۔ بھی ۔بے شک اس سے بہتر طریقہ آپ لوگوں کے پاس نہیں تھا۔ اگرچہ کچھ اور تیل بھی اس کے لیے مجرب ہو سکتے تھے۔

"ادھر آؤ۔ ادھر آؤ۔ ایک زنانہ آواز نے جلدی سے بلایا۔ کلائم اور ڈاکٹر دونوں جھونپڑے کے پچھلے حصے سے تقریباً دوڑتے ہوئے وہاں پر پہنچے جہاں مسز یوبرائٹ نیم دراز تھیں۔

"اوہ کیا ہوا ہے؟" یوسٹیثا نے سرگوشی کی۔

"یہ تھامسن بول رہی تھی۔ ویلیڈیو نے کہا۔ اس کا مطلب ہے وہ لوگ اس کو لے آئے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں چلی جاتی ہوں تو اس کو کوئی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ کافی وقت کے بعد اس گروہ میں مکمل خاموشی چھا گئی تھی اور بالآخر اس سکوت کو کلائم کی تلملاتی آواز نے توڑا۔

"اوڈاکٹر! اس کا کیا مطلب ہے؟"

ڈاکٹر نے فوری کوئی جواب نہ دیا لیکن بلآخر اس نے کہا۔ وہ تیزی سے خاموشی میں ڈوب رہی تھی۔ اس کا دل پہلے ہی کمزور تھا اور اب جسمانی کمزوری نے تابوت میں گویا آخری کیل ٹھونک دی ہے۔

اس کے بعد ایک عورت کے رونے کی آواز آئی، پھر انتظار، پھر دفعتاً خاموش فریاد۔ اور عجیب سانس کھینچنے کی آواز اور دردناک سکوت۔

وہ ختم ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر نے کہا۔

جھونپڑے کے پیچھے لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے۔ مسز یوبرائٹ وفات پا چکی ہیں۔ اسی لمحے دونوں نے پرانے طرز کے لڑکے کو دیکھا جو جھونپڑے کی کھلی جانب سے اندر داخل ہوا۔ وہ سوزن سرچ کا لڑکا تھا یہ اور وہ کھلی جگہ کی جانب گیا اور خاموشی سے اس کو واپس مڑنے کا عندیہ دیا۔

"امی جان مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔ وہ باریک آواز میں چیخا۔ وہ عورت جو وہاں پر سو رہی ہے۔ وہ آج دن میرے ساتھ چلتی رہی تھی اور اس نے مجھے کہا تھا کہ میں بتلاؤں کہ میں نے اس کو دیکھا تھا اور وہ ایک دل گرفتہ خاتون ہے جس کو اس کے بیٹے نے چھوڑ دیا تھا اور پھر میں گھر آگیا تھا۔"

ایک مرد کی درہم برہم ہچکی کی آواز سنائی دی جس پر یوسٹیٹا نے کمزوری سے سانس کھینچ لی۔ "وہ کلائم ہے۔ مجھے اس کے پاس ضرور جانا چاہیے۔ ہاں میں جانے کی جرات کروں گی؟" نہیں۔ واپس آجاؤ۔"

جب وہ چھپر کے قریب سے گزرے تو اس نے جلد بازی سے کہا۔ "اس کا قصوروار مجھے ٹھہرایا جائے گا۔ ہمیشہ تقدیر میں میرے لیے برائی لکھی ہوتی ہے۔"

"کیا اس کو تمھارے گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی تھی؟" ویلیڈیو نے دریافت کیا۔ نہیں۔ اور اس پر یہ سارا دارومدار ہے۔ اوہ! اب میں کیا کروں گی۔ میں ان پر زبردستی مسلط ہرگز نہیں ہوں گی۔ میں سیدھا گھر جاؤں گی۔ اچھا، خدا حافظ۔ میں تم سے مزید بات نہیں کر سکتی۔"

وہ جدا ہو گئے اور جب یوسٹیٹا اگلے پہاڑ کے قریب پہنچی تو اس نے مڑ کر دیکھا۔ ایک ماتمی افسردہ جلوس لالٹین کی روشنی میں جھونپڑے سے بلوم اینڈ کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ مگر ویلیڈیو ان میں شامل نہیں تھا۔

پانچویں کتاب

(۱)۔ دریافت۔۔۔ مصیبت میں مبتلا شخص کو روشنی ملتی ہے

ایک شام جب کہ مسز ییوبرائٹ کے جنازے کو تین ہفتے گزر چکے تھے اور چاند کا روپ دار چہرہ کلائم کے گھر کے فرش پر شہتیروں کے ڈھیر پھینک رہا تھا۔ اندر سے ایک عورت نکلی۔ وہ باغ کے دروازے کے سہارے کچھ دیر اپنے وجود کو تازہ دم کرنے بیٹھ گئی۔ زرد چاندنی کی جھلک جو بد صورت بوڑھوں کو بھی حسین بناتی ہے نے اس کے چہرے کو جو پہلے ہی خوب صورت تھا اب الوہیت عطا کر دی تھی۔

جب وہ شخص سڑک پر آیا تو وہ وہاں پر موجود نہ تھی اس لیے اس نے کچھ ہچکچاہٹ سے اس سے سوال کیا۔

"وہ کہتے ہیں میڈم براہِ مہربانی مجھے آج بتائیں۔"

"وہ ٹھیک ہیں اگر چہ ابھی بھی بالکل صحت یاب نہیں ہوا۔ ہمپری "یوسٹیشا نے کہا۔

کیا اب اس کا سر ہلکا ہے؟

"نہیں۔ اب وہ کافی ہوش میں ہے۔"

کیا اب بھی وہ اسی طرح اپنی ماں کے متعلق بہکی بہکی باتیں کرتا ہے بیچارا۔ "ہیمری نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! بہت زیادہ اگر چہ اس طرح وحشیانہ، بے وقوفانہ انداز میں نہیں تھا۔" اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

"یہ واقعی بڑی بدنصیبی کی بات ہے۔ میڈم جب جونی نے اسے ماں کے آخری الفاظ سنائے کہ اس کا دل گرفتہ تھا اور بیٹے کے ہاتھوں پریشان تھی۔ یہ کسی بھی شخص کو پریشان کرنے کے لیے کافی ہے۔"

یوسٹیشا نے کوئی جواب نہ دیا صرف اس کی سانس ذرا رُکی گویا وہ بادلنخواستہ بولنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن بول نہ سکی اور ہیمری اندر آنے کی دعوت نہ پا کر اپنے رستے پر ہولیا۔

یوسینا مڑی، گھر میں داخل ہوئی اور ساتھ والے کمرے میں چلی گئی جہاں پر ایک سایہ دار روشنی جل رہی تھی۔ بستر پر کلائم زرد اور وحشت زدہ حالت میں نیم دراز تھا۔ ایک سے دوسری طرف مڑتے ہوئے اس کی آنکھیں گرم آگ میں جلی رہی تھیں گویا آگ اس کی پتلیوں کو جلا رہی تھی۔

"کیا یہ تم ہو؟" وہ یونہی بیٹھی تو اس نے کہا۔

"ہاں کلائم۔ میں پیچھے دروازے تک گئی تھی۔ چاند خوبصورتی سے چمک رہا ہے اور پتہ تک نہیں چل رہا ہے۔ "میرے جیسے شخص کے لیے چاند کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس کو چمکنے دو۔ کچھ بھی ہو جائے۔ ایسا کچھ کہ زندگی میں دوسرا دن دیکھ نہ پاؤں۔ میرے خیالات میرے اندر تلوار کی مانند گزرتے ہیں۔ اگر کوئی خباثت کو تصویری شکل میں پیش کر کے خود کو امر کرنا چاہے تو وہ میرے پاس آجائے۔"

"تم ایسا کیوں کہتے ہو؟"

"میں یہ محسوس کرنے میں بے بس ہوں کہ میں نے اس کو مارنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔"

نہیں کلائم۔"

"ہاں! ایسا ہی تھا۔ مجھے معاف کرنا بے کار اور میرا اس کے ساتھ سلوک وحشت انگیز تھا۔ میں نے کوئی کوشش نہ کی اور وہ مجھے معاف نہ کر سکی۔ اب وہ گزر چکی ہیں۔ اگر میں ان کے ساتھ تعلقات کو استوار کر لیتا اور ہم دوست بن جاتے اور پھر وہ وفات پا جاتیں تو برداشت کرنا شاید اتنا مشکل نہ ہوتا۔ لیکن میں ان کے نزدیک نہیں گیا اسی وجہ سے وہ میرے قریب نہ آسکیں۔ میں نے یہ جانا ہی نہ کہ وہ کس قدر خوش آمدید کہتی۔ سب مجھے اب تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔ وہ یہ جانتی بھی نہ تھی کہ میں اس رات اس کے گھر جانے کا ارادہ رکھتا تھا کیوں کہ مجھے سمجھنے کو وہ بے بس تھی۔ اگر وہ صرف مجھے دیکھنے کو آجاتی۔ کاش ایسا ہوتا۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔"

یوسٹیشا کے منہ سے وہ کپکپاتی سانس نکلی جو اسے کسی ضرر رساں دھماکے کی طرح ہلا کر رکھ دیتی تھی۔ اس نے ابھی تک اسے نہیں بتانا تھا۔

لیکن ییوبرائٹ اپنے غیر مربوط ناگہانی حالت میں غرق تھا کہ اس پر غور بھی نہ کر سکا۔ بیماری کے دوران وہ اسی طرح گفتگو کرتا رہتا تھا۔ مایوسی نے اس کے اصل غم میں اضافہ کر دیا تھا جب لڑکے نے مسز ییوبرائٹ کے آخری الفظ کے بارے میں منحوس انکشاف کیا تھا۔"

(۲)۔ ایک گھنٹے کی غلط فہمی کے دوران تلخ ترین الفاظ کی ادائیگی

اب مایوسی نے اس پر غلبہ پا لیا تھا اور وہ موت کی خواہش ایسے کر رہا تھا جیسے دہقان سائے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

دکھ کے منظر میں گھرے انسان کی دردناک تصویر تھی۔ وہ متواتر ماں کے گھر اُس دہشت زدہ سفر کا ماتم کررہا تھا کیوں کہ یہ ناقابلِ اصلاح غلطی تھی اور اس پر تھا کہ وہ غلط دلیلیں پیش کرتا آیا تھا کہ اُس کے پاس جانا اُس کے فرائض میں شامل نہیں تھا۔ کیوں کہ وہ اس کے پاس نہیں آئی تھی وہ یوسٹیثا سے بھی یہ کہہ رہا تھا کہ جو داستاں کے اس محل میں اُس کا ساتھ دے اور چونکہ وہ بھی راز سے مرجھا چکی تھی اس لیے اُس نے بتانے کی جرت نہ کی اور بظاہر یہی کہا کہ وہ اس معاملے میں کوئی مشورہ نہیں دی سکتی ہے۔ تو وہ جواب میں یہ کہتا یہ اس لیے ہے کہ تم میری ماں کے بارے میں نہیں جانتی ہو۔ وہ ہمیشہ معاف کرنے کو تیار رہتی تھی۔ لیکن میں اُس کے لیے ایک منحوس بچہ ثابت ہوا اور اُسے مجھ سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اگرچہ میں ایسا ہی تھا۔ وہ مغرور اور کم گو تھی مزید کچھ نہیں۔ اب مجھے سمجھ میں آیا ہے کہ وہ اتنا عرصہ میرے خلاف کیوں تھی۔ وہ میرا انتظار کررہی تھی۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس نے سینکڑوں مرتبہ دکھ میں مجھ سے کہا تھا۔ اس نے میرے لیے جتنی قربانیاں دی ہیں اس کے بدلے میں میں نے اس کو کیا لوٹایا ہے؟ میں بھی اُس سے ملنے نہیں گیا اور جب گیا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ ایسا سوچنا بھی یقیناً ناقابل برداشت ہے بعض اوقات صورتحال مکمل خلش کی ہوتی تھی۔ جو مخلصانہ دکھ کے ایک آنسو سے نرم پڑ سکتی تھی۔ اور پھر وہ یقیناً درد سے اینٹھنے لگا جسمانی بیماری سے زیادہ خیالات اُسے بیمار کررہے تھے۔ اگر مجھے کوئی یہ یقین دلا دیتا کہ وہ اس یقین کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئی تھی کہ میں زود رنج تھا۔ اس نے ایک دن مزاج میں بات کی ایسا سوچنے سے بہتر ہے کے میں جنت کی امید کروں۔ لیکن میں ایسا کچھ نہیں کرسکتا۔

"تم نے اس ناگوار مایوسی کو سر پر سوار کرلیا ہے۔ یوسٹینا نے کہا لوگوں کی مائیں مر بھی تو جاتی ہیں۔"

"یہ بات میرے نقصان کو کم نہیں کرے گی۔ ہاں حالات کے نقصان سے کم تر ہے۔ میں نے اُس کے خلاف گناہ سر لیا اس لیے آج میری آنکھوں میں بھی روشنی باقی نہ رہی۔"

"اُس نے تمھارے خلاف گناہ کیا تھا۔ میرا یہ خیال ہے"

"نہی انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا تھا اور تمام بوجھ میرے کاندھوں پر ہے۔ میرا خیال ہے کے ایسا بولنے سے پہلے تم کو دو مرتبہ سوچنا چاہیے۔"

"یوسٹیثا نے جواب دیا۔ اکیلے مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ جس قدر چاہے اپنے آپ کو کوسے لیکن شادی شدہ مرد کی اس بربادی میں دونوں کو شریک کرتے ہیں جس کے لیے وہ دعا گو ہوتے ہیں۔ میں ایسی صورتِ حال میں نہیں ہوں تم جس بات کو نزاکت سے پیش کرتے ہو۔"

بد نصیب شخص نے کہا۔ "دن رات مجھ پر کوستے ہیں کے تم نے اُس کو مارنے میں مدد کی ہے۔ لیکن اپنے آپ سے حقارت کے عمل میں شاید کہیں تم سے ناانصافی کر رہا ہوں۔ میری غریب بیوی! مجھے معاف کر دو یوسٹیٹا۔ کیوں کہ میں نہیں جانتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ یوسٹیٹا اس صورتحال میں اپنے خاوند سے نظریں چرانے کو بے تاب تھی جو اُس کے لیے اتنا بھیانک بن گیا تھا جیسے جوڈس اسکارٹ Judes Iscort [1] کے لیے آزمائش تھی۔ یہ منظر اُس کے سامنے بھوت کی مانند تھا جو دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ جو وہ نہیں کھولے گی اور وہ اس پریشانِ حال عورت کی فکر کے باعث سمٹ گئی تھی۔ اگرچہ یبو برائٹ کے لیے یہ بہتر تھا کہ وہ علی الاعلان پچھتاوؤں کا ذکر کرتا پھرتا کیوں کہ خاموشی میں زیادہ تر برداشت کرتا تھا۔ سرِعام اور بعض اوقت اسی سخت غرق آلود مزاج میں طویل عرصے تک رہتا تھا اور خود کو خیالات میں سوہان روح بناتا کہ بعض اوقت اونچی آواز میں بات کرنا ناگزیر ہو جاتا تھا۔ اُس کا غم اس کوشش میں بدرجہا بڑھ جاتا تھا۔

چاند کی چاندنی میں اس پر نظر پڑنے کے بعد یوسٹیٹا زیادہ دیر اندر نہ رہ سکی جب آہستہ قدموں سے وہ اندر داخل ہوئی اور عورت نے بتایا کے نیچے تھامسن آئی ہوئی ہے۔

"آہ! تھامسن تمھارا تشریف لانے کا شکریہ۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو کلائم بولا۔ دیکھو مجھے جو عبرت ناک تماشا ہوں کہ اب میں دوستوں سے اور تم سے بچتا پھرتا ہوں۔ "تم مجھ سے مت بچو پیارے کلائم۔ تھامسن نے آرزومندانہ انداز میں میٹھی آواز میں کہا جو اس کے لیے کالے سوراخ میں گویا تازہ ہوا کا جھونکہ ثابت ہوئی۔ میں تم سے بھی دور نہیں جا سکتی ہوں۔ میں پہلے سے یہاں پر تھی لیکن شاید تمھیں یاد نہ تھا۔ ہاں مجھے یاد ہے۔ میں حواس باختہ نہیں ہوا۔ اگر وہ ایسا کہتے ہیں تو تمھیں یقین نہیں ہے میں نے جو کچھ کیا اس کی وجہ سے مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اور کمزوری کے باعث پاگل محسوس ہوتا ہوں۔ لیکن میری عقل و دانش اس سے اثر انداز نہیں ہوتی ہے۔ کیا تم سوچتی ہو کہ ماں کی وفات کے متعلق سب کچھ یاد کرنے سے میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دے گا؟ میری ایسی اچھی قسمت نہیں ہے۔ تھامسن اپنی زندگی کے آخری اڑھائی ماہ میری ماں نے کسمپرسی میں گزاری۔ میری وجہ سے پریشانِ حال اور الجھن میں گرفتار تھی۔ اور پھر بھی میں اس کو ملنے نہ جا سکا اگرچہ صرف چھ میل کے فاصلے پر ہی رہتا تھا اڑھائی ماہ سورج اس پر پریشان حال میں نکلتا اور ڈوبتا رہا۔ جس میں کوئی کتا بھی رہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ وہ غریب لوگ جن کی ان کے ساتھ قدرِ مشترک نہ تھ انھوں نے اُس کا خیال رکھا اور ان سے ملتے رہے۔ کیوں کہ وہ اس کی بیماری اور تنہائی کے بارے میں جانتے

ا۔ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں میں سے ہیں جن کا ذکر انجیل میں آیا ہے۔ (بحوالہ قومی اردو لغت)

تھے۔ لیکن میں جو اس کا سب کچھ تھا بزدل بن کر اُس سے دور رہا۔ اگر خدائی عدالت میں ذرا بھی انصاف ہوتا تو اب میں مر چکا ہوتا۔ اس نے تقریباً نابینا کر دیا ہے۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اگر مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیف میں مبتلا کر دیتا تو میں اُس پر ہمیشہ کے لیے یقین کرتا۔"

"بس کرو۔ کلائم۔ ایسا مت کہو۔ تھامس نے التجا کی۔ آنسوؤں اور سسکیوں میں ڈوب گئی۔ جب کہ یوسٹیشا کمرے کی دوسری جانب زرد لیکن پر سکون چہرے کے ساتھ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کلائم اپنی کزن کی جانب توجہ دیے بنا اپنے کام میں مصروف رہا۔ لیکن مجھے اب مزید ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر خدا کی پناہ نہ ہو تو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ مجھے جانتی ہے۔ کہ وہ اس لرزہ باندام غلط خیال میں وفات پا گئی کہ اس نے مجھے معاف نہیں کیا تھا جو میں تمھیں نہیں بتلا سکتی کہ کس طرح حاصل کیا؟ اگر تم صرف مجھے اس بات کا یقین دلاؤ کیا تم ایسا سوچتی ہو! یوسٹیشا؟ اب مجھے بتاؤ؟"

"میں سوچتی ہوں کہ تمھیں یقین دلا سکتی ہوں کہ وہ کم از کم بہتر جانتی تھی۔" تھامس نے کہا۔ بے رونق یوسٹیشا نے کچھ نہ کہا۔

"وہ میرے گھر کیوں نہیں آئیں؟ میں اُسے اچھا استقبال دیتی۔ واضح کرتی کہ اس سب کے باوجود بھی اُس سے کس قدر محبت کرتی تھی۔ لیکن وہ کبھی نہ آئی اور نہ ہی میں اُس کے پاس گئی اور پھر وہ جانوروں کی طرح جان سے گزر گئی جہاں پر بے یارو مددگار تھی۔ اِس وجہ سے کہ دیر ہو گئی تھی۔"

"تھامس اگر تم میری طرح اُس کو دیکھ سکتی۔ ایک غریب دم توڑتی عورت اندھیرے میں خالی زمین پر کتنی روتی ہوئی جب کوئی نزدیک نہیں تھا۔ اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ ساری دنیا نے اس کو تنہا چھوڑ دیا ہے۔ یہ بات اُس کو روحانی اذیت میں مبتلا کر رہی تھی۔ اور یہ صورتحال کسی بے رحم شخص کو بھی نرم کر سکتی تھی۔ اور وہ غریب عورت میری ماں باعثِ حیثیت نہیں کہ جو کچھ اُس نے لڑکے سے کہا تھا وہ میرے علاوہ ایسا کون کر سکتا ہے؟ ایسا سوچنا بھی اذیت ناک ہے۔ اور کاش کہ مجھے اس سے بھی کڑی سزا ملتی۔ میں کتنا وقت بے ہوش رہا تھا؟ ایک ہفتہ میرا خیال ہے۔"

اور اُس کے بعد پر سکون ہو گیا۔

"ہاں۔ چار دن کے لیے۔"

"اور اب میں اسی حالت میں رہنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہوں۔"

"لیکن خاموش رہنے کی کوشش کرو۔ براہ مہربانی ایسا کرو اور جلد ہی تم مضبوط بن جاؤ گے۔"

"اگر ذہن سے اُس خیال کو محو کر سکتے ہو؟"

"ہاں۔ہاں۔اس نے بے قراری سے کہا۔لیکن میں ایسا بننا نہیں چاہتا۔میرا بہتر ہونے کا کیا فائدہ؟"

"اگر میں مر جاؤں تو میرے لیے بہتر ہو گا اور ایسا یوسٹیثا کے لیے بہتر ہو گا۔کیا یوسٹیثا وہاں ہے؟"

"ہاں۔"

"اگر میں مر جاتا تو یہ بات میرے لیے بہتر ہوتی۔"

"پیارے کلائم۔ایسے سوالات نہ داغو؟اچھا یہ یقیناً بے حقیقت گمان ہی کہ میں بد نصیبی سے زندہ ہوں۔ میں خود کو بہتر محسوس کر رہا ہوں۔تھامس تم سرائے میں کتنا عرصہ رہو گی؟اب جب کہ تمھارا خاوند تمام رقم کا مالک بن گیا ہے۔"

"تقریباً ایک یا دو ماہ مزید جب تک میری بیماری دور نہیں ہو جاتی ہم نہیں جا سکتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ ایک ماہ یا پھر اس سے کچھ زیادہ۔"

"ہاں۔ہاں۔یقیناً۔تم جلد ہی مصائب پر قابو پا لو گی۔یقیناً تمھیں اس کام میں ایک ماہ لگ جائے گا اور تمھاری دلجمعی کا کچھ سامان ہو جائے گا۔لیکن میں اپنے دکھ پر کبھی قابو نہ پا سکوں گا اور کوئی امید میرے پاس نہیں آئے گی۔"

"کلائم تم اپنے آپ سے نا انصافی کر رہے ہو۔اس بات کا یقین رکھو کہ خالہ تمھارے متعلق مشفقانہ سوچ رکھتی تھیں۔میں جانتی ہوں کہ وہ زندہ ہو جائیں تو آ جائے۔اگر وہ آ جاتی یا پھر میں وہاں چلا جاتا تو یقیناً ہو یہ کہتے ہوئے نہ مرتی کہ میں ایک ٹوٹے دل کی عورت ہوں جس کو اس کے بیٹے نے چھوڑ دیا تھا۔میرا دروازہ اس کے لیے ہمیشہ سے کھلا تھا اور ایک استقبالیہ ہمیشہ سے اس کا منتظر رہا تھا۔لیکن وہ کبھی مجھے دیکھنے نہ آئیں۔"

"بہتر ہے تم مزید باتیں نہ کرو۔کلائم!"یوسٹیثا نے بجھے دل سے دوسرے کمرے سے کہا۔

"کیونکہ یہ منظر اب اس کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا۔"

"میں مختصر وقت کے لیے یہاں پر ہوں اس لیے براہِ مہربانی مجھے بولنے دو۔"تھامسن نے آہستگی سے کہا۔دیکھو تم یک طرفہ معاملے کو اس قدر دیکھ رہے ہو۔کلائم۔"

جب اس نے چھوٹے لڑکے سے ایسا کہا تھا تو کیا اس کے بعد وہ تمھیں نہیں ملیں اور تم نے ان کو بانہوں میں نہیں لیا تھا اور ہو سکتا ہے کسی تلخ لمحے یہ الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے ہوں۔یوں تھا کہ خالہ کو عادت تھی جلدی میں بولنے کی۔وہ بعض اوقات میرے ساتھ ایسے بولا کرتی تھی۔اگرچہ وہ تمھیں ملنے یونہی

آئی تھی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کا ایسا ارادہ ضرور تھا۔ کیا تم سوچ سکتے ہو کہ کوئی بھی ماں دو تین ماہ اولاد کو معاف کیے بغیر رہ سکتی ہیں۔ انہوں نے مجھے معاف کر دیا تھا تو تمھیں کیوں نہ معاف کیا ہو گا؟"

"تم نے اس کو رضا مند کرنے کے لیے تگ ودو کی تھی میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔" میں جو لوگوں کو خوشی کے اعلیٰ ترین راز بتلانے جا رہا تھا۔ خود کو اس صریح کلفت سے نہ بچا سکا۔ جس سے ان پر دو لوگ بھی نجات حاصل کر لیتے ہیں۔"

"تھامسن تم آج یہاں پر کیسے آئیں؟"

یوسٹیثا نے کہا۔

"وہ مجھے اس گلی کی نکڑ پر چھوڑ گیا تھا۔ اسے کسی کاروبار کے سلسلے میں مشرقی ایڈ گن جانا تھا اور واپسی پر مجھے لے جائے گا۔"

اسی اثناء میں انھوں نے پہیوں کا شور سنا۔ ویلیڈیو آ چکا تھا اور باہر گھوڑے اور ٹم ٹم کے ہمراہ محوِ انتظار تھا۔

"کسی کو باہر بھیج کر بتلاؤ کہ میں دو منٹ میں آ رہی ہوں۔" تھامسن نے کہا۔

"میں خود ہی جاؤں گی۔" یوسٹیثا نے کہا۔

وہ نیچے گئی۔ ویلیڈیو نیچے اتر آیا تھا اور گھوڑے کے ساتھ کھڑا تھا جب یوسٹیثا نے دروازہ کھولا۔ وہ لمحے کو نہ مڑا کیوں کہ اس کے خیال میں آنے والی تھامسن تھی۔ پھر جب اس نے دیکھا تو قدرے حیران ہوا اور فقط ایک لفظ بوالا۔ "اچھا؟"

"میں نے ابھی تک اسے نہیں بتلایا ہے۔" اس نے سرگوشی میں جواب دیا۔

"تو پھر جب تک وہ صحت یاب نہیں ہو جاتا ایسا مت کرنا۔ یہ اس کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ تم تو خود بھی بیمار ہو۔"

میں بد نصیب ہوں۔ اس نے روتے ہوئے کہا۔ میں تمھیں بتا نہیں سکی کہ کس قدر ناخوش ہوں۔ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ میں کسی کو اپنی مصیبت بتا بھی نہیں سکتی ہوں۔ کوئی میرے دکھ میں شریک نہیں ہو سکتا ہے۔ اور تمھارے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ویلیڈیو نے بظاہر اس کی پریشانی سے متاثر ہو کر کہا۔ اور اس کا ہاتھ تھامنے کو آگے بڑھا۔ "جب آپ کسی چیز کے قابل نہیں ہوتے تو برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور

آپ ایسے جال میں پھنس کر رہ جاتے ہو۔ تم ان اداس لمحات کے لیے نہیں تخلیق کی گئی ہو۔ سب سے زیادہ قصوروار میں خود ہوں۔ صرف میں ہی تم کو اس تمام صورتِ حال سے بچا سکتا تھا۔"

"لیکن مجھے بتاؤ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ گھنٹوں اس کے پاس بیٹھ کر اسکی نصیحت سنتا کہ وہ اس کی موت کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ علم رکھنا کہ گناہ گار تو میں خود ہوں اگر کسی انسان کے ساتھ ایسا ہوتا تو یقیناً وہ سرد مایوسی میں ڈوب جاتا۔ مجھے نہیں علم کہ کیا کروں۔ کیا اسے بتا دینا چاہیے یا نہیں؟ میں ہمیشہ خود سے یہ سوال کرتی آئی ہوں۔ اوہ میں اس کو بتانا بھی چاہتی ہوں لیکن خوفزدہ بھی ہوں۔ اگر اسے اس بات کا علم ہو گیا تو وہ یقینا مجھے مار دے گا کیوں کہ اب اس کے جذبات کے مساوی کچھ بھی نہیں ہے۔"

"ایسے شخص کے طنز سے خبر دار رہو۔ جو میرے کانوں میں دن بدن گہرا ہو رہا ہے جیسے میں اس کو دیکھتی ہوں۔"

وقت کے ساتھ ساتھ کلائم کا دکھ معتدل ہو گیا تھا۔ طاقت بحال ہو رہی تھی اور تھامسن کے آنے کے تقریباً ایک ماہ بعد وہ باغ میں چہل قدمی کرتا پایا گیا تھا۔ استمرار اور مایوسی دکھ اور سکون قلب، ہیتھ کے رنگ کے ساتھ موت کے سائے اس کے چہرے پر پُراسرار انداز میں مل رہے تھے۔ وہ اب غیر فطری طور پر مکمل خاموش ہو گیا تھا۔

ماں کے متعلق ماضی کے بارے میں اور گو کہ یوسٹیشا کو علم تھا کہ وہ اس بارے میں ہی سوچ رہا ہو گا لیکن وہ خوش تھی کہ اب اس موضوع پر گفتگو کر کے اس کو تازہ دم نہیں کر رہا تھا لیکن جب دماغ قدرے کمزور ہو جاتا تو دل کے کہنے پر وہ بولتا لیکن چوں کہ وجہ ختم ہو چکی تھی اس لیے دوبارہ کم سخنی میں غرق ہو جاتا تھا۔

ایک شام جب وہ اسی حالت میں باغ میں کھڑا تھا۔

سوچوں میں غرق اور ایک جڑ کو کھُرپے سے نکال رہا تھا کہ ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ گھر کے کونے سے مڑا اور اس کے قریب آ گیا۔

"کریسچین کیا یہ تم ہو؟ کلائم نے کہا۔ میں خوش ہوں کہ تم نے مجھے ڈھونڈ نکالا۔ میں چاہوں گا کہ تم بلوم اینڈ جاو اور گھر کھولنے میں مدد کرو گے۔ میرا خیال ہے کہ جب میں نے اسے چھوڑا تب سے مقفل ہے؟"

"ہاں! مسٹر کلائم۔"

"کیا تم نے آلو اور دوسری سبزی کی جڑیں کھود لی ہیں؟"

"ہاں! بارش کے ایک قطرے کا بے پناہ شکر ہے لیکن میں تھیں ایک ایسی بات بتانے آیا ہوں جو اس سے پہلے خاندان میں نہیں ہوئی۔ مجھے اس امیر شخص نے بھیجا ہے جسے کہ ہم زمیندار کہا کرتے تھے تمھیں یہ خبر دینے کہ مسٹر ویلیڈیو ایک لڑکی کے ساتھ اچھا سلوک کر رہا ہے۔"

"ایک بچی پیدا ہوئی ہے اور کہا جاتا ہے کہ رزق میں یہ اضافہ ان کو وہاں رکھے ہوئے تھے۔"

اور وہ بہتر ہو رہی تھی۔ جیسا کہ تم نے کہا؟

"ہاں! جناب مسٹر ویلیڈیو پریشان ہیں کیوں کہ یہ لڑکا نہیں ہے۔ یہ انھوں نے باورچی خانہ میں کہا تھا لیکن میں نے اس بات پر کوئی خاص غور نہیں کیا۔"

"کریسچین اب تم میری بات سنو۔"

"ہاں! بالکل مسز بیوبرائٹ۔"

کیا تم نے میری ماں کو وفات سے ایک روز قبل دیکھا تھا؟

"نہیں میں نے نہیں دیکھا۔"

بیوبرائٹ کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔

لیکن میں نے اس دن صبح اس کو دیکھا تھا جب اس کی وفات ہوئی۔ کلائم کا چہرہ روشن ہو گیا۔ "میرا بھی تو یہی مطلب تھا نا۔" اس نے کہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔ یہ وہی دن تھا جب اس نے کہا تھا کہ میں اس کو ملنے جا رہی ہوں۔ اس لیے آج کے دن کھانے میں سبزی نہیں چاہیے۔"

کسے ملنے؟ "تمھیں ملنے۔ وہ تمھارے گھر جا رہی تھی۔ اب سمجھے۔"

بیوبرائٹ نے کلائم کو حیرت میں دیکھا۔ تم نے یہ کیوں نہیں بتایا؟ کیا تمھیں یقین ہے۔

"اور میں خود اس بات پر حیران تھا کہ اس قدر گرمی میں وہ ہیتھ میں کیوں چل رہی تھی؟ اچھا کیا اس نے بتایا کہ وہ کس کام کے سلسلے میں آئی تھی۔ یہ ایسی بات ہے جس کو جاننے کے لیے میں بڑا بے تاب ہو رہا ہوں کریسچین؟"

"نہیں مسٹر کلائم اگرچہ مجھ سے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی لیکن ادھر ادھر کسی سے ضرور ذکر کیا ہو گا۔"

"کیا تم کسی ایک ایسے شخص کو جانتے ہو جس سے اس نے ذکر کیا ہو؟"

"ایک شخص ہے ایسا لیکن میں امید کرتا ہوں کہ تم میرا نام اس کو نہیں بتاؤ گے کیوں کہ میں نے اس کو عجیب و غریب جگہوں خاص طور پر خواب میں دیکھا ہے۔ پچھلی گرمیوں کی ایک رات کو اس نے مجھے تلوار اور قحط کی طرح چونکا دیا اور میں اس قدر کم ہمت ہو گیا کہ میں نے دو دن تک بالوں کو کنگھی نہ کی۔ وہ مسز یبو برائٹ کی طرح رستے کے بیچ کھڑا تھا کہ تمھاری ماں وہاں پہنچ گئی جو دیکھنے میں کمزور لگ رہی تھی۔"

"ہاں! یہ کب کی بات ہے؟"

"میرے خیال میں پچھلی گرمیوں کی۔"

"وہ شخص کون تھا؟"

"ڈگری ریڈل مین۔ اس نے اسے بلایا اور دونوں باہر بیٹھ گئے اس کے بعد وہ تم سے ملنے چلی گئی تھی۔ میں کام سے ابھی لوٹا نہیں تھا جب میں نے اس کو دروازے پر آتے دیکھا تھا۔"

"مجھے وین سے ملنا ہو گا۔ کاش! اس بات کا علم مجھے پہلے ہوتا۔" کلائم نے بے تابی سے کہا۔ میں حیران ہوں کہ وہ مجھے یہ بتانے کیوں نہیں آیا تھا؟

"وہ اگلے دن ہی ایڈگن سے باہر چلا گیا تھا اس لیے اسے علم نہ ہو گا کہ تم اس سے ملنا چاہ رہے ہو۔"

"کرسچین تم جاؤ اور اس کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ میں مصروف ہوں ورنہ میں خود جاتا۔ اسے ڈھونڈو اور بتاؤ کہ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں لوگوں کو ایک دن میں تلاش کرنے میں ماہر ہوں۔" کرسچین نے مبہم انداز سے اختتام پذیر روشنی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن رات کو میرے ساتھ بہت بُرا ہوا مسٹر یبو برائٹ۔

"اس کو ہیتھ میں ڈھونڈ نکالو جب تم چاہو لیکن جلد ہی میرے پاس لے آؤ۔ اگر کل لا سکتے ہو تو کل لے آؤ؟"

اس کے بعد کرسچین علیحدہ ہو گیا۔ کل آیا لیکن وین نہ آیا۔ شام کو کرسچین پہنچا لیکن وہ بہت پریشان لگ رہا تھا۔ وہ تمام دن اس کو ڈھونڈنے میں لگا رہا لیکن اس کا کچھ سراغ نہ ملا۔

"کل بھی اس کو جس قدر ڈھونڈ سکتے ہو ڈھونڈو اور اپنے کام کو نظر انداز نہ کرو۔" یبو برائٹ نے کہا۔ اور جب تک اس کو ڈھونڈ و نہ واپس مت آنا۔"

اگلے دن یبو برائٹ بلوم اینڈ میں واقع اپنے پرانے گھر کی جانب روانہ ہوا جو بشمول باغ سمیت اب اس کا مکتب تھا۔ شدید بیماری اس کے مستقبل کی راہ میں حائل تھی۔ لیکن اب یہ اشد ضروری ہو چلا تھا کہ وہ جا کر

اس کے سامان پر نظر ثانی کرے۔ اپنی ماں کی چھوٹی سی جائداد کے منتظم کی حیثیت سے اس مقصد کے لیے اس نے اگلی رات احاطے میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔

وہ بالائی جانب سفر کرتا رہا تھا لیکن اس کا سفر تیز رو یا فیصلہ کن نہ تھا بلکہ ایک ایسے شخص کی سست سرد چال کی مانند تھا جو مدہوش نیند سے بیدار ہوا تھا۔

وہ اولین دوپہر کو وادی میں پہنچ چکا تھا۔ جگہ کا رنگ ڈھنگ اور وقت کا لہجہ بالکل گزرے کئی لمحات کی مانند تھا اور یہ تمام مقدم مشابہات اس غلط فہمی کو پرورش کر رہی تھیں کہ وہ اس کا استقبال کرنے کو باہر آئے گی۔

باغ کا دروازہ مقفل تھا اور کنڈی بند تھی گویا جنازے سے قبل وہ خود ہی یہ دونوں کام سرانجام دے کر گئی ہو۔ اس نے دروازے کے بند کھولے تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک مکڑی نے بڑا سا جالہ بنا رکھا تھا جو دروازے کو اوپر والی چوکھٹ سے باندھ رہا تھا۔ اس خیال کی بنا پر کہ اس کو دوبارہ کبھی نہ کھولا جائے۔ جب وہ گھر کے اندر داخل ہوا اور چوکھٹ کو بند کرتے ہوئے الماریوں اور درازوں کی جانچ پڑتال کا آغاز کیا۔ کاغذوں کو جلایا تاکہ یوسٹیثا کے استقبال کے لیے جگہ کو بہتر طریقے سے تیار کیا جا سکے۔ تاکہ وہ وقت عنقریب پہنچ سکے جب وہ اپنا طویل الاستوا منصوبہ شروع کر سکے اور ایسا وقت ضرور پہنچنا چاہیے۔

جب وہ کمروں کا جائزہ لے رہا تھا تو ان تبدیلیوں کی جانب قطعاً راغب نہ ہو سکا جو اس کے والدین اور نانا کے فرنیچر کو یکسر بدل کر رکھ دیں تاکہ یوسٹیثا کے جدید خیالات کا ساتھ دے سکیں۔ شاہ بلوط کی لکڑی سے بنا ہوا گھڑیال جس پر ارتفاغ کی تصویر کنداں تھی اور بنیاد پر معجزاتی مچھلیوں کا جال، اس کی نانی کی کونے میں پڑی الماری جس پر سنتیے کے دروازے تھے جس کے اندر سے داغ نظر آتا تھا۔ گونگا بہرا لکڑی کے پائے کے مجمے، لٹکتا چشمہ جس کے اندر پیتل کی ٹیب لگی تھی۔ کیا یہ تمام واجب توضیح اشیا دیس غلط کے تجاہل تھیں۔

اس نے دیکھا کہ کھڑکی میں سجے پھول پانی کے انتظار میں مرجھا گئے تھے اور اس نے ان کو کھڑکی کے اوپر رکھ دیا جو باہر نکالی گئی تھی۔ وہ اس کام میں مصروف تھا کہ باہر بجری پر کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے دروازے پر دستک دی۔

یبو برائٹ نے دروازہ کھولا تو وین اس کے سامنے کھڑا تھا۔

" صبح بخیر! ریڈل میں نے کہا۔ کیا مسز یبو برائٹ گھر پر ہیں؟"

یبوبرائٹ نے زمین پر دیکھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کریسچین یا اس گروہ کے کسی فرد سے نہیں ملے ہو۔" اس نے کہا۔

"نہیں میں کافی دنوں کے بعد واپس آیا ہوں اور رخصت ہونے سے ایک دن پہلے یہاں پر بلایا گیا ہوں۔"

"اور تم نے کچھ نہیں سنا؟"

نہیں

"میری والدہ وفات پا گئی ہیں۔"

"وفات پا گئی ہیں۔" وین نے میکانکی انداز میں کہا۔

"اس کا گھر ایسا ہے جس کو میں اپنا سمجھتا ہوں۔"

وین نے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پھر بولا۔ "اگر میں تمہارا چہرہ نہ دیکھتا تو شاید کبھی یقین نہیں کرتا۔ کیا تم بیمار تھے؟"

"ہاں! میں بیمار تھا۔"

"اچھا چلو چھوڑو۔ جب میں ایک ماہ قبل اس سے جدا ہوا تو ہر چیز اس بات کی غمازی کرتی تھی کہ وہ ایک نئی زندگی کی شروعات کرنے وای تھی؟

اور کیا سچ ثابت ہوئی!

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ بے شک۔ زندگی کے مسائل نے تمھیں مجھ سے زیادہ گہری بصیرت عطا کی ہے میرا مطلب تھا کہ اس کی زندگی کی قدر کرو۔ وہ جلد ہی وفات پا گئی۔

"شاید میری طویل زندگی کے باعث۔ اس معاملے پر مجھے گزشتہ ماہ ایک تلخ ترین تجربے سے گزرنا پڑا تھا۔"

ڈگری آجاؤ ڈگری۔ میں تم سے ملنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ ریڈل مین کو اس بڑے کمرے کی جانب لے گیا جہاں گزشتہ کرسمس کی رقص کی محفل منعقد ہوئی تھی اور جہاں پر وہ سب اکٹھے بیٹھے تھے۔ وہاں پر آگ کی جگہ ہے۔ کلائم نے کہا۔ جب آدھ جلی لکڑی اور کھلا ہوا کوئلہ روشن تھا تو وہ زندہ تھی۔ یہاں پر کچھ نہ تھا۔ میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ میری زندگی ایک گھونگے کی مانند سست روی سے رینگ رہی ہے۔"

"ان کی موت کس طرح واقع ہوئی؟" وین نے کہا۔

ییوبرائٹ نے اس کو ماں کی بیماری اور موت کے متعلق کچھ تفاصیل بتائیں اور شروع ہو گیا۔ اس کے بعد کسی بھی قسم کا درد میرے لیے ایک معمولی علالت سے زیادہ نہیں ہو گا۔

"میں نے شروع کیا کہ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن میں موضوع پر کسی شرابی شخص کی مانند بھٹک جاتا ہوں۔ صرف یہ جاننے کو بے تاب ہوں کہ جب میری والدہ آخری مرتبہ ملی تھی تو اس نے تم سے کیا کہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تم نے اس کے ساتھ طویل گفتگو کی تھی؟"

"میں نے ان کے ساتھ آدھے گھنٹے سے بھی طویل وقت گفتگو کی تھی۔"

"میرے متعلق؟"

"ہاں! اور اس کی وجہ یقیناً وہ مذاکرات ہیں جو اس نے ہیتھ پر کیے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ تم سے ملنے آ رہی تھی۔"

"لیکن اگر وہ میرے متعلق تلخ احساسات رکھتی تو مجھے ملنے کیوں آتی؟ اس میں بھی ایک راز ہے۔"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ اس نے تمھیں معاف کر دیا تھا۔"

"لیکن ڈگری اگر ایک عورت اپنے بیٹے کو معاف کر چکی تھی تو گھر جاتے ہوئے وہ بیمار ہو گئی تو ایسا کیوں کہا اس کے برے سلوک کے باعث اس کا دل ٹوٹ چکا ہے؟ کبھی نہیں۔"

"میں صرف یہ جانتا ہوں کہ اس نے تمھیں مورد الزام نہیں ٹھہرایا۔ وہ صرف اپنے آپ کو الزام دیتی تھی۔ یہ بات میں نے اس کے ہونٹوں سے خود سنی تھی۔"

"تم نے یہ بات خود سنی کہ میں نے اس سے بدسلوکی نہیں کی تھی اور اسی وقت میں نے دوسرے شخص نے یہ سنا کہ میں نے ایسا کہا تھا۔ میری ماں کوئی ایسی جذباتی خاتون قطعاً نہیں تھی جو ہر گھنٹے بغیر کسی وجہ کے اپنی رائے کو بدل دے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے وین کہ اتنے قریب وقفے میں وہ دو مختلف کہانیاں سنا سکتی؟"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ یقیناً عجب ہے جب اس نے تمھیں اور بیوی کو معاف کر دیا ہے اور تمھیں درست بتانے لگی تھی۔"

ایک چیز جو مجھے حیران کر دیتی تھی وہ یہ ناقابل فہم ہے۔ ہم لوگ خواندہ ہیں۔ اگر ان مردہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی اجازت دے دی جاتی۔ صرف ایک مرتبہ کچھ منٹ کے لیے اگر درمیان میں لوہے کی سلاخیں بھی لگی ہوتیں تو۔۔ ہم کیا سیکھتے۔ ہم میں سے کتنے جواب مسکراتے ہوئے سفر اپنے سروں کو چھپا

لیں گے۔ اور یہ راز۔۔۔تب میں اس کو جان جاؤں گا۔ لیکن قبر نے ہمیشہ کے لیے ان کو مقید کر لیا ہے اور اب کیسے اُن کو ڈھونڈا جائے۔؟"

اس کے ساتھی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور کچھ منٹ اور جب وین رخصت ہوا تو کلائم دکھ کی ابر آلودگی سے روح فرسا عدم اعتماد کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ تمام دوپہر اسی حالت میں رہا۔ اسی گھر میں ہمسایوں نے اس کے لیے ایک بینر لگا دیا تھا۔ کہ شاید اگلے دن واپس نہ جائے اور جب وہ تنہا جگہ پر آرام کرنے کو لیٹا تو جاگ کر اسی بات کے متعلق سوچتا رہا۔ اس پہلی کا حل سوچنا اب اس کے لیے زندگی کے بڑے مسائل سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ اس کی یادداشت میں اس چھوٹے بچے کی یاد گویا نقش ہو گئی تھی جب وہ اس سائبان کے اندر داخل ہوا تھا جہاں پر اس کی والدہ نیم دراز تھیں۔ گول آنکھیں، مشتاق نظر پھونکنے کی آواز جس سے الفاظ پھوٹتے تھے یہ سب اس کے دماغ پر گویا خنجر کی مانند چل رہے تھے۔ لڑکے سے ملاقات نئی معلومات جمع کرنے کا ایک ذریعہ تھا اگرچہ یہ اتنا فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا۔ واقعے کے چھ ہفتے بعد بچے کے دماغ کا کھوج لگانا ان حقائق کے متعلق جاننا جن کا وہ خطرات سے کہ جب یہ واضح راستہ معدوم ہو جاتا ہے تو ہم چھوٹے اور مقسم زاویوں کی کھوج لگاتے ہیں۔ اب کچھ باقی نہ رہا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ اس معمے کو نا قابل دریافت چیزوں کی گہری کھائی میں پھینک دینا۔

تقریباً آدھا دن گزر چکا تھا جب وہ اس نتیجے پر پہنچا اور دفعتاً اٹھ کھڑا ہوا۔ گھر کو مقفل کیا اور اس سبز خطے کی جانب بڑھا جو اس قطع کو آگے سے متصل کرتا ہے۔ اس سفید باغ کے جنگلے کے سامنے راستہ کسی تیر کی مانند تین حصوں میں منقسم ہو جاتا تھا۔ دائیں رستے پر خاموش عورت اور اس کے بچے تھے۔ درمیانہ راستہ سئیوور کی طرف جاتا تھا اور بائیں یا پھر ہر پہاڑ کی دوسری جانب کا دوسرا حصہ تھا جہاں پر چھوٹا لڑکا رہتا تھا۔ اس رستے کی جانب مائل ہوتے ہوئے یبوبرائٹ کو ایک رینگتی خنکی کا احساس ہوا جو بہت سے لوگوں کے لیے معمول کی بات تھی اور غالباً سورج کی غیر حاضری کے باعث صبح کو تھی۔ باقی دن اس نے اس بارے میں ایک واحد اہمیت کی جز کی طرح سوچا۔

جب وہ سوزن سرچ کے جھونپڑے کے قریب پہنچا تو اس کے خیال میں لڑکے کی ماں وہاں پر تھی لیکن بچے ہنوز بیدار نہیں ہوئے تھے۔ مگر اوپر کی منزل میں بستر سے منتقلی حیران کن حد تک تیز اور آسان تھی۔ دن اور رات کی کوئی سخت تقسیم گویا جمائی اور بیت الخلد کی تقسیم کی مانند تھی۔ یبوبرائٹ نے اوپر کھڑکی

پر دستک دی جہاں پر وہ اپنی دستی چھڑی کی مدد سے پہنچ سکتا اور تقریباً تین چار منٹ کے اندر ایک عورت نیچے اُتری۔

اب تک کلائم کو یہ سمجھ نہ آسکی تھی کہ یہ وہ شخص ہے جس نے یوسٹیشا کے ساتھ اس قدر وحشیانہ سلوک کیا تھا۔ یہ اس بد اخلاقی کی غمازی کرتا تھا جس سے وہ خاتون سے پیش آیا تھا۔ مزید یہ کہ لڑکا دوبارہ بیمار پڑ گیا تھا اور سوزن اب بھی اس رات کی مانند وہ یوسٹیشا کی خدمت پر مامور تھی۔ اس کے اثر کو ایک چڑیل کی حیثیت سے لیتے ہوئے بے رغبتی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ یہ ان جذبات میں سے ایک تھے جو واضح سطح کے نیچے ایک توہوش کی مانند گھات لگائے بیٹھے تھے اور یوسٹیشا کی گزارش نے ان کو زندہ رکھا تھا۔ جب اس نے سوزن کو چرچ میں چلانے یہ سزا دی تھی اور جس پر اس نے پھر عمل بھی کیا تھا۔

یبوبرائٹ نے غصے پر قابو پالیا تھا کیونکہ سوزن دل میں اس کی ماں کے لیے کوئی غلط جذبات نہیں رکھتی تھی۔

اس نے آرام سے لڑکے کا پوچھا لیکن انداز میں کچھ خاص بدلاؤ نہ تھا۔

میں اسے ملنا چاہتا ہوں یبوبرائٹ کچھ ہچکچاہٹ سے بولا کہ میں اس سے اپنی ماں کے ساتھ سیر کے دوران کچھ اور باتوں کے متعلق آگاہی حاصل کر سکوں۔ اس نے مخصوص اور ناقدانہ نگاہ سے اس کا جائزہ لیا۔ کسی اور کو نہیں بلکہ ایک نیم نابینا شخص کو گویا کہہ رہی تھی۔ تم ایسا کچھ جاننے کے خواہاں ہوں جس نے پہلے ہی تم کو اس قدر کمزور کر دیا ہے۔

اس نے نچلی منزل سے لڑکے کو آواز دی کلائم کو سٹول پر بیٹھنے کو کہا اور بولی۔ "اب جونی مسز یبوبرائٹ کو وہ سب کچھ بتلاؤ جو تمھیں یاد ہے۔"

"کیا تمھیں اس غریب عورت کے ساتھ چہل قدمی بھولی تو نہیں۔" کلائم نے سوال کیا۔

"نہیں۔ لڑکے نے کہا۔ اور اس نے تم سے کیا کہا تھا؟"

اس نے وہی الفاظ ادا کے جو اس دن جھونپڑے میں داخل ہونے کے ساتھ بتا چکا تھا۔ یبوبرائٹ نے کہنی میز پر رکھتے ہوئے اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپا اور اس کی ماں حیران تھی کہ کس طرح ایک شخص اس زہر کا متمنی ہو سکتا ہے جس نے پہلے اس کو گہرا ڈنگ مارا ہو۔

"جب تم پہلی بار اس سے ملے تو وہ ایلڈورتھ کی جانب گامزن تھی۔"

"نہیں وہ دوسری جانب جا رہی تھی۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔"

"ہاں! بالکل وہ میرے ساتھ چل رہی تھی اور میں ادھر سے واپس آرہا تھا۔"

"تو پھر تم نے اس کو پہلے کہاں پر دیکھا تھا؟

"تمھارے گھر پر۔"

"سنو اور سچ بولا۔" کلائم نے سخت لہجے میں دریافت کیا۔

"ہاں! جناب آپ کے گھر میں نے اس کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔"

کلائم پھر سے بولا اور سوزن غیر متوقع انداز میں مسکرائی جو اس کے چہرے کی زینت نہ تھا۔ بلکہ اس کا کچھ خاص مطلب تھا۔ کچھ بدنیتی عیاں ہونے والی ہے۔

"وہ میرے گھر کیا کر رہی تھی؟"

"وہ اندر گئی اور اس درخت کے نیچے بیٹھ گئی تھی۔"

اف اللہ۔ یہ سب تو میرے لیے نیا ہے۔"

"تم نے پہلے تو یہ بات نہیں بتائی تھی؟" سوزن نے کہا۔

"نہیں ماں کیوں کہ میں بتانا نہیں چاہتا تھا۔ میں بہت دور تھا۔ میں کالے دانے چن رہا تھا۔ اور تب آگے بڑھ گیا تھا۔"

"پھر اس نے کیا کہا تھا؟" ییوبرائٹ نے پھر سوال کیا۔

"اس کی نظر ایک مرد پر پڑی جو تمھارے گھر میں داخل ہوا تھا۔"

"وہ میں تھا۔ گھاس کاٹنے والا جس کے ہاتھ میں خار دار جھاڑیاں تھیں۔"

نہیں۔ وہ تم نہیں تھے۔ وہ ایک معزز شخص تھا۔ تم پہلے جا چکے تھے۔"

"وہ کون تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔ اب بتاؤ پھر کیا ہوا؟"

وہ غریب اندر گئی اور دروازے پر دستک دی۔ اور کالے بالوں والی ایک عورت نے کھڑکی سے اس کو دیکھا۔"

لڑکے کی ماں کلائم کی جانب مڑی اور کہا۔ "اس سب کی تمھیں توقع نہ تھی۔"

ییوبرائٹ نے اس کی طرف توجہ نہ کی گویا وہ پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ اور بتاؤ۔ اور بتاؤ۔ اس نے درشتی سے کلائم کو کہا۔

اور جب اس نے دیکھا کہ جوان عورت دیکھ رہی ہے تو مزید دستک دی لیکن کوئی نہ آیا تو گھاس کی لکڑی اٹھائی اور اس کو دیکھنے لگی۔ پھر لکڑیوں کے گٹھے کو دیکھا اور میری طرف آگئی" وہ مشکل سے سانس لے رہی تھی۔

ہم اکٹھے چلتے گئے، میں اس سے باتیں کر رہا تھا اور وہ مجھ سے لیکن زیادہ نہیں کیونکہ وہ بمشکل سانس لے رہی تھی۔"

"اوہ۔ کلائم آہستہ آواز میں بڑبڑایا اور اپنا سر جھکا لیا۔ آؤ کچھ اور بتاؤ۔ اس نے کہا۔ وہ زیادہ چل نہیں سکتی تھی اور نہ ہی بول سکتی تھی اور اس کا چہرہ مضمحل سا تھا۔"

اس کا چہرہ کیسا تھا؟

"جیسا تمھارا ہے۔"

عورت نے ییوبرائٹ کو دیکھا اور اس کو بے رنگ ٹھنڈے پسینے میں ڈوبا پایا۔ کیا اس بات کا کوئی مطلب ہے؟ اس نے چوری سے کہا۔ تم اب اس کے بارے میں کیا سوچتے ہو؟

"خاموش"۔ کلائم نے غصے میں لڑکے کی جانب مڑتے ہوئے کہا اور پھر تم نے اسے مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

"نہیں" عورت نے غصے میں تیزی سے کہا۔ اس نے اس کو مرنے کے لیے نہیں چھوڑا بلکہ اسے بھیجا تھا۔ جو کوئی کہتا ہے وہ اس سے لاتعلق رہتا ہے۔ جو سچ نہیں ہے۔ اس کے بارے میں مزید ہلکان نہ ہو۔" کلائم نے لرزتے ہونٹوں سے جواب دیا۔ جو کچھ اس نے کیا وہ اس کے مقابلے میں بہت ادنیٰ ہے جو اس نے دیکھا تھا۔ دروازہ بند رہا کیا تم نے یہ کہا تھا؟ وہ کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی، دروازہ بند تھا۔ خدا کا خوف! اس کا کیا مطلب ہے؟"

لڑکا اس کے سوالات سے ڈر رہا تھا۔

"اس نے ایسا کہا تھا" ماں نے جواب دیا۔ اور جونی ایک خدا خوف لڑکا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا ہے۔"

"اب میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔ میری بہترین زندگی کے لیے یہ سچ نہیں ہے۔ تمھارے لڑکے کے لیے اللہ ان تمام قاتلوں کو ان صعوبتوں سے گزارے جس کے وہ حقدار ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ییو برائٹ اس مختصر سی رہائش گاہ سے رخصت ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس خال پن پر تھیں جو اب برفیلے چمک سے روشن تھیں۔ اس کا چہرہ کم و بیش تصورات سے واپس آ چکا تھا۔ جو اوڈیپس کے مطالعے سے ملتا ہے۔

اس کے مزاج کے مطابق عجیب ترین حرکات ممکن تھیں لیکن وہ اس کی صورتِ حال میں ہر گز ممکن نہ تھیں۔ بجائے اس کے کہ یوسٹیشا کا زرد چہرہ اور نامعلوم نسوانی شباہت اس کی آنکھوں کے سامنے ہو اب صرف اس کی نگاہوں میں ہیتھ کا مطمئن دیہاتی جس نے صدیوں کے سماجی انقلاب کو شکست دے دی تھی اب اپنے روپ شک زدہ اور پرانے خدوخال کے باعث ایک فردواحد کے وحشیانہ ترین اضطراب کے سامنے غیر اہم ہو چکا تھا۔

(۳)۔ایک تاریک صبح یوسٹیشا لباس زیب تن کرتی ہے

ارد گرد کی وسیع بے حسی کے احساس نے ییو برائٹ کو بھی گھر کی جانب چہل قدمی کے دوران اپنے اندر جکڑ لیا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ پہلے بھی اپنے اندر اس سرگرمی کے ابال کو محسوس کیا تھا اور پھر اس جذبے کو ناتواں کر دیا جو اب اس پر طاری تھا۔ ایک دفعہ پہلے اسے ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب وہ ان پہاڑوں کی مرطوب سطح پر یوسٹیشا سے جدا ہو رہا تھا۔ لیکن ان تمام خیالات کو برخاست کرتے ہوئے وہ گھر کی جانب بڑھا اور گھر کے عین سامنے کھڑا ہو گیا۔ یوسٹیشا کے سونے کے کمرے کے پردے نیچے گرے ہوئے تھے کیوں کہ وہ جلد بیدار ہونے والوں میں نہ تھی۔ اس گھر میں بظاہر زندگی کے آثار صرف اس نایاب خوبصورت آواز والے پرندے کی صورت میں تھی جو دروازے پر گھونگے کا شکار کر رہا تھا۔ اور اس کی کھڑکھڑاہٹ اس مکمل خوشی میں شور کا سماں پیش کر رہی تھی۔ دروازے پر پہنچتے ہی ییو برائٹ کو احساس ہوا کہ پرندہ آزاد تھا اور یوسٹیشا کی خدمت پر مامور نوجوان عورت احاطے کے پچھلے حصے میں سراسیمہ سی کھڑی تھی۔ (۱)

ییو برائٹ اندر داخل ہوا اور سیدھا اپنی بیوی کے کمرے کی جانب بڑھا۔

اس کی آمد کے شور نے یقیناً اس کو نیند سے بیدار کر دیا تھا کیوں کہ جب اس نے دروازہ کھولا تو وہ شیشے کے سامنے اپنے شب خوابی کے لباس میں ملبوس تھی اس کے بالوں کے سرے ایک ہاتھ میں جمع تھے جس سے

ا۔ ایسا گروہ جو کہ یقین رکھتے ہیں کہ کوئی سیلاب یا طوفان آنے والا ہے۔

وہ ان جوڑے کی شکل دے رہی تھی۔ تاکہ بیت الخلا جاسکے۔ وہ ایسی عورت نہ تھی جو پہلی ہی ملاقات میں کھل جاتی تھی اس لیے اس نے بنا سر گھمائے کلائم کو خاموشی سے چلنے پھرنے کی اجازت دے دی۔

وہ اس کے پیچھے آیا اور اس کا چہرہ شیشے میں دیکھا۔ وہ خوفناک راکھ کی مانند اور وحشت زدہ لگ رہا تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ دکھ میں ڈوبی حیرت کے احساس سے گفتگو کا آغاز کرتی لیکن چونکہ وہ زیادہ باتونی خاتون نہ تھی تو شاید ایسا کرنے میں اسے کئی دن لگ جاتے اور اپنے آپ کو راز کے بوجھ تلے دبائے۔ وہ بے حس و حرکت صرف شیشے میں اس کو تکتی رہی اور جب وہ اس گہرے سرخ رنگ کے گوشت پوست کے انسان کو دیکھ رہی تھی جس کو حرارت اور نیند نے اس کے گالوں پر پھیلا دیا تھا اور اس کے چہرے پر چھائی حسرت کی ویرانی اب اس کی جانب منتقل ہو چکی تھی۔ وہ بہت قریب تھا اس کا نظارہ کر رہا تھا اور اب اس منظر نے اس کی زبان کو متحرک کر دیا تھا۔

"تم جانتی ہو کہ معاملہ کیا ہے؟" اس نے خنک لہجے میں کہا کیوں کہ اب میں اس کو تمھارے چہرے پر بخوبی دیکھ سکتا ہوں۔

اس کے ہاتھوں سے بالوں کی رسی چھوٹ گئی اور زلفوں کی لٹ اب مزید اس کا سہارا نہیں دے رہی تھی۔ جو سر کے تاج سے نیچے گر کر کندھوں اور سفید شب خوابی کے چغہ پر گر گئی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"مجھ سے بات کرو۔" یبو برائٹ نے قطعیت کے ساتھ کہا۔

توازن کا نظام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ چہرے کی مانند سفید پڑ گئے تھے۔ وہ اس کی جانب مڑی اور کہا۔ "ہاں کلائم۔ میں تم سے بات کروں گی۔ تم اس قدر جلد کیوں واپس آگئے ہو؟ کیا میں آپ کے لیے کچھ کر سکتی ہوں؟"

ہاں! آپ مجھے سن سکتی ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ میری بیوی ٹھیک نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

تمھارا چہرہ۔ میری پیاری تمھارا چہرہ۔ شاید یہ صبح کی زرد روشنی ہے جس نے تمھارا رنگ و روپ چھین لیا ہے۔ اب میں تمھیں ایک راز بتانے جا رہا ہوں۔ ہاں ہاں۔

"اوہ! یہ تو بھیانک ہے۔"

وہ سنگھار میز سے پیچھے مڑی اس کی جانب چند قدم بڑھی اور اس کے چہرے میں جھانکا۔ "اچھا۔ تم مجھے خوفزدہ کرنا چاہتی ہو۔" وہ قہقہے کے ساتھ مخاطب ہوئی۔ "یہ اسی قابل ہے؟ میں بنا حفاظت کے تنہا ہوں۔

"تمھارا کیا مطلب ہے؟"

"ہمارے پاس وقت بہت ہے اس لیے میں تمہیں بتاؤں گی اگر چہ تم کافی کچھ جانتے ہو۔ میرا مطلب ہے یہ غیر معمولی بات ہے کہ تم میری غیر موجودگی میں بھی تنہا ہو۔ اب مجھے بتاؤ کہ ۳۱ اگست کی دوپہر تمھارے ساتھ وہ شخص اب کہاں ہے۔"

"بستر کے نیچے یا چمنی کے اوپر؟ ایک سالے نے اس پر قبضہ کر لیا اور رات کے لباس کو ہلا کر رکھ دیا۔ مجھے تاریخیں صحیح یاد نہیں رہتی ہیں۔"

اس نے کہا۔ "مجھے بالکل یاد نہیں ہے کہ تمھارے علاوہ میرے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔"

جس دن کا انھوں نے پوچھا ہے۔ییو برائٹ گرجا اور اس کی آواز مزید بلند اور کرخت ہو رہی تھی۔ وہ دن جب تم نے اس گھر کے دروازے میری ماں پر بند کیے تھے اور اسے مارا تھا۔ یہ بہت زیادہ ناانصافی ہے۔ وہ پلنگ کے پائیدان پر کچھ لمحات کو جھکا اس کی کمر یوسٹیشا کی جانب تھی۔ پھر دوبارہ اٹھتے ہوئے۔ "مجھے بتاؤ۔ مجھے بتاؤ۔ کیا تم مجھے سن رہی ہو؟" وہ اس کی جانب لپکا اور بازوں سخت جھنجھوڑے ہوئے چیخا۔

بزدلی جو اکثر ان لوگوں پر لپٹی ہوتی ہے۔ جو دل سے تو بہادر اور گستاخ ہوتے ہیں اور عورت کا گستاخانہ روپ اب عیاں ہو چکا تھا۔ سرخ خون نے اس کے چہرے کو ڈبو دیا جو اس سے پہلے زرد تھا۔

"تم کیا کرنے جا رہے ہو؟" اس نے آواز میں نخوت بھری مسکراہٹ سے اس کی تعظیم کرتے ہوئے کہا۔ تم اس طرح پکڑ کر مجھے ڈرا نہیں سکتے لیکن اس طرح میرے بازو کو پھاڑنا شرمناک ہو گا۔"

اسے چھوڑنے کے بجائے اس نے اپنے قریب کیا۔ "مجھے میری ماں کی وفات کے متعلق بتاؤ۔" اس نے کرخت انداز میں ہانپتے ہوئے سرگوشی سے کیا۔

"یا پھر میں کروں گی۔"

کلائم تم کیا سمجھتے ہو کہ تمھارے اندر اتنی جرات ہے کہ ایسا کچھ کرو گے جس کو برداشت کرنے کی مجھ میں سکت نہ ہو گی۔ لیکن مجھے مارنے سے پہلے سنو، تمھیں اس طرح کچھ بھی حاصل نہ ہو گا اگر تم مجھے مار بھی دو گے تو جیسا کہ ممکن نظر آتا ہے۔ لیکن شاید نہیں چاہتے ہو کہ میں بولوں۔ قتل کرنا ہی تمھارا مطلب ہے۔"

"تمھیں مارنا۔ کیا تم یہ توقع کرتی ہو؟"

"ہاں! بالکل۔ کیوں؟"

"طیش کا اس سے کم پیمانہ شاید تمھارے گزشتہ غم کے مطابق نہ ہو؟

"اوہ! میں تمھیں نہیں ماروں گا۔ " اس نے حقارت سے بھری آواز سے کہا۔ گویا اچانک کسی مقصد کے تحت۔ میں نے اس بارے میں سوچا تھا لیکن میں نہیں کروں گا۔

اس طرح تم شہید بن جاؤ گی۔ اور تم کو ان کے پاس بھیجوں گا۔ میں تم کو ان سے کائنات کے اختتام تک دور رکھوں گا۔"

"میری خواہش ہے کہ تم میری زندگی ختم کر دو۔" اس نے افسردہ تلخی سے کہا۔

یہ کوئی شدید خواہش کے سبب نہیں ہے میں تمھیں یقین دلاتی ہوں اور میں نے وہ کردار ادا کیا جو اس سے پہلے ادا کیا تھا۔ تم میرے لیے باعث رحمت نہیں ہو۔ میرے شوہر۔"

"تم نے دروازہ بند کیا۔ کھڑکی سے باہر دیکھا تھا۔ گھر میں تمھارے ساتھ ایک شخص تھا۔ اور تم نے اسے مرنے کے لیے بھیج دیا۔"

"اس قدر بہیمانہ پن۔ دغابازی۔ میں تمھیں چھوڑوں گا۔ نہیں مجھ سے دور رہو۔ اور ہر لفظ کا اعتراف کرو۔"

" کبھی نہیں۔ میں موت تک اپنی زبان بند رکھوں گی کہ مجھے وہ ملاقات یاد نہیں رہی۔"

"اگر چہ میں اپنی صفائی میں بول کر تمھارے شکوک و شبہات کو دور کر سکتی ہوں۔ ہاں میں کروں گی۔ کون باعظمت شخص ایک وحشی شخص کے بد دماغ میں تنا مکڑی کا جال صاف کر سکتا ہے اور اس قسم کی بد زبانی کے بعد؟

"نہیں اسے جانے دو۔ اور اس کی تنگ نظری کے بارے میں سوچو اور س کے دماغ کو بھاڑ میں ڈالو۔ مجھے کرنے کو اور کام بھی ہیں۔"

"بہت زیادتی ہے۔ لیکن مجھے تم کو چھوڑنا چاہیے۔"

"غربت کی فیاضی۔"

میری افسردہ روح سے تم نے مجھے ڈنگ مارا ہے۔ میں اس کو برقرار رکھ سکتا ہوں۔ اب براہِ مہربانی محترمہ آپ مجھے اس کا نام بتائیں گی۔"

"نہیں، میں نہیں بتاؤں گی۔"

"تو پھر میں خود ہی معلوم کر لوں گا۔ اس کی نگاہیں چھوٹے دراز پر پڑی جو اس کے قریب ہی تھا جس پر وہ خطوط لکھا کرتی تھی۔ وہ اس کے قریب گئی جو کہ مقفل تھا۔

"اسے کھولو۔"

"یہ میرا ہے۔ تمھیں کوئی حق نہیں کہ مجھے اس طرح کا حکم دو۔ وہ میرا ہے۔"

بنا ایک لفظ کہے اس نے دراز پر قبضہ کر لیا اور اسے فرش پر دھکیل دیا۔ دراز کے قبضے، زنجیر کھل گئی اور کئی خط باہر بکھر گئے۔

"رُکو" یوسٹینا نے کہا۔ اس کے سامنے نام جوش قدم رکھتے ہوئے کہا۔

"سنو اور اس سے دور رہو۔ میں ضرور ان کو دیکھوں گا۔"

اس نے گرے ہوئے خطوط پر نظر دوڑائی اپنے جذبات کو روکا اور بے غرضی سے چل دی جب کہ کلائم ان کو اکٹھا کر کے معائنہ کر رہا تھا۔

اُن خطوط میں سے کسی ایک میں بھی بے ضرر انداز کا مطلب نہیں اخذ ہوتا تھا۔ صرف ایک خط قابل منشا تھا جو اس کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا اور لکھائی ویلیڈیو کی تھی۔ یبو برائٹ نے اس کو اپنی گرفت میں لیا اور یوسٹیٹا خاموش تھی۔

"کیا آپ اس کو پڑھیں گی؟ میڈم اس لفافے پر نظر دوڑائیں۔ یقیناً ہم مزید بھی ڈھونڈ لیں گے اور اس کے اندر کیا تھا۔ میں جلد ہی یہ جان کر مطمئن ہو جاؤں گا کہ میری زوجہ اس فن میں کس قدر مشاق اور ماہر ہیں۔"

"کیا یہ سب تم مجھے کہہ رہے ہو۔ مجھ کو؟" اس نے زور سے سانس لیا۔

"اس نے مزید تلاشی لی لیکن کچھ نہ مل سکا۔ اس خط میں کیا تھا؟ اس نے کہا۔

اس کے مصنف سے پوچھو۔ کیا میں تمھارا شکاری کتا ہوں۔ مجھے سب کچھ علم ہو۔ پر مجھ سے اس انداز میں سوال کر رہے ہو؟"

کیا تم مجھے کیا در بنا رہی ہو؟ کیا مجھے باہر نکال رہی ہو؟ جواب دو۔ مجھے ان نظروں سے مت دیکھو گویا دوبارہ تم مجھے اپنے سحر میں جکڑ لو گی۔ اس سے قبل کہ میں مر جاؤں اور تم جواب دینے سے انکاری ہو؟

"میں اس کے بعد بھی تمھیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ اگر میں جنت میں موجود معصوم ترین روح ہوتی تو بھیَ"

"جو کہ تم بالکل نہیں ہو۔"

"یقیناً میں نہیں ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ جو تم سوچ رہے ہو میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے لیکن اگر کسی کو گزند نہ دیناہی معصومانہ پہچان ہے میری تو میں معافی سے مبرا ہوں۔ لیکن مجھے تمھارے احساس سے کوئی مدد نہیں چاہیے۔"

"تم میرا رحم ہو سکتے ہو اور دوبارہ بھی۔ نفرت کے بجائے میں فقط افسوس کر سکتی ہوں اور ترس کھا سکتی ہوں۔ اگر تم نادم ہو اور اپنے کیے پر شرمندہ ہو۔ لیکن تمھیں معاف کبھی نہیں کر سکتا۔ میں تمھارے عاشق کے بارے میں بات نہیں کر رہا۔ اس معاملے میں تمھیں شک کا فائدہ دوں گا کیوں کہ یہ صرف میرا ذاتی معاملہ ہے۔ لیکن دوسری جانب دیکھا جائے تو تم نے مجھے بے جان کر دیا ہے۔ کیا تم میری کمزور آنکھوں سے اردا تاً نظر بچا کر یہ سب کچھ کر رہی تھی۔ تو پھر بھی میں تمھیں معاف کر دیتا لیکن یہ بہت بھاری ہے مجھ پر۔"

"اب مزید کچھ مت کہو۔ میں تم پر ترس کھائے بنا سب کچھ کروں گا۔ لیکن تم کو پچھتاوے سے ضرور بچالوں گا۔"

"اب تم کو چھوڑ کر جارہاہوں۔"

"تمھیں جانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیوں کہ میں خود ہی جارہی ہوں۔ اب تم وہاں کھڑے رہو، مجھ سے دور رہو۔"

"یاد کرو کہ اس کے اندر ایسی کون سی خوبی تھی۔ "جو اس کے چہرے کی لکیر سے عیاں تھی۔ اکثر خواتین کے چہرے پر ناراضگی میں بدی کی ایک لکیر جھلملاتی ہے یا پھر گالوں کے کسی کونے کی پر۔ لیکن جہاں تک اس کا تعلق تھا تلخ ترین لمحات کے دوران بھی اس کے انداز میں کوئی بدخواہی عیاں نہ تھی۔ زود رنج ضرور تھی لیکن اتنا جلدی ہی معاف کر دیتی تھی اور ان کے تکبر کے نیچے ایک بچے کی انکساری چھپی ہوئی تھی۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ کون تمھاری پرواہ کرتا ہے۔ تم نے اس سے نفرت کی جب وہ تم سے محبت سیکھنے والی تھی۔ اور کی تم یہ دیکھنے کے قابل نہ تھے کہ تمھارے لیے نیا تھا لیکن یقیناً میرے لیے لعنت کرنے کا سامان اکٹھا کر لائے ہو اس طرح غلط کر کے۔"

"کیا وہ ویلیڈیو تھا۔ غریب تھامسن کا شوہر؟ خدا کی پناہ۔ کس قدر مکار شخص ہے! اب تمھاری سٹی گم ہو گئی ہے۔ اس پارسا چال کے بعد یہ فطری تھا۔ کیا تمھیں اپنی ماں بھی یاد نہ آئی کہ افتاد کے لمحے تم اس کو یاد کر کے ہی میرے ساتھ اچھی ہو جاتی؟ کیا جب وہ واپس مڑی تو تمھارے دل میں ذرا بھی ترس نہ آیا۔ سوچو تم نے معافی اور دیانتداری کا کس قدر کھلا موقع ہاتھ سے جانے دیا۔ کیوں نہ تم نے اس کو باہر نکالا اور میری ماں کو اندر

آنے دیا اور اسے یہ کہا کہ اب سے میں ایک نیک اور وفا شعار بیوی کا کردار نبھاؤں گی؟ کیا میں نے نہیں بتایا تھا کہ جاؤ اور خوشی کے آخری جھلملاتے موقع سے فیض اُٹھالو۔ کیوں کہ اس سے بدتر اب تم کر بھی کیا سکتی تھی۔ اب وہ ابدی نیند سو رہی ہے اور تم دونوں کے لیے صد بار شاباش۔ اب نہ ہی وہ اور نہ ہی تم اس کی مزید بے عزتی کر سکتے ہو۔"

"تم بات کو بزدلانہ حد تک بڑھاوا دے رہے ہو۔" اس نے مدھم پریشان کن آواز میں کہا۔

"لیکن نہیں اپنا دماغ نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ مستقبل میں تمھاری میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رہے گی اور ماضی کی کہانی اسی طرح ناقابل بیان ہو گی۔ میں نے تمھاری وجہ سے سب کھو دیا لیکن اس بات کی شکایت کبھی نہ کی۔ تمھاری کوتاہیاں اور بدنصیبیاں تمھارے لیے شاید پریشانی کا باعث تھیں لیکن وہ میرے لیے ایک صریح غلطی تھیں۔ تمام مہذب لوگ مجھ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں جب سے میں اس شادی کی دلدل میں پھنس گئی ہوں۔ کیا یہ تمھاری آسائشیں ہیں کہ مجھے ایک جھونپڑے میں مقید کر رکھا ہے اور میں دہقان کی بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار رہی ہوں؟ تم نہ صرف الفاظ بلکہ حلیے سے بھی مجھے دھوکہ دیا ہے۔ جو لفظوں سے کم نظر آتا ہے۔ لیکن اس جگہ سے گزر کر میں یقیناً قبر میں ہی جاؤں گی۔" اس کے الفاظ اس کے گلے میں گھٹ گئے اور سر نیچے گر گیا۔

"مجھے نہیں علم کہ تمھارا اس بات سے کیا مطلب ہے۔ کیا میں تمھارے لیے باعثِ گناہ ہوں؟ یوسٹیٹا اس کی جانب لرزتے ہوئے قدموں سے بڑھی۔ تم اس طرح سے آنسو بہا کر اور اپنا ہاتھ مجھے تھما کر کیا کر سکتی ہو۔ خدا کی پناہ۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔ مجھ سے اس کو تھامنے کا گناہ دوبارہ سرزد نہیں ہو گا۔"

جو ہاتھ اس نے دیا اس کو جھٹک دیا گیا اور آنسو چھلکنا شروع ہو گئے۔ اچھا ٹھیک ہے۔ اگر محض میرے بے وقوفانہ موسموں کے باعث جو ضائع ہوئے تھے کاش میں جانتا کہ میں کس کی پرورش کر رہا تھا۔ میں کیسے سحر میں جکڑا گیا تھا۔ اس عورت میں کیسے کوئی خوبی ہو سکتی تھی جب ہر شخص اس کے بارے میں برا کہہ رہا ہو۔"

"اوہ! وہ بالآخر چیخ اُٹھی۔" سسکیوں سے اس کا دم گھٹنے لگا اور اپنے گھٹنوں میں سمٹ گئی۔

"اوہ! کیا تم کرو گے۔ تم بہت سنگدل ہو۔ وحشیانہ سفاکی کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے۔ تم نے مجھے پیس کر رکھ دیا۔ میں تم سے رحم کی بھیک مانگتی ہوں۔ مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکتی۔ اس پر مزید عمل کرنا غیر انسانی ہو گا۔ اگر میں نے تمھاری ماں کو اپنے ہاتھوں سے بھی مارا ہوتا تو ایسی کوڑے بازی کی مستحق نہ ہوں گی۔

"اوہ خدا! مجھ بیچاری عورت کے حالات پر رحم کھاؤ۔ تم نے اس کھیل میں مجھے مات دی ہے۔ میں تم سے رحم کی خواستگار ہوں۔ اور اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ پہلی مرتبہ میں نے دروازہ بخوشی نہیں کھولا تھا۔ لیکن دوسری مرتبہ میں اس کی جانب اس کی دستک پر کھول چکی ہوتی اگر یہ نہ سوچتی کہ تم خود ہی یہ کام کرنے والے ہو۔"

جب میں نے دیکھا کہ تم نے دروازہ نہیں کھولا تب تک وہ جاچکی تھی۔ میرے جرم کی حدود بس یہاں تک ہیں۔ اچھی فطرت سے بعض اوقات بری غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں کیا وہ نہیں کرتیں؟ میرا خیال ہے وہ کرتی ہیں۔ اب میں تمھیں چھوڑدوں گی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"

"سب کو بتاؤ اور میں تم پر ترس کھاؤں گا۔ کیا گھر میں موجود شخص ویلیڈیو تھا؟"

"میں نہیں بتلا سکتی۔ میں اس گھر سے جا رہی ہوں۔ ہم دونوں یہاں پر نہیں رہ سکتے۔"

"تمھیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جاؤں گا۔ تم یہاں پر رہ سکتی ہو۔"

"نہیں میں لباس تبدیل کرلوں اور پھر جاؤں گی۔"

"کہاں پر؟"

"جہاں سے آئی تھی۔"

اس نے سرعت سے لباس تبدیل کیا اور اس تمام عرصے میں ییوبرائٹ کمرے کے اوپر نیچے چلتا رہا تھا۔ بالاآخر اس کی تمام چیزیں بظاہر تھیں۔ اس کے ہاتھ اس قدر جذباتی طور پر ترکش تھے جب اس نے اپنی کہنی ٹھوڑی پر رکھا تا کہ باندھ سکے لیکن وہ اس کی رسوں کو باندھ نہ سکا اور کچھ لمحات بعد اس کوشش سے دستبردار ہو گئی۔ یہ دیکھتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور کہا کہ مجھ کو باندھنے دو۔ اس نے خاموشی کی ضرورت بھی رضامندی کا اظہار کر دیا اور اپنی ٹھوڑی اوپر اُٹھائی۔ تقریباً زندگی میں پہلی مرتبہ شاید وہ اپنے رویے کی دلکشی سے مکمل بے خبر تھی لیکن وہ نہ تھا اور اس نے اپنی آنکھیں ایک جانب کو گھمائیں تا کہ وہ اس نازکی سے پھر نہ بہک جائے۔

اس کی جانب مُڑی۔ "کیا تم اب بھی یہ چاہتے ہو کہ یہاں سے چلی جاؤ بجائے اس کے کہ میں تم کو چھوڑدوں۔" اس نے دوبارہ دریافت کیا۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔"

"بہت اچھا! تو پھر ہونے دو۔ اور جب تم اس شخص کے سامنے اعتراف کرو گے تو تم پر بھی ترس کھاؤں گی۔"

اس نے چادر اوڑھی اور اس کو کمرے میں کھڑا چھوڑ کر نیچے چل دی۔ یوسٹیشا ابھی تک نہیں گئی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی اور ریبو برائٹ نے کہا۔ اچھا؟ وہ نوکر تھا اور اس نے جواب دیا۔ مسز ویلیڈیو کے گھر سے کوئی یہ اطلاع دینے آیا ہے کہ مسز ویلیڈیو اور بچی کی صحت بہتر ہو رہی ہے اور آپ کو بلا بھیجا ہے۔ جب کہ بچی کا نام انہوں نے یوسٹیشا کلائم رکھا ہے۔ "لڑکی غائب ہو گئی۔

"کیا مذاق ہے۔" کلائم نے کہا۔ میری یہ ناخوشگوار شادی اس بچے کے نام سے لازوال بنائی جا رہی ہے۔"

آغاز میں یوسٹیشا کی چال ایسی مبہم تھی گویا خاردار پودوں کو ہوا اُڑا لے جاتی ہو۔ اسے علم تھا کہ اب کیا کرنا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ صبح کے بجائے رات کا وقت ہوتا تاکہ اس کی قابل ترس حالت کسی کو نظر نہ آتی۔ میلوں خشک گھاس اور سفید گیلے مکڑے کے جالوں میں سے گزرتے ہوئے وہ بالآخر اپنے نانا کے گھر کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔ سامنے والا دروازہ مقفل تھا۔ میکانکی انداز میں وہ پچھلی جانب بڑھی جہاں پر اصطبل تھا اور دروازے پر چارلی کھڑا تھا۔

"کیپٹن وائے گھر پر موجود نہیں ہیں۔" اس نے سوال کیا۔

"نہیں میڈم۔ لڑکے نے جواب دیا۔ وہ سرائے تک گیا ہے اور رات تک واپس نہیں آئیں گے۔ نوکر چھٹی پر گیا ہے اس لیے گھر مقفل ہے۔"

یوسٹیشا کا چہرہ چارلی کے سامنے واضح نہ تھا کیونکہ وہ دروازے کے رستے پر کھڑی تھی اور اس کی پیٹھ اصطبل اور آسمان کی جانب تھی اور روشن تھی لیکن اس کے انداز کے وحشیانہ پن نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی تھی۔

وہ احاطے کے پار مُڑی اور کنارے سے چھپ گئی۔

جب وہ آنکھوں میں آنسو لیے چارلی کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اصطبل کے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے دوسرے کنارے پر اس نے اس کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

یوسٹیثا اس کے اوپر جھکی تھی اس کا چہرہ ہاتھوں سے ڈھکا تھا اوپر ہیتھ کے گھاس سے ٹکرا رہا تھا۔ وہ اپنے ماحول سے بے غرض نظر آ رہی تھی اور اس کی ٹوپی، بال اور کپڑے سخت اور ٹھنڈ کے باعث گیلے اور بے ضبط ہو گئے تھے۔ واضح طور پر کچھ غلط تھا۔

چارلی نے ہمیشہ یوسٹیثا کو وہی تعظیم و تکریم عطا کی تھی جو یوسٹیثا نے کلائم کو دی تھی جب اس نے پہلی دفعہ اس کو دیکھا تھا۔ ایک رومانوی اور میٹھا منظر۔

وہ اس کی گفتگو کے غرور اور روپ کی عظمت سے چندھیا گیا تھا۔ سوائے اس فرحت بخش لمحات کے جب اسے اس کا ہاتھ تھامنے کی اجازت ملی تھی۔ وہ ہاتھ جس کے بارے میں اسے خیال نہ تھا کہ نسوانی ہو گا۔ بغیر پروں کے ارضی جو گھریلو کام کاج میں غرق تھا۔ اس کی زندگی کی اندرونی تفصیلات کے بارے میں صرف قیاس آرائی ہی تھی۔ وہ ایک پیاری دلکش حیرت تھی جس کا مقدر ایک ایسا مدار تھا جس میں اس کا حصہ صرف ایک نقطہ تھا اور اس منظر میں ایک بے بس اور مایوس کن مخلوق کی طرح گیلے کنارے سے اس نے اس کو دہشت زدہ حیرت سے بھر دیا تھا۔ وہ اس جگہ پر زیادہ دیر نہ ٹک سکا۔ جھکتے ہوئے اوپر آیا اس کو انگلی سے چھوا اور نزاکت سے بولا۔ "تم بہت غریب ہو محترمہ۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟"

یوسٹیثا پھر سے شروع ہوئی۔ آہ! چارلی تم میرے پیچھے آ رہے ہو۔ جب میں نے یہ گھر چھوڑا تو کیا سوچ سکتے تھے کہ میں اس طرح واپس آؤں گی۔

"میں بالکل نہیں سوچ سکتا تھا۔ کیا اب میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟"

"مجھے ڈر نہیں ہے۔ میری خواہش تھی کہ گھر کے اندر جا سکتا۔ لیکن ذرا چکر آ رہے ہیں۔"

"میرے بازو پر جھکو جب تک ہم گیراج تک نہیں پہنچ جاتے اور میں دروازہ کھولنے کی کوشش کروں گا۔ اس نے گیراج تک لے جانے میں اس کی مدد کی اسے نشیب پر گرا کر پچھلی جانب مُڑا۔ ایک سیڑھی کی مدد سے کھڑکی پر چڑھا اور اندر کی جانب اُترتا ہوا اس کا دروازہ کھولا۔ اس کے اور کمرے تک اس کی رہنمائی کی جہاں پر پرانے طرز کی گھوڑا کرسی تھی جو گدھے کی بگین جتنی بڑی تھی۔ وہ نیچے لیٹ گئی اور چارلی نے اس کو ایک چغے سے ڈھانپ دیا جو اس نے بڑے کمرے میں دیکھا تھا۔

"کیا تمھیں کھانے پینے کے لیے کچھ چاہیے؟ اس نے کہا۔

"اگر براہِ مہربانی کچھ ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہاں پر آگ نہیں جل رہی اور میں اس کو روشن کر سکتا ہوں۔"

"وہ غائب ہو گیا اس نے لکڑیوں کو جلتے اور گھنٹیوں کو بجتے سُنا اور پھر وہ کہتے ہوئے واپس آیا۔" میں نے باورچی خانے میں آگ جلائی ہے اور یہاں پر بھی جلنے والی ہوں۔"

اس نے آگ جلائی اور یوسٹیٹا خوابیدہ نگاہوں کے ساتھ اس کو بستر سے دیکھ رہی تھی۔ جب آگ مزید جل اُٹھی تو اس نے کہا۔ "کیا میں آپ کو اس کے سامنے گھماؤں گا۔ محترمہ۔ کیوں کہ صبح بہت سرد ہے؟"

"ہاں! اگر آپ پسند کریں تو؟"

"میں جا کر سامان خورد و نوش لے آؤں۔"

"ہاں! کرو۔ اُس نے بے ہمتی سے کہا۔

جب وہ جا چکا اور باورچی خانے میں اس کی حرکت کی آہستہ آواز اس کے کانوں میں پری تو وہ یہ بھی فراموش کر گئی کہ وہ کہاں پر تھی۔ اور لمحہ بھر کو سوچنے لگی کہ اس آواز کا کیا مطلب تھا۔ لمحے بعد جو اس کے لیے مختصر تھا اور جس کے خیالات کہیں اور تھے اگر چہ اب تقریباً کھانے کا ہی وقت تھا۔

"اس کو میز پر رکھ دو۔ میں جلد ہی تیار ہو جاؤں گی۔"

اس نے ایسا ہی کیا اور دروازے کی جانب لپکا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ وہ نہیں آئی تو وہ چند قدم پیچھے کو مُڑا۔

ذرا مجھے اس کو پکڑانے دو اگر تم اٹھنا نہیں چاہتی ہو۔ چارلی نے کہا۔ اس نے ٹرے کو صوفے کے سامنے رکھا جہاں پر وہ نیچے جھکا اور کہا۔ میں اس کو تمھارے لیے پکڑوں گا۔"

یوسٹیٹا اُٹھی چائے کا ایک کپ انڈیلا۔ "تم میرے ساتھ بہت اچھے ہو۔" اس نے زیر لب چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا! میں چاہوں گا۔" اس نے بدگمانی سے بڑی دقت کے ساتھ کہا تا کہ اس کی آنکھیں یوسٹیان پر نہ گئیں اگر چہ یہ ان کی واحد قدرتی حالت تھی کیوں کہ یوسٹیٹا اس کے بالکل سامنے تھی۔

میں کیسی تھی؟ یوسٹیٹا نے سوال کیا۔

تم نے اپنا ہاتھ تھمایا جب تم ایک گھر نوکرانی تھیں۔

آہ۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کیوں ایسا کیا تھا؟ میرا دماغ خالی تھا وہ صرف کر سکتا تھا کیا ایسا نہ تھا۔

ہاں! تم میری جگہ پر جانا چاہتے تھے۔

"مجھے یاد ہے۔ مجھے واقعی یاد ہے۔ بہت اچھا تھا۔"

اس نے دوبارہ سر جھکالیا۔ چارلی نے دیکھا کہ وہ کچھ کھاپی نہیں رہی توٹرے اٹھالیا۔

"اس کے بعد وہ یہ دیکھنے آتا تھا کہ آگ جل رہی ہے یا نہیں یا پھر اس سے پوچھنے کہ اسے کچھ چاہیے تو نہیں یا پھر اس بارے میں مطلع کرنے کہ ہوا شمالاً جنوباً چل رہی ہے۔ یا پھر اس سے پوچھنے کہ اس کو کالے بیری پسندی ہیں اور ان تمام سوالات کا جواب اس نے یا تو نفی میں دیا یا پھر بغیر کسی دھیان کے وہ کچھ دیر مزید صوفے پر براجمان رہی اور پھر اُٹھ کر اوپر چل دی۔ جس کمرے کے اندر وہ پہلے سوئی تھی وہ اب تک ایسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ گئی تھی۔ اور اس کی یاد اور س کی انتہائی بدلی ہوئی بدتر صورتِ حال جو اس کے چہرے پر عیاں تھی وہ نا قابل بیان اور بے شکل رحم جو اس کی آمد کے ساتھ ہی اس نے اوڑھ لیا تھا۔ اس نے نانا کے کمرے میں جھانکا جہاں سے تازہ خزاں کی ہوا کھلی کھڑکی میں آرہی تھی۔ اس کی آنکھیں مانوس منظر میں گرفتار تھیں۔ اگرچہ اس کی شروعات اب ایک مانوس اہمیت کے ساتھ تھیں۔

یہ وہ ایک ستول کی ڈووری تھی جو نانا کی چارپائی کے ساتھ بندھی تھی جس کو وہ ہمیشہ ممکنہ ڈاکوؤں کے خطرے کے لیے بطور احتیاط رکھتے تھے۔ گھر بہت تنہا تھا۔ یوسٹیثا ان کی بہت عزت کرتی تھی گویا کسی کتاب کے صفحات کی مانند جن کے اندر وہ نیا اور عجیب سبق پڑھنے والی تھی۔ جلدی سے کسی ایسے شخص کی مانند جو خود سے خوفزدہ تھی اوہ نیچے اتری اور دوبارہ سے گہری سوچوں میں کھوگئی۔

"اگر میں صرف یہ کر سکتی۔" اس نے کہا تو یہ میرے اور مجھ سے وابستہ تمام لوگوں کے لیے بہت اچھا ہوتا اور فرد واحد کو بھی اس بات کا گزند نہ پہنچتا۔"

اس خیال سے اس کے اندر قوت بیدار ہوئی اور وہ مستقل رویے میں تقریباً دس منٹ تک رہی جب کہ اس کی نظر میں خاص قطعیت پیدا نہ ہوئی اور اب تذبذب کی گھبراہٹ ختم ہو چکی تھی۔

وہ مُڑی اور دوبارہ اوپر گئی۔ اب نزاکت اور چوری کے ساتھ اپنے نانا کے گھر میں داخل ہو گئی تھی اس کی آنکھیں بستر کے سرے کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اب وہاں پستول موجود نہ تھا۔ مقصد کی اچانک غیر موجودگی سے منسوخی۔ التوا نے اس کے دماغ کو بالکل اس طرح متاثر کیا جیسے اچانک خلا کو متاثر کرتی ہے۔ وہ تقریباً بے ہوش ہونے والی تھی۔ کس نے یہ کام کیا تھا؟ اس کے علاوہ اس جگہ پر ایک ہی شخص تھا۔

یوسٹیثا غیر ارادی طور پر کھلی کھڑکی کی جانب مُڑی جس نے باغ کو چھپا رکھا تھا۔ اس کی چوٹی پر چارلی کھڑا تھا۔ اس حد تک اونچا کہ کمرے کے اندر جھانک سکتا تھا۔

اس کی نظر مشتاق اور تفکر کے ساتھ اس پر گڑھی تھی۔

وہ نیچے اتری اور اس کو اشارہ کیا۔

"تم ان کو لے گئے ہو؟"

ہاں! جناب۔

تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟

"میں نے تم کو کافی دیر تک انہیں دیکھتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"اس کا کیا مطلب تھا؟"

تم تمام صبح دل گرفتہ تھیں گویا زندہ نہیں رہنا چاہتی تھیں۔"

اچھا؟

"اور میں تمھاری طرح ان کا زندگی گزارنا برداشت نہیں کر پاتی تھی۔ تمھارا اس انداز میں ان کو دیکھنا ذو معنی تھا۔ "

"اب وہ کہاں پر ہیں؟"

"مقفل ہیں۔ کہاں؟ اصطبل میں۔ انہیں میرے حوالے کر دو۔"

"نہیں میڈم،" تم انکار کرتے ہو؟"

"میں کرتا ہوں۔ مجھے تمھارا خیال ہے کہ تم ان کو چھوڑ دو۔"

وہ ایک جانب کو مُڑی اس کا چہرہ پہلی مرتبہ گزشتہ دنوں کی سخت سکونت سے نرم پڑھ گیا تھا اور اس کے چہرے کے کونے اس وضع قطع کی نزاکت کو دوبالا کیے ہوئے تھے جو ہمیشہ مایوسی کے ان لمحات میں اس سے چھین جاتی تھی۔ بالآخر اس نے دوبارہ وہ حاصل کر لی تھی۔

چاہتے ہو کیوں نہ مروں گی؟

"اگر میں چاہوں تو کیوں نہ مر جاؤں؟ اس نے کانپتے ہوئے کہا۔ میں نے زندگی سے بُرا سودا کر لیا ہے۔ اور میں اس کے متعلق پریشان بھی ہوں۔" پریشان۔ اور اب تم نے میرے فرار کو ناممکن بنا دیا ہے۔ اوہ! چارلی تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ میری موت کو صرف دوسروں کا کرب دردناک بناتا ہے؟ اور یہ بات میرے معاملے میں عنقا ہے۔ کیوں کہ میری وفات کے بعد ایک سسکی بھی نہ ہو گی۔"

"تمھارے مصائب نے تم کو ایسا بنا دیا ہے۔ میرا رواں رواں اس کو بد دعا دیتا ہے جس نے تمھارے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہے وہ نیست و نابود ہو جائے گا اگر میری یہ بات قبول ہو جائے تو۔"

چارلی مزید کچھ نہ کہو تم نے دیکھ تو لیا ہے کہ یہ سب کچھ کہنے کا کیا مطلب ہے؟"

"اسے رات کی مانند پوشیدہ رکھو اگر دوبارہ اس کے بارے میں نہ سوچنے کا وعدہ کرو تو۔"

"تمھیں ڈرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ وقت گزر چکا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔" اس کے بعد وہ چلی گئی گھر میں داخل ہوئی اور لیٹ گئی۔

دوپہر کے بعد اس کے نانا واپس آئے۔ وہ صاف لفظوں میں اس سے سوال کرنے لگے تھے لیکن دیکھ کر گویا الفاظ حلق میں اٹک گئے۔

اگرچہ یہ بات کرنا غلط ہے۔ اس نے نظر کے جواب میں آہستگی سے کہا۔ "کیا میرا پرانا کمرہ آج رات کو میرے لیے تیار ہو سکتا ہے۔ نانا جان؟ میں دوبارہ اس میں رہائش پذیر ہونا چاہوں گی۔"

اس نے یہ نہیں پوچھا کہ اس کا کیا مطلب تھا یا پھر اس نے اپنے خاوند کو کیوں چھوڑا تھا لیکن کمرہ تیار کرنے کا حکم دے دیا۔

(۴) پرانا طریقہ بے خبری سے اپنایا گیا

پرانی مالکن کے لیے چارلی کی توجہ بے پناہ تھی۔ اس کے اپنے سائل سے نجات کا راستہ بھی اس کو پر سکون کوششیں تھا۔ گھنٹوں وہ اس کی خواہشات کے متعلق سوچتا رہتا تھا۔ اس کی موجودگی کو احساس تشکر کے جذبے کے ساتھ دیکھتا تھا۔ اس کی پریشانی کے متعلق نفرت، ناپسندیدگی کا اظہار کرتا تھا اور کسی حد تک اچھے نتائج کے بارے میں فکر مند بھی ہوتا تھا۔ شاید وہ ہمیشہ وہاں پر رہتی۔ یہ خیال اس کو پہلے کی مانند خوش کر دیتا تھا۔ اس کو ہلکا سا اندیشہ تھا کہ وہ ایڈورتھ واپس چلی جائے گی اور اس خوف میں اس کی پر تجسس آنکھیں بکثرت اس کے چہرے کو تکتیں۔ جب وہ اس کو دیکھ نہ رہی ہوتی۔ گویا وہ یورپ کی فاختہ کو دیکھ رہا ہو جو اڑان کے بارے میں گہری سوچ بچار میں غرق ہے۔ ایک مرتبہ آڑے وقت میں اس کے کام آکر اور ممکنہ جلد بازی سے بچا کر اس نے ذہنی طور پر اس کی بھلائی کے ساتھ ساتھ سرپرست کی ذمہ داری بھی سنبھال لی تھی۔

اس وجہ سے اس کو خوشگوار مصروفیات مہیا کرنے کے لیے وہ گھر میں سرگرم تھا۔ ایسی چیزیں لے کر آتا جو اس کو ہیتھ میں میسر تھیں جیسا کہ باجے کی شکل کی کائی یا پھر سرخ رنگ کے پتھر کے تیر جو ایڈگن میں

موجود پرانے قبائل کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ اور پہلو دار قلمیں جو عقیق کے پتھروں سے بنی تھیں اور وہ ان چیزوں کو گھر کے اندر کچھ اس قرینے سے سجاتا تھا کہ اچانک اس کی نظر ان پر جاتی تھی۔ پورا ہفتہ یوسٹیٹا گھر سے باہر نہیں گئی تھی۔ اس کے بعد وہ متصل جگہ پر گئی تا کہ اپنے نانا کی دور بین سے نظارہ کر سکے جو شادی سے قبل بھی اس کی عادت رہی تھی۔ ایک دن اس نے اس جگہ جہاں پر بری سڑک وادی کو کاٹتی تھی ایک سواریوں سے لدی ویگن کو دیکھا جس کے اوپر گھریلو سامان تھا۔ اس نے بار بار دیکھا اور اس کو اپنے سامان کے طور پر پہچان لیا۔ اس شام اس کے نانا نے اس کو اُڑتی اُڑتی خبر سنائی کہ یبو برائٹ اس روز ایلڈ ورتھ سے اپنے پرانے گھر بلوم فیلڈ منتقل ہو گیا تھا۔

اگلی مرتبہ جب وہ اسی طرح گھر کی بنیادی دیکھ بھال میں مصروف تھی تو دو خواتین کو وادی کے اندر داخل ہوتے دیکھا۔ اس دن مطلع صاف تھا اور وہ لوگ آدھے میل کے فاصلے پر تھے جو دور بین کی مدد سے ان کی ساری تفصیل کو بہ خوبی معائنہ کر سکتی تھی۔ آگے چلتی ہوئی خاتون کے ہاتھ میں سفید تھیلہ تھا اور جب چلنے والے مڑے تا کہ سورج کی کرنیں براہِ راست ان پر پڑ سکیں تو یوسٹیٹا نے دیکھا کہ سفید لفافہ دراصل ایک بچی تھی۔ اس نے چارلی کو بلایا تا کہ بتلا سکے کہ وہ دونوں کون تھیں حالاں کہ وہ خود اب بہ خوبی ان کو پہچان گئی تھی۔

"ویلڈیو کی شریک حیات اور نرس۔" چارلی نے کہا۔

"نرس نے بچے کو اٹھایا ہوا ہے؟" یوسٹیٹا نے کہا۔

"نہیں! مسز ویلڈیو نے اور نرس اس کے ساتھ خالی ہاتھ چل رہی ہے۔ لڑکا اس دن اچھے موڈ میں تھا کیوں کہ پانچ نومبر آ گئی تھی اور وہ اس کو گہرے خیالات سے نکالنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔

پچھلے دو مسلسل سالوں سے اس کی مالکن کنارے پر لکڑیوں کی آگ سے لطف اندوز ہوتی تھی جس نے وادی کو چھپا رکھا تھا لیکن اس سال وہ بہ ظاہر اس دن اور اس سے منسلک اور بھی اعمال کو بھول چکی تھی۔ اور وہ بھی محفوظ تھا کہ اس کو دوبارہ یاد نہ کیا جائے اور خوشگوار حسرت کے لیے اپنی راز دارانہ سرگرمیوں کو پہلے سے بھی زیادہ پر جوش طریقے سے جاری رکھا کیوں کہ پچھلے سال وہ غیر حاضر تھا اور اس کی مدد کو قاصر بھی تھا۔ ہر فارغ لمحے وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کرنے کو بھاگتا، کانٹے دار جڑیں اور دوسری ٹھوس اشیاء متصل ڈھلوانوں سے اکٹھی کرتا ان کو اس طرح سے چھپاتا کہ کسی کی بھی سرسری نظر ان پر نہ پڑ سکے۔

دوپہر کے بعد شام آگئی لیکن یوسٹیثا اب تک سالگرہ کے بارے میں بے خبر تھی۔ شیشے کی مدد سے جائزہ لے کر وہ اندر داخل ہوئی اور اب نظر نہیں آرہی تھی۔ جونہی اندھریا گہرا ہوا تو یوسٹیثا نے لکڑی کی آگ جلانا شروع کی اور بالکل اسی مقام کا انتخاب کیا جو اس نے پچھلے سال منتخب کی تھی۔

جب ارد گرد کی تمام آگ روشن ہو گئی تو چارلی نے اسے جلایا اور اس کی ایندھن کا انتظام کیا تاکہ اس کو مزید نگرانی کی ضرورت نہ ہو۔ وہ گھر لوٹا اور دوبارہ کھڑکیوں کے گرد منڈلاتا رہا تاکہ کسی طرح اس کو اپنی کامیابی کے بارے میں علم ہو اور اس کی گواہی دے سکے۔ لیکن پردے اور دروازے بند تھے اس وجہ سے اس کی کارکردگی کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔ چوں کہ اس کو بلانا پسند نہ تھا اس لیے وہ واپس گیا اور آگ کو دوبارہ تازہ کیا اور اس کام کو گھنٹے تک جاری رکھا۔ جب تک اس کی لکڑیوں کا بڑا ذخیرہ ختم نہیں ہوا وہ پچھلے دردوازے سے گیا اور کہا کہ مسز یبو برائٹ کھڑکی کا پردہ کھول کر باہر دیکھیں گی۔

یوسٹیثا جو بے پرواہی سے دیوان خانے میں بیٹھی تھی اچانک اٹھی اور پردے کھول دیے۔ اس کے سامنے جلتی ہوئی آگ تھی جس کے سرخ شعلے اس کمرے تک پہنچ گئے تھے جہاں پر وہ موجود تھی جس نے موم بتیوں کو مزید روشن کر دیا تھا۔

"شاباش چارلی کیپٹن وائے نے چمنی والے کونے سے کہا۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ یہ میری لکڑی نہیں وجود جلا رہا ہے۔ پچھلے سال اسی وقت میں اس شخص وین سے ملا تھا جب وہ تھامسن کو گھر لا رہا تھا۔ مجھے یقین ہے وہی تھا۔ کس نے سوچا تھا کہ اس لڑکی کے مسائل اچھی طرح سے ختم ہو جائیں گے۔ تم واقعی اس معاملے میں کافی ہوشیار ہو یوسٹیثا! کیا تمھارے خاوند نے تمھیں خط لکھا تھا؟ نہیں۔ یوسٹیثا نے کہا۔ کھڑکی سے آگ کو مبہم انداز میں دیکھتے ہوئے اس نے جواب دیا۔ کیوں کہ وہ اس میں اس قدر منہمک تھی کہ اسے اپنے نانا کے مشورے کے بارے میں کوئی پشیمانی نہ تھی۔ وہ کنارے پر چارلی کو پھاوڑے کی مدد سے آگ ہلاتے ہوئے دیکھ سکتی تھی اور پھر اس کے خیالات میں ایک اور صورت آئی جو آگ کو ہلا رہی تھی۔

وہ کمرے سے اپنی باغی ٹوپی اور چغہ اوڑھ کر باہر نکل آئی۔ کنارے پر پہنچ کر اسے سخت اندیشہ اور تجسس نے جالیا جب چارلی نے خوشی کے احساس سے کہا میں نے اس کو آپ کے لیے بتایا تھا محترمہ۔

"تمھارا شکریہ اس نے جلد بازی سے کہا۔ لیکن اب اس کو باہر رکھ دو۔"

"جلد ہی نیچے جل جائے گا۔ چارلی نے مایوس کن انداز میں کہا۔ اس کو باہر نکالنا قابل رحم نہیں ہے۔"

"مجھے علم نہیں۔" اس نے لطف اندوز ہوتے ہوئے جواب دیا۔

وہ خاموشی کے ساتھ کھڑے تھے صرف شعلوں کے چٹخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ چارلی کو جب محسوس ہوا کہ وہ اس کے ساتھ بات کرنے کی خواہاں نہیں ہے تو وہ ہچکچاہٹ کے ساتھ منظر سے ہٹ گیا۔ یوسٹیٹا خالی نظروں سے آگ کو دیکھ رہی تھی۔ اندر جانے کی خواہاں تھی لیکن ہنوز باہر منڈلا رہی تھی۔ اگر وہ اسی طرح صورتِ حال میں تمام چیزوں کو غیر اہم نہ گردانتی جنہیں خدا اور لوگوں ے عزت دے رکھی ہے تو غالباً آچکی ہوتی۔ لیکن وہ اس قدر بے بس صورتِ حال میں تھی کہ صرف اس سے کھیل سکتی تھی۔ کسی چیز کو کھو دینا اس احساس سے نسبتاً کم تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کہ ہم جیت سکیں گے یا نہیں اور یوسٹیٹا بھی اب دوسرے لوگوں کی مانند ایسی صورتحال سے دوچار تھی۔ اپنی ذات کے حصار سے باہر حوصلہ کر کے کھڑی تھی اور خود کو ایک بے لوث تماش بین کے طور پر دیکھ رہی تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ خدا کے لیے یوسٹیٹا کا وجود ایک کھیل تماشہ تھا۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو اس نے ایک آواز سنی۔ یہ تالاب میں پتھر گرنے کی صدا تھی۔ اگر پتھر مکمل تہ تک پہنچا ہوتا تو اس کے دل سے گھونسے کی آواز آتی۔

اس کو جواب میں چارلی سے ایسے ہی غیر عقل مندانہ جواب کی توقع تھی لیکن ابھی نہیں۔ ویلڈیو کس قدر جلد باز تھا۔ کیسے وہ سوچ بھی سکتا تھا کہ اب رضاکارانہ طور پر ان کی خفیہ ملاقات کی تجدید کی خواہاں ہو سکتی تھی؟ جگہ چھوڑنے کی خواہش کی اپنی حیثیت تھی۔ اب اس کی وجہ سے وہ کنارے سے اترنے اور جھانکنے سے باز رہی تھی۔ وہ بے حس و حرکت نہ تو چہرے کے کسی حصے کو حرکت دے رہی تھی اور نہ ہی آنکھیں اُٹھا رہی تھی کیوں کہ اگر وہ اس طرح سے جاتی تو کنارے پر جلتی ہوئی آگ اس پر چمکنے لگتی اور شاید نیچے ویلیڈیو بھی کہیں دیکھ رہا ہوتا۔

تالاب میں دوسرا پتھر گرا۔

"وہ آگے بڑھے اور اوپر دیکھا وہاں پر کیوں اتنا وقت کھڑا رہا تھا؟" اس کے تجسس نے اسے دو قدم نیچے زمین تک لایا اور وہ باہر دیکھنے لگی۔

ویلیڈیو اب اس کے عین سامنے تھا۔ وہ آخری پتھر بھی پھینکنے کے بعد اب آگے آیا تھا اور آگ ان دونوں کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔

"میں نے اس کو روشن نہیں کیا تھا۔" یوسٹیٹا فوراً سے چیخی بلکہ مجھے تو اس کا علم بھی نہیں تھا۔ اسے یاد کر کے میری طرف مت بڑھو۔"

"تم مجھے بتائے بغیر یہاں پر سکونت پذیر تھی؟ تم نے اپنا گھر چھوڑ دیا تھا۔ مجھے ڈر ہے کہ اس بات کا مجھے نہ موردالزام ٹھہرایا جائے۔"

"جان میں نے اس کو نہیں آنے دیا تھا۔"

"جو کچھ تمھارے ساتھ ہوا تم اسکی حقدار نہ تھی۔ سخت مصیبت کے عالم میں ہو۔ میں اس رنج کو تمھاری آنکھوں، تمھارے چہرے بلکہ تمھارے سارے وجود میں دیکھ سکتا ہوں۔ میری غریب بیچاری لڑکی۔ وہ کنارے سے آگے بڑھا۔ تم ناخوشی سے کہیں آگے ہوا۔"

"نہیں نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"تم بہت آگے نکل آئے ہو۔ یہ تمھیں مار ڈالے گی۔ میں ایسا ہی سوچتا ہوں۔

ان الفاظ کے ساتھ اس کی سانس کی لے بڑھ گئی۔ میں۔ میں۔ وہ شروع ہوئی اور پھر ہچکیاں لینے لگی۔ جو غیر متوقع رحم کی آواز سے مل جاتا تھا۔ ایک ایسا جذبہ جس کے وجود کو وہ اپنی ذات میں بالکل فراموش کر چکی تھی۔

اس طرح بے تحاشہ رونے پر یوسٹیٹا بذات خود اس قدر حیران تھی کہ وہ وہاں سے رخصت نہ ہو سکی اور مارے شرم کے مڑ گئی اگرچہ اس طرح اس کے مڑنے سے سب کچھ عیاں تھا۔ وہ مایوسی سے سسکیاں بھر رہی تھی۔ اور جب آنسوؤں کی یہ برسات تھم گئی تو کتنا خاموش ہو گئی۔ ویلیڈیو نے اس کو بغل گیر کرنے کی مزاحمت کی اور بنا بولے کھڑی ہو گئی۔

"کیا تمھیں مجھ سے شرم نہیں آتی ہے جو ہر وقت روتی دھوتی رہتی ہو؟"

اس نے آہستہ سرگوشی میں آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "تم چلے کیوں نہیں گئے تھے؟"

"کاش تم نے یہ سارا منظر نہ دیکھا ہوتا۔ اس سے آدھی باتیں عیاں ہو جاتی ہیں۔"

"تم نے یقیناً یہ خواہش کی ہو گی کیوں کہ یہ مجھے اتنا افسردہ کرتی ہے جتنا کہ تم۔" اس نے جذبات اور تعظیم سے کہا۔ ایسا کہنے سے ہم دونوں کے درمیان ایک لفظ بھی ناممکن ہے۔

"میں نے تمھیں نہیں بلایا تھا۔ یہ بات مت بھولو۔ میں دردمیں مبتلا ہوں لیکن پھر بھی میں نے تم کو نہیں بلایا تھا۔ بحیثیت بیوی میں بالکل سچی اور کھری ہوں۔

"مجھے بالکل برا نہیں لگا۔ میں آیا۔ یوسٹیٹا ان دونوں میں میں نے تمھیں جو تکلیف دی نہیں ان کے لیے مجھے معاف کر دو۔ مجھے نظر آتا ہے کہ میں تمھاری بربادی کا باعث ہوں۔"

"تم نہیں بلکہ یہ جگہ جہاں پر میں رہتی ہوں نا۔"

"تم اپنی دریادلی کے باعث ایسا کہ رہی ہو لیکن میں تمھارا مجرم ہوں۔ یا تو مجھے کچھ بھی نہیں کرنا چاہیے تھا یا پھر۔ اس سے بڑھ کر کچھ۔"

"کس طرح سے؟"

"میں کبھی بھی تمھارا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا یا پھر ایسا کر لیا ہے۔ مجھے تمھارے معاملے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا لیکن اب مجھ کو ایسا کہنے کا کوئی حق باقی نہیں ہے۔ میں صرف تم سے یہ پوچھوں گا۔ کیا میں تمھارے لیے کچھ کر سکتا ہوں؟ کیا روئے زمین میں کوئی کام ہے جس کو کرنے سے تم خوش ہو جاؤ گی؟ اگر ایسا کچھ ہے تو میں ضرور کروں گا۔ تم میرے اختیارات کے مطابق کچھ حکم دے سکتی ہوں۔ اور یہ مت بھولو کہ اب میں ایک امیر شخص ہوں۔ تمھیں اس صورتحال سے بچانے کے لیے یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہو گا۔ ایسا نایاب پودا ایسے جنگلی ماحول میں مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔۔ کیا تم کچھ خریدنا چاہو گی؟ کیا کہیں جانا چاہتی ہو؟ اس جگہ سے فرار چاہتی ہو؟ صرف تم ایک بار کہو اور میں ان آنسوؤں کو روکنے کے لیے ہر حد تک جا سکتا ہوں۔ جو میرے لیے کبھی نہ ہو گا۔ ہم سب کسی دوسرے شخص سے منسلک ہو چکے ہیں۔" اس نے کمزوری سے کہا۔

"اور تمھاری جانب سے کوئی بھی مدد برائی تصور ہو گی۔"

اچھا! یا پھر بہتان تراشی سے بچنے کے لیے کوئی بندوبست نہیں ہے لیکن تمھیں پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ میں جو کچھ محسوس کروں گا تمھاری عزت کی قسم کبھی بھی نہ تم سے بولوں گا اور نہ ہی کچھ ایسا کروں گا جب تک تمھاری رضامندی شامل نہ ہو گی۔ مجھے تھامسن کے متعلق اپنے فرائض کا بخوبی علم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بحیثیت ایک مظلوم عورت کے تمھارے متعلق فرائض کا بھی احساس ہے۔ میں تمھاری کیا مدد کروں گا؟

"یہاں سے بھاگنے میں۔"

"تم کہاں جانا چاہتی ہو؟"

میرے وین میں ایک جگہ ہے۔ اگر تم بڈموتھ تک لے جانے میں میری مدد کرو گے تو باقی کام میں خود ہی سنبھال لوں گی۔"

بھاپ سے چلنے والے بحری جہاز وہاں سے پائے جاتے ہیں اس لیے میں باآسانی پیرس تک پہنچ جاؤں گی جہاں میں جانا چاہتی ہوں۔ہاں!میں نے بخوشی بڑموتھ کی بندر گاہ تک پہنچنے میں میری مدد کرو میرے خاوند ناناکے کے علم میں لائے بنا باقی میں خود سنبھال لوں گی۔"

"کیا تمھیں وہاں تنہا چھوڑنا محفوظ ہو گا؟"

"ہاں!بالکل مجھے بڑموتھ کا بخوبی علم ہے۔"

"کیا میں تمھارے ہمراہ جاؤں گا؟اب میں تو کافی امیر ہو چکا ہوں۔"

وہ خاموش تھی۔

"ہاں کہ دو۔میری پیاری۔"

اب تک وہ خاموش تھی۔"اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب جانا پسند کرو گی؟ہم موجودہ گھر میں دسمبر تک رہیں گے۔اس کے بعد کیٹر برج کی جانب چلے جائیں گے۔اس وقت تم جو چاہو مجھے حکم دے سکتی ہو۔

"میں اس بارے میں سوچوں گی۔اس نے جلدی سے کہا۔آیا بحیثیت دوست سے کام لے سکتی ہوں یا پھر بطور عاشق تعلقات تجدید کرتے ہوں گے۔یہ سوالات مجھے خود سے کرنے ہیں۔اگر میں تمھاری محبت کو پسند کرتی ہوں اور تمھارے ساتھ جانے کا فیصلہ کرتی ہوں تو میں کسی شام بالکل پانچ بجے تم سے کہوں گی اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اسی رات بارہ بجے تم گھوڑے اور جال کے ہمراہ تیار رہو گے تاکہ صبح کی کشتی کے لیے بڈھ موتھ بند گاہ تک چھوڑ آؤ گے۔"

"میں رات ۵ بجے تک انتظار کروں گا تاکہ کوئی اشارہ میری نظروں سے اوجھل نہ ہو سکے۔"

"اب براہِ مہربانی آپ تشریف لے جائیں اگر میں نے اس راہ فرار کا فیصلہ کر لیا تو اس کے بعد میں تم سے صرف ایک مرتبہ ملاقات کر سکوں گی۔کیوں کہ میں تمھاری مدد کے بنا کہیں جاسکتی ہوں۔اب چلے جاؤ۔میں مزید یہ سب کچھ برداشت نہ کر پاؤں گی۔چلے جاؤ۔جاؤ۔"

ویلیڈیو آہستہ قدموں کے ساتھ اوپر چڑھا اور دوسری جانب تنہائی میں نیچے اُتر گیا جونہی وہ آگے بڑھ رہا تھا پیچھے مڑ کر دیکھا جب تک کنارہ اس کی حد نگاہ سے اوجھل نہ ہوا۔

تھامسن اپنی کزن سے بحث کرتی ہے،اور وہ اس کو خط لکھتا ہے۔

ییوبرائٹ اس وقت تک بلوم اینڈ میں تھا اس آس کے ساتھ کہ یوسٹیشا اس کی جانب لوٹ آئے گی۔

فرنیچر کی منتقلی تو اسی دن مکمل ہو گئی تھی اگرچہ کلائم پرانے گھر میں ہفتے سے زیادہ عرصے تک رہائش پذیر تھا۔ وہ اپنا وقت احاطے میں کام میں گزارتا تھا۔ باغ کے رستے سے پتوں کو صاف کرتے، کیاریوں سے مردہ ذخیرہ کو کھنگالتے اور بیلوں کو صاف کرتے ہوئے جن کو خزاں کی ہوا نے دربدر کیا تھا۔ اس کو ان تمام کاموں میں کوئی خاص لطف نہیں آرہا تھا۔ لیکن مایوسی اور اس کے درمیان کارروائیاں ایک پردے کی مانند حائل تھی۔ مزید بر آن یہ کہ اب اس کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی کہ وہ تمام ورثہ جو اس کی والدہ چھوڑ کر گئی ہے اس کو اچھی حالت میں رکھنا۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود وہ ہر آن یوسٹیٹا کا منتظر تھا۔ اس حد تک کہ پیش نظر جو اس کی تلاش میں پیش آسکتا تھا اس نے ایلڈ ورتھ کے باہر پچھلے دروازے پر ایک نوٹس جس پر سفید لفظوں میں چسپاں کر دیا تھا تاکہ وہ یہ جان لے کہ وہ کہاں پر منتقل ہو گیا تھا۔

زمین ہر کوئی پتہ بھی گر جاتا تو یہ تو یہ گمان کرتا کہ شاید اس کے قدموں کی چاپ ہے۔

کیاریوں میں اگر کوئی پرندہ کیڑے مکوڑے کی تلاش میں آتا تو اسے محسوس ہوتا گویا اس کا ہاتھ دروازے کی کنڈی پر ہے۔ اور صبح سویری جب نرم آوازیں سوراخوں سے آتی تھیں گہرے ڈنٹھل، مڑے تڑے پس مردہ پتے اور اسی طرح کی دوسری درزیں جو کیڑے مکوڑوں کو ٹھنڈی ہوا عطا کرتے ہیں جہاں سے اپنی منشاء سے کام کرتے ہیں اس نے سوچا کہ وہ یوسٹیٹا تھی جو اس سے جدا مصالحت کی خاہش لیے سانس لے رہی تھی۔

اس وقت تک اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اس کو دوبارہ آنے کی دعوت نہیں دے گا۔ اسی دوران جس ذلت کا سلوک اس کے ساتھ روا رکھا تھا اس نے ایسی آوازیں کا فن جو آتیں کہیں اور سے میں اور محسوس کہیں اور سے ہوتی ہیں اس لیے مصنف نے انھیں کہا ہے آوازیں نکالنے کا عمل جس سے فقط ہونٹ پچھتاوے کی آگ کو ذرا ڈھینڈا کر دیا تھا جس سے والدہ کے متعلق تفکر نے اس کی جگہ لے لی تھی۔ سخت جذبات سخت استعمال کو بیدار کرتی ہیں اور ردِ عمل میں اس جذبے کو تشفی دیتا ہے۔ جتنا زیادہ اس نے معاملہ میں غور و فکر کیا اتنا ہی اس میں لچک بیدار ہو گئی۔ لیکن اس بے حد پشیمانی کے عالم میں بھی اپنی بیوی کو مخصوص بے گناہ قرار دینا اب اس کے لیے ناممکن تھا گرچہ وہ اپنے آپ سے یہ سوال کر سکتا تھا کہ آیا اس نے اس کو کای وقت دیا ہے۔ اگر وہ اس تاریک صبح کو اچانک نہ آجاتا۔

اب غصے کی پہلی لہر ماند پڑ چکی تھی تو وہ اس کو ویلیڈیو کے ساتھ غیر محتاط دوستی سے کچھ زیادہ منسوب کرنے کو مائل نہ تھا۔

کیونکہ اس کے انداز میں بے عزتی کی کوئی نشانی نظر نہ آتی تھی۔

والدہ کے ساتھ رویے کی توضیح اب مزید اس پر لاگو نہ تھی۔

۵ نومبر کی شام کو اسے یوسٹیٹا کی یاد شدت سے آئی۔ ماضی کی گونج کسی سمندری طغیانی جب وہ تمام دن ایک دوسرے کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے اب کی منتشر سرسراہٹ کی مانند تھی جو میلوں پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا۔ "وہ یقیناً اب سے پہلے مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتی ہو گی۔

ملتے نظر آتے ہیں لیکن حلقی عضلات اس طرح کام کریں کہ آواز حقیقی متکلم سے نہیں بلکہ کہیں دور سے آتی ہو۔ (بحوالہ قومی انگریزی لغت)

اور اس بات کا دیانتدارانہ اعتراف کہ ویلیڈیو کا اس کے ساتھ کیا تعلق تھا۔

اس رات گھر میں محصور رہنے کی بجائے اس نے تھامسن اور اس کے خاوند سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ اگر اسے موقع ملا تو اشاروں کنایوں میں علیحدگی کی وجہ کا انکشاف بھی کر دے گا لیکن اس راز کو افشا نہیں کرے گا کہ جب اس کی والدہ کو واپس بھیجا گیا تو گھر میں تیسرا شخص بھی موجود تھا۔

لیکن اگر ایسا کچھ ثابت ہو گیا تو وہ ویلیڈیو غلطی سے وہاں پر موجود تھا تو وہ بلاشبہ اس بات کا اعتراف کر دے گا۔ اگر ویلیڈیو وہاں پر غلط ارادے سے گیا تھا تو یقیناً کچھ ایسا انکشاف کرے گا جس کی بنیاد پر یوسٹیٹا نے اس کے ساتھ مصالحت کیتھی۔

لیکن تھامسن کے گھر پہنچ کر اسے علم ہوا کہ صرف تھامسن گھر پر موجود تھی اور ویلیڈیو اس وقت مشورہ میں چارلی کی جلائی ہوئی لکڑیوں کی آگ کا تماشہ دیکھنے گیا تھا۔

حسبِ معمول تھامسن اس کو اپنے گھر موجود پا کر بہت خوش ہوئی اور اسے چھوٹا بچہ دکھانے کو لے گئی۔ احتیاط کے ساتھ موم بتی کی روشنی کو شیر خار کی آنکھوں اور ہاتھوں سے چلمن بناتے ہوئے۔

"تھامسن کیا تم نے سُنا ہے کہ یوسٹیٹا اب میرے ساتھ نہیں؟" جب وہ بیٹھ گئے تو اس نے کہا۔

"نہیں تھامسن نے حیرت سے کہا۔

اور تم کو یہ خبر بھی ہیں ہے کہ میں ایلڈورتھ کو چھوڑ چکا ہوں؟"

"نہیں بالکل نہیں۔ مجھے ایلڈورتھ کی خبریں تمھارے سوا اور کون دیتا ہے۔، معاملہ کیا ہے؟

کلائم نے پریشان آواز میں اس کو سوزن اور اس کے افسانے

حقیقت کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہ اس نے سنگ دلی اور بخوشی سے کام کیا وہ کس بات پر منتج

ہوا۔ اس وجہ سے اس نے ویلیڈیو کی اس کے ساتھ موجودگی کے ذِکر کو خارج کیا۔

"یہ سب کچھ اور اس کا علم بھی نہیں ہے۔" تھامسن دہشت زدہ آواز میں ہو گیا۔

"دہشت انگیز یوسٹیثا نے کیا کہا؟" اور جب تمھیں یہ سب علم ہوا تو جلد غصے میں آ گئے ؟"

"کیا تم زیادہ ظالم تھے ؟ یا پھر وہ مکار ہے۔ جیسے نظر آتی ہے۔؟"

"کیا کوی اپنی ماں کی دشمن کے ساتھ اس قدر سفاکی سے پیش آسکتا ہے۔"

"میرا خیال ایسا ہی ہے ؟"

"تو بہت اچھا! تعمیل کرو۔ اگر لڑائی کی شروعات جلد بازی سے ہو سکتی ہے۔ کاش تم نے مجھے یہ سب نہ بتایا ہوتا لیکن اب بھی مصالحت کی کوشش کرو۔

بہت سے راستے نکل آئیں گے۔ اگر تم دونوں کو اہاں ہوں گے تو۔"

"میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں اس پر رضامند ہوں گے۔" کلائم نے کہا۔

"اگر وہ چاہتی تو اب تک میرے پاس کسی کو بھیج دیتی ؟"

"سچ ہے۔ لیکن میں اس معاملے میں مجمع کا شکار ہوں کہ کیا کروں اتنے میں شدید غصے کے بعد۔ مجھے اس طرح دیکھ کر تمھیں شاید اندازہ نہ ہو گا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔

گزشتہ چند دنوں میں کس قدر پستیوں میں گر چکا ہوں۔ اسے میری والدہ کے گھر سے باہر کرنا میرے لیے باعث شرم ہے کہ کیا میں کبھی بھول سکتا ہوں یا پھر اس کو دیکھ سکتا ہوں ؟"

وہ یقیناً یہ نہ جانتی ہو گی کہ کوئی پریشان کن صورتحال سامے آسکتی ہے یا شاید وہ خالہ کو باہر رکھنا ہی نہ چاہتی ہو۔"

"وہ خود یہ بات کہتی ہے کہ اس نے ایسا کچھ نہ چاہا تھا لیکن حقیقت ہے کہ اس نے باہر رکھا۔"

"اس کی معافی پر یقین رکھو اور اسے قاصد بھیج دو۔"

"اور اگر وہ پھر بھی نہ آئے تو؟"

"ایسا کرنے سے وہ مجرم ثابت ہو سکتی اور یہ ظاہر ہو گا کہ اس کو عناد پالنے کی عادت ہے لیکن میں لمحہ بھر کو بھی ایسا نہیں سوچتی ہوں۔"

"میں ایسا کروں گا۔ ایک یا دو دن انتظار کروں گا اور اگر اس کی جانب سے کوئی پیار مبر نہ آیا تو میں خود کو پیغام بھیجوں گا۔ میں آج ویلیڈیو کو" یہاں دیکھنے کے خیال سے آیا تھا۔ کیا وہ گھر پر موجود ہے؟"

تھامسن کا گلابی چہرہ قدرے سرخ ہو گیا۔ "نہیں۔ اس نے کہا کہ وہ چہل قدمی کرنے باہر نکل گیا ہے۔"

"وہ تم کو اپنے ساتھ کیوں نہ لے کر گیا؟ آج شام عمدہ ہے اور تمھیں بھی تو اس کی طرح تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔"

اوہ! میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتی ہوں۔ اور میرا بچہ بھی ہے۔

ہاں! ٹھیک ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ تمھارے خاوند سے بھی اس معاملے میں مشورہ لے لوں۔"

کلائم نے آہستگی سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں ایسا نہ کروں گی۔ اس نے فوراً سے جواب دیا۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہونے والا ہے۔"

کزن اس کو تکنے لگا۔ بے شک وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اس افسوسناک شام کے واقعے میں اس کا کوئی ہاتھ تھا لیکن اس کے اندر اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ اس نے یا تو راز کو چھپایا ہے یا پھر ان دونوں کے تعلقات کی نزاکت کے بارے میں اس کا کچھ خیال تھا۔

تاہم کلائم اس بات سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کر سکا۔ اور رخصت ہونے کے لیے اُٹھا لیکن اب مزید شکوک و شبہات کا شکار تھا۔

"تم ایک دن کے اندر اسے خط لکھو گے؟" نوجوان عورت نے آروز مندانہ انداز میں کہا۔ میں پر امید ہوں کہ یہ افسوسناک واقعہ اپنے انجام کو پہنچ جائے۔"

"میں کوشش کروں گا کیوں کہ موجودہ صورتِ حال میں خوش نہیں ہوں۔"

کلائم نے کہا۔

وہ رخصت ہوا اور بلوم اینڈ کی جانب چڑھا۔ سونے سے قبل بیٹھ کر اسے خط لکھنے لگا۔

میری پیاری یوسٹیشا! عقل کو بالائے طاق رکھتے ہوئے۔ مجھے یقیناً اپنے دل کی سننی چاہیے۔

کیا تم واپس میرے پاس آؤ گی؟ ایسا کرو میں کبھی بھی ماضی کا ذکر نہ کروں گا۔ شاید میں زیادہ ہی سخت ہو گیا تھا۔ لیکن یوسٹیٹا میرا طیش۔ تم نہیں جانتی اور نہ کبھی جان پاؤ گی کہ غصہ کی حالت میں نکلنے والے ان الفاظ کی مجھے خود کیا قیمت ادا کرنی پڑی۔ وہ تمام عہد وپیماں جو ایک دیانتدار شخص کر سکتا ہے، میں تم سے کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میری وجہ سے تم کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار وہ عہد وپیمان جو ہم دونوں نے مل کر کیے تھے میرا خیال ہے کہ بقیہ زندگی ان کی تکمیل میں گزار دینی چاہیے۔ میرے لیے لوٹ آؤ۔ اگر تم مجھے سرزنش بھی کرو گی تو جب بھی میں تم سے جدا ہوا تو تمھارے مسائل کے بارے میں میں نے سوچا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ جیسے ہیں اور اس قدر ہیں جتنی تمھیں برداشت کرنے چاہیے۔ ہمارا پیار یقیناً زندہ رہے گا۔ ہمیں جو دل عطا کیے گئے ہیں وہ ایک دوسرے کی دلجوئی کے لیے ہیں۔ میں تمھیں پہلے نہ مل سکا کیوں کہ میں خود کو مائل ہی نہ کر سکتا تھا کہ اس وقت تمھارے ساتھ تمھارا عاشق نہ تھا۔ لیکن اگر تم اس پریشان کن بھیس کے بارے میں وضاحت کر دو گی تو میں تمھاری وفاداری پر معترض نہ ہوں گا۔ تم پہلے کیوں نہیں آئی تھی؟ کیا تم یہ سوچتی ہو کہ میں تمھاری بات نہ سنوں گا۔ یقیناً نہیں۔ جب تم یاد کرتی ہو وہ بوس وکنار اور عہد وپیمان جو ہم نے گرمیوں کے چاند تلے کیے تھے۔ انہیں لوٹا دو تو تمھارا گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔ میں مزید تمھارے متعلق متعصب رویہ نہیں رکھوں گا۔ میں تمھاری طرف داری میں منہمک ہوں۔

ہمیشہ سے تمھارا خاوند

یہ اس نے کہا۔ "ایک اچھا کام ہو چلا ہے اور اس کو ڈیکس کے اندر رکھ دینا۔ اگر وہ کل رات تک نہیں آتی تو میں یہ اس کو بھیج دوں گا۔"

اس دوران جس گھر سے وہ نکلا تھا وہاں تھامسن بے چینی سے آہیں بھر رہی تھی۔ اس شام خاوند سے وفاداری نے اس کے تمام شبہات کا پردہ چاک کر دیا تھا جو اس نے شادی کے باوجود بھی ویلیڈیو کی یوسٹیٹا میں دلچسپی ختم نہ ہوئی تھی۔ اسے مثبت بات کا علم نہ تھا۔ اگرچہ کلائم اس کا بہت پیارا کزن تھا لیکن اس کے نزدیک تر کوئی اور تھا۔ جب کچھ دیر بعد ویلیڈیو مسٹو در سے چہل قدمی کر کے واپس آیا تو تھامسن نے سوال داغا۔

"تم کہاں پر تھے؟" میں خوف زدہ ہو رہی تھی اور یہ اندیشہ بھی تھا کہ شاید تم دریا برد ہو گئے تھے۔ مجھے یوں گھر میں تنہا رہنا ناپسند ہے۔

"خوف زدہ، اس نے تھامسن کے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا گویا وہ کوئی پالتوں جانور ہو۔ کیوں۔ میرا خیال تھا کہ کوئی چیز تمھیں خوفزدہ نہیں کر سکتی ہے۔ اچھا تو اب تم مغرور ہو رہی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تمھیں

یہاں رہنا پسند نہیں ہے کیوں کہ اب ہمارا طرزِ زندگی بلند ہو گیا ہے۔ "اور یہ ایک پیچیدہ معاملہ ہے۔ نیا گھر خریدنا اور میں جلد اس کو حل بھی نہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ ہمارے دس ہزار پاؤنڈ سو ہزار نہ بن جائیں۔ جب علم تھا چھوڑ سکیں گے۔"

"نہیں! مجھے انتظار بو جھل نہیں لگتا ہے۔ میں یہاں پر مزید بارہ ماہ رہ سکتی ہوں۔ تاکہ میرے بچے کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ لیکن مجھے تمھارا اس طرح شاموں کو غائب ہونا پسند نہیں ہے۔ یقیناً تمھارے دماغ میں کچھ چل رہا ہے۔ میں جانتی ہوں کچھ ضرور ہے۔ تم بہت غمزدہ لگ رہے ہو اور ہیتھ کو اس طرح سے دیکھتے ہو گویا کہ یہ جنگلی چہل قدمی کی بجائے کسی شخص کا مقصد حیات ہو۔

"اس نے حیران تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔ "تم کو ایڈگن ہیتھ میں کیا پسند ہے؟" مجھے اپنی جائے پیدائش پسند ہے۔ اور اس کے قدیم المنظر چہرے کی تعریف کرتا ہوں۔"

"اوہ! میرے پیارے تمھیں دراصل یہ علم نہیں ہے کہ کیا چیز زیادہ پسند ہے۔"

"مجھے یقین ہے کہ مجھے علم ہے۔ ایڈگن کی صرف ایک خوبی مجھے ناپسند ہے۔"

"وہ کیا ہے؟

"تم کبھی بھی مجھے اپنے ہمراہ نہیں لے کر گئے جب تم باہر جاتے ہو۔ اگر تم اس قدر ناپسند کرتے ہو تو اس قدر کیوں گھومتے ہو؟"

یہ اگرچہ بظاہر سادہ بات تھی لیکن اس کو مضطرب کر رہی تھی۔ وہ اس کے سامنے دوزانوں ہو کر جواب دینے لگا۔

"میرا نہیں خیال کہ تم اکثر مجھے وہاں دیکھتی ہو۔ کوئی مثال دو۔"

"میں تمھیں بتاتی ہوں۔ اس نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ آج کی بات لے لو جب تم جانے لگے تو بچہ چونکہ سو رہا تھا۔ اس لیے میں نے تمھاری جاسوسی کی کہ تم کہاں جاتے ہو؟ میں بھاگی اور تمھارا تعاقت کیا پھر تم سڑک پر ایسی جگہ کہ جہاں پر وہ دوشاخہ تھی۔ تم نے لکڑیوں کی آگ پر نظر ڈالی ۔ لعنت ہو اس پر اور تم سرعت سے بائیں بازو والی سڑک پر ہو لیے۔ میں وہاں کھڑی تمھیں دیکھ رہی تھی۔ ویلیڈیو کے چہرے پر تیوری آئی اور زبردستی مسکرایا۔ "تم نے کس قدر حیران کن دریافت کی ہے؟"

"اب۔ تم پریشان ہو اور مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرو گے۔" وہ اس کے سامنے آئی۔ سٹول پر بیٹھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

"شروع کیا ہے اس کو جاری رکھو۔ اس کے بعد تم نے کیا دیکھا تھا؟میں خاص طور پر یہ جاننا چاہتاہوں۔"

"ایسے مت کہو۔" وہ بڑبڑائی۔ میں نے کچھ نہ دیکھا اور تم میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور میں آگ کو دیکھتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔"

"شاید یہ ایک مرتبہ نہ تھا کہ تم نے میرا تعاقب کیا۔ کیا تم میرے متعلق کچھ غلط جاننے کی تگ ودمیں ہو؟"

"نہیں! بالکل نہیں۔ نہ میں نے پہلے ایسا کچھ کیا تھا اور نہ ہی اب ایسا کروں گی۔ اگرچہ تمھارے بارے میں چہ مگوئیاں نہ ہو رہی ہوں۔"

"تمھارا کیا مطلب ہے؟" اس نے بے قراری سے کہا۔

"وہ کہتے ہیں کہ تم شاموں کو ایلڈورتھ جایا کرتے تھے اور یہ بات میرے ذہن میں ان سنی ہوئی باتوں کو یاد دلاتی ہے۔"

ویلیڈیو غصے سے مڑا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کو ہوا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔ "ابھی باہر نکل جاؤ۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے کیا سنا تھا؟"

"اچھا! میں نے سنا تھا کہ تم یوسٹیشا کو بہت پسند کرتے تھے۔ مزید کچھ نہیں۔"

"اگرچہ آہستہ آہستہ یہ نشہ اتر گیا۔ اب تمھیں ناراض نہیں ہونا چاہیے۔"

اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ "اچھا! اس نے کہا۔ اس میں کوئی نیا پن نہیں ہے اور یقیناً مجھے تمھارے ساتھ تلخ نہیں ہونا چاہیے۔"

مزید کچھ نہ کہا گیا تھا مسن خوش تھی کہ کلائم کو اس شام اس کی آمد کے متعلق بتایا گیا اور نہ ہی اس کی کہانی سنائی گئی تھی۔

(۵)۔ چھ نومبر کی شام

گویوسٹیشا نے اڑان بھرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن کچھ کچھ وہ بے تاب تھی کہ ایسا ہونا چاہیے جو اس کے ارادے کے خلاف ہو۔ صرف کلائم کی آمد ہی اب اس کی صورتِ حال کو تبدیل کر سکتی تھی۔ وہ شان و شوکت جو بحیثیت عاشق اس کے گرد ہالہ کیے ہوئے تھی اگرچہ اس کی کچھ خوبیاں اس کو یاد آرہی تھیں اور لمحاتی امید

کی دھڑکن بھی پیدا ہوتی کہ وہ دوبارہ اس کے سامنے ہو گا۔ لیکن ٹھنڈے دل سے سوچا کہ ایسا انقطاع جو اب جاری تھا وہ ہمیشہ کے لیے ختم جائے گا۔ اس کو دردناک عنصر کے طور پر رہتا ہو گا، جدا اور بے جگہ۔

پہلے اس کے لیے ہیتھ تنہا اور ناخوشگوار جگہ تھی اور اب تمام دنیا اس کے لیے ایسی تھی۔ چھ نومبر کی شام کو جانے کے ارادے نے پھر سے شدت اختیار کر لی۔ چار بجے کے قریب اس نے کچھ اشیا کو اکٹھا کیا جو وہ ایلڈورتھ سے لے کر آئی تھی اور کچھ چیزیں ایسی جو یہاں یہ رہ گئی تھیں یہ سب مل کر ایک تھیلا بن گئیں جو اتنا بڑا نہ تھا ایک یا دو بادل آسمان سے نیچے اتر رہے تھے گویا کوئی جالی دار جھولا اس کے گرد بنا ہو اور رات کے بڑھنے کے ساتھ ہی دفعتاً طوفانی ہوا کا آغاز ہوا لیکن ابھی تک بارش کی کوئی پیش گوئی نہ تھی۔

اب یوسٹیشا گھر کے اندر نہ رہ سکتی تھی، کرنے کو کچھ نہ تھا اور وہ پہاڑ پر ادھر ادھر گھوم رہی تھی لیکن گھر سے زیادہ دور نہ تھی کیوں کہ جلد ہی اس نے رخصت ہونا تھا۔ اس بے ربط آوارہ گردی کے دوران سوزن نمنرچ کی جھونپڑی کے قریب سے گزری جو اس کے گھر سے تھوڑا ہی نیچے تھیں۔ جونہین یوسٹیشا نے وہ آگ کی کرنیں عبور کیں تو لمحہ بھر کو وہ ایک نمایاں (فیٹمو گوریا)Phamtosmogoria کی مانند لگ رہی تھی۔ روشنی کا ایک مجسم جس کو تاریکی نے گھر رکھا ہو۔ لمحہ گزرا اور وہ دوبارہ سے اندھیرے میں جذب ہو گئی۔ جھونپڑے کے اندر بیٹھی عورت نے اس کو لمحہ بھر کی چکا چوند میں دیکھتے ہی پہچان لیا تھا جو اپنے چھوٹے لڑکے کے لیے شراب اور دودھ کا شربت بنانے میں مصروف تھی جو اکثر ناساز گار رہنے کے باعث اب شدید بیمار تھا۔ سوزن نے چمچہ گرایا پہلے اس کی غائب ہونے والے جسم پر ہلایا اور پھر اپنے غائبانہ کام میں مسرور انداز سے مصروف ہو گئی۔

پورے آٹھ بجے کا مقررہ وقت جب اس نے ویلیڈیو کو اشارہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ گویا ساحل واضح تھا۔ پھر لکڑیوں کے ذخیرے کے قریب گئی اور وہاں سے لمبا موٹے تنے کا ایندھن نکالا۔ اس کو لے کر وہ کنارے کے کونے تک گئی اور پیچھے دیکھا کہ تمام دروازے بند تھے۔ اس نے روشنی جلائی اور آگ سلگانی شروع کر دی۔ جب یہ مکمل طور پر نعل در آتش ہو گئی تو اس نے تنے سے پکڑا اور اپنے سر کے اوپر ہوا میں لہرایا یہاں تک کہ مکمل طور پر جل گئی۔ اس کی خواہش پایہ تکمیل تک پہنچ گئی تھی Phantasmogaria[1]۔

۱۔ Phantasmogaria: حقیقی یا خیالی تصویریں جو تسلسل کے ساتھ خواب میں نظر آتی ہیں۔ (بحوالہ قومی اردو لغت)

کیوں کہ ایک دومنٹ کے بعد اس کو ویلیڈیو کی رہائش گاہ کے قریب میں بھی ایسی ہی روشنی نظر آئی تھی۔ اگر اسے ویلیڈیو کی مدد کی ضرورت ہو جو اس وقت تیار رہتا اس کی بات کو ثابت کرتا تھا کہ وہ اپنے الفاظ کا کس قدر دھنی تھا۔

موجودہ وقت سے تقریباً چار گھنٹے بعد یعنی آدھی رات کے وقت اس کو بڈموتھ لے جانے کے لیے تیار رہنا تھا جو پہلے سے طے شدہ تھا۔

یوسٹیٹا گھر لوٹی۔ کھانا چوں کہ پہلے ہی کھایا جا چکا تھا۔ اس لیے وہ جلد ہی آرام کرنے چلی گئی۔ اپنے کمرے میں بیٹھی وقت گزرنے کا انتظار کرنے لگی۔ رات اندھیری اور خوف ناک تھی اس لیے کیپٹن وائے اپنے کمرے میں مقید تھا اور باہر ہوا خوری اور جھونپڑے میں گپ شپ لگانے سے باز رہا جیسا وہ ان طویل خزاں کی راتوں میں کیا کرتا تھا اب وہ اوپری منزل میں شراب سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تقریباً دس بجے کے قریب دروازے پر دستک ہوئی۔ نوکر نے اسے کھولا تو موم بتی سے روشنی کی شعائیں فیئر وے کے وجود پر گریں۔ "مجھے آج رات کو مسئودر جانے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اس نے کہا اور مسٹر ییوبرائٹ نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کو ان کے رستے پر چھوڑ دوں لیکن میرا یقین کرو میں نے اس کو اپنی ٹوپی کے نیچے رکھا تھا اور اس بارے میں مزید کچھ نہ سوچا تھا یہاں تک کہ میں واپس آ گیا اور دروازے کی زنجیر کو کھول رہا تھا تا کہ اندر جا سکوں۔ اس لیے فوراً ہی اس کے ساتھ واپس آ گیا ہوں۔"

اس نے ایک خط حوالے کیا اور اپنے رستے پر ہو لیا۔ لڑکی نے اسے کپتان کو دے دیا جس نے پڑھا کہ اس میں یوسٹیٹا کو مخاطب کیا گیا تھا۔ اس نے خط کو الٹا پلٹ کر دیکھا اور اس کو یہ گمان گزرا کہ یہ لکھائی تو میرے شوہر کی ہے۔ اگرچہ اس کو یقین نہ تھا۔ تاہم اس نے فوراً اس کو رکھنے کا فیصلہ کیا اگر ممکن ہو سکے اور اس مقصد کے لیے اس کو اوپر لے گئی لیکن کمرے کے دروازے پر پہنچے اور چابی کے سوراخ سے دیکھنے کے بعد دیکھا کہ اندر روشنی نہ تھی اور حقیقت یہ تھی کہ یوسٹیٹا بنا کپڑے بدلے بستر پر چڑھ گئی تھی تا آنکہ اپنے آپ کو آنے والے سفر کے لیے توانا کر سکے۔

یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد اس کے نانا نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس کو مزید تنگ نہ کیا جائے اور دوبارہ کمرے میں آ کر اس نے خط انگیٹھی پر رکھ دیا تا کہ آئندہ صبح اس کے حوالے کر دیا جائے۔

گیارہ بجے وہ خود بستر میں چلا گیا اپنے کمرے میں کچھ لمحے کے لیے سگار کا کش لگایا ساڑھے گیارہ بجے کمرے کی روشنی گل کی اور پھر جیسا کہ اس کی مستقل عادت تھی بستر میں جانے سے پردے اوپر کھینچے تا کہ خود

ہی صبح کو دیکھ لے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ اس کے کمرے کی کھڑکی سے باد نما اور عملے کا جھنڈا نظر آتا تھا۔ جو نہی وہ نیچے لیٹا تو عمل کے عضا کو فاسفورس کی دھاری کے طور پر دیکھ کر حیران ہو گیا جو رات کے گہرے سائے میں نیچے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اب اس کے پاس اس بات کی صرف ایک وضاحت تھی۔ گھر کی سمت سے پیچھے پر روشنی پھینکی گئی تھی۔ اس وقت جب ہر شخص آرام کر رہا تھا تو بوڑھے نے یہ ضروری جانا کہ بستر سے باہر نکلے۔ آہستہ سے کھڑکی کو کھولے اور دائیں بائیں جائزہ لے۔ یوستینا کا کمرہ روشن تھا اور اس کے کمرے سے نکل کر روشنی کھمبے کو منور کر رہی تھی۔ اس بات پر تو حیران تھا کہ خط کو اس کے دروازے کے نیچے رکھ دے جب اس نے کپڑوں کی سرسراہٹ کی آواز اس دیوار سے سنی جو اس کے کمرے کو رستے جدا کرتی تھی۔

کپٹن نے یہ نتیجہ اخز کیا کہ یوسٹیٹا اب بیدار ہو چکی ہے اور کوئی کتاب پڑھ رہی ہے اس نے معاملے کو غیر اہم سمجھتے ہوئے ملتوی کر دیا ہے۔ اگر وہ اس کو روتا ہوا نہ سنتا تو جب وہ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے۔

"اوہ! اس کے شوہر کے متعلق سوچ رہی تھی۔" اس نے خود کلامی کے اندر میں کہا۔ آہ بے وقوف بطخ۔ اس کو اس سے شادی نہیں کرنا چاہیے۔ مجھے اندیشہ ہے کہہ اگر وہ خط واقعی اس کا ہوا؟"

وہ اسی لمحے کو اٹھا اپنا کشتی نما چغہ اوڑھا دروازہ کھولا اور بولا۔ "یوسٹیٹا"۔ جواب ندارد یوسٹیٹا۔ دوبارہ اونچی آواز میں بولا۔ انگیٹھی پر تمھارے واسطے ایک خط ہے۔ لیکن اس بیان پر کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا سوائے کھڑکی سے ایک خیالی تصور گھر کے کونوں میں سوہان روح کترا رہا تھا اور بارش کے چند قطرے کھڑکی پر تھے۔

وہ اس جگہ پر گیا اور پانچ منٹ انتظار کر تا رہا۔ جب تک وہ واپس نہیں آتی ہے۔ وہ روشنی لینے کو واپس گیا اور اس کی پیروی کرنے تیار تھا لیکن پہلے اس نے کمرے میں جھانکا۔ رضائی کے باہر اس کی شبیہ یہ ظاہر کر رہی تھی کہ بستر ابھی کھولا نہیں گیا اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ تھی کہ شمع دان کو نیچے نہیں لائی تھی۔ اب وہ مکمل طور پر ڈر چکا تھا اور جلدی سے کپڑے بدل کر سامنے والے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے خود ہی مقفل کیا تھا۔ جواب کھلا تھا۔ اس میں کوئی شک نہ تھا کہ آدھی رات کے وقت یوسٹیٹا گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی اور وہ کہاں گئی ہو گی؟ اب اس کا تعاقب قریب ناممکن تھا۔ اگر اس کی رہائش کسی عام سڑک پر ہوتی تو وہ لوگ دونوں سمتوں میں جا کر اس کو پکڑنے کا کام سرانجام دے سکتے تھے لیکن اندھیرے میں کسی شخص کو ہیتھ میں تلاش کرنا مایوس کن تھا۔ کیوں کہ اُڑان کے واسطے قابل عمل سمتیں کہاں سے اتنی تعداد میں ہو سکتی تھیں جتنا کہ مستول سے طور بلد۔ اور یہ دیکھ کر بھی وہ کسی حد تک آوارہ ہو گیا تھا کہ خط ابھی تک ان کھلا تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے کے قریب گھر میں مکمل سناٹا تھا۔یوسٹیثا نے شمع روشن کی، اس کے باہر گرم کپڑے پہنے، اپنا تھیلا ہاتھ میں لیا اور روشنی کو دوبارہ گل کیا پھر سیڑھیوں سے نیچے اُتر آئی۔ جب وہ باہر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بارش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن اس کام پر مائل ہونے کے بعد اب بڑے موسم کی پسپائی بے معنی تھی۔ بلکہ اب تو کلائم کا خط بھی اس کو روک نہیں سکتا تھا۔ رات کا دکھ اب مدفن ہو چکا تھا اور تمام فطرت میں ملبوس نظر آرہی تھی۔ آگ کے درختوں کے نوک دار حصے گھر کے عقب سے آسمان پر یوں ابھر رہے تھے گویا کسی گرجاگھر کے کلس ہوں۔

اُفق تلے اس روشنی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا جو اب تک سوزن نترچ کے جھونپڑے میں فروزاں تھی۔

یوسٹیثا نے چھتری کو بند کیا، احاطہ سے باہر کنارے کی جانب نکلی جس کے بعد قابل شناخت ہونے کے تمام خطرات سے باہر نکل آئی تھی۔

تالاب کے کنارے چلتے ہوئے وہ رین بیر و کے جانب جانے والے رستے پر ہولی۔ بعض اوقات مڑی ہوئی گھاس کی جڑوں سے الجھ جاتی تھی یا پھر گوشت کے فنجائی نماڈھیلوں سے جو کسی خوشنما جانور کے پھیپھڑوں اور جگر کی طرح ہیتھ کے اندر بکھرے ہوئے تھے۔ چاند اور تارے بادلوں کے باعث نظر نہیں آرہے تھے اور بارش بھی اختتام پذیر تھی۔

یہ ایسی شب تھی جس نے مسافروں کے خیالات کو فطری طور پر رات کی تباہی کے مناظر کے سامنے کھڑا کیا تھا۔ وہ سب کچھ جو تاریخ اور روایت میں خوف ناک اور سیاہ ترین تھا۔

بالآخر یوسٹیثا رین بیر و تک پہنچ گئی اور وہاں پر سوچنے کے لیے ساکت کھڑی تھی۔ اس کے دماغ میں موجود بے ترتیبی اور دنیا میں برپا بے آہنگی کے درمیان احسن ترتیب بے مثال تھا۔ اچانک اس کو کچھ یاد آ گیا۔ اس طویل سفر کے لیے رقم تو اس کے پاس موجود ہی نہ تھی۔ دن کے اتار چڑھاؤ میں اس کا بے عمل دماغ اس ضرورت کو تو محسوس ہی نہ کر سکا اور اب جب اس کو صورتِ حال کا مکمل ادراک ہو گیا تھا تو وہ بری طرح رونے لگی۔ اب سیدھا کھڑا رہنا اس کے لیے ناممکن ہو گیا اس لیے بتدریج کھڑکی کے نیچے آنے لگی۔ یوں جیسے نیچے کوئی کھینچ رہا ہو۔ کیا اس کو اسی طرح اسیر رہنا تھا؟ پیسے کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے قبل اس کو نہیں تھا۔ ملک سے فرار کے لیے بھی ذرائع کی ضرورت تھی۔ ایسی مغرور عورت کے لیے ویلیڈیو سے مالی اعانت کا سوال کرنا

اور اس کو اپنی ہمراہی کی اجازت نہ دینا بھی تو اس کے واسطے ناممکن تھا۔ بحیثیت شریک حیات اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔ ایک قسم کی اہانت کا ذریعہ تھا۔

جو کوئی اس کو اس حالت میں دیکھتا تو ضرور ترس کھاتا اس وجہ سے نہیں کہ وہ شدید موسم میں تمام لوگوں سے علیحدہ تنہا کھڑی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ جذبات کے باعث اس کے جسم کے اندر رعشا کی بیماری کے آثار نظر آ رہے تھے۔ شدید پریشانی کا عالم اس پر طاری تھا۔ چھتری سے لے کر انگیٹھی تک بارش کی بوندوں کی پھوار، انگیٹھی سے گھاس تک کا سفر اور گھاس سے زمین تک کے سفر میں مشابہ آوازیں اس کے لبوں سے آ رہی تھیں اور بیرونی منظر کی دردناکی چہرے سے عیاں تھی۔ اس کی روح گویا ان سب کی خلل اندازی کے باعث قطع و برید کا شکار تھے اور اب بھی اگر وہ اچھی طرح سے بڈھ موتھ تک رسائی حاصل کر لیتی، سٹمیرنک پہنچ جاتی اور مخالف بند گارہ حاصل کر سکتی تو شاید کسی حد تک خوش طبع تصور کی جاسکتی تھی لیکن دوسرے حالات اس سے بھی زیادہ بُرے تھے۔ جب ایک عورت جو نہ تو بوڑھی، دیوانی اور خبطی ہو اس طرح آہیں بھرنا اور خود سے باتیں کرنا شروع کر دے تو معاملہ واقعی ستم ظریف المناک حد تک تھا۔

"کیا میں جاسکتی ہوں؟ کیا میں۔ وہ بڑبڑائی۔ وہ اس قدر عظیم ہرگز نہیں ہے کہ اپنا آپ میرے حوالے کر دے۔ وہ میری خواہشات کو پور نہیں کر سکتا ہے۔"

"کاش اگر وہ مسٹول یا بوناپارٹ ہوتا۔ آہ، افسوکہ اس نے میری شادی کو سبوتاژ کر دیا ہے۔ یہ بہت پسماندہ تعیش ہے! اور اکیلے جانے کے لیے میرے پاس رقم نہیں ہے اور اگر میں ایسا کر بھی سکتی تو میرا اس میں کیا فائدہ مجھے اگلے سال تک اس معاملے کو ملتوی کرنا ہوگا جیسا کہ اس سال تک معاملات کو التوا میں ڈال دیا تھا۔

[1]فوجی آمریت کا حامی جسے عوام کی حمایت بھی حاصل ہو۔ نپولین بوناپارٹ کا حامی۔"

اور اس کے بعد آنے والے سالوں میں بھی میں نے ایک شاندار عورت بننے کی کس قدر کوشش کی تھی اور کس طرح قسمت میرے خلاف تھی۔ میں اس قسمت کی حقدار تو ہرگز نہیں ہوں۔ اس نے تلخ بغاوت میں سودائی پن کے ساتھ کہا۔ مجھے اس بری دنیا میں بھیجنے کا ظلم کیوں کیا ہے؟ میں اس سے کہیں زیادہ کی حقدار تھی۔ لیکن مجھے ان تمام اسباب نے زخمی اور تنہا کر دیا۔ ظریفیاں ترتیب دنیا جس نے قدرت کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔"

۱۔ ثقافتی اظہار: جادوٹونے کا اس وقت عام رواج تھا۔ (بحوالہ قومی اردو انگریزی لغت)

دور کی روشنی جس کو گھر سے نکلتے ہوئے یوسٹیٹا توجہ سے دیکھ رہی تھی اب قریب آ گئی تھی اور گویا وہ سوزن منٹرچ کے جھونپڑے سے نکل رہی تھی۔

جو یوسٹیٹا نہ کر سکی۔ شاید وہ عورت کر رہی تھی۔

اس شام میں اسے گزرتے دیکھ کر اور اس کے پانچ منٹ بعد ہی اس کے بچے کا یہ کہنا کہ اب میری طبیعت مزید بدتر ہو گئی ہے۔ نے گنوار عورت کو اس بات کا قائل کر دیا کہ یوسٹیٹا کی یکسانیت کے بداثرات اس پر اثرانداز ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اس وجہ سے شام کا کام ختم کر لینے کے فوراً بعد سوزن بستر پر پہنچ گئی۔ جیسا وہ عام دنوں میں کرتی تھی۔ جادو کے اثرات کا قلع قمع کرنے کے لیے جو اس کے خیال میں غریب یوسٹیٹا کر رہی تھی لڑکے کی ماں نے تو ہمات کی ایجاد کا مکروہ دھندا شروع کر دیا جو کسی انسان کے مقصد کے اندر بے طاقتی، لاغر پن اور انہدام کا باعث بن سکتی تھی۔

یہ ایک ایسا کام تھا جو اس وقت میں ایڈگن میں کافی مشہور تھا اور ابھی تک معدوم نہیں ہوا تھا۔

وہ شمع کے ہمراہ اندر والے کمرے میں گئی جہاں پر دوسرے برتنوں کے علاوہ دو بھورے رنگ کے برتن رکھے تھے جن کے اندر شاید سینکڑوں ٹن مقدار میں مائع شہد تھا جو گزشتہ گرمیوں میں مکھیوں کی پیداوار تھا۔

ایک شیلف پر برتنوں کے اوپر پیلے رنگ کا نرم اور ٹھوس نصف کرہ ارض شکل کی ایک چیز تھی جو انھیں مکھیوں کی ویکس تھی۔ سوزن نے اس انبار کو نیچے اتارا اور اس کو کئی باریک ستوں میں کاٹتے ہوئے ایک لوہے کے کف گیر میں تہہ لگائی۔ یہ کام سرانجام دینے کے بعد وہ سونے والے کمرے میں واپس آ گئی اور اس برتن کو آگ کے اوپر رکھ دیا۔ جونہی ویکس میدے کی طرح نرم ہوا اس نے ان ٹکڑوں کو آٹے کی مانند گوندھا۔ اب اس کا چہرہ مزید مصمم نظر آ رہا تھا۔ اس نے ویکس کو موڑنا شروع کر دیا اور اس کے کام کرنے کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ اس کو پہلے سے تشکیل شدہ شکل میں ڈھال رہی تھی جو انسانی تھی۔

اس طرح گرم اور گوندھنے، کاٹنے اور موڑنے یا جوڑنے اور توڑنے کے عمل کے بعد اس نے جو انسانی سراپا تراشا تھا۔ وہ قابل شناخت حد تک ایک عورت کا تھا۔ جو چھ انچ اونچی تھی۔ اس نے اس کو میز پر ٹھنڈا اور سخت ہونے کے لیے رکھ دیا۔ اس دوران شمع اٹھائی اور اوپر کمرے میں چلی گئی۔ جہاں پر اس کا بیٹا نیم دراز تھا۔ کیا تم نے آج رات کو غور کیا تھا کہ محترمہ یوسٹیٹا نے گہرے لباس کے علاوہ کیا پہن رکھا تھا؟"

"سرخ رنگ کا ربن گردن کے گرد حائل تھا۔"

"اس کے علاوہ کچھ اور۔"

"نہیں۔ صرف جوتے۔"

"سرخ رنگ موباف اور سینڈل جوتے۔" وہ اندر گئی یہاں تک کہ اس تنگ ترین سرخ ربن کو جو وہ نیچے لے گئی اس شبیہ کی گردن کے گرد باندھ دیا۔ اس کے بعد سیاہی اور رضائی کھڑکی سے لے کر اس نے شبیہ کے پاؤں کو قرین قیاس سیاہ کر دیا اور ہر پاؤں پر ضرب کا نشان لگایا جو اس وقت استعمال شدہ جوتوں میں بطور ڈوری لگایا جاتا تھا۔

آخر میں اس نے ایک چھوٹا سا کالا دھاگا سر کے بالائی حصے پر باندھا جو اس موباف [1] کے مشابہ تھا جو لڑکیاں بالوں کو باندھنے کے لیے استعمال کیا کرتی تھیں۔

یہ مجسمہ جس میں مسکراہٹ نہ تھی، اب اس سے بازو کے فاصلے پر تھا اور اس پر تسلی سے غور کرتے ہوئے دیکھا۔

ایڈگن ہیتھ کا پرباسی اس کو یوسٹیٹا کے مجسمے کے طور پہچان سکتا تھا۔

اس ٹوکری میں جو کھڑکی کے اندر دھری تھی۔ خاتون نے پنوں کا ایک پیتہ اٹھایا جو پرانے اور زرد رنگ کی تھیں جن کے سرے پہلے استعمال کے دوران کھولے جاتے تھے۔ ان کو اس نے مورتی کی تمام اطراف میں پھینکنا شروع کر دیا۔ بظاہر ذہنی اذیت کی ودیت کردہ توانائی کے ساتھ غالباً پچاس کے قریب سوئیاں اس طرح پھینکی گئی تھیں کہ کچھ مورتی کے سر پر کچھ کندھوں میں، کچھ کمر میں اور بقیہ پاؤں کے تلوؤں میں یہاں تک کہ تمام اس کے اندر پیوست ہو گئی تھیں۔

اب وہ آگ کی جانب مُڑی۔ کیوں کہ یہ گھاس سے جلائی گئی تھی اور راکھ کے بڑے ڈھیر بظاہر گہرے اور بے جان ہو جاتے ہیں لیکن اگر اس کو باہر کی جانب سے کسی پھاوڑے سے ہلایا جائے تو اندر سے سرخ رنگ کی چنگاری نظر آتی ہے۔ اس نے چمنی کے کونے سے گھاس کے تازہ ٹکڑے لیے، ان کو آگ کے اوپر لگا دیا جس سے یہ مزید بھڑک اٹھی۔ مورتی کو چمٹے کی مدد سے اپنے تصرف میں لیتے ہوئے اس نے اب اس کو آگ کے اندر رکھا اور ختم ہوتا دیکھ رہی تھی۔ وہ اس طرح دیکھنے میں منہمک تھی کہ اس کے لبوں سے کچھ الفاظ نکلے۔

۱۔ مخصوص سرخ کارِبن جو سکاٹ لینڈ کی لڑکیاں اس وقت استعمال کیا کرتی تھیں۔

جو ایک عجیب طرز کلام تھا اور سمجھ سے بالاتر تھا۔ خدا کی تعریف کو الٹے انداز میں پڑھا گیا۔ اس طرز عمل میں یہ زندہ نمونہ جو دشمن کے خلاف غیر مقدس مدد کے حصول کا ذریعہ تھی۔ سوزن نے یہ غیر مقدس فریضہ تین بار آہستگی سے سرانجام دیا اور جب یہ مکمل ہو گیا تو شبیہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ جونہی ویکس آگ میں گری تو اس مقام سے ایک بلند شعلہ ابھرا جس نے مورتی کے گرد لپٹ کر اس کا مزید حصہ ہضم کر لیا۔ ایک سوئی دفعتاً ویکس سے گری اور چنگاریوں نے گرتے ہی اس کو سرخ کر دیا۔

(٦)۔ بارش، اندھیرا اور بے تاب آوارہ گرد

جب یوسٹیثا کی مورتی پگھل کر مٹ رہی تھی تو خوب صورت عورت جورین بیروپر کھڑی تھی لیکن اس کی روح کسمپرسی کی گہری کھائی میں تھی۔ ایسا جوانی میں تو شاید ہی کسی کے ساتھ پیش آیا ہو۔ یوبرائٹ بلوم اینڈ میں خاموش بیٹھا تھا۔ اس نے فیئر وے کے ہاتھ اس کو خط روانہ کر کے اپنے الفاظ کا بھرم رکھا تھا اور اب بے تابی سے کسی آواز یا اس کی واپسی کے اشارے کا متقاضی تھا۔ اگر یوسٹیثا اب تک معمول میں ہوئی تو بہت کم یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ اس کو کوئی جواب دے گی۔

اگرچہ اس کی مرضی پر منحصر اسی قاصد کے ہاتھوں سے اس نے یہ کہ بھیجا تھا کہ وہ جواب کا تقاضا نہ ہی کرے۔ کیوں کہ اگر وہ اس کو دیتی تو اسے فوراً لانا پڑتا اور اگر وہ کوئی جواب نہ دیتی تو وہ سیدھے اپنے گھر جاتا اور بلوم اینڈ آنے کی کوفت میں نہ پڑتا۔

لیکن کلائم کو ایک اور خوشگوار امید تھی۔ یوسٹیثا یقیناً اپنا قلم استعمال کرنے سے پرہیز کرتی ہے بلکہ اس کا طریقہ کار خاموش تھا۔ وہ دروازے پر آ کر اس کو خوشگوار حیرت دے گی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا دماغ ایسا کرنے کا عادی تھا جس کا وہ سوچ نہیں سکتا تھا۔

کلائم کے پچھتاوے کے لئے بارش شروع ہو گئی اور شام ہونے تک مزید تیز ہو گئی تھی۔ ہوا گھر کے کونوں کو رگڑ سے کھرچ اور ناخن سے اچھال رہی تھی جاسوسی کی طرح گویا کھڑکی کے شیشوں پر مٹر کے دانے گر رہے ہوں۔

وہ ان ویران کمروں میں بے چینی سے گھوم رہا تھا تا کہ ان عجیب آوازوں کا راستہ بند کیا جا سکے۔ ان کے اندر لکڑی کے چھجے درزوں اور شگافوں میں رکھ کر ان تمام سوراخوں کے جال کو بند کر رہا تھا جہاں پر شیشے سے ڈھیلے ہو گئے تھے۔ یہ ان راتوں میں سے ایک تھی جب پرانی چرچ کی دراڑیں کھل گئی تھیں اور خستہ حال

علاقوں کی چھتوں کے پرانے داغ تازہ ہو جاتے ہیں اور ایک انسانی ہاتھ کے مساوی داغ کئی فٹ کے علاقے تک پھیل جاتے تھے۔

اس گھنٹے کے اندر چھوٹا دروازہ جو اس کی رہائش گاہ کے بالکل سامنے تھا بار بار کھلتا اور بند ہوتا لیکن جب اس نے بجز امید سے دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا، وگویا مخفی شکلوں کے مردہ لوگ اپنے رستے پر اس سے ملاقات کو آرہے تھے۔

دس اور گیارہ بجے کے قریب یہ دیکھتے ہوئے کہ نہ فیئر وے اور نہ کوئی اور آیا تھا وہ آرام کرنے چلا گیا اور اس قدر پریشانی کے باوجود اس کو نیند بھی آگئی تھی۔ لیکن یہ اس قدر گہری نہ تھی کیوں کہ وہ ایک حالت توقع کے اندر تھا اور با آسانی دروازے پر آدھا گھنٹہ قبل شروع ہونے والی دستک کے ساتھ بیدار ہو گیا تھا۔ کلائم اٹھا اور کھڑکی سے باہر جھانکا۔ بارش اب تک اُسی تیز رفتاری سے جاری تھی اور ہیتھ کی تمام وسعت سے ایک سرسراہٹ کی آواز خارج ہو رہی تھی۔ اس اندھیرے میں کسی چیز کا نظر آجانا محال تھا۔

"وہ کون ہے؟" وہ چیخا۔

"آہستہ قدم برآمدے کی جانب منتقل ہوئے اور وہ ایک غم آگیں نسوانی آواز کی شناخت کر سکا۔"

"وہ کلائم، نیچے اترا اور مجھے اندر آنے دو۔"

اس کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ ہو گیا۔ "یقیناً وہ یوسٹیشا ہو گی وہ بڑبڑایا اگر ایسا ہے تو وہ بے خبر رکھ کر اُس کے پاس آئی ہے۔"

اس نے جلدی سے روشنی پکڑی، اپنے آپ کو ملبوس کیا اور نیچے اتر آیا۔ اس کے لعن طعن پر دروازہ کھولا، شمع کی شعائیں ایک عورت کے وجود پر گریں جو کافی کپڑوں میں لپٹی تھی۔ اور فوراً آگے بڑھی۔

تھامسن۔ اُس نے ناقابلِ بیان مایوسی کے لہجے میں کہا۔

"تھامسن تم ایسی رات میں یہاں پر! اوہ۔ یوسٹیشا کہاں ہے؟"

تھامسن گیلی، خوف زدہ اور دھڑ دھڑاہٹ کا شکار تھی۔

"یوسٹیشا۔ مجھے نہیں علم کلائم۔ لیکن میں یہ سوچ سکتی ہوں۔ اس نے آشفتگی سے کہا۔ مجھے اندر آکر آرام کرنے دو۔ ایک بڑی مصیبت آنے والی ہے۔ میرا خاوند اور یوسٹیشا۔ کیا۔ کیا؟"

"میرا خیال ہے میرا خاوند مجھے چھوڑنے والا اور کوئی خطرناک کام کرنے والا ہے۔ میں نہیں جانتی کیا ہے کلائم؟ کیا تم جاکر دیکھو گے؟ میرا تمھارے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ یوسٹیشا اب تک گھر نہیں آئی؟"

اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "پھر تو وہ دونوں بھاگ گئے ہیں۔ وہ آج رات تقریباً چھ بجے گھر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے سفر پر ضروری جانا ہو گا۔ میں نے سوال کیا کب تو اُس نے کہا آج رات۔ میں نے کہا۔ کیا تو اُس نے جواب دیا کہ یہ میں تمھیں نہیں بتا سکوں گا۔ کل تک واپس آجاؤں گا۔ پھر وہ چلا گیا اور اپنا سامان اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گیا اور میرا خیال نہ کیا۔ میں اُس کو تو رخصت کرنے کے لیے متوقع تھی لیکن اسی اثنا میں رات کے دس بج گئے۔ اس نے کہا۔ اب بہتر ہے تم سو جاؤ۔ میں ایسا نہیں چاہتی تھی لیکن پھر بھی آرام کرنے چلی گئی۔"

مجھے یقین ہے کہ اس نے سمجھا ہو گا کہ میں اب گہری نیند سو گئی ہوں۔ اس لیے آدھے گھنٹے بعد وہ دوبارہ آیا اور شاہ بلوط کی لکڑی کے دراز جس میں ہم رقم رکھتے تھے جب گھر میں ہمارے پاس زیادہ رقم نہیں ہوتی ہے تو ایک رول نکال لیتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ بینک کا کاغذ تھا۔ اگرچہ خبر نہیں کہ اس نے وہاں رکھے تھے۔ یہ یقیناً اُس نے بینک سے حاصل کیے ہوں گے کیوں کہ اُس دن وہ وہاں گیا تھا۔

اگر وہ صرف ایک دن کے لیے جا رہا تھا تو اس کو ان کی ضرورت ہو سکتی تھی؟ جب وہ نیچے گیا تو مجھے یوسٹیٹا کا خیال آیا اور یہ بھی کہ دونوں کس طرح رات کو ایک دوسرے سے ملے تھے۔ مجھے پتا ہے وہ یقیناً اُس سے ملا تھا کیوں کہ اُس نے رات کے پہر اُس کا تعاقب کیا تھا۔ لیکن تمھیں یہ بات بتانا مناسب نہ سمجھا تا کہ تم اس کے متعلق برا نہ سوچو۔ کیوں کہ تب تک اُس معاملہ کو سنجیدگی سے نہیں لے رہی تھی۔ اس کے بعد میں پلنگ پر نہ لیٹ سکی۔ ابھی کپڑے بدلے اور جب باہر اصطبل میں اس کی آواز سنی تو میں نے سوچا کہ تم کو یہ سب بتاؤں گی۔ اس لیے میں بنا آواز پیدا کئے نیچے آگئی اور باہر نکل آئی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ تمھارے نکلنے تک گھر پر تھا؟

"نہیں۔ کیا میرے پیارے کزن جا کر اُس کو یقیناً قائل کرنے کی کوشش نہ کرو گے؟"

"وہ میری بات پر غور نہیں کرتا ہے اور مجھے سفر کی کہانی سنا کر ٹال دے گا اور کل دوبارہ گھر آجائے گا اور بس یہی کچھ۔ لیکن مجھے یقین نہیں ہے۔ میرے خیال میں تم اُس پر اثر انداز ہو سکتے ہو۔"

"میں جاؤں گا۔" کلائم نے کہا۔

تھامسن کے ہاتھ میں ایک بڑا بنڈل تھا اور وہ اب تک اس کو بیٹھ کر کھول رہی تھی۔ جس کے اندر سے ایک بچہ نمودار ہوا۔ گویا چھلکے سے بیج نکلا ہو۔ خشک، گرم اور سفر یا موسم کی سختی سے بے خبر۔

تھامسن نے بچے کو مختصر بوسہ دیا اور رونا شروع کیا۔"میں آتی ہوں کیوں کہ اس کے ساتھ ہونے والے سلوک سے ڈرتی ہوں۔ میرا خیال ہے یہ مر جاتا۔ اس لیے میں اس کو اس زہریلے شخص کے پاس چھوڑ کر آئی۔

کلائم نے جلدی سے لکڑیاں چولہے پر چڑھائیں اور اُن کے اوپر چنگاریاں پھینکی اب وہ بجھ چکی تھیں اور دھونکنی کے ساتھ شعلہ جلا یادو۔ خود خشک کرو۔ اس نے کہا۔ میں جا کر مزید لکڑیاں لے کر آؤں گا۔"

"نہیں! اب اس کا انتظار مت کرو۔ میں خود آگ جلاؤں گا۔ کیا تم فوراً جاؤ گے۔ براہ مہربانی اچانک ؟"

ییو برایٹ اوپر گیا تاکہ لباس تبدیل کر سکے۔ جب وہ چلا گیاتو دروازے پر ایک اور ملفوف بر آمد ہوا۔ اس دفعہ یہ اندیشہ نہ تھا کیوں کہ وہ یقیناً یوسٹیثا ہی تھی۔ اُس کے قدم بھاری اور آہستہ تھے۔ ییو برائٹ کے خیال میں وہ فیئر وے ہو گا۔ جو خط لے کر آئے گا۔ دوبارہ نیچے اترا اور دروازہ کھولا۔

"کیپٹن وائے" اس نے گرتی انگلی کے ساتھ کہا۔

"کیا میری نواسی یہاں پر ہے ؟" کیپٹن نے کہا۔

"نہیں۔"

"تو پھر وہ کہاں پر ہے ؟" میں نہیں جانتا۔"

"لیکن علم ہونا چاہیے۔ تم اُس کے خاوند ہو۔"

"بظاہر نام کا۔ کلائم نے جذباتی انداز میں کہا۔ مجھے یقین ہے وہ آج رات ویلیڈیو کے ساتھ بھاگ نکلی ہے۔ میں صرف یہ دیکھ رہا ہوں۔"

"اچھا! اس نے میرا گھر آدھا گھنٹہ قبل چھوڑا تھا۔ یہاں پر کون بیٹھا ہوا تھا؟"

"میری خالہ ذات تھامسن۔"

کپتان کسی خیال میں محو اُس کے آگے جھکا۔ مجھے یہی امید ہے کے یہ بھاگنے سے زیادہ برا نہیں ہے۔" اُس نے کہا۔

"برا؟ اُس سے برا اور کیا ہو گا جو ایک بیوی کر سکتی ہے ؟"

"اچھا مجھے تو ایک عجیب کہانی سنائی گئی ہے۔ اس کی تلاش میں نکلنے سے قبل میں نے چارلی کو بلایا۔ (میرا اصطبل کا بچہ) (گھوڑا)۔ میں اپنا پستول دوسرے دن بھول آیا تھا۔"

"پستول ؟"

اُس نے اس وقت کہا جب وہ ان کو نیچے صاف کرنے جا رہا تھا۔ اب اس نے یہ بات تسلیم کر لی تھی۔ کیوں کہ یوسٹیشا تجسس کے ساتھ اس کو دیکھ رہی تھی اوراس کے بعد میں یہ بات مان لی مگر وہ اپنی زندگی لینا چاہ رہی تھی لیکن اس نے راز داری پر ان دونوں میں ایک کو استعمال کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں مستقل سوچ سکتا ہوں کہ وہ بھی ان دونوں میں ایک کو استعمال کرنے کی ڈینگ مار سکتی ہے لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا اور جو لوگ ایک بار یہ سوچتے ہیں وہ دوبارہ بھی یہ سوچ سکتے ہیں۔"

"پستول کہاں ہیں؟"

"بحفاظت مقفل ہے۔ اوہ! نہیں وہ دوبارہ ان کو ہاتھ تک نہیں لگائے گی لیکن زندگی ہارنے کے جیسے بندوق کی نالی کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔ تم کس بات پر اس کے ساتھ اس قدر برا سلوک کیا ہو گا۔ اچھا میں ہمیشہ سے شادی کے خلاف تھا اور میں ٹھیک تھا۔"

"کیا تم میرے ساتھ جا رہے ہو؟ یبو برائٹ نے کپتان کے آخری بیان کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے ہوئے کہا۔" اگر ایسا ہے تو میں تمھیں بتا سکتا ہوں کہ ہم دونوں دوران چہل قدمی کس بات پر جھگڑ رہے تھے۔"

"کیا؟"

"ویلیڈیو کی جانب۔ وہ اس کی منزل تھی۔ اس پر منحصر ہے۔"

تھامسن اب روتے ہوئے پھٹ پڑی۔ اس نے بتایا کہ اچانک اس کو مختصر سفر پر جانا تھا۔ لیکن اگر یہ سچ ہے تو اس کو اس قدر رقم کی کیوں ضرورت تھی؟

"او کلائم۔ تم کیا سوچتے ہو؟ کیا ہو گا؟ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ بچہ باپ سے محروم ہو جائے گا۔"

"میں اب تھک چکا ہوں۔" یبو برائٹ نے بر آمدے میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" بوڑھے شخص نے مشکوک لہجے میں کہا۔

"لیکن میں مجھے ڈر ہے کہ وہاں تک جانے میں میری ٹانگیں میرا ساتھ دیں گی۔"

میں پہلے کی طرح نوجوان نہیں ہوں۔ اگر اس دوران مزاحمت ملی تو یقیناً وہ میرے پاس آئے گی اور مجھے گھر پر رہنا چاہیے۔ اس کا استقبال کرنے کو۔"

"لیکن جیسا ہے ویسا ہونے دو کیوں کہ اب میں خاموش عورت کے پاس نہیں جا سکتا ہوں۔ میں سیدھا گھر کو جاؤں گا۔"

"شاید یہ بہتر ہو گا۔ کلائم نے کہا۔ تھامسن اپنے آپ کو خشک کر لو اور جس قدر ہو سکے آرام دہ ہو جاؤ۔"

(۷)۔ مناظر اور صدائیں آوارہ گردوں کو قریب لاتی ہیں

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر دیا اور کیپٹن وائے کی مصیت میں گھر سے نکلا جو گیٹ سے باہر ہی درمیانے رستے پر اس سے جدا ہو گیا تھا اور جو مئوڈر کی جانب جا رہا تھا۔ کلائم دائیں ہاتھ پر سرائے کی جانب والے رستے پر ہو لیا۔"

تھامسن گھر میں تنہا تھی۔ اس لیے اس نے گیلے کپڑے اتار دیئے اور بچے کو اوپر والی منزل میں کلائم کے گھر لے گئی خود دوبارہ نیچے بیٹھنے والے کمرے میں آ گئی جہاں پر اس نے بڑی آگ فروزاں کی اور اپنے آپ کو خشک کرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی آگ چمنی سے ابھرنے لگی جس نے کمرے کو پر سکون بنا دیا جو باہر کے طوفان کی گونج کے بنا دوگنی ہو گئی تھی اور کھڑکی پر کھڑ کھڑاہٹ پیدا کرتی اور چمنی کے اندر آہستہ آواز آ رہی تھی جو بظاہر ایک نئے دکھ کا آغاز لگ رہی تھی۔

تھامسن کا جزوی وجود گھر پر تھا۔ اس کا دل چھوٹی بچی کی وجہ سے پر سکون تھا لیکن ذہنی طور وہ کلائم کے ساتھ محو سفر تھی۔ اس تصوراتی سیر و سیاحت میں وقت کے لیے غرق ہوتے ہوئے وہ وقت کی ناقابل برداشت سست رفتاری سے متاثر نظر آتی تھی لیکن پھر بھی وہ بیٹھی رہی اور پھر وہ لمحہ آن پہنچا جب اس کے لیے بیٹھنا مشکل تھا اور یہ اس کے صبر پر ایک طنز تھا کہ کلائم اب تک بہ مشکل سرائے تک پہنچا ہو گا۔

بالآخر وہ بچی کے بستر کے پاس گئی جو گہری نیند سو رہی تھی لیکن ممکنہ ہنگامہ خیز برداشت کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہ نیچے جا کر دروازہ کھولنے لگی۔ بارش ابھی تک جاری تھی۔ موم بتی کی روشنی قطروں پر گر کر جھلملا رہی تھی۔ لیکن اس لمحے گھر جانے کی مشکل نے اس کو یہ سب کچھ کرنے پر اکسایا۔ کچھ بھی ہونا تجسس سے بہر حال بہتر تھا۔ میں یہاں پر کافی بہتر طریقے سے پہنچ گئی ہوں۔ اس نے کہا اور دوبارہ واپس کیوں نہیں جانا چاہیئے؟ گھر سے دور رہنا میری کوتاہی ہے۔"

اس نے جلدی سے بچی کو اُٹھایا۔ اس کو کپڑوں میں لپیٹا پہلے کی طرح چغہ اوڑھا اور راکھ کے اوپر پھاوڑا چلایا تا کہ مزید حادثے سے بچا جا سکے اور خود کھلی ہوا میں چلی گئی۔

دروازے کے پیچھے چابی کو اس کی پرانی جگہ پر رکھنے کے بعد اس نے دلیرانہ انداز میں سامنے فلک گیر اندھیرے کی جانب منہ دیکھا جو کپڑے کے آگے تھا اور اس کے بیچ میں قدم رکھا لیکن چوں کہ تھامسن کے خیالات کسی اور جگہ منسلک تھے اس لیے یہ رات اور اس کا موسم اس کے لیے خوفناک نہ تھا۔ سوائے اس کی قدرتی بے چینی اور پریشانی کے۔

وہ جلد ہی بلوم اینڈ کی وادی میں اترتی ہوئی پہاڑ کی جانب مڑی تھی۔ ہیتھ کے اوپر ہوا کی آواز باریک تھی گویا ایسی خوشگوار رات کی موجودگی میں سیٹی کی آواز ہو۔ بعض اوقات یہ رستہ اس گڑھے کی جانب جاتا تھا جو لمبی اور جھکی ہوئی جھاڑیوں کے بیچ و بیچ تھا جو مردہ ضرور تھا لیکن شکست خوردہ نہ تھا اور جس نے تالاب کی مانند اس کا رستہ بند کر رکھا تھا۔ جب یہ معمول سے زیادہ لمبے ہوئے تو اس نے بچی کو اپنے سر پر اٹھا لیا تاکہ ان کے گیلے پتوں سے محفوظ رہ سکے۔ اونچے میدانوں میں ہوا تیز اور متوازن تھی۔ بارش ہموار انداز میں اور مناسب اترائی کے بغیر گر رہی تھی۔ یہ تمام اس کے بس کی بات نہ تھی۔ اس مقام تک پہنچنا جہاں پر بادلوں کے دامن کو چھو رہی تھی۔ کہاں پر اپنا دماغ کرنا ناممکن تھا اور انفرادی قطرے اس پر ایسے گر رہے تے گویا تیز ۔۔۔ پر گرتے تھے۔ جوہڑ اپنی دھندلی پیلاہٹ کے باعث نظر آجاتے تھے وہ ان کو نظر انداز کرتی تھی جو اس کی موجودگی کی نشاندہی کرتے تھے ورنہ تو ہیتھ سے کم گہری چیز بذات خود اندھیرا ہی تھی۔

اس سب کے باوجود تھامسن چھوڑنے کے فیصلے پر پشیمان نہ تھی۔ اس کے لیے یوسٹیٹا کی مانند ہوا میں نہ کوئی نفرت تھی اور نہ ہی ان جھاڑیوں اور تنوں کے بیچ کوئی عداوت پنہاں تھی۔ چہرے کو چھونے والے قطرے بچھو نہ تھے بلکہ صرف بے عطف بارش نہ ہی ایڈگن کوئی دیو بھوت تھا بلکہ ایک غیر شخصی کھلا میدان تھا۔ جگہ کے متعلق اس کے خوف غیر دانش مندانہ تھے اور بدترین مزاج کے اندر اس کی ناپسندیدگی معقول حد تک تھی۔ اب یہ اس کی نظر میں ایک طوفانی جگہ تھی جس میں کوئی بھی شخص کسی قدرے آرام محسوس کر سکتا تھا۔ بے دھیانی میں اپنا راستہ بھول سکتا تھا اور ممکنہ سردی کی لپیٹ میں آسکتا تھا۔

اگر آپ رستے سے بخوبی واقف ہوں تو ناواقفیت میں مشکل کچھ زیادہ نہ تھی۔ کیوں کہ قدموں کے مانویت کا احساس ہوتا ہے اگر ایک مرتبہ رستہ کھو جاتے ہیں تو یہ نقصان ناقابل تلافی ہو گا۔ بچے کو اٹھانے کے باعث اس کو سانے واضح نظر نہ آرہا تھا جس سے ذہن منتشر ہو گیا تھا اور آخر کار وہ اپنا راستہ کھو بیٹھ تھی۔

یہ ناگہانی حادثہ اس وقت ہوا جب وہ گھر سے دو تہائی فاصلے پر ڈھلوان سے نیچے آرہی تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ ادھر ادھر رستہ ڈھونڈنے کی مایوس کن کوشش میں دھاگے کی تلاش میں لگی رہی وہ سیدھا چلی گئی۔

اس علاقے کی ساخت کے متعلق اپنے علم پر اعتماد کرتے ہوئے سیدھا چلی گئی۔ جس کو نہ توکلائم اور نہ ہی ہیتھ کے گھاس کاٹنے والے باسی شکست دے سکے تھے۔

آخر کار تھامسن ایک سوراخ کے قریب پہنچ گئی اور بارش میں ہلکا باریک حصہ پہچاننے کی کوشش کرنے لگی جس نے اب بیضوی شکل کے کھلے دروازے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اس کو علم تھا کہ اس کے نزدیک کوئی اور گھر نہ تھا اور ددروازے کی سطح زمین سے بلندی کے متعلق بھی جانتی تھی۔

"کیوں؟ یہ تو یقیناً ڈگری رین کی گاڑی ہے۔ اس نے کہا۔ رین بیر و منتخب شدہ مرکز تھا۔ جب وہ اس کے ہمسائے میں رہتا تھا اور اس نے فوراً اندازہ لگالیا کہ وہ اس راز دارانہ پسپائی میں ڈگمگا گئی ہے۔

اب اس کے ذہن میں یہ سوال ابھرا کہ وہ اس سے راستے کی رہنمائی کے لیے درخواست کرے گی۔ یہ چیز کہ اس کی آمد اس کی جگہ اور موسم میں ظاہر ہونا عجیب لگے گا۔

لیکن اس ارادے کی تکمیل میں تھامسن وین کی گاڑی تک پہنچ گئی اور س کو بغیر کسی کی توجہ کے پایا تھا اگرچہ اس میں کوئی شک نہ تھا کہ وہ ریڈل مین میں کوئی گاڑی تھی۔ آگ چولھے میں جل رہی تھی جب کہ لالٹین کھونٹے میں لٹکی ہوئی تھی۔ دروازے کے رستے کے گرد فرش پر صرف بارش کی پھوار تھی لیکن مکمل جذب نہیں ہوئی تھی جو اس بات کی عکاس تھی کہ دروازہ طوریل عرصے سے کھلا نہ تھا۔

وہ اس بے یقینی کے عالم میں تھامسن کو دیکھتے ہوئے کھڑی تھی کہ کچھ قدموں کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے سنا اور مڑتے ہوئے جانی پہچانی صورت سامنے آئی جو موٹے لباس میں سر تا پاؤں ملبوس دھندلی لالٹین کی کرنیں اس پر بارش کے باریک پردے سے نکل رہی تھی۔

"میرا خیال تھا کہ تم ڈھلوان سے نیچے گئی تھیں۔"

اس نے چہرے کو دیکھے بنا کہا۔ "تم کس طرح یاں واپس آگئے۔ ڈگری۔" تھامسن نے کمزوری سے کہا۔

تم کون ہو؟ وین بھی تک سمجھنے سے قاصر تھا۔ اور تم اب تک کیوں رو رہے تھے؟

ڈگری کیا تم مجھے نہیں پہچانتے ہو؟ اس نے کہا لیکن تم اس طرح تھکی ہوئی نہیں تھی۔ "میں یہاں پر پہلے نہ تھی اور نہ ہی آہ وزاری کر رہی تھی۔ وین اب اس کے قریب آیا تا کہ اس کے چہرے کا روشن پہلو دیکھ سکے۔

"مسز ویلیڈیو۔ اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہم کس وقت میں مل رہے ہیں۔ اور بچہ بھی ایسا کیا دردناک مقابلہ کہ تم ایسی رات کو باہر نکل آئیں؟"

وہ فوراً سے اس کا جواب نہ دے سکی اور بنا اس کی اجازت کے گاڑی کے اندر کود گئی۔۔ بچی کو بازو میں لیا اور اس کے پیچھے کھینچا۔

"یہ کیا ہے؟ جب وہ اس کے اندر کھڑے تھے تو اس نے سوال کیا۔

میں بلوم اینڈ سے آتے ہوئے اپنے گھر کا راستہ بھول گئی ہوں اور گھر جانے کی جلدی بھی ہے۔ براہِ مہربانی جس قدر جلد ہو سکے مجھے راستہ بتلاؤ۔ یہ نہایت احمقانہ بات ہے میرے لیے کہ میں ایڈگن کو اب تک بخوبی نہ جان سکی اور یہ سمجھ بھی نہیں آرہا ہے کہ کیسے راستہ بھول گئی ہوں۔ براہِ مہربانی ڈگری مجھے رستے پر نمائندگی کرو۔"

"ہاں! یقینا۔ میں تمھارے ساتھ جاؤں گا۔ لیکن تم اس سے قبل بھی میرے پاس آئی تھیں۔ مسز ویلیڈیو؟

"میں تو صرف اس لمحے آئی ہوں۔"

"یہ تو عجیب بات ہے۔ میں پانچ منٹ کے لئے یہاں دروازہ بند کیے سورہا تھا کہ باہر کا موسم اثر انداز نہ ہو سکے کہ باہر ایک خاتون کے کپڑوں کی گھاس سے رگڑنے مجھے بیدار کر دیا کیوں کہ میں گہری نیند نہیں سوتا اور اسی لمحے میں کسی عورت کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز بھی سنی۔ دروازہ کھولا اور لالٹین کو پکڑا جہاں تک روشنی پہنچ سکتی تھی میں نے ایک خاتون کو دیکھا جس نے روشنی میں سر کو گھمایا۔ اور پھر پہاڑ سے نیچے کی جانب بھاگی۔ میں نے لالٹین کو لٹکایا اور جلدی سے اپنی چیزوں کو سمیٹ کر اس کو چند قدم روکنا چاہا۔ لیکن وہ مزید مجھے نظر ہ آسکی اور میں تب کا وہاں" پر ہی کھڑا تھا جہاں تم سے ملا تھا۔ اس لیے جب میں نے تم کو دیکھا تو میرا خیال تھا کہ تم وہی خاتون ہو۔"

"شاید وہ ان پتھر کے باسیوں میں سے کوئی ہو جو گھر جا رہی ہوں؟"

"نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب کافی دیر ہو چکی ہے۔ اس کے چغے کی آواز سیٹی نما تھی جو صرف اور صرف ریشمی ہو سکتا ہے۔"

"وہ میں نہ تھی۔ کیونکہ میرا لباس ریشمی نہیں ہے۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ کیا سیم مسٹوور اور سرائے کے بیچ میں کسی مقام پر ہیں؟"

"ہاں! بالکل۔ زیادہ ور نہیں ہوں۔"

"آہ! میرا وسیم ہے کہ اگر وہ تھی۔ ڈگری۔ مجھے فوراً جانا چاہیے۔"

اس نے اس کے جاننے سے قبل ہی گاڑی سے چھلانگ لگا دی۔ وین نے لالٹین کو کھونٹی سے نکالا اور اس کے آگے جھکا۔ میں بچے کو اٹھالیتا ہوں۔ محترمہ۔ اس نے کہا۔ تمھیں اس کے بوجھ نے تھکا دیا ہو گا۔"

تھامسن لمحہ بھر کو ہچکچائی لیکن پھر بچہ وین کے ہاتھوں میں دے دیا۔ ڈگری "اس کو دباؤ مت۔ اس نے کہا کیوں کہ اس کے ننھے بازوؤں کو تکلیف ہو گی اور اسے اس طرح اس کے قریب رکھو تا کہ بارش اس کے چہرے پر نہ گرے۔"

"میں ایسا ہی کروں گا۔ اس نے شوق سے کہا۔ کیا میں تم سے متعلقہ کسی چیز کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہوں۔"

"میرا مطلب تھا شاید انجانے میں۔" تھامسن نے کہا۔

"بچی بالکل خشک ہے لیکن تم کافی گیلی ہو۔ ریڈل مین نے اپنی گاڑی کے دروازے کو مقفل کرتے ہوئے کہا کیوں کہ جہاں پر اس کا چغہ لٹکا تھا، فرش پر وہ پانی کے قطروں کا ایک دائرہ دیکھ رہا تھا۔

تھامسن اس کے پیچھے دائیں بائیں احتیاط سے دیکھ کر چل رہی تھی تا کہ بڑی جھاڑیوں کو نظر انداز کر سکے۔ بعض دفعہ رک کر لالٹین کو ڈھکتی جب کہ ڈگری سر اٹھا کر رین بیرو کے مقام کا اندازہ کر رہا تھا۔ جو کہ ضروری بھی تھا کہ وہ لوگ اپنی اس جگہ پر مناسب راستے کے تعین کے لیے رکھیں۔

"تمھیں یقین ہے کہ بارش بچی پر نہیں گر رہی ہے؟"

"بالکل یقین ہے محترمہ۔ کیا میں اس کی عمر پوچھ سکتا ہوں۔ میڈیم؟" لڑکا (اس کی) تھامسن نے نصیحت کے انداز میں کہا۔ کوئی بھی اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ تقریباً دو ماہ کی ہے۔ اس سرائے تک مزید کتنا فاصلہ ہے۔"

"ایک چوتھائی میل یا ذرا زیادہ۔"

"کیا تم تھوڑا تیز چلو گے؟"

"مجھے ڈر تھا کہ تم نہیں کر سکتی۔"

"میں گھر پہنچنے کو بے تاب ہوں۔ آہ۔ کھڑکی سے روشنی چھلک رہی ہے۔"

"وہ کھڑکی سے نہیں ہے بلکہ ایک ٹم ٹم لیمپ ہے۔ جہاں تک مجھے یقین ہے۔"

"اوہ! تھامسن نے مایوسی سے کہا۔ کاش میں جلد وہاں پہنچ جاتی۔ مجھے بچہ پکڑ آؤ۔ ڈگری۔۔ اور اب تم واپس جاسکتے ہو۔"

"مجھے تمھارے ہمراہ جانا چاہیے۔ وین نے کہا۔ روشنی اور ہمارے بیچ ایک دلدل ہے۔ اور اگر میں تمھارے ساتھ نہ ہوا تو تم گردن تک اس دلدل میں دھنس جاؤ گی۔"

"لیکن روشنی سرائے پر ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی دلدل نہیں ہے۔"

نہیں روشنی سرائے کے نیچے ہے تین سو گز کے فاصلے پر ہے۔"

"کوئی فرق نہں پڑتا ہے۔ تھامسن نے جلدی سے کہا۔ روشنی کی جانب جاؤ نہ کہ سرائے کی جانب۔"

ہاں! وین نے فرمانبرداری سے کچھ توقف کے بعد لرزتے ہوئے جواب دیا۔ کاش تم مجھے اپنی پریشانی کے بارے میں آگاہ کرتیں۔ میرا خیال ہے کہ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ مجھ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔"

کچھ چیزیں جو بتائی نہیں جاسکتیں اور پھر اس کا دل گویا حلق میں آگیا وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی۔

آٹھ بجے پہاڑ سے یوسٹیٹا کی جاب سے اشارہ ملتے ہی ویلیڈیو فوراً اس کی اڑان میں رہنمائی کے لیے تیار ہو گیا۔ حسب توقع اس کے ہمراہ تھی۔ وہ کسی حد تک بے قرار لگ رہا تھا۔ اور جس انداز سے اس نئے تھامسن کو اپنے سفر کے بارے میں مطلع کیا تھا وہ س کا شک ابھارنے کو کافی تھا۔ جب وہ سونے کو چلی گئی تو اس نے ضرورت کی چند اشیاء جمع کیں اور اوپر پیسوں والے دراز کی جانب بڑھا جہاں بکثرت رقم نکالی جو جائیداد کے قبضے کے لیے پیشگی رکھی ہوئی تھی تا کہ منتقلی کے اخراجات پر خرچ کی جاسکے۔

اس کے بعد وہ اصطبل میں گیا تا کہ خود جائزہ لے سکے کہ گھوڑا، ساز اور ٹم ٹم تینوں سفر کے لیے اچھی صورتحال میں ہیں۔ تقریباً آدھا گھنٹہ اس کام میں صرف ہو گیا اور پھر گھر لوٹنے پر اس کا تھامسن کے بارے میں خیال تھا کہ وہ یقیناً سو گئی ہو گی۔ اس نے اصطبل کے لڑکے کو ٹھہرنے کا نہ کہا جس سے اس نے یہ بھیجہ اور کہا کہ اس کی روانگی صبح کے تقریباً چار یا پانچ بجے ہو گی اور چونکہ یہ انتہائی وقت تھا اور آدھی رات سے کم معیوب تھا۔

وہ وقت جس پر رضامندی ظاہر ہوئی تھی کیوں کہ بڈموتھ سے چھوٹا قافلہ ایک دو بجے کے قریب نکلتا تھا۔

آخر کار سب خاموش ہو گئے اور س کے پاس انتظار کے علاوہ کوئی چارا نہ تھا۔ وہ اس خیال کو بنا کوشش کے بھی نہ چھوڑ سکا جو یوسٹیٹا کے ساتھ آخری ملاقات کے بعد تک اسکے اندر تھا۔ لیکن اسے امید تھی کہ اس

صورتحال میں کون سی رقم اس کی مدد کرے گی۔ اس نے خود کو قائل کیا کہ اپنی اچھی بیوی کے ساتھ اس قسم کے بخل کا رویہ اس کی آدھی جائیداد کے بارے میں فیصلہ کرنا اور ایک حوصلہ مندانہ فیصلے کے ذریعے دوسری اور عظیم تر خاتون کو شریک کرنا ممکن تھا۔ اگرچہ وہ خط کے متعلق یوسٹیشا کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا کیوں کہ جمع کرانا اور اس کو چھوڑنا اس کی خواہش تھی اور اس کو چھوڑ دینا۔ وہ جادو جو اس نے کیا تھا اب سر چڑھ کر بول رہا تھا اور اس کا دل پیشی بینی بے اتری کے خوف سے دھک دھک کر رہا تھا اس کے حکم کے آگے کہ دونوں کی باہمی رضامندی جو ان دونوں کو ایک دوسرے کی قسمت میں لکھا تھا۔

وہ زیادہ عرصے اپنے آپ کو ان تاویلوں، مقولوں اور امیدوں کے زیر اثر نہیں رہنے دیتا تھا اور بارہ بجنے میں بیس منٹ کے لیے دوبارہ آرام سے اصطبل میں گیا۔ گھوڑوں کو زین لگائی، چراغ کو روشن کیا اور اب گھوڑے کو سر سے پکڑ کر اس نے ڈھکی ہوئی گاڑی سے ایسی جگہ نکالا جو سڑک کے کنارے تقریباً میل کے چوتھائی حصے پر نیچے سرائے کی جانب تھا۔ یہاں ہر ویلیڈ یو چند ساعتوں کے لیے تیز بارش سے بچنے کے لیے ایک لڑکے کنارے کے نیچے کھڑا ہوا جو اس جگہ پر تھا۔ سڑک کی سطح کے ساتھ جہاں پر چراغوں کی روشنی میں گارے اور چھوٹے پتھر ایک دوسرے میں باہم جڑے اور پیوست تھے اور ہوا کے سامنے تھے تیز ہوا ان کا ڈھیر بنا دیتی۔ ہیتھ کے گرد چلتی جھاڑیوں کے گرد گھومتی ہوئی اندھیرے میں پیوست ہو جاتی تھی۔ اس خراب موسم میں صرف ایک آواز ابھرتی تھی جو شمال کی جانب اس ڈیم کی تھی جو چراگاہوں کے اندر دریا میں تھی اور اس سمت میں ہیتھ کی چاردیواری تشکیل دیتا تھا۔

وہ ساکت وہاں کھڑا رہا۔ جہاں تک کہ آدھی رات کا وہ گھنٹہ آ گیا۔ اس کے دماغ میں ایک مضبوط شک ابھرا کہ اس خطرناک موسم میں یوسٹیشا نیچے نہ گر گئی ہو۔ اگرچہ اس کی فطرت کے بارے میں جانتے ہوئے اس کو شک تھا۔

"غریب چیز۔" وہ بڑبڑایا۔

بالآخر وہ لیمپ کی جانب مُڑا اور گھڑی پر دیکھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ آدھی رات گزر چکی تھی۔ وہ مسٹور کی جانب چکر دار انداز میں گیا ہوتا ایک ایسا منصوبہ جس کا اس نے اس پیدل راستے کی نسبت جو پہاڑوں کی جانب کھلا تھا اور نتیجتاً گھوڑے کی مزدوری ہی نسب زیادہ تھی۔ رستے کے بے حساب لمبائی کے باعث اختیار نہیں کیا تھا۔ اسی لمحے قدموں کی آواز آئی لیکن چراغوں کی روشنی چوں کہ مختلف سمت میں تھی اس لیے آنے والا واضح نہیں تھا۔ قدم ایک بار رکے پھر آگے بڑھے۔

"یوسٹیٹا" ویلیڈیو نے کہا۔

وہ شخص آگے بڑھا اور روشنی کلائم کے بدن پر پڑی جو گیلے ہونے کے باعث جھلملا رہا تھا۔ مس کو ویلیڈیو نے فوراً پہچان لیا تھا۔ لیکن ویلیڈیو چونکہ روشنی سے ذراہٹ کر کھڑا تھا اسی لیے یوبرائٹ اس کو فوا پہچان سکا۔

وہ کچھ دی شک میں رکا گویا منتظر گاڑی اس کی بیوی اڑان میں کسی حد تک مددگار ثابت ہو سکتی تھی۔ نہیں۔ اچانک یوبرائٹ کو دیکھ کر ویلیڈیو کے مقدس جذبات اُڑن چھو ہو گئے۔ جو اس کو ایک مہلک اقلیت سے دیکھ رہا تھا۔ جس سے یوسٹیٹا کو محفوظ رکھا تھا۔ اب تک ویلیڈیو اس بھید کے ساتھ بولا کہ کلائم اس کے قریب سے بنا کچھ دریافت کیے گزر جائے گا۔

وہ دونوں ہی مارے عجلت کے ایک خاموشی میں ڈوبے تھے کہ ایک افسردہ آواز اور آندھی طوفان کے اوپر سے آئی۔ جس کی ابتدا نا قابل فراموش تھی۔ یہ کس انسان کی متصل ندی میں گرنے کی آواز تھی جو بظاہر ڈیم کے قریبی مقام پر تھی۔

دونوں شروع ہو گئے۔ "اچھا خدایا۔ کیا یہ وہ دونوں نہیں ہو سکتی ہیں؟" کلائم نے کہا۔

"وہ کیوں ہو گی؟ ویلیڈیو نے حیران ہو کر اس بات کو فراموش کرتے ہوئے کہا کہ اس نے خود کو چھپانا تھا۔

"آہ! وہ تم ہو۔ تم دغاباز کیا ہو؟ یوبرائٹ چیخا۔ وہ کیوں ہو گی؟ کیوں کہ گزشتہ ہفتہ اگر وہ اس قابل ہوتی تو شاید اچھی زندگی کا خاتمہ کر لیتی۔ اس کو دیکھنا چاہیے۔ ایک لیمپ پکڑو اور میرے ساتھ آجاؤ۔"

یوبرائٹ نے اپنی جانب چراغ کو اٹھایا اور تیزی سے دوڑا۔ ویلیڈیو نے دوسرے کو کھولنے کا انتظار نہ کیا اور فوراً اس چراگاہ کے رستے پر ہو لیا جو ڈیم کی جانب تھا اور تم سے ذرا پیچھے۔

ڈیم کے پانی کے نیچے بالکل ایک بڑا گول تالاب تھا جس کا قطر پانچ فٹ تھا اس کے اندر پانی دس بڑے دروازوں سے گرتا تھا۔ جو عام طرح کے اوپر نیچے ہوتا تھا۔ تالاب کے کنارے معماروں کے بنے تھے تاکہ بچوں کو کنارے تک آنے سے روکا جا سکے۔ لیکن موسم سرما کے دوران ندی کی قوت اس قدر زیادہ ہوتی تھی کہ متعلقہ دیوار سے اوپر جاتی اور اس کے اندر سوراخ کے ذریعے سرایت کر جاتی۔ کلائم دروازے تک پہنچ گیا جس کا پورا ڈھانچہ بنیاد تک پانی کے چکر سے لرز جاتا تھا۔ اب تالاب میں صرف موجوں کا ارتعاش تھا۔ وہ لکڑیوں

سے بنے پل کے اوپر چڑھا اور تار کو پکڑا تا کہ ہوا اس کو اڑا نہ لے جائے۔ دوسرے کنارے پر چلا گیا۔ وہاں ہر دیوار کے اوپر جھکا اور چراغ کو مزید نیچے جھکایا تا کہ مڑی ہوئی لہروں سے بنا کنارا دیکھ سکے۔

اسی دوران دوسرے کنارے پر ویلیڈیو پہنچ گیا اور ییو برائٹ کے چراغ سے نکلنے والی روشنی نے ڈیم کے تالاب میں داغ اور ہیجان پیدا کر دیا جو سابقہ انجینئر کو اوپر سے لرزتے پانی کے چکر دکھا رہی تھی۔ اس زخم خوردہ اور سلوٹ زدہ آئینے کے پار ایک گہرا جسم آہستگی سے پانی کے پیچھے چکر کے اندر دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ! میری پیاری۔" ویلیڈیو نے کرب ناک آواز میں کہا اور غائب دماغی میں رہنا پڑا۔ کوٹ پھینکنے کے بجائے وہ آپ کے والے برتن کے اندر جھک گیا۔

اب ییو برائٹ بھی اس پتھرائے ہوئے جسم کو پہچان چکا تھا۔ اگرچہ بالکل واضح تھا۔ ویلیڈیو کے چھلانگ لگانے پر اس نے سوچا کہ وہ کسی کی زندگی بچانے کیے لیے جا رہا تھا۔

وہ خود کوئی عقل مندانہ منصوبہ بنانے لگا تھا جس کے لیے اس نے لیمپ کو ستون کے اوپر رکھا تا کہ سیدھا اور اونچا ہو اور تالاب کے نچلے حصے کی جانب دوڑتے ہوئے جہاں پر کوئی دیوار نہ تھی۔ وہ اندر کودا جو سردی سے اوپر کی طرف نکلتے ہوئے گہرے پانیوں میں چلا گیا۔ یہاں پر اس کی ٹانگیں شل ہو گئیں اور تیرتے ہوئے برتن کے درمیان میں پہنچ گیا جہاں پر اس نے ویلیڈیو کو کوشش میں مصروف پایا۔

جب یہاں پر یہ رفتار حرکات جاری و ساری تھیں۔ وین اور تھامسن ہیتھ کے نچلے حصے میں روشنی کی جانب پہنچنے کی تگ و دو کر رہے تھے۔ وہ دریا کے اس قدر نزدیک نہ تھے کہ غوطے کی آواز سن سکتے لیکن گاڑی کی بتی کی منتقلی اور اس کی حرکات کا جائزہ بخوبی لے سکتے تھے۔ جونہی وہ کار گھوڑے کے قریب پہنچے تو وین نے اندازہ لگایا کہ کوئی نئی چیز غائب تھی اور متحرک روشنی کے پیچھے بھاگنے لگے۔ وین تھامسن سے تیز رفتار تھا اس لیے ڈیم کے پاس اکیلا پہنچ گیا۔ کلائم نے پورٹ پر جو چراغ رکھا تھا وہ ابھی پانی سے چمک رہا تھا اور ریڈل مین نے کسی چیز کو بے حس و حرکت تیرتے ہوئے دیکھا تھا۔ بچی کے حائل ہونے کے باعث وہ واپس تھامسن سے ملنے کو بھاگا۔ "مسز ویلیڈیو براہِ مہربانی بچی کو پکڑ لیں۔" اس نے جلدی سے کہا۔ اس کے ساتھ گھر بھاگ جاؤ۔ اصطبل کے لڑکے کو بلاؤ اور اسے کہو کہ قریب اپنے والے کسی بھی شخص کو میرے پاس بھیجو۔ کوئی ڈیم کے اندر گر گیا ہے۔"

تھامسن نے بچے کو پکڑا اور دوڑ گئی۔ جب وہ اس ڈھکی ہوئی کار کے قریب پہنچی تو گھوڑا جو کہ اصطبل سے تو تازہ دم نکلا تھا اب بالکل ساکت کھڑا تھا گویا آنے والی نحوست سے باخبر ہو۔ اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا

کہ وہ کون تھا۔ وہ تقریباً بے ہوش ہونے والی تھی اور اگلا قدم رکھنے کے قابل بالکل نہ تھی لیکن چھوٹی لڑکی کو نقصان سے بچانے کی خاطر اس کے اعصاب میں حیرت انگیز ضبط پیدا ہو گیا تھا۔ تجسس کے اس کرب میں مبتلا وہ گھر کے اندر داخل ہوئی۔ بچے کو محفوظ مقام پر رکھا۔ لڑکے اور دوسری گھریلو خواتین کو جگایا اور قریب ترین چھونپڑے میں خبر دینے چلی گئی۔

ڈگری جب تالاب کے کنارے پر پہنچا تو دیکھتا ہے سب سے اوپر والی لاش نکالی جا چکی ہے۔

اس نے ان میں سے ایک کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا اور ان کو بازو میں دباتے ہوئے لالٹین ہاتھوں میں پکڑے تالاب کی تہہ میں کلائم کی طرح داخل ہو گیا۔ جونہی وہ گہرے پانیوں میں جانے لگا تو وہ اس کے پاس لپکا اس سہارے کی مدد سے وہ جتنا چاہتا تیر سکتا تھا اور لالٹین کو اپنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے غیر منسلک رکھا تھا۔ پاؤں پر وزن ڈالتے ہوئے وہ گول گھوم رہا تھا۔ ہر بار ایک لہر کی وجہ سے نیچے ہوتے ہوئے اور پھر چکر کے درمیان میں جاتے ہوئے۔ پہلے تو اس کو کچھ نظر نہ آیا۔ پھر جھلملاتے ہوئے گرداب اور سفید جھاگ کے لوتھڑوں کے درمیان ایک عورت کی ٹوپی تیرتی نظر آئی تھی۔ اب اس کی تلاش بائیں دیوار کے نیچے تھی جب کوئی چیز تیرتی ہوئی اس کے بالکل عقب میں آ گئی تھی۔ توقع کے برعکس وہ ایک مرد تھا۔ ریڈل مین نے لالٹین کا گول دائرہ اپنے دانتوں کے بیچ میں رکھا، تیرتے ہوئے شخص کو کالر سے پکڑا اور اپنے بغیر بازو سے۔۔۔ کو پکڑتے ہوئے مضبوط ترین دور شروع کر دی جس کی مدد سے وہ بے ہوش شخص بیچ اور وہ خود ندی سے نیچے چلے گئے تھے۔ جونہی وین نے اپنے پاؤں گہرے حصے میں گھستے ہوئے دیکھے تو وہ دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر کنارے کی جانب چلنے لگا۔ جہاں پر پانی تقریباً اس کی کمر کے برابر تھا اس نے بیچ کو پھینکا اور شخص کو آگے کھینچنے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ سخت مشکل کام تھا اور اب یہ انکشاف ہوا کہ اس شخص کی ٹانگیں سختی سے دوسرے کے بازو کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔ جو سطح کے بالکل بیچ تھا۔ اس لمحے اس کے دل نے چند قدموں کی آواز کو اپنی جانب بھاگتا ہوا سنا اور پھر تھامسن کے للکارنے سے دو آدمی کنارے پر ابھرے۔ وہ وین کی جانب دوڑے اور بظاہر ڈوبنے والے شخص کو اٹھانے میں اس کی مدد کی۔ ان کو علیحدہ کیا اور گھاس پر لٹا دیا۔ وین نے روشنی ان کے چہروں پر ڈالی سب سے اوپر والا شخص یوبرائٹ تھا اور جو بالکل غرق آب آ چکا تھا وہ ویلیڈیو تھا۔

"اب ہمیں دوبارہ سوراخ کی تلاش کرنی چاہیے۔" وین نے کہا۔ ایک خاتون بھی یہاں کہیں ہے۔ ایک ستون کو ڈھونڈو۔

"ستون"

اُن میں سے ایک شخص پائے دان کے پل کے پاس گیا اور ہاتھ کی ریل کو توڑا۔ ریڈل میں اور اس کے ساتھ دو اور پانی کے اندر پہلے کی طرح داخل ہوئے۔ مل کر زور لگایا اور تالاب کو آگے کی جانب دھکیلا جہاں پر مرکزی نقطے پہ پیچھے کی جانب ڈھلوان میں جاتا تھا۔ وین یہ سوچنے میں غلط نہ تھا کہ جو شخص آخری مرتبہ ڈوبا تھا اب اس مقام تک صاف ہو چکا ہو گا کیوں کہ جب انہوں نے پہلی مرتبہ آدھے رستے تک جائزہ لیا تھا تو کوئی چیز ان کے حملے سے مزاحم تھی۔

"اسے آگے کی جانب کھینچو۔" وین نے کہا اور انہوں نے اس کو ستون کے ساتھ کھینچا جب تک ان کے قدموں کے قریب نہ ہو گئی تھی۔

وین دوبارہ ندی کے اندر غائب ہو گیا اور پھر اوپر آیا کہ بھڑ کیلے کپڑوں کے ہمراہ جس کے اندر خاتون کا سر دوجود بند تھا اور یہ سب کچھ مضمحل یوسٹیٹا کی باقیات تھیں۔

جب وہ کنارے پر پہنچے تو تھامسن وہاں کھڑی تھی جو غم زدہ کیفیت کے زیر اثر تھی ان دونوں بے ہوش لوگوں کے اوپر جھکی ہوئی جو اس کے آگے تھی۔ گھوڑا اور گاڑی سڑک پر قریب ترین مقام پر لائے گئے۔ ان تینوں کو گاڑی میں ڈالنا صرف چند منٹ کا کام تھا۔ وین گھوڑے کے آگے تھا۔ تھامسن کو اپنے بازوؤں پر اٹھائے دو لوگ اس کے پیچھے تھے یہاں تک کہ وہ سرائے تک پہنچ گئے۔

وہ عورت جس کو تھامسن نے نیند سے جگایا تھا اس نے جلدی سے لباس تبدیل کیا اور آگ جلائی جب کہ دوسرا نوکر گھر کے پچھلے حصے میں تھا۔ یوسٹیٹا، کلائم اور ویلیڈیو کے بے جان لاشے قالین پر رکھے گئے تھے۔ ان کے پاؤں آگ کی جانب تھے اور ایسے حیات بخش اقدامات جو کہ سوچے جاسکتے تھے فوراً شروع کیے گئے۔ اصطبل کے سائیس کو فوراً ڈاکٹر کو بلانے کے لیے بھیجا گیا۔ لیکن ان تینوں اجسام میں زندگی کے کوئی آثار نظر نہ آرہے تھے۔

پھر تھامسن جس کی غم کی حس کچھ وقت کے لیے شوریدہ سری سے باہر نکلی۔ اس نے کا کڑا سنگھی کی بوتل کلائم کے نتھنوں میں ڈالی۔ لیکن دوسرے دونوں پر یہ طریقہ بے فیض رہا تھا۔ اس نے آہ بھری۔

"کلائم زندہ ہے۔" اس نے کہا۔

جلد ہی اس کی سانس تیز ہو گئی۔ بار بار اس نے اپنے خاوند پر یہ طریقہ علاج آزمایا لیکن ویلیڈیو نے کوئی حرکت نہ دی۔ اب یہ بات سوچنے کی تھی کہ وہ اور یوسٹیٹا دونوں کے لیے ان متحرک خوشبوؤں کے اثرات

سے باہر تھے۔ لیکن ان کی کارروائی ڈاکٹر کی آمد تک سست روی کا شکار نہ ہوئی جب ایک ایک کر کے ان تینوں بے ہوشوں کو اوپر لے جا کر گرم بستروں میں لٹایا گیا۔

وین نے جلد ہی خود کو مزید حاضری سے آزاد محسوس کیا اور دروازے پر چلا گیا اور اس ناگہانی آفت کو محسوس کرنے سے بالکل تیار نہ تھا جو اس خاندان پر نازل ہونے جا رہی تھی اور جس میں وہ خود بدرجہا دلچسپی لیتا تھا۔ تھامسن اس اچانک اور بے بس کرنے والے واقعے سے ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔ اب نہ تو کوئی مضبوط اور باہوش، سمجھدار مسز ییوبرائٹ تھی جو اس حالت میں اس کو سہارا فراہم کرتی، کوئی بھی غیر جذباتی مناظر اس کی ویلیڈیو جیسے شوہر کے نقصان کے بارے میں سوچ سکتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لمحہ بھر کو وہ اس سے الجھن اور پریشانی کا شکار تھی۔ جیسا کہ وہ اس کے اس جا کر سکون نہیں پہنچا سکتی تھی اب اس کو کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی کہ مزید اس گھر میں بحیثیت اجنبی انتظار نہ کرے۔

وہ ہیتھ میں اپنی وین کی طرف مڑا۔ آگ ابھی تک بجھی نہ تھی اور ہر چیز بالکل اسی حالت میں تھی جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ اب وین نے اپنے کپڑوں کے متعلق سوچا جو پانی سے بھرے ہوئے شیشہ کے برابر بھاری ہو گئے تھے۔ اس نے کپڑے بدلے۔ ان کو قالین کے سامنے بچھایا اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔ لیکن یہاں پر بیٹھ کر آرام کرنا مشکل تھا جب اس کے سامنے اس گھر کے مکینوں کا اضطراب آتا جو وہ چھوڑ کر آیا تھا اور اب اپنے آپ کو وہاں سے آنے پر موردالزام ٹھہرا رہا تھا اس لیے اس نے دوسرا لباس بدلنے کے لیے دروازہ مقفل کیا اور دوبارہ سرائے کی جانب لپکا۔ جب وہ باورچی خانے میں داخل ہوا تو بارش ہنوز زور و شور سے جاری تھی۔ چولھے سے تیز روشنی نکل رہی تھی اور دونوں عورتیں تگ و دو میں مصروف تھیں ان میں سے ایک اولی ڈدرون تھی۔

"اب کیا ہو رہا ہے؟" وین نے سرگوشی کے انداز میں سوال کیا۔

مسٹر ییو برائٹ اب بہتر ہیں لیکن مسز ییوبرائٹ اور ویلیڈیو وفات پا چکے ہیں اور ان کے اجسام ٹھنڈے نہیں۔ ڈاکٹر کے مطابق وہ پانی میں نکلنے سے قبل ہی زندگی کی بازی ہار چکے تھے۔

"آہ! میرا بھی کچھ ایسا ہی خیال تھا جب میں نے ان کو کھینچا تھا اور مسز ویلیڈیو؟"

"وہ حسب توقع بہتر ہیں۔ ڈاکٹر نے ان کو کمبلوں کے بیچ رکھا ہے کیوں کہ وہ بھی قدرے بھیگی ہوئی تھیں۔ جتنا کہ وہ لوگ دریا کے اندر تھے بیچارے غریب لوگ

تم بھی زیادہ خشک لگ رہے ہو ریڈل مین۔"

"اوہ! زیادہ نہیں۔ میں نے اپنے کپڑے بدل لیے ہیں۔ دوبارہ بارش میں آنے کے باعث میں گیلا ہو گیاہوں۔"

آگ کے قریب کھڑے ہو۔ مس میں کہہ رہی تھیں کہ تم جو چاہو لے سکتے ہو اور وہ اس بات پر کف افسوس مل رہی تھیں جب ان کو بتایا گیا کہہ تم جا چکے ہو۔

وین آگ کے قریب ہو گیا اور شعلوں کی طرف غائب دماغی سے دیکھنے لگا۔ اس کے موزوں سے اٹھتی ہوئی بھاپ چمنی کے قریب آ کر بن گئی۔ ان لوگوں کے خیال میں جو اوپر کی منزل پر تھے دو تو ان میں سے لاشیں تھیں اور ایک جو ابھی ابھی موت کے پنجوں سے بچایا تھا اور چوتھی بیمار اور بیوہ عورت تھی۔ آخری مرتبہ وہ اس آگ کے پاس تب بیٹھا تھا جب قرعہ اندازی ہو رہی تھی اور ویلیڈیو حیات اور صحت مند تھا۔ تھامسن اگلے کمرے میں تھی۔ بیوبرائٹ اور یوسٹیثا دونوں نئے نئے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے اور مسز بیوبرائٹ بلوم اینڈ میں مقیم تھیں اب ایسے لگتا تھا کہ گویا اس وقت کے حالات اب کے حالات سے اور آنے والے بیس سالوں سے بھی بہتر تھے لیکن اس تمام دائرے میں اس کی ذات واحد تھی جو بالکل تبدیل نہ ہوئی تھی۔

اسی غور و فکر میں وہ ایک سیڑھی نیچے اترا۔ نرس نے اس کے ہاتھ میں تہہ شدہ کاغذ تھما دیا تھا۔ وہ اپنے کام میں اس قدر غرق تھی کہ اس نے دیکھا تک نہ تھا۔ اب اس نے الماری سے ایک ڈوری لی جس کو آگ کے گرد باندھا یہ ٹکڑے کے کونے کو آگ سے باندھتے ہوئے کھولتے ہوئے اس نے ان کو ایک ایک کر کے دھاگے کے ساتھ منسلک کرنا شروع کیا اور لیجیئے کپڑے کو ایک قطار میں ٹانگے ہیں۔"

"یہ کیا ہیں؟" وین نے کہا۔

"بے چارے مالک کے بینک کے نوٹ۔ اس نے جواب دیا جب انھوں نے اس کو بے لباس کیا تو ان کی جیب کے اندر موجود تھے۔ تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ دوبارہ ایسا نہیں آ رہا تھا۔" وین نے کہا۔

ہم اس کے بارے میں شاید کبھی نہ جان سکیں گے" اس نے کہا۔

وین رخصت نہیں ہونا چاہتا تھا کیوں کہ اس کی ہر دلعزیز چیزیں اس چھت تلے تھیں۔ اس دن ان دونوں کے علاوہ جو ابدی نیند سو گئے تھے اس گھر میں اور کوئی نہ سو سکا تھا اور اس کی بظاہر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ کیوں کر وہاں نہ رہتا۔

اس لیے وہ اس آگ کے طاقچے پر بیٹھ گیا جس میں بیٹھا کرتا تھا جہاں سے نوٹوں کی دوسری قطار کا جائزہ لے رہا تھا جب وہ چمنی کے لیے نکلنے والے طوفان سے آگے اور پیچھے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی جھریاں مکمل طور پر خشک اور خستہ ہو گئی تھیں۔

اس کے بعد وہ خاتون اندر آئیں اور ان کو کھولا، ان کو ایک دوسرے میں تہہ لگائی اور میٹھی اوپر اٹھا کر لے گئے۔ اس وقت ڈاکٹر نمودار ہوا۔ اس کی نظر ایک بے بس شخص کی مانند تھی اس نے اپنے دستانے اتارے اور باہر نکل گیا جلد ہی اس کے گھوڑے کی دکی بھی سڑک پر ختم ہو گئی تھی۔

تقریباً چار بجے کے قریب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ جو چارلی کی جانب سے تھی جس کو کیتن وائے نے یوسٹیٹا کے متعلق معلومات حاصل کرنے کو بھیجا تھا جس لڑکی نے اس کا استقبال کیا اس نے اس کی جانب یوں دیکھا گویا کہ اس کو علم نہیں اس پر اب کیا جواب دینا چاہیے اور اس کو اندر کا راستہ دکھایا جہاں پروین تشریف فرما تھا۔ ریڈل مین سے یہ کہتے ہوئے۔ "کیا آپ براہِ مہربانی اس کو بتلائیں گے ؟"

"ہاں! ہاں۔ مجھے صرف یہ امید ہے کہ میں اس کو یک بارگی دیکھ سکوں گا۔"

"تم کرو گے۔" پیچھے سے ایک آہستہ آواز آئی اور شروع ہونے سے قبل انہوں نے ہلکی روشنی دیکھی۔ ایک باریک، بے رونق، اور زرد چہرہ کمبل میں لپٹا ہوا اور اس Lagorous'[1] کی جانب سے آتا ہوا۔

یہ یبوبرائٹ تھا۔ نہ وین اور نہ ہی چارلی بولا بلکہ کلائم شروع ہو گیا۔ تم اس کو دیکھو گے۔ کینان کو بتانے کے لیے اب کافی وقت ہو گا جب دن کی روشنی چھا جائے گی۔ تم بھی اس کو دیکھنا چاہو گے نا۔ کیا تم ایسا نہیں چاہو گے۔ ڈگری؟ اب وہ بہت خوبصورت لگتی ہے۔"

وین پاؤں پر کھڑا ہوا اور چارلی کے ہمراہ کلائم کی پیروی میں سیڑھی کے پائیدان تک پہنچا۔ اس نے جوتے اتارے اور چارلی نے بھی اس کی تقلید کی۔

اب وہ یبوبرائٹ کے پیچھے آگئے جہاں پر ایک شمع فروزاں تھی جس کو یبوبرائٹ نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور متصلہ کمرے کی جانب ان کی رہنمائی کی۔ وہاں پر وہ معتبر کی جانب گیا اور چادر کو دوبارہ لپیٹا۔

وہ خاموشی سے یوسٹیٹا کو دیکھ رہے تھے جو اب موت کی وادی میں کھو گئی تھی لیکن زندگی کے تمام مراحل سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ وہ زردی جو اس کے چہرے کی نمایاں خصوصیت تھی سفیدی میں بدل گئی تھی۔

۱۔ Lazorous: (متعدی امراض میں مبتلا لوگوں کا شفاخانہ، کوڑھ میں مبتلا لوگوں کی علاج گاہ) (قومی اردو انگریزی لغت)

اس کے خوب صورت تراشیدہ چہرے کے تاثرات اب خوشگوار تھے۔ گویا ایک گونہ احساس عظمت نے اس سے قوت گویائی چھین لی تھی۔ ابدی کرختگی نے لمحاتی تبدیلی سے گرم جوشی اور تابع داری سے یہ تصوف حاصل کر لیا تھا۔ اس کے کالے بال پہلے سے کہیں زیادہ ڈھیلی ڈھالے لگ رہے تھے گویا آج سے قبل کسی نے نہ دیکھے ہوں اور اس کے بھنوؤں کو ایک جنگل کی مانند ڈھک رہے تھے۔ وہ پر شکوہ انداز جو دیہاتی تعلق کا غماز تھا اس نے بالآخر ایک باکمال اور خوشگوار منظر حاصل کر لیا تھا۔

سب خاموش تھے کہ بالآخر کلائم نے اس کو ڈھانپا اور ایک جانب مُڑا۔ آپ ادھر آئیں۔" اس نے کہا۔

وہ وقفے کے لیے اسی کمرے میں چلے گئے اور وہاں پر ایک نسبتاً چھوٹے بستر پر چھوٹا کفن تھا۔ ویلیڈیو کے چہرے پر یوسٹیٹا کی نسبت کم استراحت نمایاں تھی۔ لیکن جوانی کی ترنگ بدستور قائم تھی۔ اور اس کو دیکھنے والا کم ہمدرد بھی یہ محسوس کر سکتا تھا۔ کہ وہ اس سے کہیں زیادہ عروج کا حقدار تھا۔

☆ یوسٹیٹا ابدی زندگی میں مطمئن نظر آتی تھی۔ موجودہ جدوجہد کی صرف ایک علامت اس کے ہاتھوں کے اوپر تھی جو خستہ حال اور قربان تھے اور اس کی دم توڑتی کوشش کی غماز تھے جو اس نے ڈیم کی دیوار تک پہنچنے کے لیے تھی۔

یبوبرائٹ بظاہر نہایت خاموش تھا۔ اب تک اس نے چند الفاظ ادا کیے تھے۔ جو کہ وین کے مطابق تابعداری کی نشانی تھے لیکن جب وہ لوگ کمرے سے نکلے اور پائیدان پر کھڑے تھے تو پہلی بار اس کی دماغی حالت نمایاں ہوئی تھی۔ وہاں پر اس نے ایک وحشیانہ مسکراہٹ کے ہمراہ اپنے سر کو اس جانب جھکاتے ہوئے کہا۔ جہاں پر یوسٹیٹا بیٹھی۔ یہ وہ دوسری عورت ہے جس کو میں نے اس سال میں قتل کیا ہے۔ میں اپنی ماں کی موت کی بڑی وجہ تھا اور اب اس کی موت کی وجہ ہوں۔"

"کیسے؟" وین نے کہا۔

"میں نے اس کے ساتھ سخت الفاظ بولے تھے اس لیے وہ میرا گھر چھوڑ گئی۔ اس کو دوبارہ واپس نہ بلایا یہاں تک کہ بہت دیر ہو گئی۔ مجھے ڈوبنا چاہیے تھا۔ یہ زندگی کے لیے ایک عطیہ ہو گا اگر دریا مجھے بے بس کر دیتا اور اس کو اوپر اچھال دیتا۔ لیکن میں نہیں مر سکتا۔ حسن کو زندہ رہنا چاہیے تھا۔ وہ گھر گئے اور میں یہاں زندہ ہوں!"

"لیکن تم اپنے آپ کو اس طرح مجرم نہیں ٹھہرا سکتے ہو۔" وین نے کہا۔

"تم ایسا کہہ سکتے ہو کہ والدین بچوں کے قتل کے ذمہ دار ہوتے ہیں کیوں کہ والدین کے بنا بچے ایسا نہیں کر سکتے۔"

"ہاں! وین۔ یہ بالکل سچ ہے۔ لیکن تمھیں تمام حالات کا علم نہیں۔ اگر خدا میرے انجام پر راضی ہوتا تو یہ سب کے لیے بہتر ہوتا لیکن میں اپنی ذات کے بھیانک پن کا عادی ہوتا جا رہا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جب ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد انسان اپنی پریشانیوں پر ہنسنے لگتا ہے۔ یقیناً وہ وقت میرے لیے جلد آئے گا۔"

" تمھاری نیت ہمیشہ سے اچھی رہی ہے۔ وین نے کہا۔ تم ایسی مایوس کن باتیں کیوں کرتے ہو"۔ نہیں" وہ مایوس کن نہیں ہیں۔ صرف ناامید ہیں اور میرا سب سے بڑا پچھتاوا یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر کوئی شخص یا قانون مجھے سزاوار نہیں ٹھہرا سکتا ہے۔"

چھٹی کتاب

بعد از واقعات

(۱)۔ ناگزیر مزید حرکات، واقعات

یوسٹیشا اور ویلیڈیو کی وفات کی کہانی پورے ایڈگن اور دور دراز تک کئی ہفتوں اور مہینوں تک رہی۔ ان کی محبت کے جانے مانے قصے بڑھا چڑھا کر بیان کیے گئے مسخ شدہ کہانی کو اور اس قدر تبدیلی کی گئی کہ اصل حقیقت اور بھی زبان زدِ عام میں معمولی نوعیت کی یکسانیت نظر نہیں آتی تھی۔ اگرچہ بحیثیت مجموعی دونوں مرد وزن کی قدر و منزلت میں اس اچانک مرگ سے کوئی کمی نہ آئی۔

بد نصیبی نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انہیں جکڑا تھا اور ان کی غیر مستقل تاریخ کو ایک ناگہانی آفت نے جالیا۔ اس کے بجائے اس پر ایک زندگی غیر دلچسپ نقاہت کی جانب بڑھ رہی تھی طویل برسوں کی جھریاں، نظر اندازی۔ "اور بربادی و ہلاکت ان تمام متعلقہ زندگیوں پر اثرات کسی حد تک مختلف تھے۔ وہ اجنبی لوگ جنھوں نے ایسے کئی معاملات کے بارے میں سن رکھا تھا۔ اب ان کے علم میں ایک اور اضافہ ہو گیا۔ لیکن جہاں پر ایسی آفت نازل ہوتی ہے تو گزشتہ خیالات اس کی قابل تعریف تیاری کے لیے ناکافی ہوتے ہیں۔

اس قدر اچانک مرگ کسی حد تک کم ہوئی تھی۔ اگرچہ تھامسن کے احساسات غیر شعوری طور پر زیادہ تھے۔ ایک بہتر شریک حیات کو کھو دینے کا احساس اس کے غم کو کم نہ ہونے دے رہا تھا۔ اس کے برعکس۔ یہ حقیقت پہلے تو بیوی کی آنکھوں میں مردہ شوہر کی تصویر بناتی ہے۔ جیسے بادلوں کا وجود بارش کے لیے اشد ضروری ہوتا ہے۔

لیکن انجانا خوف اب گزر چکا تھا۔ مبہم مستقبل کے متعلق ایک تنہا بیوہ کی حیثیت مبہم انداز سے ختم ہو چکے تھے۔ بدترین حقیقت جو کبھی لرزہ خیز قیاس آرائی تھیں اب صرف شعوری بن گئی تھیں، ایک محدود حد تک کوئی چیز، اس کی اہم ترین دلچسپی یوسٹیشا اب تک قائم تھی۔ اس کے دکھ میں تذلیل۔ کا عنصر تھا۔ رویے میں کوئی گستاخانہ بات نہ تھی اور جب حالات ایسے ہو جائیں تو ایک متزلزل رویے کی کشیدگی ناگزیر تھی۔

کیا اب تھامسن کی ماتم کنائی اور یوسٹیشا کی زندگی کے دوران عالم سکون متوازی ہو سکتے تھے۔ وہ دونوں تقریباً ایک نقطے تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن تھامسن کی گزشتہ تابانی کا سایہ اس سوگوار ماحول میں خود بخود ہی پھیکا پڑ

گیا تھا۔ بہار آئی اور پر سکون گزر گئی جو موسم سرمانے مزید تسکین دی پھر خزاں کی باری آگئی اور وہ اب آرام دہ محسوس کر رہی تھی کیوں کہ اس کی چھوٹی بچی مضبوط اور خوش تھی ہر دن اس کی جسامت اور علم میں اضافہ کر رہا تھا۔ بیرونی حالات و واقعات تھامسن پر بالکل اثر انداز نہیں ہو رہے تھے۔ ویلیڈیو وصیت کے ساتھ جہانِ فانی سے کوچ کر گیا تھا۔ وہ اور اس کی بچی ہی اس کے اکلوتے رشتہ دار تھے۔ جب اس کو جائیداد کا انتظام و انصرام سونپا گیا تو تمام قرض بے باک کرنے کے بعد خاوند کے چچا کی تمام جائیداد اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اب دیکھا گیا کہ اس کے اور بچی کے اخراجات کے لیے پس انداز کی جانے والی رقم دس ہزار پاؤنڈ سے ذرا کم تھی۔

اس کو کہاں رہنا چاہیے ؟ یقینی ٹھکانہ تو بلوم اینڈ ہی تھا۔ سچ تھا کہ کمرے زیادہ اونچے نہ تھے فرش بھی بیٹھ رہے تھے۔ جو وہ سرائے سے لے کر آئی تھی۔ اور اس کے سر سے پیتل کا لوب جو کھڑے ہونے کے لیے تھا لیکن ایسا تھا کہ وہاں پر کمرے بکثرت تھے اور یہ جگہ پرانی یادوں کے باعث اس کے لیے عزیز تر تھی۔ کلائم نے بخوشی گھر کی اجارہ داری اسے دے دی تھی اور خود کو دو کمرون تک محدود کر لیا تھا جو زینہ کے اوپر تھے جہاں پر وہ خاموشی سے رہتا تھا اور ان میں تھامسن اور اسکے تین نوکروں کا داخلہ تقریباً ممنوع تھا جو اس کے خیال میں رکھنا ضروری تھے کیوں کہ وہ اب جائیداد کی مالکہ بن چکی تھی۔ اپنے انداز سے زندگی گزار رہی تھی اور اپنے خیال کے مطابق سوچ رہی تھی۔

دکھ۔ غم نے اس کی ظاہر داری میں کچھ تبدیلی ضرور لائی تھی اگرچہ اندرونی تبدیلی کافی تھی۔ یہ کہا جا سکتا تھا کہ اسکا دماغ تھک چکا تھا۔ نہ اس پر کوئی دشمن تھا اور نہ ہی وہ کسی کو جواب دہ تھا اسی لیے وہ تلخ خود احتساب کے عمل سے گزر رہا تھا۔

کبھی وہ سوچتا کہ قدرت نے کس طرح اس کا غلط استعمال کیا ہے اور محبت کو اس حد تک کوستا کہ اپنی پیدائش کو بھی واضح آفت گردانتا تھا۔ وہ سوچتا کہ لوگوں کو زندگی میں شان و شوکت کے ساتھ رہنے کی بجائے یہ سوچنا چاہیے کہ کسی طرح باعزت طریقے سے اس سے پسپائی اختیار کی جائے لیکن وہ اور اس کی مملوکہ چیزوں سے اس قدر طنزیہ اور بے رحمانہ سلوک کیا گیا ہے گویا کہ ان کی روحوں میں داخل کر دیا گیا ہو جس کو وہ زیادہ عرصے تک برداشت نہ کر پایا۔ یہ عموماً ایسا ہی تھا سوائے ان سخت جان لوگوں کے بنی نوع انسان نے اپنی فیاضانہ کوششوں سے ایک مفروضہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی جو پہلی وجہ کو کمتر ثابت نہیں کرتے لیکن ہمیشہ سے ایک غالب اخلاقی خاصیت کے خواہاں رہے ہیں اور اگر وہ بیٹھ کر بابل کے نیر بھی بہائیں گے اور اس

☆وسیع میدانی علاقہ جو دو بڑے دریاؤں ٹگرس اور یوفریٹ کے درمیان بہتا ہے۔ مشرقی اور شمالی جانب سے یہ میدان پہاڑوں میں گھرا ہے جب کہ اس کے مغرب اور جنوب میں شامی اور عرب کے صحرا ہیں۔

(The Encyclopedia of ancient civilization b Arthor cotherel.P. 89)

استعمال کے خلاف الزام تراشی کریں گے جس نے ان کو نیر بہانے پر مجبور کر دیا تھا۔ اگر چہ اس کی موجودگی میں تسلی و تشفی کے چند الفاظ انتہائی نخوت بھرے لہجے میں ادا کیے گئے تھے اس نے اپنے انتخاب میں ایک آسودگی محسوس کی تھی کیونکہ ایسی طاقت کے حامل فرد کے لیے ۱۲۰۱ پاؤنڈ جو اس نے اپنی والدہ سے وراثت میں لیے تھے اپنی تمام دنیاوی ضروریات پوری کرنے کو کافی تھی اس لیے کہ وسائل پوری رقم پر منحصر نہیں ہوتے بلکہ ان کا دارومدار لین دین کے تناسب پر ہوتا ہے۔

جب ماضی اپنے سایہ دار ہاتھوں سے اس پر قابض ہو جاتا تھا تو وہ اکثر ہیتھ میں تنہا چہل قدمی کرتا اپنی کہانی سنتا تھا۔ پھر وہ خیالوں کی دنیا میں اس مقام کو اس کے پرانے باسیوں سے بساتا تھا۔ بھولے بسرے لیکن ☆Celtic قبائل اس رستے پر چلتے نظر آتے تھے اور وہ بھی ان کے درمیان زندگی گزار سکتا تھا ان کے چہروں کو تکتے اور ہاتھ گاڑی کے عقب میں ان کو کھرا دیکھتا تھا۔ اس کے گرد پھیلے ہوئے بالکل دیے ہی جیسا کہ تعمری کے وقت یہ تھی۔ وہ گزرتے ہوئے پر جنھوں نے قابل کاشت رستے اپنے پیچھے چھوڑے تھے ان کے مقابلے میں جنھوں نے اپنے آثار یہاں چھوڑے ایسے تھے گویا کاغذ پر لکھنے والوں کے مدمقابل چھال پر لکھنے والے ہوں۔ ان کے نشانات پل میں نیست ونابود کر دیے ہیں جب کہ ان دوسروں کے ابھی تک زندہ جاوید ہیں۔ لیکن تمام لوگ زندہ رہے اور موت کو کنارے لگا دیا۔ اور اب کھنڈرات میں منتظر نوشتہ تقدیر سے بے خبر تھے۔ یہ اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ ان دیکھے عوامل حیات جاودانی کی ارتقاء میں سرکردہ کردار ادا کرتے ہیں۔

جاڑہ دوبارہ سے اپنی یخنہ بستہ ہوا، کمزور چڑیوں اور چمکیلے میناروں کے ساتھ وارد ہوئے۔ گزشتہ سال تھامسن کو موسم کی پیش قدمی کے بارے میں چنداں آگاہی نہ تھی لیکن اس مرتبہ اس نے اپنے دل کو ان تمام بیرونی اثرات کے لیے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ اس اچھی کزن اور اس کی بیٹی اور نوکروں کی زندگی کے متعلق کلائم کو صرف اور صرف اس لکری کی دیوار کے ذریعے آگاہی حاصل ہوتی تھی۔ جب وہ نسبتاً بڑی کتاب کی ورق گردانی کر رہا ہوتا تھا اور اب تو اس کے کان دوسری جانب سے آنے والی آوازوں کے اس قدر عادی ہو چکے

تھے کہ خود ہی ان سے منظر اخذ کر سکتا تھا۔ آدھے سیکنڈ کی مدھم سی آواز تھامسن کے جھولا جھلانے کی تھی مکمل آواز کا مطلب تھا کہ وہ بچی کو سلا رہی تھی۔

جب ریت کے روندنے کی آواز سے وہ سمجھ جاتا تھا کہ ہیمری، فیئر وے یا پھر سیم کے بھاری بھر کم پاؤں باورچی خانے کے پتھروں والے فرش سے ٹکرا رہے تھے۔ ہلکے ترکیبن والے پاؤں اور خوش گوار دھن گرینڈ فرنٹیل کے دورے کے ظاہر کرتے تھے۔ اس کی گفتگو کے درمیان اچانک وقفہ اس بات کا غماز تھا کہ اس کے ہاتھوں میں شراب کا چھوٹا مگ تھا۔

دروازوں کے کھڑکنے کی سرگرمیوں کا مطلب مارکیٹ جانے کی تیاری تھا۔ کیوں کہ تھامسن کے لیے اگرچہ اچھی گزر بسر کا موقع ہاتھ آیا تھا لیکن وہ مصلحتاً ایک طفلانہ تنگ زندگی گزار رہی تھی تاکہ اپنی چھوٹی بیٹی کے لیے ہر ممکن رقم بچا سکے۔

وہ گرمیوں کا دن تھا جب کلائم باغ میں تھا کہ اچانک دیوان خانے کی کھڑکی جو حسب معمول کھلی تھی وہ گملے میں کھلے پھولوں کو دیکھ رہا تھا جن کی دیکھ بھال کلائم نے کی تھی اور ب اسی حالت میں تھے جس طرح اس کی ماں چھوڑ گئی تھی۔

اس نے کمرے سے تھامسن کی ہلکی سی آواز سنی جو کمرے مین بیٹھی تھی۔

"اوہ! تم نے کیسے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔" اس نے اندر داخل ہونے والے شخص کو کہا۔ میں نے سمجھا کہ تم اپنے بھوت ہو۔"

کلائم آگے بڑھا اور کھڑکی سے دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ وہاں ڈگری وین کھڑا تھا لیکن اب وہ ریڈل مین نہیں لگ رہا تھا بلکہ حیرت انگیز حد تک ایک عام مسیحی وضع قطع اپنائے ہوئے تھا، سفید قمیض جس کے اوپر ہلکے پھولوں والی صدری، نقطے دار پاجامے کے ساتھ گہرے سبز رنگ کا کوٹ۔ اس کی شخصیت میں کوئی ایک چیز بھی نہ تھی لیکن یہ اس کے پہلے والے لباس سے یکسر مختلف تھا۔

سرخ رنگ اور اس کے قریب قریب کسی بھی رنگ کو بڑی احتیاط کے ساتھ اس کے لباس سے خارج کیا گیا تھا۔ کیوں کہ وہاں پر جو کچھ تھا وہ شخص اس سے باہر تھا جس نے اس کو مالا مال کر دیا تھا؟

ییو برائٹ کمرے کے اندر داخل ہوا۔

میں اس قدر خوفزدہ تھ۔ تھامسن نے ہنستے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین نہیں آرہا کہ وہ خود سے کوئی سفید چیز خرید سکتا ہے۔ ریڈل مین کا پیشہ ترک کر دیا ہے۔ وہ ایک منافع بخش کاروبار تھا جس کے ذریعے اس نے اتنی

رقم کمائی تھی کہ اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی ۵۰ گائے دوبارہ خرید سکتا تھا۔ میں نے ہمیشہ اس مقام تک پہنچنے کی کوشش کی تھی، سب کچھ بدل دیا اور اب میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں۔

"تم کس طرح مستفید ہوئے ہوں؟" تھامسن نے سوال کیا۔

"میں اس مقام پر درجہ بدرجہ پہنچا ہوں۔"

پہلے سے بہت بہتر لگ رہے ہو۔

وین کچھ چکرا گیا تھا اور تھامسن دیکھ رہی تھی کہ وہ کس قدر غیری ارادی انداز سے اس شخص سے محو گفتگو تھی۔ جس کے دل میں ابھی تک اس کے لیے نرم گوشہ تھا۔ اس کے رخسار زرا دیر کے لیے سرخ ہو گئے اور اس نے خوش طبع سے کہا۔ کیا ہمیں اب بھی تھامسن کے بچے سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اب تم دوبارہ سے ایک انسان بن گئے ہو؟

بیٹھ جاؤ۔ ڈگری۔ تھامسن نے کہا اور چائے کا انتظار کرو۔

وین مُڑا گویا باورچی خانے کی جانب بڑھ رہا ہو جب تھامسن نے خوشگوار شوخ چشمی سے کہا جب وہ کچھ سلائی میں مصروف تھی۔ "یقیناً تم کو ادھر بیٹھ جانا چاہیے۔ اور تمھاری پانچ گائیوں والا ڈیری فارم کہاں پر ہے۔ مسٹر وین؟

سمٹک فورڈ میں۔ جو ایلیڈورتھ کے دائں جانب تقریباً ۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ محترمہ جہاں سے چراگاہیں شروع ہو جاتی ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر مسٹر ییوبرائٹ مجھ سے ملاقات کے لیے آجاتے تو اس کو پوچھنے کی ضرورت چنداں نہ رہتی۔ میں اس کو دوپہر کی چائے کا نہ کہوں گا کیوں کہ کچھ معاملات فی الفور حل کرنا نہیں۔ کل کا دن۔ اور شیڈوانہ کے گروہ نے تمھارے کچھ ہمسایوں کے ساتھ چل کر مارا ہے تاکہ اس جنگلے کے ساتھ ایک ستون تعمیر کیا جا سکے۔ کیوں کہ یہ عمدہ سبز میدان ہے۔" اور وین کے گھر کے بالکل سامنے والے ستون کی جانب اشارہ کیا۔

"میں فیئر وے کے ساتھ بھی اس کے متعلق بات کر رہا تھا۔ اس نے مزید کہا اور میں نے اس کو کہا تھا کہ پل تعمیر کرنے سے قبل ہمیں مسز ویلیڈیو سے اجازت لینی چاہیے۔"

"میں اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ ہماری جائیداد اس سفید جنگلے سے آگے انچ بھی نہیں ہے۔"

"لیکن شاید آپ اپنی ناک کے عین نیچے اس قدر ریوڑ کو دیوانہ وار میں ڈنڈے کے گرد دیکھنا پسند نہ کریں گی۔"

"نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

وین اس کے فوراً بعد چلا گیا اور شام کو ییوبرائٹ فیئر وے کے جھونپڑے تک چہل قدمی کرتا دیکھا گیا۔ وہ مستی کی خوشگوار غروب آفتاب کا منظر تھا اور صنوبر کے درخت وسیع ایڈگن کے کنارے پر لگے ہوئے تھے انہوں نے نئے شگوفے نکال لیے تھے جو تتلی کے پروں کی مانند نرم ونازک اور عنبر کی طرح شفاف تھے۔ فیئر وے کی رہائش کے عقب میں ایک وسیع میدان تھا جو سرک سے ذاہٹ کرتھا اور وہاں پر ایک میل کے رداس کے اندر تمام نوجوان لوگ اکٹھے تھے۔ ایک طرف سے ستون کو لڑکیوں کی مدد سے کھڑا کیا گیا تھا اور خواتین اس کو جنگلی پھولوں سے دوسری جانب سے حلقہ ڈال رہی تھیں۔ خوش باس انگریزوں کی جبلت اس مقام پر غیر معمولی زندگی کے جوبن کے ساتھ نظر آرہی تھی۔ اور وہ علامتی رسومات جو ہر موسم کے ساتھ روایتی طور پر منسلک تھی ایڈگن کی ایک حقیقت تھی۔ درحقیقت اس انوکھے گاؤں کی تمام روایات رنگ لیے تھیں۔ ان مقامات پر فطرت کو تعلیم دینے کے لیے بندگی، شوریدہ سری کے انداز، تیونونک Teutonic[1] رسومات کے اجزاء سے لے کر صوفیانہ انداز تک جن کے نام تک بھی اب گو فراموش ہو چکے ہیں لیکن یہ کسی طرح سے عہد وسطی کے مقولوں کو محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ ییوبرائٹ نے اس تیاری میں ذرا بھی مداخلت نہ کی اور دوبارہ گھر کو روانہ ہو گیا۔ اگلی صبح جب تھامسن نے اپنی کھڑکی کے پردے آگے کیے تو سبزے کے عین وسط میں پول کھڑا تھا۔ اور اس کی چوٹی گویا آسمان کو چیر رہی تھی۔ یہ رات یا پھر علی الصبح کو کھلتا تھا۔ جب کہ بین شاک کی طرح اس کھڑکی کی چوکھٹ کھولی تاکہ پھولوں کا بہتر نظارہ کر سکے۔ جن کی وہ دلدادہ تھی۔ پھولوں کی بھینی خوشبو پہلے ہی اردگرد کی فضا معطر کر چکی تھی۔ جو رنگ سے بے نیاز اس کے ہونٹوں میں بالکل وہی خوشبو لارہا تھا جو اس کے درمیان والے ستون سے چھلک آرہی تھی۔

(Th Encyclopedia of ancient Civilization) Edited by Arthur cottercll)

تمام ستونوں کی چوٹیاں ان چھوٹے پھولوں سے مزین تھیں جن کے نیچے سفید دوھیا پھول تھے۔ آبی نرگس اس کے بعد بیضوی شکل کا ایک دائرہ تھا۔ پھر لال پری اور پھر گل نرگس اور اسی طرح یہ رنگ ونور کی

۱- Teutonic : قدیم جرمن لوگ جو شمالی جرمنی کے علاقے جٹ لینڈ میں تقریباً ۴۰۰ق م سے پہلے آباد تھے۔

محفل جاری وساری تھی۔ یہاں تک کہ سب سے آخری منزل پہنچ گئی تھی۔ تھامسن نے ان تمام کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ کمرے کی محفل بادہ نوشی عنقریب تھی۔

دوپہر کے وقت لوگ سبزہ زار پر اکٹھا ہونا شروع ہو گئے اور ییوبرائٹ کھلی کھڑکی سے ان کا جائزہ لینے میں خاصی دلچسپی لے رہا تھا۔ اس کے فوراً بعد یہ تھامسن دروازے سے باہر نکلی اور اپنی آنکھیں کزن کے چہرے پر جما دیں۔ وہ ویلیڈیو کی وفات کے بعد اب شوخ ترین لباس میں ملبوس تھی۔ شاید اٹھارہ ماہ قبل یہاں تک کہ اپنی شادی کے روز بھی اس نے اس قدر شوخ لباسی کا مظاہرہ نہ کیا تھا۔

"تم آج کس قدر خوب صورت لگ رہی ہو۔ تھامسن! اس نے کہا۔ کیا یہ تیاری مے پول کے باعث ہے؟"

"نہیں بالکل بھی نہیں۔ پھر وہ شرم سے سرخ ہو گئی اور نظریں جھکالیں۔ جو اس نے بغور دیکھی نہ تھیں اگرچہ اس کا انداز کافی خاص تھا یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ صرف اس نے مخاطب تھی۔ کیا یہ ممکن تھا کہ اس نے گرمیوں کالباس صرف اس کو خوش کرنے کے لیے زیب تن کیا تھا؟

چونکہ وہ گزشتہ چند ہفتوں سے اس کے رویے کا جائزہ لے رہا تھا جب وہ دنوں اکٹھے باغ میں کام کر رہے تھے جیسا کہ بچپن میں دونوں ماں کے سامنے کرتے آئے تھے۔ کیا اس کی اس دلچسپی محض ایک رشتہ داری کی تھی جیسا گزشتہ وقت میں رہی تھی؟ ییوبرائٹ کے لیے ایسی کسی قسم کی دلچسپی سنگین معاملہ تھی اور وہ تقریباً اس خیال سے خوفزدہ تھا۔

عاشقانہ احساس کی لرزش جو یوسٹیشا کی زندگی میں نہ ہوئی تھی۔ اب قبر میں اس کے ساتھ ہی دفن ہو چکی تھی۔ اس کے لیے جذبات مردانگی نے اس قدر کھلبلی مچادی تھی کہ ایسی نئی آگ فروزاں کرنے کو کافی تھی جیسا کہ لڑکپن کے عشق میں اکثر ہوتا آیا ہے۔ اسے دوبارہ چاہے جانے کے قابل سمجھنے کے باوجود وہ محبت ایک سست رو اور محنت طلب شجر ہو گی اور آخر کار فقط چھوٹا اور بیمار خزاں رسیدہ پرندے کی شکل میں پروان چڑھے گا۔

وہ اس نوخیز آفت سے اس قدر پریشان تھی کہ جب بے باک اور پرجوش گروہ وہاں پر پہنچا اور گانا بجانا شروع کیا جو انھوں نے پانچ بجے کے قریب شروع کیا تھا اور اس قدر زوردار تھا کہ اس گھر کو ہی نہیں کر دینا۔ وہ پچھلے ددروازے سے نکل گیا اور نیچے باغ کی طرف دروازے سے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ آج اس غل غپاڑے سے لطف اندوز ہوئے بنا نہ رہ سکا اگرچہ اس نے خود کو ضبط کرنے کی بڑی کوشش کی تھی۔ اس کے

متعلق چار گھنٹوں تک کوئی خبر نہ آئی۔ جب وہ اسی راستے سے واپس آیا تو دھند لکا چھا چکا تھا اور شبنم کے قطرے ہر چیز کو سبز رنگ کی ملمع کاری کر رہے تھے۔ شور و غل والی موسیقی اب ختم ہو چکی تھی لیکن اس جگہ پر داخل ہونے کی وجہ سے وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ سٹی کی پارٹی جا چکی تھی۔ یہاں تک کہ وہ تھامسن کے گھر سے گزر کر سامنے والے دروازے تک پہنچا۔ تھامسن تنہا ہی بر آمدے میں کھڑی تھی۔

اس نے سرزنش کے انداز سے زمین کو دیکھا۔ "جب پارٹی کا آغاز ہوا تو تم چلے گئے تھے۔ کلائم۔ "اس نے کہا۔

ہاں! میں نے محسوس کیا کہ ان کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ تم تو یقیناً ان کے ہمراہ گئی ہو گی؟"

"نہیں! بالکل نہیں۔"

"لیکن لگتا ہے تم اس مقصد کے لیے اس قدر تیار ہوئی تھیں۔"

ہاں لیکن میں تنہا باہر نہ جا سکی کیوں کہ بہت سے لوگ وہاں پر جمع تھے جو اب بھی وہاں یبو برائٹ نے اپنی آنکھوں کو اس گہرے سبزے کی جانب کھولا جو جنگلے سے آگے تھا۔ جہاں نئ پول[1](May Pole) کے اندھیرے شبیہ کے قریب اس کو ایک سایہ دار مجسم نظر آیا جو سست روی سے اوپر نیچے پرزہ گردی کر رہا تھا۔

"وہ کون ہے؟" اس نے کہا۔

"مسٹر وین۔" تھامسن نے جواب دیا۔

تم نے یقیناً اس کو مدعو کیا ہو گا۔ تیرا خیال ہے تھامسن وہ ازل سے ابد تک تھارے ساتھ بہت مہربان رہا تھا۔"

میں اب کروں گی۔ اس نے کہا اور اس تحریک پر عمل کرتے ہوئے چور دروازے سے گزری جہاں پر وین مئی پول کے نیچے کھڑا تھا۔

"یہ مسٹر وین ہے۔ میرا خیال ہے؟" اس نے دریافت کیا۔

وین یوں شروع ہوا گویا اس نے اسے دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ اس قدر فن کار آدمی تھا۔ اور اس نے کہا ۔"ہاں۔"

کیا تم اندر آؤ گے؟"

ا۔ May pole کھمبا: بلی جس کے گرد پھول اور فیتے سجائے جاتے ہیں اور پھر اس کے گرد یوم مئی کے کھیل اور رقص کیے جاتے ہیں۔ یہ تہوار آمد بہار کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ مشرق میں اس کو نوروز کہتے ہیں جو مارچ کے آغاز میں آمد بہار کو خوش آمدید کہنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ (حوالہ: قومی اردو لغت)

مجھے ڈر ہے کہ

"میں نے تمھیں رقص کرتے دیکھا تھا اور تمھارے ساتھ بہترین خاتون محور قص تھیں۔ کیا ایسا ہے کہ تم اندر نہ آؤ کیں کہ تم اس شام یہاں کھڑے رہنا چاہتے تھے اور گزرے پُر لطف ایام کے متعلق سوچو؟

"اچھا! وہ جزوی طور پر یہ ہے۔ مسٹر وین نے خود نمائی کے جذبات کے ساتھ کہا لیکن کھڑے ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں چاند کے طلوع ہونے تک انتظار کرنا چاہتا ہوں۔ اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ مئی پول چاندنی میں کیسے لگتا ہے؟

"نہیں۔ اس دستانے کو ڈھونڈ رہا ہوں جو ایک نوکرانی سے گرا تھا۔

تھامسن حیرت کے مارے گنگ ہو گئ۔ ایک شخص جو چار پانچ میل پیدل گھر تک چلتا ہے یہاں پر اس وجہ سے انتظار کرتا ہے۔ ایک نتیجہ کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ وہ شخص اس دستانے کے مالک حیران کن حد تک دلچسپی لے رہا ہے۔

کیا تم اس کے ساتھ محور قص تھے؟ اس نے ایسے لہجے مین سوال کیا جو یہ ظاہر کر رہا تھا کہ اس نے افشائے راز سے کافی حد تک خود کو زیادہ دلچسپ بنا دیا تھا۔

"نہیں۔" اس نے سسکی بھری۔

"اور کیا تم نہیں آؤ گی؟"

نہیں، آج رات نہیں۔ آپ کا شکریہ محترمہ۔"

"کیا میں آپ کو لالٹین دوں تا کہ تم اس عورت کے دستانے تلاش کر سکو۔ مسٹر وین؟"

"اوہ! نہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے۔ مسز ویلیڈیو تمھارا شکریہ۔ چند لمحوں کے اندر چاند نکل آئے گا۔"

تھامسن دوبارہ بر آمدے کی طرف گئ۔ کیا وہ اندر آرہا ہے؟ کلائم نے کہا جو اس جگہ کھڑا انتظار کر رہا تھا جہاں پر وہ اس کو چھوڑ گئ تھی۔

"وہ آج رات کو نہیں ہو گا۔ اس نے کہا اور اس کے پاس سے گزر کر گھر کی جانب چلی گئ۔ جہاں کلائم اپنے کمرے میں گوشہ نشین تھا۔"

جس کے جانے کے بعد تھامسن اوپر اندھیرے میں داخل ہوئی اور جھولے کی آواز سُن کر یہ یقین دہانی کی کہ بچہ اب تک سو رہا تھا۔ پھر وہ کھڑکی کی جانب بڑھی اور آہستگی سے سفید پردے کے کونے کو اوپر

اٹھا کر باہر جھانکا۔ وین ابھی تک وہیں پر موجود تھا۔ اس نے اس مدھم ابھرتی تابندگی کو دیکھا جو مشرقی پہاڑ سے نکل رہا تھا۔ یہاں تک کہ چاند کا کنارا آسمان پر اوپر ابھرا اور وادی کو منور کر گیا۔

اب ڈگری کا سراپا سبزے پر قدرے واضح تھا۔ وہ تعلیمات کے اندر میں چل رہا تھا۔ بظاہر گھاس کے اندر قیمتی گم شدہ چیز کی تلاش میں لگ رہا تھا اور ٹیڑھے میڑھے انداز میں دائیں بائیں چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ زمین پر قدم تک نہ رکھتا تھا۔

"کس قدر مضحکہ خیز ہے۔" تھامسن نے خود کلامی کے انداز میں کہا جو طنزیہ تھی۔ "کوئی اس قدر بے وقوف بھی ہو سکتا ہے کہ اونگھتے ہوئے فقط ایک لڑکی کے دستانے کے لیے جا رہا ہو۔ ایک معزز، بھینسوں کا مالک اور ایک مالدار شخص جیسا کہ وہ اب ہے کس قدر قابل رحم بات ہے۔"

بالآخر وین نے تلاش کر ہی لیا۔ جہاں پر وہ کھڑا اس کو اپنے ہونٹوں سے لگا رہا تھا۔ پھر اس نے اس کو اپنی سینے والی جیب کے اندر رکھ لیا۔ جس کو انسان کے دل کے قریب ترین ظرف کہا جا سکتا ہے اور جس کی اجازت جدید لباس دیتا ہے۔ وہ وادی میں سیدھا نیچے کی طرف دور دراز اس گھر میں گیا جو سبزہ زار میں واقع تھا۔

تھامسن سبزہ زار کے اندر رومن سڑک پر چلتی ہے۔

اس واقعے کے بعد کلائم کی تھامسن سے کم ہی ملاقات ہوئی تھی اور جب وہ ملی تھی تو پہلے سے زیادہ خاموش تھی۔ آخر کو اس نے پوچھ ہی لیا کہ وہ اس قدر آرزومندانہ انداز میں کیا سوچ رہی تھی۔ "میں بہت بڑی الجھن میں گرفتار ہوں۔" اس نے رست بازی سے گوش گزار کیا۔ زندگی بھر یہ نہ جان پائی کہ وہ ڈگری وین مجھ سے اس قدر محبت میں مبتلا ہے۔ مئے پول میں کوئی ایک خاتون بھی ایسی نہ تھی جو اس کے قابل تھی اگرچہ اس کو یہاں ہونا چاہیے تھا۔"

کلائم نے لمحہ بھر کو وین کی پسند کے بارے میں سوچا، لیکن اس سوال میں اس کی دلچسپی جلد ہی عنقا ہو گئی اور دوبارہ سے اپنی باغبانی میں مشغول ہو گیا۔

کچھ وقت کے لیے اس راز پر سے پردہ نہ اٹھایا گیا لیکن ایک دوسرے جب تھامسن چہل قدمی کے لیے تیار ہو رہی تھیا وہ نیچے آئی اور "کرریحل" کو بلایا۔

ریچل تیرہ سال کی دوشیزہ تھی۔ جو بچی کو باہر ہوا لگوانے کے لیے گئی تھی۔ اور اوپر بلانے پر آئی تھی۔ "کیا تم نے گھر میں میرے نئے دستانے دیکھے ہیں؟"

ریچل؟

تھامسن نے سوال کیا۔ وہ اس جیسے ہیں۔"

ریچل نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تم جواب کیوں نہیں دیتی ہو؟" تھامسن نے اسے کہا۔

میرا خیال ہے میڈم کہ وہ کھو گئے ہیں۔

کھو گئی ہیں۔ کیسے؟ میں نے تو ان کو فقط ایک مرتبہ پہنا تھا۔

ریچل سخت تکلیف دہ حالت میں نظر آ رہی تھی۔ اور پھر اس نے رونا شروع کر دیا۔ "براہِ مہربانی میڈم۔ مئے پول کے دن میرے پاس پہننے کو اور کوئی جوڑا نہ تھا۔ جس کو میں نے میز پر دیکھا تو سوچا کہ بعد میں آپ سے مانگ لوں گی۔ میں ان کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔ نہ جانے کیسے ایک مجھ سے کھو گیا۔ کسی نے مجھے پیسے دیے تھے تاکہ آپ کے لیے دوسرا جوڑا خرید سکوں لیکن کہیں جانے کا موقع نہ مل سکا۔"

"وہ کون ہے؟"

"مسٹر وین۔

"کیا وہ یہ بات جانتا تھا کہ یہ میرا دستانہ تھا۔"

ہاں! میں نے اس کو بتا دیا تھا۔

تھامسن اس کی وضاحت سن کر اس قدر حیران ہوئی کہ اس کو سبق دینے کا خیال ذہن سے نکل گیا اور وہ خاموشی سے بے آواز چل دی۔ تھامسن وہاں کھڑی ہو کر گھاس کے قطعے کو دیکھ رہی تھی۔ جہاں کل مئی کا ستون استیادہ تھا۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر اس نے خود سے یہ فیصلہ کیا کہ آج دوپہر باہر نہیں جائے گی بلکہ گھر بیٹھ کر اپنی بیٹی کا نامکمل فراق پر کام کروں گی۔ جن کو اس نے جدید طرز میں کاٹا تھا۔ Plaid[1]

کس طرح وہ محنت کرتی تھی۔ اور پھر دو گھنٹے کے بعد مزید کچھ کام نہ کر سکی اور یہ فقط ایک راز ہی رہ گیا تھا جس سے کوئی واقف نہ تھا کہ موجودہ واقعہ اس کی جانفشانی، کو جسمانی دھارے سے ذہنی میں تبدیل کرنے کا ذریعہ تھا۔ اگلے دن معمول کے مطابق اس کے کام جاری رہے اور ہیتھ میں چہل قدمی کرنے کی عادت قائم و دائم تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی چھوٹی بیٹی تھی جو اب اس عمر میں قدم رکھ چکی تھی جب کہ ان کے بارے میں شک گزر رہا تھا کہ وہ دنیا کو اپنے ہاتھوں کے بل پر سر کرنا چاہتے ہیں یا پاؤں کے بل پر اکہ دونوں کے بل

ا۔ Plaid: (پلیڈ) اونچی چادر کے چار خانوں سے بنا کپڑا جس کو ہالینڈ کی خواتین استعمال کرتی تھیں۔ پہاڑی باشندے اور سکاٹ لینڈ میں لوگ استعمال کرتے ہیں۔ حوالہ (قومی اردو لغت)

بوتے مزید پیچیدگیوں کا شعار نہ ہو جائیں۔ لیکن تھامسن کے لیے یہ ایک خوشگوار تجربہ تھا جب وہ اس بچی کو کسی تنہا جگہ پر لے کر جاتی تا کہ سبز گھاس یا چرواہوں پر اس کو چلنے کا تجربہ ہو سکے۔ جو اس کے لیے ایک نرم و ملائم غالیچہ تھا۔ اگر کبھی توازن کھو جانے سے وہ سر کے بل گر جاتی تو وہ اس تربیت کے نظام سے خشک تھی اس کے رستے جھاڑی اور دوسرے تنکے اٹھانے کا کام سر انجام دے رہی تھی تا کہ یہ سفر کسی ناگہانی انجام تک نہ پہنچ جائے جو انچ بلندی تک کی ناقابل عبور رکاوٹ کے باعث ہو سکتا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ گھوڑے پر سوار ایک شخص اس کے عین قریب کھڑا تھا۔ نرم قدرتی قالین نے گھورے کے قدموں پر پردہ لگا دیا تھا۔ گھڑ سوار وین تھا جس نے اپنی ٹوپی کو ہوا میں لہرایا اور پر تعظیم انداز میں جھک گیا۔

ڈگری "مجھے میرے دستانے دے دو۔ تھامسن نے کہا جس کا انداز کسی بھی صورتحال میں اس کے اندر گھر کر جاتا تھا جس نے کہ اس کی توجہ کھینچ لی تھی۔

وین فوراً نیچے اترا، اپنی ٹوپی جیب میں ڈالی اور دستانہ حوالے کیا۔

تمھارا یہ سب کہنے کا بھی شکریہ۔

"اوہ! نہیں۔ میں تمھیں پا کر کافی خوش ہوں۔ ہر شخص یہ جان کر غیر معمولی طرح پیش آتا ہے کہ میں یہ سن کر حیران تھا کہ تم میرے متعلق سوچا۔"

"اگر تمھیں میرا ماضی یاد ہوتا تو شاید حیرت نہ ہوتی۔"

"آہ! نہیں ۔اس نے جلدی سے کہا۔ لیکن تمھارے کردار کے مرد اکثر خود مختار، آزاد زندگی گزارتے ہیں۔"

"میرے کردار سے تمھاری کیا مراد ہے؟" اس نے پوچھا

"مجھے صحیح علم نہیں ہے۔ تھامسن نے سادگی سے جواب دیا۔ سوائے اس کے کہ میں اپنے جذبات کو عملی طریقے سے چھپاتا ہوں اور صرف اس وقت ان کا اظہار کرتا ہوں جب آپ تنہا ہوں۔

"آہ! تمھیں یہ خبر کیسے ہوئی؟" وین نے مصلحت پسندانہ انداز میں کہا۔

"کیونکہ۔اس نے چھوٹی بچے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اوپر نیچے حرکت کر رہی تھی۔ کیوں کہ میں کرتی ہوں۔

تمھیں یوں اندازہ نہیں لگانا چاہیے۔ میں ابھی تک یہ نہ جان سکا کہ آج کل کیسے جذبات ہیں۔ میں یکے بعد دیگرے کاروبار میں اس قدر کھو گیا ہوں کہ میرے یہ نرم جذبات بخارات کی مانند اڑ گئے ہیں۔ ہاں! میں نے اپنا روح و جسم رقم کمانے میں تیاگ دیا تھا اور پیسہ ہی میرا خواب ہے۔

"اوہ ڈگری۔ تم کس قدر عیار ہو۔" تھامسن نے تحقیر آمیز انداز میں اس کی جانب دیکھتے اور اس کی باتوں کو سننے کے بیچ میں توازن قائم رکھتے ہوئے گویا تنگ کرتے ہوئے کہا۔

ہاں! یہ ایک چست رستہ ہے۔ وین نے نرم لہجے میں کہا۔ گویا ایسے گناہوں سے دست برداری اختیار کرتے ہوئے جو وہ مزید نہ کر سکا۔

"مستقبل میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔"

تھامسن شرم سے سرخ ہو گئی۔ بجز اس کے کہ اب یہ نسبتاً مشکل ہو گیا ہے۔" وین نے مزید کہا۔

"کیوں۔ اس نے پوچھا۔ "کیوں کہ اب تم امیر ہو جاؤ گے۔"

"اوہ! نہیں۔ زیادہ نہیں۔ میں نے چھوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ایسا کرنا میرا فرض تھا۔ ایسے زندہ رہنے کے علاوہ" میں واقعی اس بات پر خوش ہوں۔" وین نے نرمی سے اس کی آنکھوں کے کونوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اگر ہم دوستانہ تعلق رکھیں تو یہ بات دونوں کے لیے بہتر ہو گی۔"

تھامسن دوبارہ شرما گئی اور جب اسی طرح کے ناخوشگوار الفاظ ادا کیے گئے تو وین گھوڑے پر چڑھا اور دوڑ گیا۔

ان دونوں کے درمیان ہونے والی یہ گفتگو پرانے رومن سڑک کے قریب ایک کھائی میں ہوئی۔ ایسی جگہ جہاں پر تھامسن کا اکثر گزر ہوتا تھا۔ اور بعد میں بھی نہ دیکھا گیا کہ وہ اس رستے پر زیادہ نہ گزری تاکہ وین سے ملاقات کا خدشہ نہ ہو۔

اور آیا وین وہاں پر گھڑ سواری سے باز رہا کیوں کہ۔ وہ تھامسن سے اس جگہ پر ملا تھا۔ اس بات کا اندازہ اسی سال دو ماہ بعد اس کی کارکردگی سے ہوتا تھا۔

(۲)۔ اپنے کزن کے ساتھ کلائم کا سنجیدہ معاملہ

اس تمام عرصے میں یبو برائٹ تھامسن کے متعلق اپنے فرائض کا جائزہ لیتا رہا۔ وہ یہ بات محسوس کیے بنا نہ رہ سکا کہ یہ ان خدمات کا قابل رحم ضیاع ہو گا اگر اس نرم خو جذبے کو زندگی کے شروع کے ادوار میں ہی یون برباد کر دیا جئے تا کہ آنے والے دنوں میں ان دلکش خصوصیات کو اس سے یونہی رہنے دیا جائے۔ لیکن سب احساسات بحیثیت ماہر معاشیات اس کے ذہن میں آئے تھے نہ کہ ایک عاشق کے۔ یوسٹیٹا کے لیے اس کے جذبات بجز ایک محافظ سے زیادہ کچھ نہ تھے اور اب اس ماورا، کوئی خصوصیت اس کے اندر نہ تھی۔ اس لیے اب یقینی صورتحال یہ تھی کہ اس کا تھامسن کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس کو مشکور کرنے کے لیے بھی نہیں۔

لیکن یہ سب کچھ نہ تھا۔ برسوں قبل اس کی والدہ کے دماغ میں بجز حال تھامسن کو لے کر کچھ سوچ تھی۔ جو ممکنہ حد تک خواہش میں بھی تبدیل نہ ہوئی تھی۔ یہ ایک پسندیدہ خواب ضرور تھا کہ وہ دونوں اچھے قتوں میں میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہوں گے اگر کسی ایک کی خوشیاں اس طرح خطرے میں پڑ سکتی ہیں تو اس گمان پر سوال اٹھایا جا سکتا ہے۔ پس اب فقط ایک ہی رشتہ بچ گیا تھا ایسے بیٹے کے لیے جو اپنی ماں کی تعظیم و تکریم کو یاد کرتا تھا۔ جو یبو برائٹ نے اپنایا۔

یہ بد نصیب حقیقت ہے کہ والدین کی کوئی مخصوص موج جو زندگی میں آدھے گھنٹے کی گفتگو کے بعد منتشر ہو گئی تھی۔ موت سے فقط فرمان بن کر بخارات میں تبدیل ہو گئی تھی۔ بالکل یقینی باصول بچوں کے واسطے ایسے نتائج اگر وہ زندہ ہوتے تو اس کی مذمت کرنے والوں میں صف اول میں کھڑے ہوئے۔

اگر صرف یبو برائٹ کا مستقبل یوں اس سے وابستہ ہوتا تو شاید وہ تھامسن کو خوش دلی سے شادی کی دعوت دے دیتا یوں اپنی مری ہوئی ماں کی خواہش پر عمل پیرا ہو کر شاید وہ کچھ بھی نہ کھوتا۔ لیکن اس کو اندیشہ تھا کہ تھامسن محض ایک عاشق کی لاش سے شادی کرے گی کیونکہ وہ خود کو زندوں میں نہیں گردانتا تھا۔ اس کے اندر اب صرف تین سرگرمیاں باقی تھیں۔ ایک تو روز قبرستان اپنی والدہ کی قبر پر جاتا تھا۔ دوسرا دور اس جگہ کا دورہ کرنا جہاں اس کی یوسٹیٹا مدفن تھی اور تیسرا رات کے وقت اس طرز زندگی کی تیاری کرنا جو اس کی دلی آرزو کی تکمیل کر سکے جو کہ گیارھویں کمانڈ کے ایک خانہ بدوش کی تھی۔ اس بات پر یقین کرنا اگرچہ مشکل تھا کہ تھامسن ابھی تمام خوبیوں کے حامل شوہر سے شادی کرے گی۔ اگرچہ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ

اس سے سوال اور کرے گا اور س کی خود فیصلہ کرنے دے گا۔ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے یہ ایک طویل سایہ پھینک رہا تھا جو اس نے بارہا اپنی ماں کی زندگی میں دیکھا تھا۔

تھامسن کمرے میں موجود نہ تھی اور اس نے اس کو سامنے والے باغ میں دیکھا تھا۔ "میں لمبے عرصے سے تمھارا منتظر تھا۔ تھامسن وہ اس معاملے میں کچھ کہنا چاہتا تھا جس کا تعلق ہم دونوں کے مستقبل سے ہے۔"

اور تم اب یہ بات کہنے والے ہو؟ اس نے جلدی سے رنگ کرتے ہوئے اس کی نظر سے نظر ملا کر پوچھا۔ ایک لمحے کو رُک جاؤ اور پہلے مجھے بولنے کا موقع دو۔"

"نرالے ڈھنگ ہیں تمھارے میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہ رہی ہوں۔"

"تم بالکل کہو۔ ٹامسی۔"

میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی نہیں سن رہا ہے؟ وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے دھیمی آواز سے گویا ہوئی۔

"اچھا" پہلے تم مجھ سے وعدہ کروگے۔ کہ تم ناراض نہیں ہوگے اور مجھے برا بھلا نہیں کہوگے اگر تمھیں میرا یہ مشورہ ناپسند ہوا تا؟۔"

بیو برائٹ نے وعدہ کیا اور وہ مزید بولنے لگی۔ "مجھے صرف تمھارا مشورہ چاہیے۔ کیوں کہ تم میرے رشتہ دار ہو۔ میرا مطلب میرے محافظ ہو۔ کیا تم نہیں ہو کلائم۔"

"اچھا ہاں۔ میرا خیال ہے کہ میں ہوں۔ ایک قسم کا محافظ۔ درحقیقت میں بالکل ہوں۔ اس نے کہا اگرچہ وہ اس کے غیر فطری رجحان سے بے چین ہو رہا تھا۔"

میں شادی کرنے کا سوچ رہی ہوں۔ پھر اس نے خوش طبعی سے اس کی جانب دیکھا لیکن میں تمھاری رضامندی کے بغیر یہ قدم نہیں اُٹھاؤں گی۔ تم بولتے کیوں نہیں ہو؟"

"مجھے حیرت ہے لیکن پھر بھی میں یہ خبر سن کر بہت خوش ہوں۔ میں بالکل متفق ہوں۔ اس بات سے وہ کون ہو سکتا ہے۔ بالکل اندازہ نہیں لگا سکتا نہیں بالکل نہیں۔ وہ پرانا ڈاکٹر تو نہیں ہے۔ نہیں میرا کہنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔ آخر کار وہ اتنا بوڑھا تو نہیں ہے۔ میں نے اس کو بغور دیکھا تھا جب وہ تمھارا علاج کر رہا تھا۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ اس نے تند مزاجی دے کہا۔ یہ مسٹر وین۔"

کلائم کا چہرہ اچانک متحمل ہو گیا۔

لیکن تم تو اس کو ناپسند کرتی تھیں اور کاش میں نے یہ بات نہ کی ہوتی۔ اس نے تقریباً گستاخانہ انداز میں کہا اور ایسا نہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ مجھ کو اس قدر رُخ کرتا کہ مجھے سمجھ نہ آیا کیا کرنا کیا ہے۔

کلائم نے ایک نظر ہیتھ کی جانب دوڑ آئی۔ "مجھے وین پسند ہے۔ اس نے آخر کار جواب دے ہی دیا۔ وہ بہت دیانتدار اور تیز فہم انسان ہے۔ اور ہوشیار بھی ہے کہ اس نے تمھیں شادی کا پیغام دے کر ثابت کر دیا ہے لیکن واقعی تھامسن وہ بالکل اب میرے لیے یہ بہت ہے۔؟ یہ سب میں محسوس کرتی ہوں۔ میں شرمندہ ہوں کہ میں نے تم سے پوچھا اور اب مزید اس کے بارے میں نہیں سوچوں گی۔ لیکن اگر میں نے شادی کا سوچا تو اس ہی سے شادی کروں گی۔ یہ میں نے کہہ دیا ہے۔"

مجھے ایسا نہیں لگتا ہے۔ کلائم نے کہا۔ وہ بڑی محتاط انداز سے اپنی مداخلانہ ارادے کو چھپا رہا تھا۔ جس کا اس کو قطعاً اندازہ نہ ہو سکا۔ "تمھیں کسی پیشہ ورانہ شخص سے شادی کرنا چاہیے یا پھر ایسے ہی کسی شخص سے۔ گاؤں جا کر اس کے ساتھ زندگی گزارو اور شناسائی پیدا کر و وہاں میل جول بڑھاؤ۔"

"میں گاؤں کی زندگی کے لیے مناسب ہوں۔ اگرچہ کافی گنوار اور بے وقوفانہ رہی ہوں۔ کیا تم خود میرے ایسے مصنوعی انداز کو نہیں دیکھتے ہو؟"

"اچھا جب میں پیرس سے واپس آیا تو مجھے ایسا لگا تھا لیکن اب نہیں لگتا ہے؟"

"وہ اس وجہ سے ہے کہ تم بھی اس رنگ میں رنگے گئے ہو۔ میں زندگی بھر اس گلی میں نہیں رہ سکتی تھی۔ ایڈگن ایک نامعقول فرسودہ مقام ہے۔ لیکن میں اس کی عادی ہو چکی ہوں اور کسی اور جگہ پر قطعاً خوش نہیں رہوں گی۔"

"اور نہ ہی میں۔" کلائم نے کہا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ مجھے گاؤں کے آدمی سے شادی کرنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ جو تمھیں یہ سوچتا رہتا ہے مجھے ڈگری سے ہی شادی کرنی چاہیے۔ اس کا رویہ میرے ساتھ بہت ہمدردانہ ہے۔ اور کسی طرح سے میری مدد کی ہے جن کے متعلق میں جانتی ہوں۔ تھامسن اب تقریباً ناراض ہو گئی تھی۔"

"ہاں! اس نے کی ہے۔" کلائم نے غیر جانبداری کے انداز میں کہا۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ میں تم سے یہ کہہ سکوں کہ تم اس سے شادی کر لو۔ لیکن میں اس معاملے میں اپنی والدہ کے خیالات کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اور یہ میرے خلاف ہے۔ کہ اس کی بات کا احترام نہ کروں۔ اس کی بہت سی وجوہات نہیں کہ ہم جو کچھ کر سکتے ہیں کرنا چاہیے۔ اس کی عزت کے لیے۔"

"تو پھر بہت اچھا۔ تھامسن نے آہ بھری۔ میں اب مزید کچھ نہیں کہوں گی۔"

"لیکن تم میری خواہشات کی پابند ہرگز نہیں ہو۔ میں جو سوچتا ہوں کہہ دیتا ہوں۔"

"اوہ! نہیں میں اس طرح باغی پن کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتی۔" اس نے افسردگی سے کہا۔ مجھے اس کے بارے میں سوچنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اپنے خاندان کے متعلق سوچنا چاہیے۔ میرے اندر کس قدر خوفناک ترنگ ہے۔ اس کے ہونٹ لرزے اور وہ واپس مڑی تا کہ اپنے آنسو چھپا سکے۔"

کلائم جو بظاہر اس ناقابل شمار ذائقے، سے زچ نظر آ رہا تھا۔ لیکن اندر سے سبکدوش تھا کہ کسی بھی قیمت پر اس پر شادی کا سوال برخاست ہو گیا تھا۔ اس نے اس کو بعد میں کمروں میں پر سکون انداز سے پوچا لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اس سے نیم ناراض تھا کہ کہ اس نے وین کا انتخاب کیوں کیا تھا۔ پھر وہی غم زدہ تھا جو، وین کی خوشیوں کی راہ میں پائل ہوا تھا۔ جو بہر حال بہت دیانتدار اور محافظ شخص تھا۔ جب سے اس نے زندگی کا نیا ورق پلٹا تھا۔ مختصراً یہ کہ کلائم علم تھا کہ اب کیا کرے گا۔

اگلے دن جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو اس نے فوراً کہا۔ وہ اب پہلے سے کہیں زیادہ مغرور ہے۔"

"کون؟ اوہ اچھا۔ ڈگری وین۔"

خالہ کو صرف اس بات پر اعتراض تھا کہ وہ ایک ڈگری وین تھا؟

"اچھا! تھامسن مجھے والدہ کی خواہش کے من و عن کے بارے میں علم نہیں ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم اپنی عقل کو استعمال کرو۔"

"تم ہمیشہ یہ محسوس کرو گے کہ میں نے تمھاری ماں کی تحقیر کی ہے۔"

"نہیں میں نہیں کروں گا۔ میرا خیال ہے کہ تم اس بات پر قائل ہو گئے ہو کہ اگر موجودہ صورتحال میں وہ زندہ ہوتیں تو ڈگری کو میرے لیے موزوں شوہر گردانتی اب کہیں میرے حقیقی جذبات ہیں۔ مجھ سے مزید مشورہ نہ کرو بلکہ جیسی تمھاری خواہش ہو گی۔ میرا اطمینان ہو گا۔

اب یہ سن کر لیا گیا کہ تھامسن اس بات پر متفق تھی کیوں کہ اس کے چن دنوں بعد کلائم پتھر کے ایک حصے میں بھولا بھٹکا گھوم رہا تھا جو اس سے پہلے نہ دیکھا اس نے ہیمری کو دیکھا جو کام میں مصروف تھا اور اس نے کہا۔ "میں یہ سن کر خوش ہوں۔ کہ مسز ویلیڈیو اور وین کے دوبارہ شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بظاہر۔"

"کیا انھوں نے کر لیا ہے؟" کلائم نے فلسفیانہ سوال کیا۔

"جب کبھی وہ بچی کے ساتھ چہل قدمی کرتی ہے تو وہ اس سے ملاقات کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مسٹر ییوبرائٹ میرے جذبات یہ کہتے ہیں کہ تمھیں اپنی خالہ زاد سے شادی کرنا چاہیے۔ اگر ایک چمنی کے کونے کی ضرورت ہو تو دو بنانے کا کیا فائدہ۔ تم اب بھی اس کو اس سے دور کر سکتے ہو۔ یہ میرا یقین ہے۔ اگر تم ایسا کرنا چاہو تو۔" دو عورتوں کو موت کے گھاٹ اتار کر کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس سے شادی کر لو۔ "ایسی باتیں مت سوچو ہیمری۔ اس تجربے سے گزرنے کے بعد میرے لیے مسخرا پن کی بات ہو گی کہ میں چرچ جاؤں اور شادی کروں۔ نوکری کے معاملے میں میں نے اپنی آنکھوں سے معاہدہ کیا ہے کہ جب بھی ایسا ہو گا تو میں بیوی کے متعلق سوچوں گا۔"

"نہیں مسٹر کلائم۔ تم ایسا نہ کہو دو عورتوں کی موت میں تمھارا کردار تھا تمھیں ایسا نہیں کہنا چاہیے۔"

"اچھا اچھا۔ اب اس بات کو چھوڑو۔ ییوبرائٹ نے کہا لیکن اب خدا نے مجھے یوں داغدار کر دیا ہے کہ پیار محبت کے جذبات مجھے اچھے نہ لگیں گے۔ میرے ذہن میں دو خیالات ہیں۔ یا تو میں رات کا مدرسہ شروع کروں گا۔ یا پھر میں میلفو بن جاؤں گا۔ تمھارا اس متعلق کیا خیال ہے۔ ہیمری

"میں آؤں گا اور ٹھنڈے دماغ سے تمھاری باتیں سنوں گا۔"

"شکریہ۔ میری یہ خواہش ہو گی۔"

جونہی کلائم وادی میں اترا اسی لمحے تھامسن بھی دوسرے رستے سے آ گئی اور ان دونوں کی ملاقات دروازے پر ہوئی۔ "تمھارا کیا خیال ہے کہ میں تمھیں کیا بتلانے والی ہوں۔ کلائم؟"

اس نے عیارانہ انداز سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اندازہ کر سکتی ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

اس نے کلائم کے چہرے کا جائزہ لیا۔ "ہاں! تمھارا اندازہ درست ہے۔"

بالآخر یہ ہونے والا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ مجھے اس بات کے لیے خود کو تیار کرنا ہو گا اور ایسا سوچنا ہو گا۔ یہ اگلے ماہ کی پچیس تاریخ کو ہو گا اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔"

"جو تم بہتر ہو کرو۔ پیاری۔ میں تو بہت خوش ہوں کہ تم دوبارہ خوشیوں کی جانب گامزن ہو۔ تمھارا ممنون ہوں پر اس ترمیم کے لیے جو تم نے گئے دنوں میں روا سلوک میں تم کی تھیں۔"

(۳)۔ بلوم اینڈ میں دوبارہ خوشی لوٹ آتی ہے اور کلائم پیشے کا انتخاب کرتا ہے

خوشی دوبارہ ہوم اینڈ میں عود آئی اور کلائم نیا پیشہ اختیار کرتا ہے۔ بلوم اینڈ سے گزرنے والے کسی بھی شخص نے یہ محسوس کیا کہ گیارہ بجے کا وقت شادی کے لیے مقرر کردہ تھا اور یبو برائٹ گھر میں نسبتاً خاموشی تھی جب کہ نزدیک ترین گھر سے گہما گہمی کی آوازیں آرہی تھیں۔ آوازیں زیادہ ترپاؤں کی تھیں جو پیتلے فرش پر ادھر ادھر چلنے سے پیدا ہو رہی تھیں۔ گھر کے باہر صرف ایک شخص موجود تھا جو کسی کام کا ارادہ رکھتا تھا کیوں کہ وہ دروازے کی جانب دوڑا، چٹخنی اونچی کی اور اندر بنا رسم کیے داخل ہو گیا۔

اندر کا منظر کچھ زیادہ مروجہ نہیں تھا۔ کمرے کے اندر گھرے ہوئے لوگوں کا حلقہ ریڈگن کے بے غرض انسانوں کی جماعت تھی۔ وہاں پر فیئر وے ہو، گرینٹر ز کین ہیمری، کریسچین اور ایک دوا گھاس کاٹنے والے بھی موجود تھے۔ وہ ایک گرم دن تھا اس سے تمام مرد حضرات نے فقط بازوؤں والی قمیض پہن رکھی تھی بجز کریسچین کے جس کو ہمترائے گھر کے علاوہ دوسروں کے گھر یہ خوف رہتا تھا کہ اس کپڑے کہیں ریزہ ریزہ ہو جاتیں۔ شاہ بلوط کی مضبوط لکڑی سے بنا ہوا میز کمرے کے عین وسط میں رکھا ہوا تھا جس کے گرد دھاری دار لینن کا کپڑا اتنا تھا۔ جس کو ایک جانب سے گرنیڈز اور دوسری جانب سے ہیمری نے پکڑا ہوا تھا جب کہ فیئر وے اس کی سطح کو پہلے دھیلے کی مدد سے رہا تھا۔ اس کا چہرہ اس مشقت کی تھکن سے غرق آلود اور شکن زدہ تھا۔

"کیا آپ بستر بنا رہے ہیں۔" نئے آنے والے نے کہا؟

"ہاں! سیر۔ گرینڈ فر کینٹل نے کہا کیوں کہ وہ اس قدر مصروف لگ رہا تھا کہ فضول میں الفاظ کا ضیاع نہیں چاہتا تھا۔ کیا میں اس کونے کو مزید سختی سے کھینچوں ٹمتی؟"

فیئر وے مثبت جواب دیا اور اس نے بلا تخفیف توبات کے ساتھ کھینچا شروع کر دیا۔ اب یہ ایک اچھا بہترین کیا ہے۔" ہم نے ذرا توقف کے بعد کہا۔ یہ کس کے لیے ہو سکتا ہے؟

"نئے جوڑے کے لیے ایک تحفہ ہے۔ کریسچین نے کہا۔ جو بے بس اور اس طریق عمل کے زمرے سے مغلوب نظر آتا تھا۔"

"اچھا۔ یقیناً اور ایک قیمتی تحفہ ہے۔

بستر ان لوگوں کے واسطے اچھے ہوتے ہیں۔" مسٹر فیئر وے کریسچن نے فی الفور شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں!" گھاس کے کاروبار کرنے والے شخص نے کھرے ہو کر ماتا پونچھتے ہوئے کہا۔ مکھیوں کی موم ہیمری کو دیتے ہوئے کہا جو فی الفور رگڑائی میں مصروف تھا۔ ایسا نہ تھا کہ اس جوڑے کو ان چیزوں کی ضرورت تھی بلکہ یہ ایک اچھا عمل تھا کہ ان کو زندگی کی رنگ رلیاں منانے کے دوران ایسا تحفہ دوستانہ اظہار کے طور پر پیش کیا۔ اچھا عمل جانا تھا۔ میں نے اپنے دونوں بیٹوں کو شادی میں یہی تحفہ دیا تھا اور تیسرے کے وسطے گھر میں اب بھی موجود ہیں۔ اب میرا خیال ہے ہم نے کافی موم لگادی ہے۔ گرینڈ ز کیتل تم اس چھری کو باہر نکالو اور پھر ہم اس کے پروں کو ہلائیں گے۔ جب بستر اچھی طرح تیار ہو گیا تو فیئر وے اور کریسچن نے بڑے کاغذوں کے تھیلے لدے۔ ان کو مکمل طور پر بھرا لیکن اس قدر ہلکے گویا غبارے تھے اور اسن کو تیار شدہ مسکن کے اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ جونہی ان تھیلوں کو خالی کیا گیا۔ یہ لہروں کی طرح کمرے میں بڑی تعداد میں اُڑنا شروع ہو گئے لیکن حادثاتی طور پر کریسچن نے ایک تھیلے کا سامان اس کے باہر نکالا اور کمرے کی فضا ان عظیم الجثہ ٹکڑوں سے مقدر ہو گئی اور کام کرنے والوں پر برفیلے طوفان کی مانند گرنے لگے۔

"میں نے ایسا بے ڈھگا لڑکا پہلے نہیں دیکھا۔" کریسچن گرینڈز نے تنبیہی انداز میں کہا۔ تم یقیناً کسی ایسے شخص کی اولاد لگتے ہو جو ساری زندگی بلوم اینڈ سے باہر نہیں نکلا اس لیے تمھارے اندر عقل نام کی چیز نہیں ہے۔

واقعی والدین کی تمام ہوشیاری اور نظم و ضبط بچوں کی فطرت کی تشکیل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ جہاں تک اس بڑے کریسچن کا تعلق ہے میں گھر پر ہوں اور یہاں پر ایسی کوئی حرکت نہیں دیکھی ہے۔ تیری شخصیت کے متعلق ایک شاندار بات ہے۔

اب آپ مزید میری تحقیر تو نہ کریں ابا جان مین اپنے آپ کو بہت کمتر محسوس کر رہا ہوں۔ میں نے صرف غلطی کی ہے۔"

ادھر آؤ۔ کبھی خود بھی ایسے حقیر کام میں مت ڈالنا بلکہ زیادہ کوشش کرو۔ فیئر وے نے کہا۔

"ہاں! تمھیں مزید کوشش کرنی چاہیے۔ گرینڈ فر کی آواز گونجی گویا وہ مشورہ دینے والا پہلا شخص تھا۔ عام طور پر ہر شخص کو یا تو شادی کر لینی چاہیے یا پھر فوجی بننا چاہیے۔ ان دونوں میں سے ایک کام بھی نہ کرنا قوم

کے لیے باعث رسوائی ہو گا۔ میں نے یہ دونوں کام کیے تھے۔ نہ ان کو بلند کیا اور نہ ہی نیچے جھکایا اور یہ ایک غریب انسان کی سوچ کا عکاس ہے۔

"میرے اندر آگ کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ تھا۔" کریسچن ہچکچایا لیکن جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو میں نے اِدھر ادھر بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ ہاں! یہاں پر ایسے گھر بھی موجود ہیں جن میں فقط مرد ملازم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ خاطر خواہ گھروں سے اور وہاں عورتوں کی حکمرانی ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ بات ذرا عجیب محسوس ہوتی ہے۔ اگر میں نے اس کو تلاش کر لیا تو۔ کیوں کہ جیسے تم دیکھ سکتے ہو ہمایوں کے گھر میں باپ کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے جو اب بوڑھا ہو چکا ہے۔"

"او میرے بیٹے تم نے اس لیے اپنا کام چھوڑ دیا ہے۔" گرینڈ فر کیپٹن نے سفر شادی سے کیا۔

کاش! نقات کی حیثیت اس قدر مضبوط نہ ہوتی۔ میں نے کل سے جو پہلا کام شروع کیا ہے وہ دنیا کو دوبارہ سے دیکھنا ہے۔ لیکن اے سال کی عمر میں گھر بیٹھنا تو کچھ نہیں ہے لیکن جہاں گنتی کے واسطے کچھ زیادہ ہی ہے۔ اے سال کا آخری مئی یوں کا کیپیٹل۔

کاش! سالوں کے بدلے میں اس کو سکوں میں حاصل کر سکوں اور بوڑھے آدمی نے آہ بھی۔

اس قدر غمناک نہ ہو گرینڈ فر، فیئروے نے کہا۔ مزید کچھ پریشر ڈالو اور اپنا دل مضوط کرو بلکہ اس کے اندر مجھ کو تم اب بھی سر سبز و شاداب بوڑھے شخص ہو۔

"ابھی تمھاری سوانح حیات ہر گز مکمل ہونے میں مزید وقت باقی ہے۔

"خدا کی پناہ میں ان کی جانب جاؤں گا۔" شادی شدہ جوڑے کی جانب۔ گرینڈ فر کیپٹن حوصلہ مند آواز میں تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔ میں ان کے پاس جاؤں گی اور شادی کا گانا گاؤں گا۔ میری طرح ایسا کرو گے تم جانتے ہو اور وہ بھی دیکھ چکے ہیں۔ تم مجھے کیا کہو گے۔

اس نے اپنے عاشق کو بلایا۔

اوپر والی کھڑکی سے۔

اب اس کہر زدہ شبنم سے نکلو۔

اس وقت یہ بات ان کو خوش رکھے گی۔ واقعی میں اب اس بارے میں سوچ رہا ہوں۔ میں نے اپنی زبان کو دماغ کے اندر ایک اچھا گانا گانے کے لیے رکھا ہے۔ اس پرانی گری کی شب میں۔ جب ہم "بارے

مو)(Barley Mow) [1] میں تھے تمھاری مضبوط خوبیوں کو نظر انداز کرنے والی ہے اور یہاں کچھ لوگ بھی موجود ہیں جن کے بے پاس قطب نما ہے۔ اچھا تو ایسا ہے۔ فیئر وے نے کہا۔ اب بستر کو ذرا نیچے کی جانب گھماؤ۔ تم نے اس کے اندر ستر پاؤنڈ کے ستریں پر رکھے ہیں جو اس کو مضبوطی سے تھام لیں گے۔Guines [2]

"اب ایک بھی دیا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اب میں گنتا ہوں کرسچن "سامان خوردہ نوش کو نیچے رکھو اگر تم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ہو اور میں اس کو کھینچوں گا۔

وہ کام کے عین وسط میں کھانے کو بیٹھ گئے ان کے اوپر نیچے اردگرد تمام پر بکھرے پڑے تھے۔ اس کا اصل مالک دفعتاً کھلے دروازے سے جب اندر داخل ہوا تو اس قدر وافر تعداد میں ان کے پرانے کپڑوں کو دیکھ کر چیخنے لگا۔

"میری روح کی قیمت پر۔ فیئر وے نے پر کو منہ سے نکالتے ہوئے کہا۔ جن میں سے کئی اس گلاس کے گرد لپٹے ہوئے تھے جو اس کے حوالے کر دیا گیا۔"

"میں نے کئی ایک تو نگل لیے ہیں اور ایک کے اندر تو قابل برداشت چنٹ ہے۔ سیم نے کونے سے پر سکون انداز میں کہا۔"

ہیلو! وہ کیا ہے؟ میں پہیے کی آواز سن رہا ہوں؟ گرینڈ فر کیپٹن نے چھلانگ لگاتے ہوئے اور دروازے کی جانب لپکتے کہا۔ وہ کیوں دوبارہ واپس آ گئے ہیں۔ میں ان کو اس آدھے گھنٹے میں توقع نہیں کر رہا تھا۔ یقیناً اگر آپ نے ارادہ کر لیا ہے تو شادی کس قدر جلد ہو سکتی ہے۔"

"ہاں! بالکل جلد ہی ہو سکتی ہے۔ فیئر وے نے کہا جیسے کہ اس کو بیان مکمل کرنے کے لیے کسی چیز کی ضرورت ہو۔

وہ اٹھا اور گرینڈ فر کے پیچھے چل دیا جب کہ باقی لوگ بھی دروازے کی جانب بڑھے۔ لمحے بھر کو ایک گھوری والی کرائے کی گاڑی ان کے قریب سے گزری جس کے اندر روین اور مسز وین تشریف فرما تھے۔

ان کے ساتھ وین کے بڑے رشتہ دار تھے جو خصوصی طور پر اس شادی کے لیے آئے تھے۔ گاڑی کو قریبی گاؤں سے کرائے پر لیا گیا تھا جو کہ فاصلے اور قیمت سے قطع نظر تھی کیوں کہ وین کے خیال میں ایڈ گن

۱۔ خوب صورت روایتی گاؤں جو والڈرن کے قریب واقع ہے جس کے گرد چھونے والا مغربی سیکس کا علاقہ ہے۔

۲۔ طلائی سکہ جو پندرہ روپے کے برابر ہوتا ہے۔

میں کوئی بھی چیز تھامسن جیسی خاتون کے شایان شان نہ تھی اور ایسے موقع پر جب چرچ بھی بارات کے چلنے کے لیے کافی دور تھا۔

جونہی گاڑی گزری تو وہ لوگ جو گھر سے نکل آئے تھے وہ چیخے۔ 'ہراہ' وہ اپنے ہاتھ نیچے کی جانب بازو اور سر لہرا رہے تھے اور گرینڈ فرکیٹن کی کمر دھوپ میں خوشی سے ناچ رہی تھی۔ وہ ہر حرکت پر خود بھی خوشی سے جھوم رہا تھا اور گرینڈ فر کی کمر بھی دھوپ کے اندر خوشی کے ساتھ جھوم رہی تھی جونہی وہ خود کو گھمار رہا تھا گاڑی کے ڈرائیور نے ان کو حیرت سے دیکھا بلکہ اس نے نو بیاہتا جوڑے کو بھی کرم فرمائی سے نوازا کیوں کہ اس کے علاوہ ہیتھ کے غریب یا امیر لوگ رہ سکتے تھے جو ایڈگن جیسی جگہ پر زوال کا شکار ہو سکتے تھے۔ تھامسن دروازے پر کھڑے گروہ میں کچھ زیادہ بہتر نہیں لگ رہی تھی اپنے ہاتھ پرندے کے پروں کی طرح تیزی سے پھڑ پھڑا رہی تھی اور ڈگری سے آنکھوں میں آنسو بھرے سوال کر رہی تھی اگر سے ان ہمایوں کے ساتھ اترنا اور لوٹنا پڑے گا۔ اگرچہ وین نے مشورہ دیا کہ چوں کہ وہ لوگ شام کو گھر واپس آرہے ہیں اس لیے یہ اشد ضروری تھا۔

اس سرگرمی کے بعد سلامی والا گروہ اپنے بیٹھے کی جانب واپس مڑا جس کے بعد سلامی بھرائی کا کام دفعتاً ختم ہو گیا تھا۔ جب فیئر وے نے گھوڑے کو زین لگائی ان تمام تحفوں لپیٹا اور اس کے ساتھ گاڑی میں وین کے گھر جو سٹکل فورڈ میں واقع تھا کی جانب بڑھنے لگا۔

یبو برائٹ نے شادی کی خدمات میں کی جانے والی ۔۔۔ کے بعد اپنے شوہر اور بیوی کے ہمراہ گھر واپس گیا۔ لیکن اب کھانا کھانے اور رقص و سرود کی محفل میں شرکت کے لیے خود کو ناساز گار محسوس کر دیا تھا کیوں کہ یہ محفلیں تو شام گئے تک جاری رہتی تھیں۔ تھامسن اس وجہ سے مایوس ہو گئی تھی۔

"میری خواہش تھی کہ تمھیں مایوس کیے بنا میں وہاں پر موجود ہوتا۔" اس نے کہا۔

"لیکن مُس اس شاہی ضیافت میں ایک کھوپڑی کی مانند بھی لگتا ہے۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"اچھا! اس کے علاوہ اگر تم مجھ کو معاف کر دو گی تو میں بہت خوش ہوں گا۔ مجھے علم ہے کہ کچھ نا مہربان سا لگتا ہے۔ لیکن تھامسن مجھے ڈر ہے کہ میں اس گروہ میں کچھ زیادہ خوشی محسوس نہ کرتی تھی اور یونہی اول بات ہے۔ ہمیشہ تمھارے نئے گھر میں تم سے ملنے آتا رہوں گا۔ تم یہ بات جانتی ہوں اس لیے میری غیر موجودگی کچھ زیادہ معنی نہیں رکھے گی۔

اچھا! تو پھر میں یہ سب تسلیم کرتی ہوں۔ جو تمھیں مناسب ترین لگے وہ کرو۔

کلائم چھت پر بنے اپنے چھوٹے سے مکان میں بہت اکرام دہ محسوس کرتا تھا۔ وہ تمام دوپہر خطاب کے اہم نکات کو لکھتے ہیں۔ مصروف رہا جس کی قدر سے اس کا آغاز کرنے کا ارادہ تھا۔ اس منصوبے کے عملی نکات کو جو دراصل وہ وہاں پر لے کر آئے تھے اور جن کو مختلف تبدیلیوں کے ساتھ اس نے زیر غور رکھا تھا اور اچھی بڑی چیزوں کے ذریعے اس نے اپنے احساس جرم کو بار بار پرکھا اور تولد تھا اور اب ان کے بدلنے کی کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی تھی۔ اگرچہ محتاط انداز میں اس نے اپنے منصوبے کو کم کر دیا تھا۔ اپنے آبائی وطن میں طویل عرصہ گزارنے کے باعث اس کی نظر بہتر ہو رہی تھی۔

گو کہ اس قدر توانا چنداں نہیں تھی کہ اس کے مضبوط مکمل عقلی منصوبہ بندی کیپروانہ گرفتاری کی قدغن لگا سکے لیکن وہ پھر بھی افسردہ نہ تھا۔ ابھی تک ایک غیر آرزومندانہ عادت اس کی تمام طاقتوں کو محصول لگانے اور وقت پر قبض ہونے کو تیار تھی۔

شام کے بڑھتے ہوئے سائے کے ساتھ بھی زندگی اور حرکت کی صدائیں ضلعی خطے کے نچلے خطے میں زیدہ نمایاں ہو رہی تھیں۔ دروازہ لکری کے جنگلے کے اندر مسلسل چیخ رہا تھا۔ یہ پہلا گروہ تھا اور تمام مہمان اندھیرا ہونے سے قبل ہی اکٹھے ہو گئے تھے۔ یبو برائٹ پچھلی سیڑھی سے ہیتھ کی جانب چہل قدمی کے ارادے سے گیا تاکہ جب تک پارٹی ختم نہیں ہو جاتی اور جب واپس آئے گا تو تھامسن اور اس کے خاوند کی رخصتی پر الوداعیہ کلمات ادا کر دے گا۔ اس کے قدم سے بے خبری میں اس رستے پر سٹور کی جانب بڑھ رہے تھے جس پر اس خطرناک صبح کو سوزن کے لڑکے نے اس کو وہ عجیب و غریب خبر سنائی تھی۔

وہ جھونپڑے کی جانب نہیں مڑا بلکہ ایک ۔۔۔ کی جانب بڑھا جہاں سے اس علاقے کا ترانہ نظر ڈال سکتا تھا جو کبھی یوسٹیشا کا گھر ہوا کرتا تھا۔ جب وہ اس گہرے منظر کو دیکھ رہا تھا تو کوئی شخص اوپر آیا۔ کلائم اس کو فقط دھندلا دیکھ سکا اس لیے اسے گزرنے دیا۔ لیکن وہ کوئی راہ گیر نہ تھا بلکہ چارلی تھا جس نے نوجوان کو پہچان لیا اور اس کے ساتھ بات کرنے لگا۔

"چارلی۔ میں نے تمھیں کافی عرصے سے نہیں دیکھا۔ یبو برائٹ نے کہا۔ کیا تم اکثر اس رستے پر آتے ہو۔"

"نہیں لڑکے نے جواب دیا۔ میں اکثر کنارے پر نہیں آتا۔ May gole

"تم مے گول میں نہ تھے۔"

"نہیں۔ چارلی نے کہا۔ اس نے خبر انداز میں کہا۔ مجھے اب ان چیزوں کی قطعاً پرواہ نہیں ہے۔ تم مس یوسٹیٹا کو پسند کرتے تھے نا۔ کیا تم نہیں کرتے تھے؟ بیو برائٹ نے آہستگی سے سوال کیا۔ یوسٹیٹا اس کو چارلی کے رومانوی لگاؤ کے بارے میں اکثر بتایا کرتی تھی۔

"ہاں! بہت زیدہ آہ۔ کاش!"

ہاں۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس کی کوئی نشانی مجھے عطا کر دیں۔ اگر آپ کو برا نہ لگے تو۔

باب سوم:

ناول کا فکری و فنی جائزہ

آج کا دور ہارڈی کو وکٹورین عہد کا سب سے بڑا ناول نگار مانتا ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ وہ انگریزی ادب کے عظیم ترین ناول نگاروں میں سے ایک ہے کچھ ناقدین تو اسے اپنے عہد کا شکسپیر قرار دیتے ہیں۔ (The Return of The Natives) اُس کے نمائندہ ناولوں میں سے ایک ہے۔ جس کا بنیادی موضوع اور ذہنی بگاڑ کا اظہار ہے جو ماحول اور پس منظر میں مطابقت سے جنم لیتا ہے۔ ناول کے فکری جائزے کے دوران مندرجہ ذیل موضوعات قابلِ غور ہیں:

رومانوی موضوع:

اگرچہ ہارڈی کے ناولوں کا تانہ بانہ رومانوی موضوعات کے گرد گھومتا ہے بظاہر تو یہ حسن و عشق کی روایتی داستانیں ہیں۔ لیکن اس کی ذریعے ہارڈی نے اپنے احساسات اور جذبات کاااظہار کیا ہے۔ رومانوی موضوعات کے ساتھ ساتھ وہ حقیقت پسندی کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ناول کے مرکزی کردار یوسٹیشیا اور ویلیڈیو ہے جو ایک دوسرے کے دامِ الفت میں گرفتار ہیں۔ اُن کی محبت قطعی انجام کو پہنچنے سے قبل ہی پر خار وادیوں میں بھٹک جاتی ہے۔

مذکورہ ناول میں ہارڈی زندگی کی ایک غمگین تصویر پیش کرتا ہے جس میں حادثات و واقعات مل کر بدترین حالات کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ یہ انصاف اور دادرسی کی بے اعتنانی کے باعث ہے۔ جس کے عمل دخل کی بہت سی مثالیں مذکورہ ناول میں نظر آتی ہیں۔

ہارڈی انیسویں صدی کی دیہاتی زندگی کی ایک واضح تصویر سامنے لاتا ہے۔ جس کے اندر تمام خوشیاں اور غم موجود ہیں۔ ایک تقدیر پرست دنیا جو ناانصافی اور توہمات سے پُر ہے وہ تقدیر کی ماورائی اور منفی طاقتوں کو پیش کرتا ہے۔ جو اکثر غریب اور پسماندہ لوگوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔ہارڈی کی دنیا پر تو خدا کی حکومت ہے اور نہ ہی مشیت ایذدی کی جگہ اُس کے نزدیک انسان ایک عظیم وجوہات کا سلسلہ ہے جو انھیں ہمیشہ اپنا شکار کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

تخیّلات ویسکس ناول کے ورجینیا وولف کے الفاظ کے بغیر تخیلات کی تعریف تشنا ہی رہے گی"[1] یہ نہ صرف زمان و مکاں کے حوالے سے داستانِ زندگی ہے بلکہ دنیا اور انسان کی تقدیر کے مطلق ہارڈی کا نقطہ نظر ہے۔ جو طاقت ور تخیلات کا لبادہ اوڑے صفحہ قرطاس پر ابھرتا ہے اور شاعراتی ذہنیت اور شریف انسانی روح کے طور پر سامنے آتی ہے"۔

> Thus it is no mese transcript of life at a certain time and place that Hardy has given us. It is vision of the world and of man, slot as they revealed themselves to a power ful imagin ation, a profound and poetic genius, a gental and human-soul[1].

ہارڈی ایک ہمہ وقت ایک واحدۃ الوجود کائنات کو دیکھتا ہے جس پر ایک پر اسرار وجہ کی حکمرانی ہے۔ واسع حاکم ادراک اُس کو ہر پہلو اور ہر حرکت میں محسوس ہوتا ہے۔ لیکن ہارڈی ایک روشن خیال انقلابی کی حیثیت سے انسان کی رضا کو اُس قادرِ مطلق کی مرضی کا جزو لاینفک قرار دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ اُس کی بہتری کے لیے اُس پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

> It is clear that Hardy belonged to the new tradition of sccptieism. He seemed to have arrived at the idea of universe moved by blind chance and man is tossed here and there in threthless struggle for survival[2].

یہ بات عیاں ہے کہ ہارڈی حکماء نے اُس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جن کے نقطہ نظر کے مطابق اُس کو کسی بھی چیز کا قطعی علم نہیں ہے۔ وہ مجبورِ محض ہے اُس کے خیال کے مطابق کائنات ایک اندھے حادثے کے نتیجے میں عدم سے وجود میں آئی۔ انسان بقا کی جنگ میں ہچکولے لیتا ہے اور اس تصادم میں باصلاحیت اور مضبوط روحانی صلاحیتوں کے حامل لوگ زیادہ پستے ہیں کیونکہ وہ جواں مردی سے تقدیر کے طوفاں کی مزاحمت کرتے ہیں۔ اُس کے کردار اُن تمام غیر شخصی، نایاب طاقتوں کے مالک ہوتے ہیں جن کے خلاف وہ نبرد آزما ہوتے ہیں۔ اُس کا فلسفہ زندگی کے متعلق چاہے کیسا بھی ہو لیکن انسانیت کے واسطے اُس کے اندر ترحم کا جذبہ ضرور موجود ہے۔ اُس کو اپنے کرداروں سے بے انتہا ہمدردی ہے جو نہ صرف تقدیر کے ستم سہہ رہے ہیں بلکہ بدلتے

وقت کے بے رحم شکنجے میں بھی جکڑے ہیں۔ جب پرانی ساکت اقدار رخصت ہو رہی ہیں۔ اور زندگی کا فطری تواتر متاثر ہوتا ہے۔[۲]

یاسیت پسندی

ہارڈی زندگی کے متعلق غیر ضروری حد تک تاریک نقطہ نظر رکھنے کے باوجود اکثر ہم اثر ناقدین کی تنقیدی نگاہوں کا نشانہ بنا رہا لیکن دراصل جس یاسیت پسندی کی وجہ سے وہ وجہ تنقید بنا وہ فقط زندگی کا ایک ناپسندیدہ چہرہ تھا اور ناول نگار کو ناانصافی کا ثبوت دیتے ہوئے اس نقطہ نظر کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا۔ زندگی کے متعلق اپنے اس نقطہ نظر کو اُس نے کئی مقامات پر واضح کرنے کی کوشش بھی کی۔ وہ خود کو یاسیت پسند ناول نگار کی بجائے حقیقت پسند کہلانا پسند کرتا تھا۔ وہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے نظریں نہ چرا پایا اور منٹو کی طرح انسانیت کے دکھ اور کرب کو بنا تصنع کے بنا لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

اُس کی نظر میں زندگی کانٹوں کا بستر ہے اور حکمران لوگوں کے احساسات اور مسائل سے بے خبر ہیں۔ یہی شانِ بے نیازی ہارڈی کو سخت کھٹکتی ہے۔ وہ ایک حقیقیت پسند اور باغی تخلیق کار ہے۔ ہارڈی فطرت کو ہمیشہ ایک ظالم اور جابر قوت کے طور پر دیکھتا ہے۔ تقدیر اُس کے ہاتھ میں ایسا طاقت ور ہتھیار ہے۔ جو اُس کی امنگوں اور خواہشات کے خلاف بر سرِ پیکار ہے۔

> Men in Hardy's fiction are not moster of their fates. They are at the mercy of the indifferent forces which manipulate their behavior and theier relation with others, but they can achieve dignity throught endurance.[3]

ڈیوڈ سیل نے اپنی کتاب ہارڈی دی نوولسٹ میں لکھا ہے:

انسان اور مشیت ایزدی کے درمیان جاری ایک جدوجہد۔ یہی ہے ہارڈی کا انسانی صورت حال کی ترجمانی جو اس کے ناولوں میں انسانی زندگی کی صورت حال سے عیاں ہے۔ اس کے کردار ہیں لیکن دوسرے ڈراموں کے برعکس یہ کشمکش انسان اور اس کے برعکس تقدیر کی جاں فدائی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔

اُس کی تمام ہیروئنوں کی طرح اس ناول کی ہیروئن بھی خود کو فطرت کے جابر شکنجے سے نہ بچا پائی۔ اُس کی صورت حال میں یہ محبت کے منہ زور گھوڑے کے روپ میں اُس کی زندگی میں داخل ہوئی اور اُس کے ساتھ وقت اور حالات کی ناساز گار گردش نے اُس کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا۔ ایک ہمسائی کی نامہربانی نے گویا اُس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی اور وہ جو مستقبل کے لیے آنکھوں میں سپنے سجائے بیٹھی تھی اُس نے موت کو گلے لگانے کا فیصلہ کیا۔ ہارڈی کے مطابق محبت آپ کو ہمیشہ دکھ اور اذیت دیتی ہے۔ یوسٹیشیا کی ایڈگن ہیتھ سے نفرت اور ناپسندیدگی دراصل ہارڈی نے اُس نقطہ نظر کی عکاس ہے۔ وہ جو قدرتی ماحول کے متعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ یہ ناول علاقائی ناولوں کا ایک سلسلہ ہے اور ہیتھ مصنف کا آبائی وطن بھی ہے اُس کے خوابوں کی سرزمین لیکن بارہا یہ منظر اُس کی امنگوں اور خواہشوں کا مقتل بھی ثابت ہوا۔ اسی لیے کچھ ناقدین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ فطرت کے متعلق اُس کا رویہ رومانوی تحریک سے بغاوت کا ہے۔ وہ فطرت کو ایک جابر اور وسیع قوت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جس کے شکنجوں سے انسان جس قدر چاہے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے ناول دراصل زندگی کے متعلق سوالات اور تجسس ہیں۔ تباہی اور بربادی بے قصور افراد پر چسپاں کر دی جاتی ہے۔ مذکورہ ناول کرداروں اور ماحول کا المیہ اور رزمیہ ہے لیکن اس المیے کو وقوع پذیر ہونے میں مواقع اور قسمت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انسان کا کردار بھی کسی حد تک اُس کے زوال کا باعث بنتا ہے۔ لیکن رزمیہ ناول کے متعلق ہارڈی کا نظریہ شکسپئر سے کافی مختلف ہے جس کے خیال میں کردار کا جھول اُس کی بدقسمتی کا موجد ہے۔

> A struggle between man on the one head and on the other land an omnipotent and in different fate that is Hardy's interpretation of human situation.(4)

"Character is destiny"

شاید یہی وجہ ہے مذکورہ ناول ہارڈی کے تمام ناولوں میں سے زیادہ قابلِ بحث گردانا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت پسندی اور رومانیت کے درمیان جھولتا نظر آتا ہے۔ حقیقی زندگی اور بے بنیاد عقائد کی متحرک زندگی پر پینڈولم کی طرح جھولتا یہ شاہکار اپنے کرداروں اور اپنے افعال کے باعث نقادوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا ہے۔ ہارڈی کے مطابق ہماری زندگی حادثات سے پُر ہے۔ ظالم اور اندھی تقدیر کے ہاتھوں میں بے بس ہے۔ یہ

تقدیر ہی تھی جو کلائم کو اس کو آبائی وطن لاتی ہے۔ وہ بلند عزائم کے ساتھ گھر واپس آتا ہے لیکن قسمت اُس کو حزن وملال کے دلدل میں دھکیل دیتی ہے۔

انسانی نفسیات:

ہارڈی کی انسانی نفسیات پر بھی گہری نظر ہے۔ اُس نے اپنے کرداروں کے ذریعے انسانی نفسیات کی باریک بینی کی بڑی خوبصورتی کے عکاسی کی ہے۔ ایک طرف تو یوسٹیشیا کا مرکزی کردار ہے جو اپنی نخوت اور خود ساختہ تنہائی کے باعث خود کو ممتاز کرتا ہے تو دوسری طرف ہمیں تھامسن کا نسوانی کردار نظر آتا ہے۔ جو معصومیت اور وفا کی دیوی ہے وہ ایک مثالی بیوی اور بیٹی کا کردار بخوبی نبھاتی نظر آتی ہے۔ تیسر انسوانی کردار جو اپنے رویے کے باعث منفرد ہے وہ تھامسن کی خالہ کا ہے۔ وہ خاموش اور عقل مند خاتون ہے جو تعلیم یافتہ ہے اور نہایت معاملہ فہمی سے اس دیہاتی اور اجڈ ماحول میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ ہارڈی نے کرداروں کی نفسیات کو اس طرح پیش کیا ہے کہ اُن کا مکمل خاکہ قاری کے سامنے ابھر آتا ہے۔ تمام کردار حقیقی زندگی میں ہمارے سامنے چلتے پھرتے محسوس ہوتے ہیں۔

کہانی کا مرکزی کردار یبو برایٹ خوش فہم اور نیک اطوار کا مالک ہے جو دوسروں کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے کردار کی مکمل جھلک اس کے معاملات اور لوگوں کے ساتھ اس کے تعلقات میں نظر آتی ہے۔

اس کے ساتھ ویلیڈیو کی صورت میں کہانی کا رقیب ہے جو شاطر اور عیاش فطرت کا مالک ہے۔ عورتوں کا ایسا ہے۔ جھوٹ اور فریب اس کی رگ رگ میں ہیں۔ ان مرکزی کرداروں کے علاوہ جھوٹے کرداروں میں اس قدر تنوع پایا جاتا ہے کہ ہر ایک فرد کی مکمل شخصیت قاری پر عیاں ہو جاتی ہے۔ تمام کردار حقیقی زندگی میں ہمارے سامنے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اس قدر باریک بینی اور نفاست سے کرداروں کی نفسیات کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ ہارڈی نفسیات شناس ہے جو تنوع کرداروں کو نہایت خوبصورتی سے پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ہارڈی علاقائی ناول نگاروں میں ایک عظیم مقام رکھتا ہے۔ اس کے کام کو سمجھنے کے لیے ہارڈی کے وسکیس اور اس کے طبعی خدوخال کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔ یہ علاقہ اس کے تمام کام میں پس منظر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور مذکورہ ناول میں تو یہ کردار باقی تمام کرداروں پر غالب ہے۔

یہ دراصل الفرذ بادشاہ کی قدیم سلطنت تھی۔ ہارڈی نے یہ نام چھ پرانے ممالک کے لیے استعمال کیا ہے جو انگلینڈ کے جنوب مغربی علاقے میں واقع ہے۔ وسکیس کا مرکزی علاقہ دوست شاعر کا ملک ہے۔ جو اس

کی جائے پیدائش تھی۔ یہاں پر ہارڈی نے زندگی کا بہترین کام کیا تھا۔ اس علاقے کے طبعی خدوخال میں دریا، جنگل، پہاڑ اور سبزہ گاہیں شامل ہیں، اس کے کام میں متعدد دفعہ ظاہر ہوئے ہیں۔

ہارڈی نے وسکیس کو ایک جیتی جاگتی حقیقت کے طور پر پیش کر کے اسے گویا ایک لافانی کردار بنا دیا۔ ہارڈی کے مطابق اس کا وسکیس حقیقت اور افسانے کا ایک خوبصورت امتزاج ہے۔ ناول نگار نے اپنے ہر زور تخیل کے بل بوتے پر اسے ایک ایسے پراسرار سرائے کے طور پر پیش کر کے اُسے لافانی بنا دیا۔ وہ دراصل وسکیس کے دیہاتی پس منظر کی زندگی اور رصوم و رواج سے واقفیت اور انسیت رکھتا ہے۔ وہ کسانوں، لکڑ ہاروں اور مویشی بانوں کے کاموں کی تفصیل سے واقف تھا۔

ویسکس کے تمام کردار معاشرے کی اعلیٰ طبقے کی بجائے نچلی اور درمیانی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ویسکس کا کوئی بھی پہلو اُس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ رقص و سرود کی محفلیں موسیقی کے جام گویہ اُن کے روزمرہ کے بہترین مشاغل میں سے ہیں۔ شام کو تمام لوگ اکھٹے ہو کر اپنا وقت گفتگو اور بادونوش کی محفلوں میں صرف کرتے ہیں۔ بیسکس ایک تنہا جگہ ہے جہاں پر اب تک ریلوے اور جدید کارخانوں کی پہنچ نہیں ہے۔ اس کی باسی دنیا کی جدیدیت سے دور انسانی زندگی بسر رہے تھے۔ کئی قدیم روشیں ابھی تک زندہ ہیں۔ وہ لوگ تقدیر اور توہم پرست ہیں۔ تعلیم نے ابھی تک جہالت کا خاتمہ نہیں کیا۔ ناول میں بھی سوزن نسضچ یوسٹیشای کا مجسمہ بنا کر اُسے جلاتی ہے اور یہی سحر انگیز کاروائی اور یوسٹیشیا کی جسمانی کمزوری اور ناگہانی وفات کا باعث بنا۔ توہم پرستی کا یہ عالم تھا کہ بنا چاند کے پیدا ہونے والے شخص کو مرد ہونے کا حق ہی نہیں حاصل تھا۔ یہ سب ہارڈی کی باریک بینی کا عکاس ہے

There was no moon , that,s bad hey, neighbour that,s bad for him. (5)

نئی تہذیب سے خائف ہے۔ اب تک ویسکس اس سے متاثر نہیں ہوئی لیکن قصبے کے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی واپسی اُن کے سادہ طرز زندگی کو پامال کرنے آرہے ہیں۔ یہ نامعلوم دیہاتی مطمئن اور خوش ہیں اپنی غربت اور پسماندگی کے باوجود۔ ناول نگار کے خیال میں جدت پسندی کا انجام ہمیشہ دکھ سے بھرا ہوتا ہے۔ ہارڈی نے اپنے علاقے کو لافانی بنا دیا۔ کیونکہ اُس نے ایک مخصوص علاقے کو آفاقیت عطا کر دی تھی۔ وہ صرف اُس کی تاریخ اور زندگی اور جعغرافیے کے متعلق بات کرتا ہے۔ آج بھی اُس کے ناول اُن لوگوں کے سامان

دلچسپی سمیٹے ہوئے ہیں جن کا ویسکس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اُس نے آفاقی جذبات واحساسات پر توجہ دی۔ یہی اُس کے ناول کی حقیقی موضوعات ہیں۔

ناول میں مزاح کا عنصر بھی موجود ہے اور یہ مزاح ہارڈی دیہاتیوں کی سادہ لوح گفتگو سے پیدا کرتا ہے۔ بعض اوقات اُن میں اُن کے درد اور محرومیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے اُس کا مزاح طنز سے پاک شکسپیر کے مزاح کی بلندیوں کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہارڈی کا مزاح کچھ وقت کے لیے قاری کو آرام ضرور دیتا ہے لیکن غم کی کیفیت کو چنداں کم نہیں کرتا جو وہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔

ناول مصنف کی مضبوط قوت مشاہدہ کا مظہر ہے جن سے فطرت کی منہ شوگافیاں چھپی نہ رہ سکیں۔ اُس نے پرندے اور پودوں کی پائی جانے والی تمام اقسام کا اس قدر گہری نظر سے مشاہدہ کیا ہے کہ اس علاقے کا باسی ہی ایسا کر سکتا ہے۔ اس پہاڑی علاقوں میں پائی جانے والے تمام اقسام کی جھاڑیوں درختوں گھاس اور سرکنڈوں کا ذکر اس وضاحت سے کیا ہے کہ قاری کے سامنے مکمل منظر کشی ہو جاتی ہے۔

"The bluffs and the bushes, and the heather bells head broken there silence."(6)

آگ کے لیے ایندھن کا استعمال ایک عام عمل تھا اور ہارڈی ایندھن میں استعمال ہونے والی تمام لڑکیوں کے متعلق مکمل آگاہی رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر پائے جانے والے تمام پرندوں کا علم رکھتا ہے۔ اُن کی فطرت، پرواز اور ہجرت کے بارے میں تمام اوقات میں اُسے ایک پرندوں کے ماہر کی طرح علم ہے۔

فلسفہ زندگی:

ہارڈی کے فلسفہ حیات کے مطابق انسانی زندگی حوادث سے پر ہے۔ اور چونکہ ہماری روزمرہ زندگی میں حادثات اس قدر تواتر سے وقوع پذیر ہوئے ہیں کہ ہم غیر ارادی طور پر ان کے عادی بن جاتے ہیں۔ انسان بے خبر ہے کہ کب اور کس طرح تقدیر اس کے ساتھ کھیل کھیلے گی۔

یہ تقدیر تھی جو کلائم کو آبائی وطن لے کر آئی ہے۔ وہ بلند مزائم کے ساتھ واپس آتا ہے لیکن قسمت اس کو حزن وملال کی دلیل میں دھکیل دیتی ہے۔

ہارڈی کے خیال میں انسان ارتقاء کے عمل میں سب سے بری طرح متاثر ہوتا ہے کیونکہ وہ واحد مخلوق ہے جس کو اپنی حالت زار کا اندازہ ہے اور یہ بھی محسوس کر سکتا ہے کہ اس کی توقعات کے بر آنے کے مواقع کس قدر کامیاب ہیں۔

اس کا فلسفہ زندگی کے متعلق چاہے کیسا بھی ہو لیکن انسانیت کے واسطے اس کے اندر تلطف کا درجہ ضرور موجود ہوتا ہے، اس کو اپنے کرداروں سے بے انتہا ہمدردی ہے جو وقت کے بے رحم شکنجے میں جکڑے تقدیر کے ستم سہہ رہے ہیں۔ جب پرانی اقدار رخصت ہونے کے ساتھ ساتھ اور زید وقت کا فطری تواثر بھی متاثر ہو رہا ہے۔

زندگی کے متعلق اپنے فلسفے کی ملمع سازی کی کوشش میں ہارڈی نے کئی نظریات بھی پیش کر ڈالے ہیں جن کو وقت، حادثات، تقدیر، فطرت، ناعاقبت اندیشی، اور ان سب سے ماورا ایک مافوق الفطرت کا نام لے سکتے ہیں۔

سماجی موضوعات:

مذکورہ ناول میں شادی بیاہ، رشتے ناطے اور جنس کے متعلق موضوعات ناول نگار کے سماجی نقطہ نظر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کے موضوعات میں ہارڈی کا نقطہ نظر حقیقت پسندانہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اُس کے مطابق شادی ایک ایسا بندھن جو جسمانی حد بندیوں یا پھر سخت گیر معاشرتی قوانین کی پیروی کے لیے نہیں بنا بلکہ یہ دو باہم رضامند روحوں کا ایسا ملاپ ہے جس میں بیرونی طاقتوں کی دخل اندازی ناقابلِ برداشت ہے۔

اُس کے خیال میں اس عمارت کا سنگِ بنیاد پیار اور محبت پر استوار کیا جانا چاہیے۔ اس کے بعد بتدریج باہمی رضامندی کے سات اُس مقدس بندھن میں بندھنے کا فیصلہ بھی شریکین کے درمیان ہونا چاہیے۔

دراصل ہارڈی کا یہ نظریہ ہے کہ دونوں کو اتنا وقت ضرور میسر آنا چاہیے کہ دونوں ایک دوسرے کو پرکھ سکیں اور ممکنہ حد تک خود کو مقابل کے مطابق ڈھال سکیں۔

جلد بازی اور غیر متوازن شادیاں اکثیر پریشانی اور بگاڑ کا باعث بنتی ہیں۔ دراصل ہارڈی ایک ایسی تصوراتی شادی کا خواہاں ہے جو طویل باہمی تعلقات کا نتیجہ ہو گی۔

لیکن وہ یہ قطعاً نہیں سوچتا کہ وہ ایک ایسے معاشرے کا فرد ہے جہاں پر شدت پسند لوگ اس قسم کے تعلقات کو طویل المیعاد حد تک برداشت نہیں کرتے۔ یہ قسمت کی عنایت ہوتی ہے کہ وہ کسی کو من پسند

شریک حیات عطا کرے۔ جس کے نتیجے میں گھریلو زندگی خوشگوار اور پر سکون گزر سکے مذکورہ ناول میں میں تھامسن اور ویلڈیو کی شادی کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ دونوں کی شخصیتوں میں تضاد تھا اور یہ رشتہ محض ویلڈیو کی لالچ اور ہوس کا نتیجہ تھا۔ دوسری طرف کلائم اور یوسٹیسیا بھی ایک دوسرے کو مکمل طور پر سمجھنے اور شریک زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا موقع نہ مل سکا اس لیے دونوں شادیاں ہی ناکام ثابت ہوئیں۔

کلائم ایک صابر، حساس اور دردِ دل رکھنے والا شخص ہے جس کے دل میں کبھی انسانیت کے لیے کچھ کر گزرنے کا جزبہ موجود ہے۔ اس کے بر عکس اس کی شریک حیات ایک لالچی، خود غرض اور شہوت پرست خاتون ہے اس کی غلط فہمی تھی کہ حسن کے بل بوتے پر دنیا کو زیر کر لے گی۔ وہ خود کو دنیا کی عظیم اور حسین ترین خواتین کی صف میں کھڑا دیکھتی ہے۔ سمجھتی تھی کہ کلائم سے شادی کر کے وہ مطلوبہ مقاصد حاصل کر لے گی اور ایک عیش پسند زندگی گزارے گی لیکن حقیقت اس کی امیدوں کے بر عکس تھی۔

کلائم کی بیماری نے اس کے مصائب میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

تھامسن اور ویلیڈیو بھی کم و بیش ایسی ہی صورت حال سے گزر رہے ہیں۔ تھامسن فطرتاً ایک معصوم اور قناعت پسند خاتون ہے اس لیے وہ ویلیڈیو جیسے شاطر اور دغاباز انسان کے ساتھ بھی وفاداری نبھا رہی ہے۔

ہارڈی حقیت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی باغی بھی ہے جو عورت کی پاک دامنی کو نہیں مانتا۔ وہ بیوہ کی شادی کا دائی ہے۔ اُس کے خیال میں پاک دامنی اور عزت کا تعلق جسمانی سے زیادہ روحانی ہے۔ اگر ایک عورت اپنی پاک دامنی کو بر قرار رکھتی ہے تو درِ حقیقت ایک بلند کردار کی مالک ہے۔ طلاق کے متعلق ہارڈی کے خیالات جدت پسندانہ ہے۔ جب دونوں شریکین کی زندگی ناقابلِ برداشت حد تک اجیرن ہو جائے تو اُس کے خیال میں یہ آخری ممکنا اقدام اُٹھالینا چاہیے۔

مختلف تہواروں اور رسومات کا ذکر بکثرت ملتا ہے جن کے اندر معاشرتی زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ کہیں پر آگ جلانے کا منظر اور کہیں پر چرچ کی مصروفیات ہیں اور کہیں پر مئی پول کا تہوار ہے اور پھر کرسمس کے شادیانے۔ یہ سب موضوعات مذہبی اور سماجی زندگی کی جھلک دکھاتے ہیں۔ کیونکہ ناول کی عکس بندی دیہاتی پسِ منظر میں کی گئی اس لیے جاڑے کی خنک راتوں میں جنگلی ایندھن سے آگ جلا کر دائرے میں بیٹھ کر مذاق کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ہارڈی کے خیالات کے مطابق کردار اور اطوار کا تعلق وراثت سے ہے۔ یہی وجہ ہے تھامسن اور کلائم اعلیٰ خاندان کے فرد ہونے کی بنا پر شریفانہ کردار کے مالک ہیں۔ اسی طرح ڈگری وین کی وفادار مخلص فطرت اس کے اچھے خاندان ہونے کی دلیل ہے۔ پسماندہ اور پسے ہوئے

طبقے کے متلق ذکر کرتے ہوئے ہارڈی کا احساسِ نخوت واضح نظر آتا ہے۔ اور اِس کی وجہ شاید اُس کا خود ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق ہے۔ ہارڈی حقیقت پسند ناول نگار ہے لیکن اُس کی کہانیوں میں اکثر افشائے حقیقت کرداروں کے کرب ناک انجام کا باعث بنتی ہے۔ یوسٹیشیا کی ایک چھوٹی سی غلطی کلائم کی ماں کی موت کا باعث بن جاتی ہے اور بلکہ آخر وہ خود اس جرم کی پاداش میں اپنی حقیقی منزل تک جا پہنچتی ہے۔ ویلڈیو اور یوسٹیشیا کے تعلقات کی حقیقت جب کلائم پر آشکار ہوتی ہے تو وہ اُس سے مزید متنفر ہو جاتا ہے حالانکہ اُن کے درمیان ملاقاتیں گزری ہوئی محبت کی تلخ یادوں کے سوا کچھ نہ تھی۔ ویلڈیو اب صرف اُس کا ایک ہمدرد اور غمگسار تھا جو اُس کی اشک جوئی کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن یہ سب حالات کی ستم ظریفی ہے کہ ان تمام کرداروں کو بے جرم سزا دی گئی اور سزا دینے والی اُن کی ظالم اور بے حس تقدیر تھی۔ یاسیت پسند ہارڈی اس ناول کا انجام بھی اپنے دوسرے تمام ناولوں کی طرح رزمیہ کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ ناول سلسلہ وار رسالے میں چھپتا تھا اس لیے قارئین کی منشاء اور ایڈیٹر کے اصرار پر اُس نے چھٹی اور آخری کتاب کا اضافہ کیا اور جس میں حالات کو کافی حد تک بہتر بنایا گیا۔ اختتام میں تھامسن اور وین رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں اور ویلڈیو ایک سیاحی مبلغ کے طور پر اپنے پسندیدہ روزگار کا انتخاب کرتا ہے۔

ناول کا بنیادی موضوع حالات کی سفاکی کے سامنے انسان کی بے بسی اور کسم پُرسی کی کہانی ہے۔ جب انسان اپنے ارادے کے بل بوتے پر فطرت کی ان بے رحم قوتوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے تو اُس کو بغاوت کے نہایت بھیانک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پیار کا عنصر اس مایوس کن موضوع کو کچھ رنگینی ضرور عطا کرتا ہے لیکن مکمل طور پر اس کے اندوح ناک اثرات کو کم نہین کر سکتا۔ رومان اور حقیقت کے درمیان جاری اس تصادم جیب بالا آخر حقیقت کی ہی ہوتی ہے۔ ااور انسانیت کو اپنے خوابوں کی کافی بھاری قیمت ادا کرنی پڑھتی ہے۔

ثقافتی اظہار:

سینٹ جورج کا روایتی کھیل ثقافت کا مظہر ہے جس میں تلواروں پر رقص کیا جاتا ہے۔ یہ تمام برطانیہ میں مشہور ہے۔ اس کا بنیادی موضوع دشمن کی موت اور باہر کا آغاز ہے۔ ہارڈی اپنے ناول کے موضوعات کے متعلق بہت محتاط رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی کہانی کے عنوانات بہت مناسب، اہم اور مرکزی خیال سے مکمل

مطابقت رکھتی ہیں۔ بعض کرداوں کے نام پر اپنے عنوانات کے نام تجویز کرتے ہیں۔ ٹیس۔ یا پھر عنوانات ایسے شاعرانہ ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا ان سے کئی معانی اخذ کر لیتا ہے جیسے:

"A pair of blue eyes"

"Far from maddening crowd"

"Two on a tower"

موجودہ عنوان بھی اپنے اندر کئی پہلو سموئے ہوئے ہے۔ موجودہ ناول بھی اپنے اندر کئی پہلو سمیٹے ہوئے ہیں۔ ہیتھ ناول کا پسِ منظر ہے۔ تمام کردار اس کے کرب و جوار تعلق رکھتے ہین جن کرداروں نے ان حالات اور ماحول کو اپنا لیا وہ خوش اور مطیمعن نظر آتے ہیں جو کردار ماحول سے مانوسیت پیدا کرنے میں ناکام رہے وہ پریشان اور غمزدہ نظر آتے ہیں۔ کہانی کا مرکزی کردار یوسٹیشیا اگرچہ ہیتھ کی باسی ہے وہ وطن کے طور پر اپنا میں ناکام رہی۔ جس کے نتیجے میں وہ رزمیہ انجام سے دوچار ہوتی ہے۔ اس کے بر عکس کلائم جو یہاں کا باسی ہے وہ پیرس ہجرت کر گیا تھا اور وہاں پر کئی برسوں تک کام کرتا رہا جس وجہ سے اُس کے اندر بدیسی تہذیب و تمدن ایک بیماری کی طرح تھا وہ اُن کے اندازِ تمدن سے غیر مطمئن تھا اس لیے اُس نے واپس آنے اور یہاں پر مکمل رہائش کرنے کا ارادہ کیا۔ تاہم وہ اس تہذیب سے آزاد نہ ہو سکا جو اس کی مکمل بربادی پر منتج ہوئی۔ ہارڈی کی دنیا کوئی خوابوں کی دنیا نہیں ہے بلکہ یہ ایک زندہ جیتی جاگتی سانس لیتی کائنات ہے اُس کے قدم ہمیشہ سے زمین پر جمے تھے۔ اُس کے خیال میں وہ ایک سچا من بظاہر اپنے بیانیے کو تبدیل کرتا رہتا ہے اور ایسا وہ صرف ناگزیر حقیقت کو عیاں کرنے کے لیے کرتا ہے۔ وہ بذات خود ایسا ہی فنکار ہے۔ اس دلیرانہ حقیقت اور افسانے کے سنگ میں وہ انگریزی ناول نگاروں میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔

ناول کا فنی جائزہ

اسلوب کے لیے انگریزی زبان میں (style) کا لفظ میں Start مستعمل ہے۔

اسلوب ایک ایسی تحریری خصوصیت ہے جس میں تحریر کے خارجی عناصر مثلاً زبان، صرف و نحو، الفاظ کی ترتیب و آرائش وغیرہ شامل ہیں۔

جملوں کی ساخت نہ صرف تحریر کی آرائش و زیبائش میں اضافہ کرتی ہے بلکہ مصنف کے خیال اور ذہنی رجحان کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔

مصنف کا اسلوب بیان ہے۔ کہانی کے اس اسلوب کو جس میں فرضی یا حقیقی سلسلہ واقعات کو کسی خاص فنی ترتیب یا ادبی روپ دیا جائے بیانیہ کہلاتا ہے۔

مصنف کا نظریہ زندگی، تجربات کے متعلق اس کا رویہ اور تاثرات کی شدت کا براہِ راست اس کے اسلوب پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اسلوب کسی بھی فنکار کی روح کی آواز ہوتی ہے۔ یہ زبان کا ذاتی ذریعہ اظہار ہے۔ نثر کے اسلوب کا مطالعہ اسی قدر تشریح طلب ہوتا ہے جتنا کہ شاعر کے جذبات و احساسات کا مطالعہ۔ توضیح طلب ہوتا ہے۔

یہ مصنف کا انداز بیان ہی تو ہے جس کے اندر احساسات اور اظہار کے مابین ایک تعلق قابل محسوس شکل میں نظر آتا ہے۔

انداز بیان خیال بدل دیتا ہے ورنہ سیف
دنیا کی کوئی بات نئی بات نہیں ہوتی

Style is the man.

جس طرح مصور کا فن اس کے برش کے استعمال میں اور مجسمہ ساز کا فن اس کے چھنی کے استعمال میں نظر آ آتا ہے بالکل اسی طرح مصنف کی زبان اس کی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں مصنف کا اسلوب بیان مکمل نتیجہ ہوتا ہے زندگی کی باقیات پر اس کے نقطہ نظر کا، اس کے ذاتی پسند و ناپسند اور یہ ذات کی تمام خوبیوں اور خامیوں کی کائنات اصغر ہے۔

Essentialy of the philosophic type an expression of his mind [(7)]

ا۔ ڈفن کے مطابق "انداز ذہن کی فلسفیانہ تجلی ہے۔" جو اپنے اندر غمگین آنکھوں، کرختگی اور دنیا کی غلط کاریوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔

درحقیقت ہارڈی کے انداز میں اس عظمت کا فقدان نظر آتا ہے اور نہ ہی یہ ممکنہ حد تک خوش رنگ اور ہم آہنگ ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ مکمل نثر ہے جس کے اندر جذبات کا تحرک نہیں ہے جو رسکن کی نثر کا خاصہ ہے۔ ہارڈی کے انداز میں کوئی مخصوص پن نہیں ہے۔ اس لحاظ سے کچھ نقادوں کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ہارڈی کا سرے سے کوئی انداز ہی نہیں ہے۔

ہارڈی خیالات کے اظہار کے لیے تو الفاظ کا استعمال وضاحت و صراحت سے کرتا ہے لیکن ملمع سازی یا سجاوٹ کے لیے چنداں نہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے انداز تحریر میں کسی قسم کا تصنع یا ملمع کاری کا عنصر نہیں پایا جاتا ہے جو ان مصنفین کی تحریروں میں آجاتا ہے جو اپنے اسلوب کو بنانے کی ارادی کوشش میں نظر آتے ہیں۔

حارئن لے نے اپنی کتاب میں ہارڈی کی زبان و بیان کے بارے میں کہا ہے:

The language used by Hardy is detailed and rich.[8]

منزل تک پہنچنے کا راستہ اور اس کی منزل زندگی کے تجربات اور احساسات کا سچا اور کھرا اظہار ہے۔

یہ سچ ہے کہ نہ تو وہ ٹھیکرے کی مانند اسلوب کا پیدائشی استاد ہے اور نہ سٹولینن کی مانند دیوانہ۔ لیکن وہ یہ بات ضرور جانتا ہے کہ زبان کا استعمال کچھ ایسے انداز سے کیا جائے کہ اس کے اندر گہرے ترین احساس کو بیان کرنے کی صلاحیت ہو۔

زبان و بیان:

ہارڈی کے ناولوں کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہے کہ موضوعات کے مطابق وہ زبان کو کسی بھی رفعت یا پستی تک گرا سکتا ہے۔ پلاٹ کی ضرورت کے مطابق وہ خود کو بھی صورتحال میں ڈھال سکتا ہے۔ وہ اپنی ماہرانہ فنکارانہ ادا سے انسانی دل کے کسی بھی تار کو چھیڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ بیک وقت جذباتی دیہاتی، مزاحیہ، طربیہ، نازک خیال اور طنزیہ رنگ میں ڈھل سکتا ہے۔ حالات اور منظر کی ضرورت کے مد نظر، اسی لیے اس کے تمام ناول ایک رنگ یا پھر ایک انداز میں نہیں لکھے گئے۔ اور ایک ناول کے اندر کئی تغیرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

مذکورہ ناول بھی دیہی اور طربیہ زندگی کا ایک امتزاج ہے۔ جب ہارڈی وسکیں کی سادہ مزاحیہ طرز زندگی کو کرداروں کی مدد سے بیان کرنے میں منہمک نظر آتا ہے تو اس کا انداز تیز تر، مزاحیہ اور خود آگاہی کے بنا مکمل نظر آتا ہے اور لہجے کی آمد ورفت بنا کسی تعطل کے جاری رہتی ہے۔ اس کے برعکس جب وہ کوئی قدرتی منظر کشی کرتا ہے تو پھر انسانی نفسیات کے پر اسرار رازوں کو عیاں کرتا ہے۔۔ کسی لافانی نظریے کا تجزیہ اور بیان کرتا ہے تو اس کا انداز جذباتی اور تخیل آمیز ہو جاتا ہے اور یہ شاعرانہ عظمت اور لافانیت کی بلندیوں کو چھوتا محسوس ہوتا ہے۔ اور زبان کی ترنگ ان مواقع پر عظیم عیسائی سازندبے کی آواز سناتی ہے۔

اس کی قوت بیان کی غیر معمولی جلالت اور لافانیت افتتاحی اور اختتامی اسباق میں زیادہ شدت سے نظر آتی ہے۔ چوں کہ ہارڈی ناول نگار کے ساتھ ساتھ ایک شاعر بھی تھا بلکہ اس کی بنیادی وجہ شہرت بحیثیت شاعر تھی۔ اس لیے اس کے انداز میں شاعرانہ عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ ایک تصوراتی اور تخیلاتی انداز ہے جس کے اندر شاعری کی تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ایڈگن ہیتھ اور اس کے خدوخال کا متخیل منظر اعلیٰ درجے کی شاعرانہ خوبی ہے۔ وہ ابواب جن میں یوسٹیشا کے حسن و دلکشی کا ذکر ہوتا ہے، اعلیٰ تصاویر دیتا ہے۔ اس کی شاعری ان تمام کرداروں، مناظر، کے دوران جھلکتی ہے۔

ٹیلر کی ہارڈی کے بارے میں یہ رائے ہے۔

> Hardy's Language must be understood as deeply influenced by the victorial, historical study of language.(9)

جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ یک رنگی کے متعلق کس قدر حساس اور لہجے کے بارے میں کافی علم رکھتا ہے۔

انگریزی زبان ہارڈی کے نزدیک اظہار کا آلہ ہے۔ اپنی لغت سے کوئی لفظ بھی اس وقت تک خارج نہ کرے گا جب تک وہ اپنا معنی واضح نہیں کرتا۔ لاطینی زبان کے الفاظ قدرے استعمال کئے گئے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنے مدعا کو بیان کرنے کے لیے ایسے دقیق اور کم فہم الفاظ استعمال میں لاتا ہے جب اس کے پاس متبادل سادہ الفاظ موجود ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر مکین کے لیے home گھر کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے وہ domicile کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

اسی طرح جب سادہ لوح دیہاتیوں کی گفتگو بیان کرتا ہے تو مخصوص الفاظ اور اعلانات کا ذکر کرتا ہے ۔ایک تعلیم یافتہ اور ان پڑھ کی گفتگو کا فرق واضح ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس نے نہایت قریب سے ان لوگوں کی بول چال اور رہن سہن کا جائزہ لیا ہے۔

بحیثیت ایک ادبی فنکار ہارڈی کی سب سے بڑی خوبی اس کی تشبیہات اور استعارات کا بے مثل استعمال ہے۔ وہ پہلے موضوع پر طویل غور و فکر کرتا ہے اور اس کے بعد اپنے نقطہ نظر کو وجوہات کے ایک سلسلے میں جذ کر کے اسے تضاد اور خیال کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ جو اس قدر صحیح اور واضح ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے اس کے خیال کے تانے بانے واضح نظر آجاتے ہیں۔

ہارڈی تاریخی کہانیوں کے حوالے دیتا ہے جو قاری کے تصورات کو مہمیز عطا کرتے ہیں۔ وہ کہیں پر یونانی اور لاطینی دیوی دیوتاؤں کی تاریخی کہانیوں سے حوالے دیتا ہے۔ تو کبھی تاریخ کے عظیم ادباء اور رہنما۔ یہ سب چیزیں تاریخ، ادب اور مذہب کے متعلق اس کے گہرے علم کی دلیل ہیں۔

یہ ہارڈی کی فطرت ثانیہ ہے کہ وہ کسی احساس کو محسوس کر کے اس کو صفحہ قرطاس پر بکھیرنے سے قبل اس کی واضح تصویر اپنے ذہن کے دریچے میں لاتا ہے اور پھر اپنے کرداروں اور استعارات و تشبیہات کے ہتھیار کی مدد سے اس تصور کو کاغذ پر لاتا ہے۔

یوں لکھتا ہے گویا وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ہو اور قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ براہ راست منظر کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے تصورات اور تشبیہات میں ایک برجستگی کی لہر پائی جاتی ہے۔ درحقیقت روشن کرنے والی طاقت اور مکمل قاعدہ پرستی شامل ہے۔

ہارڈی کے خیالات تخلیقی ہوتے ہیں اس لیے اس کا انداز اور زبان بھی تخلیق کے عنصر سے لبریز ہے۔ اس کے الفاظ اپنے قطعی معانی سے بڑھ کر بہت کچھ ہوتے ہیں اور وہ اس احساس کی جانب اشارہ کرتے ہیں جو اس کا پیش خیمہ تھا۔ جیسا کہ ناول میں ہیروئن کی آنکھوں کے متعلق اس کی وضاحت کچھ ایسے ہیں۔

She has pagan eyes full of nocturnal mysteries.(10)

اس کی مظاہر پرست نگاہیں، شبیہ اسرار سے پرے جو Norcomb کے آدھے فہم فن کی مانند تھیں۔

اس جملے میں تشبیہات اور استعارات کی لمبی قطار ہارڈی کے گہرے مشاہدے، بلند قوت خیال کی علامت ہے جو قاری کو شیکسپیئر یا ڈن کی یاد دلاتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کرداروں کے نام کے انتخاب میں ہاردی کی مہارت جھلکتی ہے ۔ اس کے کردار واقعی اسم بامسمیٰ ہیں اور خوبیوں کے مجسمے ہیں۔ وہ ایک ڈرامہ نگار کے فرائض بھی بخوبی سر انجام دیتا ہے۔ مذکورہ ناول میں (Quit Woman) مسز ییوبرائٹ کے کردار کی عکاسی ہے۔ فیئر وے بھی اپنے نام کی طرح ایک راست باز انسان ہے۔

تشبیہات اور استعارات، محاورات و علامات اور افسانوی حوالہ جات کے علاوہ ہارڈی نے الفاظ کا روایتی استعمال بھی بخوبی کیا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس کو الفاظ سے کھیلنے کا فن آتا ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ اس نے خطوط اور الفاظ کے ذریعے شخصیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ گو مذکورہ ناول میں تھامسن کے ویکن کو لکھے گئے ایک دو خطوط کے علاوہ اس کی مثال ذرا کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ لیکن باقی ناولوں جیسا کہ (Tess) میں مختلف کرداروں کی شخصیت کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہارڈی اس فن کا خوب صورتی سے استعمال کرتا ہے۔

انسان خطا کا پتلا ہے۔ ناول نگار بھی خامیوں سے قطعاً مبرا نہیں ہوتا۔ جہاں پر اس کی نثر نگاری میں اتنی خوبیاں ہیں وہاں پر اسلوب اور زبان دانی کے حوالے سے اس کے اندر کچھ خامیاں بھی نظر آتی ہیں۔ نہ صرف صرف و نحو کی اغلاط نظر آتی ہیں اور بے ربط صنعت فعل اور فعل مطلق مصدر کے علاوہ طویل غیر ضروری اور بے ربط جملے کی کثرت بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس ضرورت کے لیے وہ حرف ربط یا حروف عطف کا بھی بے جا استعمال کرتا ہے۔ جملوں کی غیر ضروری طوالت بعض اوقات قاری کی کوفت کا باعث بنتی ہے۔ وہ خیالات کے الجھاؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ یوں اس کے جملے نامکمل، بے قاعدہ اور منتشر نظر آتے ہیں۔

جس کے متعلق چند ناقدین کی یہ بھی رائے ہے کہ یہ انداز بیان ارادی ہے۔ وہ کردار کی نفسیات اور شاید اپنی تصنیفات کی بنیاد پر اس طرح کے جملے تشکیل دیتا ہے۔ یا شاید در پردہ اس کا جھکاؤ قدیم انگریزی طرز کی جانب ہے جو اس کے الفاظ اور موضوعات کے انتخاب میں چھلکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض کرداروں کی گفتگو کے دوران وہ العام الفاظ کی بجائے متردک الفاظ استعمال کرنے کو ترجیح جیسا کہ see کی ماضی seed، know کا knowed وغیرہ۔ شاید اس طرح اپنے انداز بیان کو ایک ندرت کا تاثر دینا چاہتا ہو۔ یا شاید اس ادبی آوارہ گردی میں اپنے ایک گمراہ کن لغت کا حصول ہو۔ وہ ان الفاظ کو استعمال کرنا پسندیدہ ہے جسے دوسرے ادیب گریز کرتے ہیں۔ جیسا کہ گھر کے لیے domicile اور جماد کے لیے۔۔۔ کے الفاظ کا استعمال۔

یہ رجحان ہارڈی کی مشکل پسندی کی جانب جھکاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ وہاں چاہتا ہے کہ اس کا قاری دوران مطالعہ بار بار لغت دیکھے یا پھر ایک اوسط درجے کا قاری۔ اس نے لطف اندوز ہونے کی سکت نہ رکھے۔ یوں وہ اپنے قارئین کو محدود کرنے کی غیر ارادی کوشش میں مصروف نظر آتا ہے۔ افعال کو صفات اور صفات کو افعال کی جگہ استعمال کرنا ہارڈی کی اختراع ہے۔

اکثر انگریزی زبان کے صرف و نحو کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی طبع کے مطابق ان کو بروئے کار لاتا ہے۔

ایک سادہ جملے کو سادگی سے تحریر کرنا اسے مشکل نظر آتا ہے۔ اور وہ مبہم، متروک الفاظ اور غیر موزوں طوالت سے اپنے کم فہم جملوں کو مزین کرتا ہے۔

یہ روایت پسندی کا رجحان شاید ہارڈی کی classic سے عقیدت و محبت کا اظہار ہے کہ وہ کسی بھی طرح ان کے مستعمل الفاظ و استعارات کو زیر استعمال لاتا ہے۔

وہ خود یہ کہتا ہے کہ "ایک زندہ جاوید اسلوب کا راز اسلوب پرستی میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی حد تک اوپر والی کے ساتھ گردو بین کے معمولات پر نظر رکھو۔ اس کے ناقدین کی رائے میں وہ اسلوب کا پیدائشی استاد ہے اس لیے اس کے بارے میں فکر مند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔

ایک اچھے مقرر کی طرح فصاحت سے قبل اس کو روانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جب اس کے پاس موضوعات کی فراوانی ہوتی ہے تو ان کی ضرورت کے مطابق وہ اس رفعت اور جلال کو متصل کر لیتا ہے جو با آسانی قابل حصول نہیں ہوتی۔

ایسے مواقع پر اس کا انداز لے اور تال کے بنا پر شاعرانہ ہو جاتا ہے۔

ایک مزاحمت کا احساس جو اس کی تحریروں کو عظمت اور ارتقائی عروج بخشتی ہے اور یہ زندگی کے متعلق اس اندرونی خیالات اور احساسات کی مفصل عکس بندی ہے۔

ناول نگار کے متعلق ان تمام خوبیوں اور خامیوں کے بعد یہ عرض کرنا ناگزیر ہے کہ ہارڈی کو اسلوب کی چنداں پرواہ نہ تھی۔ ہارڈی نے سہولت قاری کے ساتھ گہری قربت اور راز و نیاز کے ساتھ جاری رکھا۔ لیکن ان کو سادہ اور سپاٹ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے بلکہ کسی حد تک پیچیدہ اور ہوتے ہیں کیوں کہ دوسرے ناول نگاروں کے مقابل اس کی قوت متخیلہ غیر معمولی ہے۔

یہ سچ ہے کہ بعض اوقات اس کی زباندانی ناقص اور صرف و نحو کی اغلاط سے بھرپور ہوتی ہے لیکن اس کے الفاظ کی پذیرائی بہت وسیع اور سنسنی خیز ہوتی ہے۔

در حقیقت یہ دونوں عبارتیں ایک اچھے انداز کی تشکیل کرتے ہیں۔ پہلا عنصر نقیب زبان پر عبور اور گرفت ہے جو مصنف کو واضح بہتر اور کفایت سے لکھنے کے قابل بناتی ہے اور دوسرا احساسیت کا وہ عنصر ہے جو اس کو فصیح و بلیغ تحریر کا باعث ہے۔

پلاٹ

جہاں تک پلاٹ نگاری کا تعلق ہے ہارڈی کے پلاٹ سادہ نہیں ہیں۔ پیچیدہ، چرمر اور گھولے ہیں۔ وہ یکجان انداز میں بھرپور ہیں اور حکمتانہ انداز تشکیل کے ذریعے معنی کی گہرائی کو آشکار کرتے ہیں۔

ہارڈی کے پلاٹ یک جان انداز میں مکمل ہوتے ہیں جو جذباتی عناصر پیار و محبت سے جنم لیتے ہیں اور ان کو متحرک کرنے والا جذبہ نفسیاتی بنیادوں پر کام کرتا ہے۔ ادبی زندگی میں بتدریج بڑھتے ہوئے اس کے ناولوں میں اندرونی دنیا کی جانب رجحان بڑھتا ہے۔

ہارڈی نے تعمیرات کی ابتدائی تعلیم حاصل کر رکھی ہے، نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے پلاٹ کی تعمیراتی تشکیل میں لافانی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ معمار کی مانند کہانی کا پلاٹ تعمیر کرتا ہے۔ جیسے اینٹوں کو اپنے فلسفے کے سیمنٹ سے جوڑ لگاتا ہو۔

ہر حصہ کل میں اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ واقعات کا تسلسل بالکل واضح نظر آتا ہے اور یہ سب ایک منتخب شدہ تسلسل کے ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔ اس کی کہانی میں تسلسل اور ربط نظر آتا ہے۔

انگریزی مفکرین کے خیال میں ہارڈی نے اسلوب پر زیادہ توجہ مرکوز نہ کی بلکہ ان کا زیادہ زور موضوعات پر ہے۔

دوسرے اہم ناولوں کی طرح موجود ناول میں ان ہیجانات کا ارتقاء حادثات کے مخل ہونے پر روبر انجام نظر آتا ہے۔

کہانی میں موجود ڈرامائی عناصر کو مناظر اور حادثات ہے اور پلاٹ کی خوش سلیقہ مندی کے ساتھ سر انجام دیتے دکھایا گیا ہے۔

ہارڈی کے پلاٹ میں موجود حالات و واقعات اکثر زندگی کے حقائق سے تعلق نہیں رکھتیں۔ کیونکہ ایک حقیقی زندگی کی تصویر پیش کرنے کے بجائے ہارڈی المیہ اثرات پیدا کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ اس کی تخلیقی صلاحیت تنقید تاثر کی صلاحت چنداں زیادہ ہے اسی وجہ سے کسی بھی موقع کو اہمیت نہیں دیتا جو اس کے جذباتی تاثرات کی راہ میں حائل ہو۔

ہارڈی کے لیے پلاٹ کی تشکیل بھی کردار نگاری کی طرح اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن کردار نگاری اور پلاٹ نگاری میں نمایاں فرق ہے اور اس کی بنیاد ہارڈی کے اندر دوخوبیوں پر ہے۔

ہارڈی کے پلاٹ کی ایک باقاعدہ مشکل اور منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ فیلڈنگ کی مانن۔ اس کا کام کرنے کا منصوبہ سخت اور جامع ہے۔ اس کے پلاٹ میں کوئی غیر ضروری یا فالتوں مواد شامل نہیں ہوتا۔

اپنی کہانی کو دلچسپ بنانے کے لیے ہارڈی تجسس اور دلچسپی کا عنصر معدوم نہیں ہونے دیتا ہے اور آغاز سے انجام تکا یک دلچسپی اور تجسس کا عنصر قائم رہتا ہے۔ جب کبھی دلچسپی کا عنقا ہونے لگتی ہے تو کوئی غیر معمولی واقعہ اس کو از سر نو بیدار کر دیتا ہے۔

مذکورہ ناول میں دو پلاٹ ہیں۔

ایک کو مرکزی یا بنیادی کہا جا سکتا ہے اور دوسرا اس کا ذیلی حصہ ہے۔ مرکزی پلاٹ میں یوسٹیشا اور ییو برائٹ نظر آتے ہیں۔

جب کہ ذیلی پلاٹ میں

ییوبرائٹ　　　یوسٹیشا۔　　　مرکزی

⬇

وین　　　تھامسن　　　ویلیڈیو　　　ذیلی

اس کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا ذیلی پلاٹ ہے جو دیہاتی لوگوں کی گانے بجانے والی ٹولیوں پر مشتمل ہے۔ اس کا بنیادی مقصد کہانی میں موجود حزن و ملال کی فضا کے تاثر کو وقتی طور پر زائل کرنا ہے۔

تاہم کچھ ناقدین کی آراء کے مطابق ہارڈی کے پلاٹ جذباتی سنسنی خیز ہوتے ہیں اور اکثر پیچیدہ قسم کی محبت کی صورت حال کے گرد بنے جاتے ہیں۔ اس کے پلاٹ فلسفے کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور ہمیشہ سے انسان او رقسمت کے بیچ ایک تضاد کی پیداوار ہوتے ہیں۔ تقریباً تمام ناولوں میں کردار نگاری ایک جیسی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔

کردار نگاری:

مارٹن نے ہارڈی کی کردار نگاری کے بارے میں کہا ہے:

In Hardy stories, the characters are defined through environement. (11)

ہارڈی کے متعدد کردار متحرک نظر آتے ہیں اور اس کے نقطہ نظر میں یہی کردار زندگی کی دوڑ میں کامیاب ہیں۔

تھامسن اور مسز Quiet کا کردار متحرک ہے۔ اس لیے وہ کامیات ہیں جب کہ کلائم اور یوسٹیٹا کا کردار جامد ہے اس لیے وہ حالات سے سمجھوتہ کرنے میں نہ کر سکے اور مصائب کا شکار ہو گئے۔

سید عابد علی عابد کرداروں کی اقسام کے بارے میں بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"کردار اصل میں دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ٹائپ یا جامد اور ڈرامائی یا متحرک کردار

ٹائپ یا جامد کردار کسی طبقے، جماعت یا گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں اور زندگی کے بدلتے ہوئے تغیرات کا ساتھ دیتے ہیں۔

دوسری قسم کے کردار جنہیں ڈرامائی کہا جاتا ہے یا متعدد زمان فشار سے متاثر ہو کر بدلتے رہتے ہیں۔ (۱۲)

کردار نگاری میں کسی کردار کی داخلی کیفیات کو خارجی سطح پر دکھایا جا سکے اور اس میں شبہ نہیں ہے کہ ناول نگاروں نے مناظر فطرت کی تصویروں کے ذریعے کرداروں کی داخللی کیفیات کو اجاگر کرنے اور واقعات کو روشن کرنے میں قلیل قدر اور قابل ستائش کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

انگریزی ادب میں شیکسپیئر کے بعد کردار نگاری میں ہارڈی ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ وہ بے شمار اور لازوال کرداروں کا خالق ہے۔ اس کے کردار متنوع اور شخصیت پر اس کی گرفت وسیع ہے۔

تمام ڈراموں اور ناولوں میں مرکزی کردار کے ذریعے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ہارڈی ماحول کے دباؤ کے زیر اثر بنے کردار کی ارتقاء کرتا ہے۔ واضح بیاناتی حصے، محاوراتی وضاحتیں اور تضاد حادثاتی بیان یہ سب ہارڈی کے کردار کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کے طریقے ہیں۔ کردار کی حرکات و سکنات اکثر شخصیت کو اجاگر کرتی ہیں۔ محاورات و تشبیہات کا مزید استعمال شخصیت کی الجھی گتھیوں کو سلجھاتا ہے۔ کردار نگاری میں ہارڈی

نے خود بیانی کا طریقہ بھی استعمال کیا ہے۔ لین یہ امتیاز فقط تمام کرداروں میں بنا کے کردار کو حاصل ہے کہ اس کے ذریعے اس نے یہ طریقہ استعمال کیا ہے۔ تقریباً ایک مکمل باب ہو۔ اس کی شخصیت کو بے نقاب کرنے میں صرف ہوا۔ ہارڈی کے ساتھ برتاؤ انہتائی گہرا ہے۔ جسے وہ کوئی انفرادی کردار ہر جملہ نمایاں ممتاز اور اسیر کن ہے اور قاری بنا ہوا ہے۔ اس کو آگے بڑھ سکتا ہے۔ لیکن اس کردار نگاری میں کسی معتبر فنکار کی طرح۔ ہارڈی اس کے شکل و شباہت کی مکمل تصویر کشی کرنے کے بجائے فقط یہ بتاتا ہے۔ وہ کیا ہے اور کس بات کی علامت ہے۔ جیسا کہ:

> To see her was to fancy that a whole winter could contain darkness enough to form its shadow, closed over her forehead like night fall extinguishing western glow [13]

یپوبرائٹ کے کردار کو بھی غیر ضروری طوالت سے بیان کیا گیا ہے حالاں کہ اس کی صورت حال میں دو یا تین صفحات کافی تھے۔ وہ کسی مصور یا تصویر بنانے والے کی طرح اپنے کردار کو بیان نہیں کرتا بلکہ طبع حدود سے بلند ہو کر اس کی روح اور ذہن کے اندر جھانکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ ہارڈی کے کردار عام انسانوں کی طرح ہیں۔ وہ ہمارے ارد گرد ہی کہیں بنتے ہیں۔

جس طرح ہارڈی کے مثالی کردار ہیں اسی طرح اس کے منفی کرداروں کے اندر بھی کچھ اچھائی کا مواد ضرور نظر آتا ہے۔ وہ سر تا پاؤں برائی کا مجسمہ نہیں ہوتے جیسا کہ ویلیڈیو کا کردار ہے۔ اس کے کردار حقیقی زندگی سے قریب تر اور اچھائی اور برائی کا مجسمہ نظر آتے ہیں۔

"ہارڈی کے کردا ان پتلیوں کی مانند ہیں جن کی ڈور قسمت کے بجائے خود مصنف کے ہاتھوں میں ہے۔"

ہارڈی کے نسوانی کردار زیادہ اہم ہیں۔ کہیں ہمیں Tess نظر نہیں آتی ہیں تو کہیں پر یوسٹیٹا کا کردار جو تمام مردانہ کرداروں سے کہیں زیادہ طاقت ور رہے۔

ہارڈی معاشرے کے نچلے طبقے سے جیسے اپنے کردار تراشتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ان کی روح بھی اسی طرح پاکیزہ اور اعلیٰ ہے جیسے کہ بادشاہ اور ملکہ کی۔

شخصی علاقائی اظہار:

ہارڈی نے ایڈ گن ہیتھ کے اندر ایسی شخصی خوبیاں بیدا کر دی ہیں کہ وہ ایک کردار کی مانند زندہ و جاوید نظر آتا ہے۔ اس کے سراپے اور دلکش کو شخصیت کی طرح بیان کرتا ہے جس کے باعث اس کو انگریزی ادب کے بہترین شاعرانہ تحریروں کا مقام حاصل ہوا ہے۔

ہارڈی کی تحریروں میں ذاتی زندگی کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ جیسا کہ نسوانی کرداروں کی اہمیت اور ہیتھ کے مناظر کا تواتر سے اظہار جو اس کی حب الوطنی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں والدہ کی شخصیت غالب تھی جس جس نے اس کی شخصیت نسوانی کردار کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا اس لیے اس کے تمام ناولوں میں حوای نظر آتے ہیں۔

ناول میں منظر نگاری کا عنصر غالب ہے۔ کتاب کے آغاز سے ہی ایڈ گن ہیتھ کی تاریخی اور علاقائی منظر کشی انگریزی ادب میں منظر کشی کی اعلیٰ مثال ہے۔

"یہ زمین کا بنجر پن ہے جس نے اس کو کھیتی باڑی کے لیے بے بود کر دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ تواتر تہذیب یہاں سے کوچ کر چکی ہے۔ ہیتھ کے باسی تنہا اس ضلع میں رہتے ہیں۔ اس دنیا سے الگ تھلگ۔"

ایڈ گن ہیتھ اس کا حقیقی ہیرو ہے۔ کس منظر کا متحرک استعمال انگریزی ادب میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔

> The heaven being spread with this pailid serveen and earth with the darkest vegetation,.Their meating line at the horzon was clearly marked. (14)

مکالمہ نگاری:

مکالمہ نگاری بھی ناول نگاری کا بنیادی فن ہے۔ ہارڈی نے کہانی میں ڈرامائی عنصر کو مناظر اور واقعات کے ذریعے دکھایا ہے۔ ناول کا مطالعہ کرداروں کو واضح کرتا ہے۔ خاص طور پر یوسٹیٹا کے کردار میں اس کی گفتگو شخصیت اور اس کے ذہنی دباؤ کو دکھاتی ہے۔

> "مکالمہ نگاری ناول نگاری کا بنیادی فن ہے۔ مکالمہ کو موقع محل کی مناسبت سے ہونا چاہیے کیوں کہ وہ کردار کی شخصیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اور قصے کی رفتار بڑھاتا ہے۔

اس لیے اس زبان کا استعمال کرنا چاہیے جو کسی خاص طبع ، صنف یا عمر کا کردار عام
زندگی میں بولتا نظر آتا ہے اس کے کرداروں میں انفرادیت آجاتی ہے۔"(۴)

☆ ناول کی ہیروئن یوسٹیٹا کا لفظ (eustaey) سے ماخوذ ہے جس کا معنی تمام دنیا میں سطح سمندر میں تبدیلی ہے۔ اور وہ ان تمام شدیدی تبدیلیوں کی جانب اشارہ کرتا ہے جو وہ دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں لاتی ہے۔ اس کے سابقہ "eu" کا لاطینی زبان سے مستعار ہے اور جس کا مطلب اچھا کے ہیں۔ 'نام کا آخری حرف 'vye' دنیا کی جانب اس کے کردار کے مزاحمتی پہلو کی شان وہی کرتا ہے۔

اسی طرح کلائم کے نام کا آخری حرف "یبو برائٹ" "یبومن کے لفظ سے متصل ہے جو کہ ملازم یا زیر نگین شخص کی اپنی مذہبی کرتا ہے۔

اسی طرح ویلیڈیو کا نام 'wildness' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب 'جنگی یا وحشیانہ پر' ہے۔ جو اس کے کردار سے متصل ہے۔

اسی طرح دیہاتیوں کی گفتگو اور مخصوص انداز زندگی بھی جو طنز اور بے کاری سے عبارت ہے۔ دراصل ناول کے المیہ اثرات کو زائل کرانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ ان المیہ تاثر کو کم تر تو نہیں کرتا لیکن وقتی طور پر زائل ضرور کرتا ہے۔

منظر نگاری:

لیکن منظر نگاری کا شمار ناول کے بنیادی مقتضیات میں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ منظر نگاری کے بغیر بھی ایک ناول مکمل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی منظر قصے کا جزو نہ بن سکے اور اسے ناول کے واقعات سے پس منظر یا پیش منظر کے طور پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہ ہو تو اس کے شمول کا کوئی جواز نہیں خواہ منظر کی وہ تصویر بجائے خود کتنی ہی نادر، رنگین اور دلآویز ہو۔

منظر نگاری کو بھی ناول کے بنیادی متقضیات میں سمجھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اکثر ناول نگاروں نے ناول میں حقیقی تاثر پیدا کرنے کی خاطر مناظر فطرت کو پیش کیا ہے۔ تاکہ ناول کے واقعات کو موثر بنانے کے لیے جذباتی پس منظر فراہم کیا جاسکے۔ دوسرا مقصد یہ ہو سکتاہے کہ اس کی مدد سے کردار کی داخلی کیفیات کو خارجی سطح پر دکھایا جاسکتے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ منظر نگاری کی مدد سے ناول نگاروں نے کرداروں کی داخلی کیفیات کو اجاگر کرنے اور واقعات کو روشن کرنے میں قابل قدر اور قابل ستائش کامیابیاں حاصل کی

ہیں۔ ہارڈی کے ہمیشہ سے ہی اپنے ناولوں میں مقامی منظر اور ماحول پیش کر تا رہا ہے۔ اس نے اس علاقے کی اس قدر خوب صورتی سے منظر کشی کی ہے کہ ہارڈی خود کو ان سب کے درمیان زندہ اور سانس لیتا ہوا محسوس کر تا ہے۔ اور اسکو علاقے کے جغرافیائی حالات اور موسمی تغیرات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

کئی نقادوں نے منظر نگاری کو بھی ناول کے بنیادی مقتضیات میں شمار کیا ہے اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اکثر ناول نگاروں نے ناولوں میں مناظر فطرت کی تصویریں بھی پیش کی ہیں تاکہ ناول کے واقعات کو موثر بنانے کے لیے جذباتی پس منظر ہو۔

Onoematopia (علمِ صوت)

ایک ماہر ناول نگار کی طرح ہارڈی نے اسم صوتی (Onoematopia) کی تکنیک کا نہایت خوب صورتی سے اشکال کرتے ہوئے من چاہی صورتحال پیدا کر دی ہے۔ پتوں کی کھڑ کھڑاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، بادلوں کی اداسی اور تنہائی کو ایسے بیان کیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب حالات و واقعات ہمارے سامنے پیش آرہے ہیں۔ قاری کا دل ان سب کے اندر دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

حوالہ جات

1. Woolf-Virginia; The common Readers, Second Series, Chap 21
2. Cecil, Devid; "Hardy the Novelist" Published by Bobbs, 1946 Pg 20
3. Abrans, General, M.H "The Norton Anthology of English Literature" Third Edition vol.2 Editor Pg 1710
4. Cecil, Devid; "Hardy" the Novelist, Pg 60
5. Hardy, Thomas "The Return of Natives", Kitab Mahal, Pg. 23
6. Hardy, Thomas; "The Return of Natives Pg.64
7. Duffirs, H.C.; Thomas- Hardy, 1964, Copyright town, Pg 82
8. Lay, Matrin "Thomas Hardy A Textal Study", 1982, Pg 60
9. Taylors, Dennis; Hardy's Literary Languages and Victoria philosophy, Published by Clarendor Press Feb 3.1994, Pg 70
10. Hardy, Thomas; The Return of Natives, Kitab Mahal, Pg. 64
11. Lay, Martin; "Thomas Hardy" A textual study of short stories 1982-2017 Pg 10

۱۲. کشاف تنقیدی اصطلاحات، مرتب ابوالیث صدیقی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵، ص ۱۴۸

13. The Return of Natives by Thomas Hardy Pg:3
14. The Return of Natives by Thomas Hardy Pg: 2

باب چہارم

مجموعی جائزہ

انگریزی ادب کا عظیم شہرہ آفاق ناول نگار تھامسن ہارڈی ۲۲ جون ۱۸۴۹ء کو ڈوسٹ کے مقام پر پیدا ہوا۔ وہ بچپن میں خراب صحت کے باعث وہ سکول نہ جا سکا۔

۱۸۲۶ء میں ہارڈی لندن منتقل ہو گیا تا کہ وہاں پر تعمیرات کا کام شروع کر سکے لیکن چوں کہ اس کام میں اس کو قابل قدر دلچسپی نہ تھی۔ اس لیے شاعری اور آداب کے شعبے میں نام پیدا کرنے کی ٹھان لی۔
لندن کی فضا نے اس کی صحت پر کوئی قابل قدر اثرات مرتب نہیں کیے جس کے باعث وہ واپس اپنے وطن آ گیا۔

ابتداء میں ناشرین نے اس کے کام کی کوئی خاص حوصلہ افزائی نہیں کی لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور کام کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہارڈی کا پہلا کامیاب ناول (Under the green wood trace) تھا جس کے بعد کامیاب ناول کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جن میں (The Return of The Natives), (For From Maddening Crow), Jude The Obscure اور (Mayer of Casterbridge) شامل ہیں۔

(The Return of The Natives)

ہارڈی کے ان کامیاب ناولوں میں سے ہے جس کو جہاں T.S.Eliot جیسے عظیم نقادوں نے سراہا ہے۔ تو وہیں پر کئی نقادوں کی شدید تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ نقادوں کی تنقید کا زیادہ نشانہ اس نے آزادانہ موضوعات کا انتخاب ہے۔

ناول کے حوالے سے انگریزی ادب میں انیسویں صدی اس وجہ سے بھ قابل توجہ اور اہم ہے کہ اس میں نئی سوچ اور نیا آہنگ نظر آتا ہے کیوں کہ اس عہد کے ناول نگاروں نے جاگیر دارانہ اور اونچے طبقے کے مسائل کو موضوع سخن بنایا اور اسی روش کے آگے چل کر حقیقت نگاری میں کی شکل اختیار کی تھامسن ہارڈی کا نام بھی ان ناول نگاروں کی فہرست میں نمایاں نظر آتا ہے۔ جنھوں نے اپنے لیے اسی نئی حقیقت پسند ڈگر کا انتخاب کیا مذکورہ ناول ان ناولوں میں سے ہے جو اس کی وجہ شہرت بنا۔ یہ ناول ۱۸۷۸ء میں لکھا گیا۔ اس کی منظر نگاری انگلینڈ کے پہاڑی علاقے وسکیس میں کی گئی تھی جو مصنف کا آبائی وطن تھا۔ یہ ایک ایسے نوجوان کلائم کی کہانی ہے جس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ پیرس میں ہیروں کی دکان کے منیجر کی حیثیت سے

گزارا لیکن چوں کہ اس کے مزاج میں ٹھہراؤ کا فقدان تھا اس لیے وطن واپس آنے کا فیصلہ کیا جہاں اس کی ملاقات ہیروئن یوسٹیثا سے ہوتی ہے۔ جو ایک خوب صورت اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھی۔ اس کا تعلق اعلیٰ خاندان سے تھا اور اسے اپنے حسب نسب پر احساس تفاخر جس کی وجہ سے اس کو یہ دیہاتی علاقہ ناپسند تھا۔ ایک محفل میں دونوں کی ملاقات ہوتی ہے اور کلائم اس کے دام الفت کا اسیر ہو جاتا ہے۔ اپنی والدہ کی مخالفت کے باوجود وہ اس لڑکی (یوسٹیثا) سے شادی کر لیتا ہے۔ اس کی والدہ اس کی شادی اس کی خالہ زاد (تھامسن) سے کرنا چاہتی ہے۔ لیکن وہ (ویلیڈیو) سے محبت کرتی ہے۔ جو ایک شاطر اور عیار شخص ہے اور اس سے زیادہ اس کی دولت میں دلچسپی لیتا ہے۔ یوسٹیثا اور کلائم کی شادی نانا اور والدہ کی مخالفت کے باعث کچھ زیادہ کامیاب نہیں رہتی۔ کچھ عرصے بعد کلائم بصارت کی کمزوری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ واقعہ مزید تلخ حالات کا باعث بنتا ہے۔ دوسری طرف ویلیڈیو تھامسن کے ساتھ ساتھ یوسٹیثا کو دوبارہ اپنے دام الفت کا اسیر بنانے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ جو کبھی اس کی محبوبہ رہی تھی۔ وہ تھامسن کا شوہر ہونے کے باوجود یوسٹیثا کی جانب مائل ہوتا ہے۔ اور اس کی شادی کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکتا ہے۔ اسی دوران کلائم کی والدہ تمام رنجشیں بھلا کر اپنے بیٹے اور بہو سے ملاقات کرنے جب ان کے گھر جاتی ہے تو وہاں پر ویلیڈیو موجود تھا جس کی موجودگی کو صیغہ راز میں رکھنے کے لیے یوسٹیثا دروازہ نہیں کھولتی اور وہ بیچاری گھر واپس آتی ہے۔ رستے میں اسے ایک سانپ ڈس لیتا ہے جو اس کی موت کا باعث بنتا ہے۔

ضمنی ہیروئن اور ہیرو کو بچا لیا گیا اور اس طرح قارئین کے اسرار پر اختتامیہ کو خوشگوار بنا دیا گیا۔

ترجمہ ایک انتہائی علمی سرگرمی ہے جس کا براہِ راست تعلق معاشرتی، ارتقائی اور فکری حدود کی توسیع ہے۔ ترجمے کا عمل براہِ راست اپنی افادیت اور نتائج کے اعتبار سے علمی دنیا میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

اردو کا وہ قاری جس کی رسائی عام حالات میں شاید Hardy اور اس کے ناول نگاری تک نہ تھی اس لیے میرا خیال تھا ترجمے کے ذریعے ہارڈی کے افکار و خیالات سے قارئین بھی لطف اٹھا سکتا ہے۔

یوں دنیا کی مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں رائج رسوم و رواج اور تہوار سے بھی اردو کے قاری کو واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ ترجمے کے عمل سے گزرتے ہوئے ایک زبان کا تحریری مواد دوسری زبان میں از سر نو تشکیل کے مراحل سے گزرتا ہوا ایک نیا لبادہ اوڑھتا ہے۔

ترجمہ کے لیے متن سے وفاداری از حد ضروری ہے۔ ترجمے کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی فطرت بالکل کسی عورت کی مانند ہے کہ اگر یہ ایک اور خوب صورت ہو گا تو متن سے وفادارانہ ہو گا اور اگر متن سے وفاداری کی خوبی ترجمے میں موجود ہو گی تو عین ممکن ہے کہ خوب صورت کسی حد تک متاثر ہو گی۔

مترجم کو اپنے انداز و یک سر فراموش کر کے مصنف کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ترجمہ ایک تخلیقی عمل ہر گز نہیں ہے بلکہ مترجم کو خیالات کے ساتھ ساتھ مصنف کے انداز کا پر تو بھی نظر آنا چاہیے۔

لیکن اس دوران سب سے اہم بات یہ ہے کہ زبان دانی کے اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے مصنف کے خیالات سے انحراف مترجم کے لیے جرم ہے۔

یوں ترجمہ معانی و مطلب کو ایک برتن سے دوسرے برتن میں نہایت وفاداری سے انڈیلنے کا عمل ہے۔ مترجم کسی بھی لمحے خود کو متن سے علیحدہ نہیں کر سکتا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دوران ترجمہ تمام متن من و عن ترجمہ کرنا نا قابل عمل ہو تا ہے۔ اس لیے بعض مراحل میں اس کو ذاتی رائے کے مطابق ترجمے کی نوک پلک سنوارنا پڑتی ہے۔ اس طرح ترجمہ خود مختاری اور غلامی کے بیچ کا ایک راستہ ہے۔

گویا مصنف کو باریک رسی پر چلنا ہو تا ہے۔ مذہب اور ثقافت کے تفاوت کے باعث بعض اوقات مترجم کو کافی کٹھن صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑ تا ہے۔

جب ایک تہذیب میں زیر استعمال محاورات و ضرب الامثال دوسری ثقافت میں کبھی کبھی یکسر متضاد معانی رکھتی ہیں۔ اس صورت حال میں مترجم ایک طرح سے دونوں ثقافتوں کا ترجمان بن جاتا ہے کیوں کہ الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کو احساسات و جذبات کا بھی اظہار کرنا پڑ تا ہے۔ ترجمے کے عمل کے ذریعے ماخذ زبان میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ تحقیقی لحاظ سے نئے الفاظ و تراکیب واضح ہوتی ہیں فکر اور تحقیق کے نئے سانچے اور اسالیب دریافت ہوں گے۔

اس لیے مصنف کے پیغام کو کمال دیانتداری سے قارئین تک پہنچایا جائے۔

مذکورہ ناول کے ترجمے کے دوران بھی ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا اسی لیے ان رسم و رواج کو حواشی میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی جن سے اردو قاری نامانوس تھا۔ جو اردو قاری کے لے بالکل انوکھی اور نئی ہے۔

پہلا باب ترجمے کے اصولی مباحث پر مبنی ہے جس میں ترجمے کو تعریف نوعیت اور متنی تراجم کی اقسام کو مختصر طور پر بیان کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ترجمے کے اصول زیر بحث لائے گئے اور ادبی ترجمہ کے دوران مترجم کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کو مختصراً بیان کیا گیا۔

ترجمہ اور تحقیق کے باہم رشتے کو دیکھا گیا کیوں کہ ترجمہ بھی تحقیق کی ایک شاخ ہے کیوں کہ جب کوئی مترجم ادبی ترجمے کی کوشش کرتا ہے تو دراصل مترجم کے ساتھ ساتھ وہ ایک محقق کے فرائض بھی بخوبی سرانجام دیتا ہے۔

متن کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کو سیاق وسباق کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ حواشی و حوالہ جات کے ساتھ وضاحت طلب اصطلاحات کی وضاحت کرنا ہوتی ہے جو ترجمے میں ممکن نہیں تھیں اور کسی حد تک سیر حاصل بھی نہیں۔

زیر تحقیق مقالے میں ترجمے کی نوعیت کو مختصراً زیر بحث لایا گیا ہے۔ جس میں لفظ بہ لفظ ترجمہ، ماورائے ترجمہ، سیاق وسباق اور ثقافتی اظہار شامل ہیں۔

ترجمے کے دوران Paraphrasing کا طریقہ کار بنیادی طور پر استعمال کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ماورائے ترجمہ اور کہیں پر بوقت ضرورت لفظ بہ لفظ ترجمہ بھی کیا ہے۔ وہ رسوم ورواج جن کی وضاحت مندرجہ بالا طریقہ کار سے کسی طرح ممکن اور تسلی بخش نہ تھی۔ ان کو ثقافتی اظہار کے ذریعے واضح کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس مذکورہ ناول اور اس کے ثقافتی منظر تک، قاری کو رسائی ہو سکے۔

اپنی جائے سکونت سے اس کی والہانہ وابستگی وسکس کے سحر انگیز منظر میں جھلک رہی ہے جس کو اس نے اس طرح حقیقی انداز میں پیش کیا ہے کہ گویا تمام منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور حقیقت کا گمان گزرتا ہے۔

تیسرا باب ناول کے ترجمے پر مبنی ہے ترجمہ بامحاورہ کیا گیا ہے اور جہاں ضرورت پڑی حواشی کی مدد سے خیال کو مزید واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ترجمہ کے لیے Translation کا لفظ مستعمل ہے جو لاطینی زبان سے ماخوذ ہے جس کا مطلب لے کر جانا ہے اور یہ یونانی تصور Metaphrase سے نکلا ہے جس کا مفہوم "لفظ بہ لفظ متبادل فراہم کرنا ہے۔"

ترجمہ دراصل De-coding کا عمل ہے جس کے اند علامات تو بدلی جاتی ہے لیکن خیالات غیر متغیر رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنف کے انداز کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور متن سے وفاداری شرط اولین ہے۔

اگر ناول نگار کا انداز ہ دقت پسند ہے تو ترجمہ بھی دقیق ہی ہونا چاہیے تا کہ مصنف کے انداز کی جھلک نظر آئے۔ اپنے انداز سے متن کو سہل زبان میں ترجمہ کرنا متن سے وفاداری نہ ہو گی اور یوں ترجمے کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

ترجمہ ایک تحقیقی عمل ہے کیوں کہ ہر لفظ کے لیے مناسب متبادل الفاظ کا انتخاب اور پھر اس کو اپنے ترجمے میں موزوں انداز سے رچانا تحقیق ہی تو ہے۔ ادبی ترجمے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی فطرت عورت کی مانند ہے کہ اگر یہ وفادار ہو گی تو خوبصورت نہ کہو گی اور اگر خوب صورت ہو گی تو وفادا نہ ہو گی۔

چوں کہ مکمل وفاداری شرط اولین ہے۔ دوران ترجمہ نظریہ مطابقت پر عمل کیا گیا ہے۔ جس کو جرمنی کے ایک سکول نے ۱۹۶۰ء کے اوائل میں پیش کیا تھا۔ جب کہ آٹو کیڈ اس کا سب سے بڑا مبلغ تھا۔ جس نے اس نظریے کو چار ادوار میں تقسیم کیا۔

پہلی قسم کو کلی مطابقت کا نام دیا گیا لیکن یہ اصول تمام صورتحال میں ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے One-tomay کا طریقہ کار زیادہ قابل عمل ہے جس میں ایک لفظ کے متبادل کئی الفاظ ہوتے ہیں جن میں سے ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جاتا ہے جو بنیادی متن کے مفہوم کی ترسیل کا حق ادا کرتے ہوں اور قریب ترین ہوں۔

Paraphrasing کے طریقہ کار میں مصنف کے خیال کی تو پیروی کی جاتی ہے لیکن جملوں کی مطابقت میں بقدر ضرورت تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ یہ دراصل فکر کی ترسیل کا ذریعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متن میں موجود ضرب الامثال اور محاورات کو اردو زبان کے متبادل محاورات میں تبدیل کیا گیا ہے۔

زیر تحقیق مقالہ کا تیسرا باب ناول کے موضوعاتی اور فنی جائزے پر مبنی ہے۔

ہارڈی کا نام ان ناول نگاروں کی فہرست میں نمایاں نظر آتا ہے جنھوں نے مروجہ روایات سے اجتناب کرتے ہوئے ایک نئی ڈگر کا انتخاب کیا۔ انہوں نے جاگیردارانہ اور اونچے طبقے کے لوگوں کے مسائل کو زیر تحریر لانے کی بجائے درمیانے طبقے کے لوگوں کی کہانیوں کو موضوع سخن بنایا۔

مذکورہ ناول کا شمار بھی اس صف میں ہوتا ہے۔ بنیادی موضوع جس کو ناول نگار نے زیر بحث لایا ہے وہ انسان اور اس کی فطری دنیا ہے۔ اس کے ساتھ اس نے ہیتھ کو بھی ایک بنیادی کردار کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ قسمت اور انسان کی خواہشات کا تصادم بھی ناول نگار کا پسندیدہ موضوع ہے۔ جس کے ذریعے اس نے زندگی کے متعلق اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں محبت اور رومانس کے لافانی جذبات کو

بھی پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس قدر شدت کے ساتھ قطعاً نہیں جیسا عام طور پر رومانوی، ناولوں میں کیا جاتا ہے بلکہ پیار کا جذبہ تو ناول نگار کے لیے ہمیشہ سے تکلیف دہ ثابت ہوا اور بجائے اس کے کہ وہ اس جذبے سے گزرتے اور اس کو محسوس کرتے۔ ہارڈی کے کردار ہمیشہ سے اس لافانی جذبے کے لیے ترستے رہے ہیں لیکن درحقیقت ان کو یہ لطف بھی محسوس نہیں ہوا۔ وہ تو محبت کی خواہش دل میں لیے زندگی کی تکالیف کو گلے لگا لیتے ہیں۔

اسی طرح خانگی نظام کے متعلق ہارڈی کا نقطہ نظر حقیقت کا عکاس ہے اس نے مذکورہ ناول میں معاشرے کی صحیح معنوں میں عکاسی کی ہے معاشرے میں بڑھتے ہوئے طلاق کے رجحانات اور خانگی مسائل کی شرح میں اضافے کی وجہ سے ہارڈی کے کردار صحیح معنوں میں نظر انداز اور توجہ کے متلاشی ہیں۔ کلائم والد کے بغیر ہے تو یوسٹیشا بھی اپنے والدین کو کھو چکی ہے اور تھامسن نے بھی خالہ کے پاس پرورش پائی ہے۔ خانگی نظام میں پڑ جانے والی دراڑیں کرداروں کے جھول کی غماز ہیں۔

ناول کے ان متنازعہ موضوعات کے باعث ہی ہارڈی کو اشاعت میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

تہذیب اور رسومات کو ناول میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ ہارڈی نے ملک میں موجود ان تمام مٹتی ہوئی رسومات کا ذکر کیا ہے اور اس کے ساتھ ان سے اپنی گہری وابستگی کا بھی اظہار کیا ہے جو اس کو ایک روایت پسند ناول نگار کے طور پر پیش کرتی ہے۔

ان دم توڑتی روایات میں ریڈل مین کی عدم موجودگی، چرچ میں حاضری اور مذہبی رسومات سے عدم دلچسپی، کسی خاص مقصد یا یاد کے لیے لکڑیوں کی آگ کا الاؤ یکم مئی کو آمد بہار کی خوشی میں منعقد کیا جانے والا تہوار۔

یہ وہ تمام مٹتی روایات ہیں جن کے بارے میں ناول نگار نے طنزیہ انداز سے معاشرے کے بے حس رویے کا ذکر کیا ہے۔

آئین نو سے ڈرنا، طرز کہن پر اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

معاشرے میں پائی جانے والی توہم پرستی کے رجحان کو بھی ناول نگار نے خوبصورتی سے پیش کیا ہے جو ناول کی مرکزی کردار کی جسمانی کمزوری اور بالآخر ناگہانی موت کا باعث بنتی ہے۔

کردار میں استقلال ناول نگار کا پسندیدہ رجحان ہے اسی لیے جن کرداروں کے رویے میں صبر واستقلال کا عنصر نظر آتا ہے وہ بالآخر کامیابی سے ہم کنار ہوتے ہیں۔

ہارڈی ایک یاسیت پسند تخلیق کار ہے جس کے نقطہ نظر کے مطابق انسان کو قسمت کے ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ لاکھ کوشش کرلے لیکن قدرت نے اس کے حصے میں جو بد نصیبی لکھ رکھی ہو اس سے نہیں بچ سکتا۔ وہ خدا کو ایک ظالم و جابر حکمران کی حیثیت سے دیکھتا ہے جس کے سامنے انسان بے بس ہے۔ اس کی کوششیں بھی اس کی تقدیر کو نہیں بدل سکتی ہیں۔

اس ناول میں سوانحی اثرات بھی جابجا نظر آتے ہیں۔ مثلاً وسکیس کا منظر آلات موسیقی کی اور نسوانی کرداروں کا اہم کردار جو اس کی زندگی کا حصہ نظر آتا ہے۔

ناول کی کہانی تیسرے فرد کی مدد سے بیان کی گئی ہے۔ یہ ناول انگریزی رسالے میں قسط وار کہانیوں کی صورت میں چھپا کرتا تھا جس کو بعد میں مصنف نے قارئین کے اسرار پر ایک ناول کی شکل دی۔

ناول کا مرکزی کردار ایک تعلیم یافتہ خاتون یوسٹیٹا ہے جو اپنی مقامی جگہ کو ناپسند کرنے کے باوجود یہاں رہنے پر مجبور ہے۔ اس کے برعکس ہیرو فرانس کی پر تعیش زندگی کو ترک کر کے محبت میں واپس آتا ہے۔

یوں یہ کہانی شخصیات کے تضاد اور تصادم سے معرض وجود میں آتی ہے۔ تمام ناولوں کی طرح اس ناول کا انجام بھی طربیہ تھا جو کہ تمام کرداروں کی ناگہانی موت ہارڈی کے صورت میں نظر آتا ہے لیکن چوں کہ ناول سلسلہ وار کہانیوں کی صورت میں چھپتا تھا۔ اس لیے قارئین کے بے حد اسرار پر اس کا انجام کسی حد تک خوش گوار کرنا پڑا۔ تھامسن کی شادی کر دی گئی اور کلائم نے بطور سیاحی مبلغ اپنے پیشے کا انتخاب کر لیا۔ ترجمے ایک ادبی سرگرمی ہے جو دور ہو سکتی ہے۔ آج دنیا ایک گلوب ولیج ہے۔ مختلف براعظموں میں رہنے والے لوگ ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ اور اس میں ترجمے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ترجمے نے ایک پل کا کردار ادا کیا ہے۔ علم سب کی مشترکہ میراث ہے اس لیے جب براہِ راست اس کی ترویج ناممکن نظر آئی تو ترجمہ کے ذریعے اسے سرانجام دیا گیا جس کی ایک مثال قرآن پاک کا مختلف زبانوں میں تراجم ہیں۔

مذکورہ ناول ہارڈی کے ان نمائندہ ناولوں میں سے ہے جن میں سوانحی اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ ہارڈی کے بیشتر ناولوں کی طرح اس کا تانا بانا بھی رومانوی موضوع کے گرد گھومتا نظر آتا ہے لیکن درحقیقت یہ ناول نگاری کے احساسات وجذبات کے موضوعات کا اظہار ہے۔

ہارڈی زندگی کی ایک ایسی تصویر سامنے لاتا ہے جس میں قدرتی عوامل مل کر انسان کے بدترین حالات کا باعث بنتے ہیں۔

ہارڈی کے نقطہ نظر میں انسان تقدیر کا کھلونا ہے اور یوں وہ شیکسپیئر کے اس سوچ کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے:

As flies are to the want on boys we are to gods. They play as for their game.

اسی نقطہ نظر کے باعث ہارڈی کو یاسیت پسند کہا جاتا ہے۔ ج بکہ وہ اپنے دفاع میں یہ دلیل دیتا ہے کہ وہ زندگی کا اصل چہرہ سامنے لاتا ہے اور اگر یہ رخ بھیانک ہے تو اس کو مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے۔ وہ خود کو یاسیت پسند ناول کے بجائے حقیقت پسند کہلوانا پسند کرتا ہے۔

فنی تمام ہیروئنوں کی طرح اس ناول کی ہیروئن تقدیر کے جور و ستم کا شکار نظر آتی ہے۔ محبت کا جذبہ اس کی زندگی کے سکون کو تہس نہس کرتا بلآخر اسے موت سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ ناول ہارڈی کے تمام نالوں میں سب سے زیادہ قابل بحث گردانا جاتا ہے۔

ہارڈی کے تمام کردار حقیقی زندگی سے نظر آتے ہیں۔ اپنے کرداروں کے ذریعے ہارڈی نے انسانی نفسیات کی بڑی خوبصورتی سے عکاسی کی ہے۔ مختلف اور متضاد کرداروں کے ذریعے زندگی کی حقیقتوں کو آشکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ناول کے تینوں غالب کردار نسوانی ہیں جن میں مصنف کی ذاتی زندگی کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔

نفسیات کے ساتھ ساتھ ہارڈی نے اپنے آبائی علاقے وسکیس میں رائج رسوم ورواج کو بھی ڈھانے کی کوشش کی ہے جن میں آگ جلانا، سردیوں کی طویل راتوں میں رقص و سرود اور بادہ نوش کی محفلیں، جادوٹونا، توہم پرستی، شادی بیاہ کی رسومات شامل ہیں۔ مزاح کے فقدان کو ناول نگار نے بڑی خوب صورتی کے ساتھ دیہاتیوں کی سادہ لوح گفتگو کے ذریعے پر کہا ہے تاکہ اس سنجیدہ ناول کو بوریت سے محفوظ رکھا جاسکے۔

ناول مصنف کی مضبوط قوت شاہدہ کی علامت ہے جس نے اپنے آبائی علاقے میں پائی جانے والے تمام پرندوں، جانوروں، پودوں کے بارے میں بھی گہری معلومات فراہم کی ہیں۔ مثلاً ڈوڈو، کنگ فشر، ہیتھ بیل، رین پیرو، مائیکل مارس وغیرہ۔

اس کے علاوہ ہارڈی نے سینٹ جارج کا کھیل بھی ثقافت کے اظہار کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس کا بنیادی موضوع دشمن کی موت اور بہار کے آغاز ہے۔

ناول کی کہانی کے ذریعے ہارڈی نے زندگی کے بارے میں اپنے فلسفہ حیات کا بھی تعین کر دیا ہے۔ اس کے نقطہ نظر کے مطابق جن کرداروں نے خود کو ماحول اور حالات کے مطابق ڈھال لیا وہ ایک خوش گوار اور مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس ماحول سے نامانوس کردار ہمیشہ پریشان اور غم زدہ نظر آتے ہیں۔

ضمنی کردار تھامسن کے کردار میں ایک لچک نظر آتی ہے جس کے باعث وہ خود کو بدلتے حالات کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔ اس کے برعکس ناول کے مرکزی کردار یوسٹیشا اور کلائم چوں کہ خود کو بدلتے حالات کے مطابق نہ ڈھال سکے اس لیے وہ مضطرب اور غمزدہ نظر آتے ہیں یہی نخوت اور سخت گیر مزاج کے باعث یوسٹیشا اور ویلیڈیو اندوہناک انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

اسلوب کسی بھی فنکار کی روح کی آواز ہوتی ہے اس کے جذبات واحساسات کا ذریعہ اظہار ہے۔

اور اس لیے ہارڈی کوئی مخصوص انداز نہیں اپناتا بلکہ وہ موضوع کے مطابق مناسب الفاظ کا انتخاب کرتا ہے۔ اگر فلسفہ زندگی بیان کرنا ہو تو مصنف الفاظ کا استعمال وبلاغ وصراحت سے کرتا ہے۔ اور اس موقع پر وہ فصاحت وبلاغت کی انتہاؤں پر نظر آتا ہے۔ جب کہ اگر سادہ لوح دیہاتیوں کی گفتگو بیان کرنا ہو تو ناول نگار ان کے لب ولہجے میں مکالات لکھتا ہے۔

جہاں تک پلاٹ نگاروں کا تعلق ہے تو ہارڈی کے پلاٹ سادہ نہیں ہیں بلکہ پیچیدہ ہیں جو ہیجان انداز میں بھرپور ہیں۔ دوسرے اہم ناولوں کی طرح موجودہ ناول میں بھی ان ہیجانات کا ارتقائی حادثات کے مخل ہوتے، ہر رویہ انجام پاتا ہے۔

ہارڈی نے کہانی میں موجود ڈرامائی عناصر اور حادثات اور پلاٹ کی خوش سلیقہ مندی کے ساتھ سر انجام دیتا دکھایا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ناقدین کے مطابق ہارڈی کا اپنا کوئی مخصوص انداز یہی نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ ارادی طور پر انداز کو کسی قسم کے تصنع یا ملمع کاری کا شکار نہیں ہونے دیتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہارڈی زبان کا استعمال اس انداز سے کرتا ہے کہ گہرے ترین احساسات کو بیان کر سکے۔ چوں کہ ہارڈی بنیادی طور پر ایک شاعر ہے اس لیے تخیلات کے اظہار میں اس کی ملکہ حاصل ہے۔

تشبیہات اور استعارات کا بے مثل استعمال ہارڈی کو عظیم ادبی فنکاروں کی فہرست میں کھڑا کرتا ہے۔

یوسٹیشا کے سراپے کو بیان کرنے کے لیے مصنف نے حیرت انگیز تشبیہات کا سہارا لیا ہے جن میں تاریخی اور دیومائی داستانوں کے حوالے شامل ہیں ج وناول نگار کے تاریخی، ادب اور مذہب کے متعلق گہرے علم پر دلالت کرتا ہے۔

اس کے ساتھ ہارڈی کے فن میں منظر نگاری کو اہمیت حاصل ہے۔ وہ کسی احساس کو محسوس کر کے اس کی واضح تصویر کشی کرتا ہے کہ احساس کو ایک مادی شکل عطا کرتا ہے۔ کرداروں کے نام کا انتخاب بھی علامتی ہے۔ یوسٹیشا کا لفظ (eustay) سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب تمام دنیا میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کا مظہر ہے اور دراصل ان تمام تبدیلیوں کی جانب اشارہ ہے۔ جو وہ دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں لاتی ہے۔

ویلیڈیو کا نام 'Wildness' سے ماخوذ ہے جو اس کے کردار پر دلالت کرتا ہے۔

Quiet Woman کا کردار بھی اس کی شخصیت کا غماز ہے۔ تنقیدی جائزے کے دوران جہاں اس کی نثر نگاری میں یہ خوبیاں ہیں۔ وہاں پر اسلوب اور زبان دانی کے حوالے سے کچھ خامیاں بھی نظر آتی ہیں جن میں صرف و نحو کی اغلاط اور بے ربط صنعت فعل اور فعل مطلق مصدر کے علاوہ طویل، غیر ضروری اور بے ربط جملوں کی کثرت شامل ہے۔

ہارڈی اکثر غیر ضروری حروف عطف اور حروف ربط کا استعمال کرتا ہے جس کی وجہ سے جملے غیر ضروری طوالت کا شکار ہو جاتے ہیں جو بعض اوقات قاری کی کوفت کا باعث بنتی ہے۔

ناول نگار انگریزی صرف و نحو کے قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی مرضی سے ان کو استعمال میں لاتا ہے۔ ہارڈی کے پلاٹ پیچیدہ ہوتے ہیں۔

کہانی میں موجود ڈرامائی عناصر کو مناظر اور حادثات اور پلاٹ کی خوش سلیقہ مندی سے سرانجام دیتا دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح اس کے کردار حقیقی زندگی سے قریب تر نظر آتے ہیں۔ ہارڈی کے کردار سے سر تا پیر اچھائی یا برائی کا مجموعہ نہیں ہوتے۔ اگر مثبت کردار میں تو ان کے اندر بھی کوئی خاصی نظر آتی ہے اسی طرح منفی کردار کے اندر بھی اچھائی کا کچھ مواد نظر آتا ہے۔ ترجمے کے دوران مصنف کے خیالات اور انداز کی مکمل تابعداری فرض عین ہے۔ اسی لیے انداز میں اتار چڑھاؤ ترجمے میں بھی نظر آنا چاہیے۔

مذکورہ ناول ہارڈی کا چھٹا ناول ہے جس میں وہ فن کی بلندیوں پر نظر آتا ہے۔ ناول نگار نے زبان و بیان کے لحاظ سے اعلیٰ صلاحیتوں کا استعمال کیا ہے۔ ہارڈی ایک بلند پایہ ناول نگار ہے اس لیے اس کی زبان بھی شستہ اور اعلیٰ معیار کی ہے۔ ناول نگار دقت پسندی کے باعث مشہور ہے۔ یہ شاید اس کی جانب سے ایک دانستہ کوشش ہو سکی تھی کہ اس کی تحریروں کے قارئین محدود تعداد میں ہو اور فقط اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ ہی اس سے خط اٹھا سکے۔ انگلش کے علاوہ فرنسیسی زبان کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ کرداروں کے ساتھ اس کی زبان کے انداز بھی بدل جاتے ہیں۔

ہارڈی کے کردار متنوع اور حقیقی نظر آتے ہیں۔ ناول کا ہیرو ایک سچا اور عمل پسند شخص ہے جس کو اپنے وطن سے محبت ہے جس کی خاطر وہ پیرس کی رنگینیوں کو الوداع کہہ آیا ہے۔ ہیروئن یوسٹیثا خیالوں کی دنیا میں رہنے والی خاتون ہے جو بہتر سے بہتر کی تلاش میں رہتی ہے لیکن عملی طور پر اس کے لیے کوئی کوشش نہیں کرتی۔ تمام کردار حقیقی زندگی کے قریب ہیں۔

ناول میں علامت نگاری کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔ خود ہیتھ کو ناول نگار کے خوابوں کی سرزمین اور ایک پُراسرار کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

تشبیہات و استعارات کا استعمال تخلیق کار کے فن کو نکھارتا ہے۔ ہارڈی نے بھی کرداروں کے بیان میں استعارات و تشبیہات سے مدد لی ہے جو اکثر اس کے علم و فن کی گواہی دیتے ہیں۔

ناول نگار نے تاریخ و ادب سے سیر حاصل حوالے دیے ہیں۔ علاقے میں پائے جانے والے تمام اقسام کے نباتات، پرند اور دوسری حشرات کے بارے میں اس کی معلومات حیران کن حد تک ہیں اور اس کی وجہ اس کا ہیتھ سے والہانہ عشق ہے۔

ناول کا اختتام طربیہ ہے لیکن ناول نگار اسے ایک خوشگوار انجام سے ہم کنار کرنے کا خواہاں تھا لیکن چونکہ مذکورہ ناول قسط وار رسالے میں شائع ہوا تھا اور اس کے بعد اس کو ناول کی شکل دی گئی اس لیے وہ کہانی میں حسبِ منشاء ردوبدل نہ کر سکا۔

ناول کی کہانی تیسرے فرد کی مدد سے سنائی گئی تھی جو تمام حالات و واقعات کو دیکھ اور محسوس کر سکتا ہے۔

میں نے ترجمے کے دوران جملوں کی غیر ضروری طوالت کو ترجمہ کرتے ہوئے ان کو ذیلی حصوں میں تقسیم کرنا پڑا تھا۔ نامانوس اصطلاحات کو حوایش و حوالہ جات میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تا کہ اردو ادب کے قارئین جو اس تہذیب و تمدن سے واقفیت نہیں رکھتے ان کے لیے سمجھنے میں آسانی پیدا کی جا سکے۔

اس ناول کے ترجمے کے دوران مجھے مندرجہ ذیل مسائل کا سامنا کرنا پڑا:

۱۔ ضخامت

۲۔ مشکل پسندی

اولین تو ناول بہت ضخیم تھا اس لیے دوران ترجمہ اندازے سے کہیں زیادہ وقت صرف ہوا۔

ناول نگار انگریزی کلاسیکل ادب کا شہرہ آفاق ہستی ہے۔ اس نے دقیق پختہ انگیزی کا استعمال کیا ہے۔ اس کے ساتھ لاطینی اور یونانی زبان سے مختلف حوالہ جات لیے گئے جن کی وضاحت ایک کٹھن مرحلہ تھا۔

نتائج

مقالہ زیر تحقیق کی تکمیل کے بعد مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے ہیں۔

۱۔ انگریزی سے اردو میں ادبی ترجمہ کرتے ہوئے ترجمہ بامحاورہ ہونا چاہئے کیونکہ بامحاورہ ترجمہ بامعنی، باربط اور متوازن ہوتا ہے اور یوں مصنف کے انداز بیان سے کسی حد مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۲۔ مترجم کو مصنف کے طرز ادا کا خیال رکھنا چاہیے کیوں کہ ترجمے میں متن سے مکمل وفاداری شرط اولین ہے اگر مترجم اپنے اسلوب کو فوقیت دے گا تو یہ ایک تخلیقی کاوش نظر آئے گی مگر ترجمہ نہیں۔

۳۔ ناول کے بیشتر موضوعات سماج سے جڑے ہیں جن میں یاسیت پسندی، تانیثی، عائلی اور رومانوی زندگی کے مسائل شامل ہیں۔ تہذیب و ثقافت کی عکاسی اس کے موضوعات کی نمایاں خصوصیت ہے۔

۴۔ ہارڈی کے منفرد اسلوب کی نمایاں خصوصیات مشکل پسندی ہے وہ مقفع زبان کا استعمال کرتا ہے۔اس کے علاوہ تشبیہات واستعارات، علامت نگاری مکالمہ نگاری اور علم صوت کی مدد سے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

سفارشات

زیر نظر تحقیق کے نتیجے میں مندرجہ ذیل سفارشات سامنے آئی ہیں۔

۱۔ بنیادی موضوع ناول کا ترجمہ تھا اس لیے تحقیقی و تنقیدی و ثقافتی جائزے پر علیحدہ سے مزید تحقیق کی جا سکتی ہے۔

۲۔ زیر نظر مقالہ ترجمے پر مبنی ہے اسی طرح ناول نگار کا اردو کے ہم عصر ناول نگار کے ساتھ موضوعاتی و فنی تقابل بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ناول کے اہم موضوعات میں کسی ایک کو موضوع بنا کر اور اردو کے ہم عصر ناول نگاروں کے یکساں موضوعات سے تقابل ہو سکتا ہے۔

۴۔ ناول کے ترجمے کا کسی اور ہم عصر ناول نگار کے ترجمے سے تقابل کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ ثقافتی پہلوؤں پر بھی مزید تحقیق کی جا سکتی ہے۔

کتابیات

بنیادی ماخذ:

"The Return of th Natives" by Thomas Hardy, New Kitab Mahal 08 Urdu Bazar, Lahore.

ثانوی ماخذ:

کتب:

۱. ابولاعجاز صدیقی، مرتب، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء
۲. ارنسٹ ہمینگوے، بوڑھا اور سمندر، مترجم انصاری، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۷ء
۳. اعجاز راہی، مرتب، روداد سیمنار، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۹ء
۴. رشید امجد، ڈاکٹر، فن ترجمہ کے اصولی مباحث، بشمولہ روداد سیمنار، اردو زبان میں ترجمہ کے مسائل، ص ۴۳
۵. سہیل احمد خان، ڈاکٹر منتخب ادبی اصطلاحات، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء
۶. سو عظیم آدمی، مائیکل ہارٹ، مترجم عاصم بٹ، فروری ۲۰۰۱ء
۷. ظہور الدین پروفیسر، فن ترجمہ نگاری، ہیانت ہر کاش دریاگنج دہلی، ۲۰۰۶ء
۸. قمر رئیس، مرتب، ترجمہ کا فن اور روایت، ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ، ۲۰۰۴ء
۹. کیمیادان، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، انٹرنیشنل کانگریس آف رائٹرز اینڈ انٹلکچویل، لاہور، ۲۰۰۱ء
۱۰. مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، مغرب سے نثری تراجم، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

English Books

1. Achebe, C. (1958). Things Fall Apart London, Heinmann.
2. Baker, M. (1992) In other Words: A Course book on Translation New York: Routledge.
3. Bassnett,s (1980) Translation Studies London: Metheen C. Ltd
4. Cecil ,Devid "Hardy The Novelist" (2006) Obscure Press.
5. Brown, Douglas "Thomas Hardy" (1967) Longmans.
6. Abercrombie, Lascelles, "Thomas Hardy: A Critical Study.
7. "The North Anthology of Enlgish literature, 2004 third edition vol 2.
8. "Benjamin W" Problems in general linguistics 2004, Harward University Press.
9. Kennedy X.J; Literature An Introduction to poetry fiction and drama, seventh Edition.
10. The Norton Anthology of English Literature third Edition.
11. Woolf Virginia; The Common Readers, second edition (1925) Musaicum Books.

لغات:

۱. قومی، انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع ششم ۲۰۰۶ء
2. Collin's English Dictionary, Patrick Hanks William Colins, sons of Co litd Glasoro 1981
3. Oxford Advanced Learners, Dictionary Nineth Edition, 2006
4. Dictionary of Literary Terms, Kitab Mahal Lahore, Pakistan

5. English to English and Urdu Dictionary, Ferozsons, 1987, twenty third impression, 2013

انسائیکلوپیڈیا

1. Britanica Encyclopedia of World religions.
2. Penguine Enclopedia of Places, W.G Moore Second Edition
3. The Encyclopedia of ancient civilizations Edited by Ather Cotlerell
4. Encyclopedia Britaanica Third Edition

۵. اردو سائنس انسائیکلوپیڈیا، مولف: خالد اقبال یاسر، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۷ء لاہور